انجیل برناباس
www.KitaboSunnat.com
اردو
ترجمہ
مولانا محمد حلیم انصاری صاحب
مقدمہ
مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی
ترتیب و پیشکش
خالد محمود صاحب
ادارہ اسلامیات
کراچی۔ لاہور

انجیل برناباس

اُردو

ترجمہ

مولانا محمد حلیم انصاریؒ

مقدمہ

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑویؒ

ترتیب وپیشکش

جناب خالد محمود صاحب (سابق یوئیل کندن)

ناشر

ادارہ اسلامیات کراچی۔لاہور

پہلی بار۔ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ ۲۰۰۳ء
باہتمام۔ اشرف برادران سلمہم الرحمان

پبلشرز بک سیلرز ایکسپورٹرز

ادارہ اسلامیات موہن روڈ، چوک اُردو بازار کراچی فون: 7722401
ادارہ اسلامیات ۱۹۰، انارکلی، لاہور، پاکستان فون: 7353255
ادارہ اسلامیات دینا ناتھ مینشن مال روڈ، لاہور فون: 7324412

ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف: ڈاکخانہ دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴
مکتبہ دارالعلوم: جامعہ دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴
دارالاشاعت: ایم اے، جناح روڈ کراچی
بیت القرآن: اُردو بازار کراچی
بیت الکتب: نزد اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی
بیت العلوم: ۲۰ نابھہ روڈ لاہور
ادارہ تالیفات اشرفیہ: بیرون بوہڑ گیٹ ملتان شہر
ادارہ تالیفات اشرفیہ: جامع مسجد تھانے والی ہارون آباد بہاولنگر

انجیل برناباس کا مختصر سا تعارف

الحمد للہ ''ادارہ اسلامیات'' کو بیشمار مذہبی' اصلاحی' تاریخی اور دیگر مختلف علمی موضوعات پر کتب شائع کرنے کا اعزاز و شرف حاصل ہے۔

اور اس وقت بھی ''انجیل برناباس'' کے نام سے جو کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے یہ کتاب نہ صرف تاریخی حیثیت رکھتی ہے' بلکہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی توحیدی تعلیمات کی نشاندہی بھی کرتی ہے' اور یہ کہ اس میں واضح طور پر حضرت یسوع مسیح علیہ السلام نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی ''بشارات'' بھی دی ہیں۔ ''انجیل برناباس'' کا جو قدیم نسخہ میرے پاس ہے' اس کو ''اسلامی مشن'' (سنت نگر لاہور) نے ۱۹۱۶ء میں شائع کیا تھا' اور اگر اسلامک پبلیکیشنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ (لاہور) سے شائع ہونے والی ''برناباس کی انجیل'' میں آسی ضیائی صاحب کی ''ضروری گزارش'' کے عنوان والی تحریر کو سامنے رکھا جائے تو ان کے مطابق ''انجیل برناباس'' پہلے ۱۹۱۰ء میں اور دوسری بار ۱۹۱۶ء میں اور پھر تیسری بار ۱۹۶۲ء میں شائع ہوئی۔

اور اب ''انجیل برناباس'' کا جو جدید ایڈیشن آپ کے ہاتھ میں ہے' وہ اسی ۱۹۱۶ء والے نسخہ کا نیا لباس ہے' لہٰذا اگر ۱۹۱۶ء ہی سے گنتی کی جائے تو معلوم ہوگا کہ ۲۰۰۱ء تک زمانے نے جس تیزی کے ساتھ زندگی کے مختلف شعبوں میں کروٹیں لی ہیں' وہاں ہی قلم و قرطاس کی دنیا میں بھی بڑی حد تک تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں' مطلب یہ کہ ''انجیل برناباس'' کے ۱۹۱۶ء والے نسخہ کو جب کمپیوٹر کمپوز کروا کر اس کی پروف ریڈنگ اسی قدیم نسخہ کو سامنے رکھ کر شروع کی' تو معلوم ہوا کہ اس وقت کی ہاتھ کی کتابت والے اس نسخہ میں بعض الفاظ چھپائی میں صحیح طور پر نہ آنے کی وجہ سے سمجھ نہ آتے تھے' بعض جگہ بائبل کے حوالوں کے نمبر

غلط تھے، حتی کہ ''انجیل برناباس'' کے اصل نسخہ نمبر بھی غلط ڈلے ہوئے ہیں، بہرحال اپنی پوری کوشش اور احتیاط کو ملحوظ رکھتے ہوئے حتی الوسع کوشش کی گئی ہے کہ ''انجیل برناباس'' کا جو نیا ایڈیشن اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے اس میں کسی قسم کی ظاہری غلطی نہ رہے۔ اور ۱۹۱۶ء والے نسخہ سے ہر طرح مطابقت بھی رہے۔

اور اس مقصد کے حصول کے لئے اسلامک پبلیکیشنز لاہور اور صدیقی ٹرسٹ کراچی سے شائع ہونے والے ''انجیل برناباس'' کے نسخوں سے مدد لی گئی۔ لیکن اس کے باوجود ''انسان اور نسیان'' والے جملے کو سامنے رکھتے ہوئے قارئین سے التماس ہے کہ اگر وہ اس نئے ایڈیشن میں رہ جانے والی کسی غلطی یا غلطیوں کو محسوس کریں تو برائے کرم مطلع فرمائیں، تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان کی تصحیح کر لی جائے۔

اس کے ساتھ ساتھ میں مولوی حفیظ اللہ صاحب ڈیروی اور مولوی خلیل الرحمن صاحب کا بھی انتہائی مشکور ہوں کہ جنہوں نے انجیل برنباس کی عربی تصحیح میں احقر کی بھرپور مدد فرمائی۔ اللہ جزائے خیر دے۔ آمین ثم آمین۔

خالد محمود سابق یوئیل کندن

جامعہ دارالعلوم کراچی

موبائل: 0333-2248477

۱۶/ربیع الاول ۱۴۲۲ھ

فہرست عنوانات

عنوان	صفحہ
	۱۰۹

''انجیل برنا باس کی اہمیت ایک نو مسلم کی نظر میں''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم النبیین ﷺ کی ''آمد مبارک'' کی پیشن گوئی دیتے ہیں' اور حضور اکرم ﷺ کی شان و کمالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئیگا لیکن اگر جاؤنگا تو اسے تمہارے پاس بھیج دونگا۔ اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائیگا۔ گناہ کے بارے میں اسلئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے۔ راستبازی کے بارے میں اسلئے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت کے بارے میں اسلئے کہ دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا ہے۔ مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے مگر اب تم انکی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئیگا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائیگا۔ اسلئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا۔ وہ میرا جلال ظاہر کریگا۔ اسلئے کہ مجھ ہی سے حاصل کر کے تمہیں خبریں دیگا۔ جو کچھ باپ کا ہے وہ سب میرا ہے اسلئے میں نے کہا کہ وہ مجھ ہی سے حاصل کرتا ہے اور تمہیں خبریں دیگا۔'' (یوحنا باب ۱۶ آیت ۷ تا ۱۶)

آقائے نامدار آنحضرت ﷺ کے حق میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ پیشن گوئی اور بائبل مقدس کے عہد نامہ عتیق و جدید کے دیگر مقامات میں خاتم النبیین ﷺ کے بارے میں مذکورہ اس جیسی اور پیشنگوئیاں اور ان پیشنگوئیوں میں بیان ہونے والے صفات و کمالات صاف طور پر اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ تمام پیشنگوئیاں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

کی ''ختم نبوت'' کا اعلان خاص و عام ہیں' اور آئندہ تمام جن و انس کیلئے ''حجت اتمام'' ہیں لیکن دوسری جانب عیسائی دنیا تقریر و تحریر کے ذریعہ آنحضرت ﷺ کی شان حق میں وارد ہونے والی ان پیشنگوئیوں کی عجیب و غریب تاویلات کرتے ہوئے ان کو ''روح القدس'' کا مصداق بتلاتے آئے ہیں اور بتاتے ہیں۔

اِدھر علماء اہل السلام نے نہ صرف ''بائبل مقدس'' سے عیسائی علماء کی تاویلات کا رد کیا بلکہ بائبل ہی سے مسکت جوابی کے ساتھ ان پیشنگوئیوں کا مصداق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا۔

لہٰذا ضمیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جن بندگانِ اللہ نے ان پیشنگوئیوں کو صداقت کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ''آمد مبارک'' کی دلیل قطعی جانا اور مانا ایسے برگزیدہ لوگ دامن اسلام سے وابستہ ہوئے' اور جن لوگوں نے نہ ماننا تھا نہ مانے جس کے نتیجے کے طور پر عیسائی دنیا کی جانب سے سوالیہ انداز سے یہ اعتراض اٹھایا جانے لگا کہ:۔

> ''اہل اسلام ایک طرف تو بائبل کو ''محرف'' بتاتے ہیں اور دوسری طرف بائبل سے آنحضرت ﷺ کی بابت بشارات اور پیشن گوئیاں پیش کرتے ہیں ; اس صورت میں اگر بائبل ''محرف'' ہے تو بشارات کا دعویٰ باطل ہے' اور اگر بشارات اور پیشن گوئیوں کا دعویٰ صحیح ہے تو بائبل کے ''محرف'' ہونے کا دعویٰ جھوٹا ہے''

عیسائیت کی جانب سے اس مذکورہ بالا سوال نما اعتراض کا جواب دیتے ہوئے ''جامعہ دارالعلوم کراچی'' کا شعبہ دارالافتاء لکھتا ہے:۔

> ''یہ بات مسلم ہے کہ موجودہ انجیل مقدس اپنی اُس اصلی حالت پر نہیں ہے جس طرح اُتری ہے بلکہ یہ عیسائیوں کی طرف سے تحریف شدہ ہے' لطف کی بات یہ ہے کہ انجیل مقدس میں اس

قدر تحریف کے باوجود رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق
جو پیشن گوئیاں اور ان کی جو صفات اس کتاب مقدس میں بیان
کی گئی ہیں، اس کا بیشتر حصہ اب بھی اس میں موجود ہے، اس لئے
عیسائیوں پر اتمام حجت کے طور پر اسلام کی حقانیت اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا ثبوت ان ہی کی مقدس کتاب
سے پیش کیا جاتا ہے تاکہ عیسائیوں پر یہ بات واضح ہو جائے کہ
تمہاری مقدس کتاب کی رو سے بھی اسلام کا حق اور سچا مذہب
ہونا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ کا آخری
پیغمبر ہونا ثابت ہوتا ہے لہٰذا اب اسلام کے ظہور کے بعد عیسائی
مسلک اختیار کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔

اس تفصیل سے یہ واضح ہو گیا ہے کہ کتاب مقدس اور اسی طرح
دوسری آسمانی کتابوں سے جو پیشن گوئیاں بطور دلیل لکھی جاتی
ہیں وہ مسلمانوں کے حق میں اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے
کیلئے نہیں بلکہ انہیں عیسائیوں پر اس بات کو واضح کرنے کیلئے
پیش کیا جاتا ہے کہ جب تمہاری مقدس کتابوں سے اسلام کی
حقانیت ثابت ہو جاتی ہے تو پھر اسلام کو سچے دل سے قبول
کر لینا چاہیے، اس کے برخلاف عیسائی و یہودی مذاہب باطلہ
پر ڈٹے رہنے کا کیا جواز ہے؟"

اور حضرت مولانا بشیر احمد حسینی صاحب مذکورہ بالا تفصیلی جواب کا اجمالی خاکہ پیش
کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ہم اہل اسلام بائبل کے بارے میں یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ
بائبل میں کلام الٰہی ہے، مگر بائبل کلام الٰہی نہیں بالفاظ دیگر

بائبل میں کلام اللہ موجود ہے' مگر ساری بائبل کلام اللہ نہیں' بلکہ
اس میں انسانی ہاتھ کا کرشمہ و کرتب بھی موجود ہے جیسا کہ پہلے
تحریر کیا گیا ہے' پس بائبل کے متعلق ہمارے دونوں نظریے حق و
صداقت پر مبنی ہیں'' (تربیت ردمسیحیت' ص ۶۲)

ادھر ''انجیل برناباس'' جب مختلف ادوار میں مختلف زبانوں سے ترجمہ ہوتی ہوئی منظر عام پر آئی تو ۱۹۰۸ء میں ایک عیسائی ڈاکٹر خلیل بک سعادت نے ایطالوی زبان کے انگریزی ترجمہ سے اُسے جب عربی زبان میں ترجمے کر کے شائع کیا تو عیسائی دنیا میں ایک شور مچ گیا۔ اور ''انجیل برناباس'' کو جعلی قرار دیتے ہوئے اس انجیل کو کسی مسلمان کی تصنیف بتایا' خود ڈاکٹر خلیل بک سعادت صاحب نے ''انجیل برناباس'' کے مقدمہ میں اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ انجیل کسی ایسے شخص کی تصنیف ہے جو پہلی نصرانی تھا اور پھر مسلمان ہو گیا تھا' بہر حال عیسائی علماء اور عوام میں ''انجیل برناباس'' کے جعلی ہونے کے حوالے سے یہ ایک خاص اعتراض ہے کہ یہ انجیل کسی مسلمان کی تصنیف ہے۔

عیسائیوں کی جانب سے ایک دوسری وجہ اس انجیل کو جعلی قرار دیے جانے کی جو صاف نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ اس میں نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ''آمد مبارک'' کی تفصیل کے ساتھ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی بھی ذکر ہے' بلکہ یہ عیسائیت کے عقیدہ کفارہ اور حضرت مسیحؑ کے مصلوب کیے جانے کی تردید اور ختنہ کے حکم کے ساتھ ساتھ ایک اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کا سبق اور درس بھی دیتی ہے' لہٰذا عیسائی عقائد کے خلاف ''انجیل برناباس'' کے ان حقائق نے ''انجیل برناباس'' کو جعلی قرار دے دیا' چنانچہ عیسائیت کی مستند کتاب ''قاموس الکتاب'' ''برنباس کی انجیل'' کے عنوان سے ایک جگہ لکھتی ہے:-

''**برنباس کی انجیل**'' ایک جعلی انجیل جو غالباً
چودھویں صدی عیسوی کے اوائل میں لکھی گئی۔ داخلی شہادت
سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف فلسطین کا باشندہ نہیں تھا کیونکہ وہ

وہاں کے جغرافیہ سے پورے طور پر واقف نہیں۔ یہ اطالوی
زبان میں لکھی گئی اور اس میں اناجیل اربعہ اور قرآن مجید کے
اقتباسات ملتے ہیں۔ مصنف احادیث اور اسلامی تعلیم سے بھی
اچھی طرح واقف ہے۔'' (قاموس الکتاب' ص ۱۴۷)

اس سے پہلے کہ میں ''انجیل برناباس'' پر عیسائیوں کے مذکورہ بالا اعتراض اور اس جیسے دیگر اعتراضات کے جواب کی طرف آؤں اس مضمون سے پہلے چند گزارشات مناسب خیال کرتا ہوں۔

اس بندہ کے عیسائیت سے تائب ہو کر ''دین اسلام'' قبول کرنے پر جب خاندان اور خاندان سے باہر عیسائیوں نے اسلام پر اعتراضات کئے تو میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ جذبہ پیدا ہوا کہ میں اپنے خاندان اور خاندان سے باہران عیسائی یگانوں اور بیگانوں کے اعتراضات کے جواب دوں' لہٰذا اس جذبہ کے تحت ردِ عیسائیت کی کتب کی تلاش نے مجھے حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ مرحوم و مغفور کی کتاب ''اظہار الحق' بمعروف ''بائبل سے قرآن تک'' اور ''اعجاز عیسوی'' سے جا ملایا۔

عیسائی مذہب کا پیروکار ہوتے ہوئے کیونکہ خود مجھے عیسائیت کے مذہب وعقائد کا بہت رسمی اور واجبی سا علم تھا' اس لئے میرے قبول اسلام کے بعد جب عیسائیت کی جانب سے اعتراضات کا طوفان اٹھا تو ان دو مذکورہ بالا کتب نے ''دین اسلام'' پر میرے ایمان کو تازگی بخشتے ہوئے مجھے نہ صرف اسلام پر عیسائیوں کے بیجا اعتراضات کے حقیقت پسندانہ جوابات فراہم کئے بلکہ عیسائیت کے جن عقائد کے بارے میں' میں بہت ہی اجمالی قسم کی معلومات رکھتا تھا' ان کی تفصیل بھی حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ان مذکورہ بالا کتب نے دیں۔

''مکتبہ دارالعلوم کراچی'' سے شائع ہونے والی حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''اظہار الحق'' بمعروف ''بائبل سے قرآن تک'' جس کے اردو مترجم

حضرت مولانا اکبر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے' اور اس کتاب پر شرح وتحقیق کا کام شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے کیا ہے' نہ صرف شرح وتحقیق کا کام کیا' بلکہ اس بے نظیر کتاب پر علوم سے پر ایک بہترین ''مقدمہ'' بھی تصنیف کیا ہے' جو علیحدہ سے ''عیسائیت کیا ہے؟'' کے زیر عنوان کتابی شکل میں بھی دستیاب ہے۔

اس کتاب میں شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے عیسائیوں کی جانب سے ''انجیل برناباس'' کے بارے میں ان سوالات اور اعتراضات کا جواب بھی حقائق کی روشنی میں لکھا ہے جو ''انجیل برناباس'' کی تصنیف اور تاریخی حقائق پر کیے جاتے ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے ''انجیل برناباس'' پر اٹھنے والے اعتراضات اور سوالات کے جواب کیلئے ''انجیل برناباس'' کے جس نسخہ کو سامنے رکھا' وہ عیسائی ڈاکٹر خلیل بک سعادت ہی کے عربی ترجمہ کا اُردو ترجمہ ہے جس کے مترجم جناب مولوی محمد حلیم انصاری ہیں جس کو ''اسلامی مشن (سنت نگر لاہور) والوں نے ۱۹۱۶ء میں شائع کیا' شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کی کتاب ''عیسائیت کیا ہے؟'' میں کیونکہ ''انجیل برناباس'' کا تعارف بھی شامل ہے اس بناء پر بحیثیت نومسلم مجھے بے حد شوق رہا کہ میں ''انجیل برناباس'' کا مطالعہ وزیارت کروں۔ کیونکہ حضرت مولانا نے اپنے اس مضمون میں بعض جگہ ''انجیل برناباس'' کے اقتباسات بھی نقل کیے ہیں۔ چنانچہ اس مقصد کے تحت میں نے ایک خط ''اسلامی مشن'' (سنت نگر لاہور) کے ناظم اعلیٰ کے نام اس گزارش کے ساتھ لکھا کہ مجھے ''انجیل برناباس'' کا ایک نسخہ مطلوب ہے' لہٰذا صدر اسلامی مشن جناب محترم سید احسن نواز صاحب نے نہ صرف میرے خط کا جواب عنایت فرمایا بلکہ ''انجیل برناباس'' کا ایک قدیم نسخہ بھی بھیج دیا اور اپنے گرامی نامہ میں لکھا کہ:

''انجیل برناباس'' کا یہ نایاب قدیم نسخہ بڑی مشکل سے دستیاب ہوا ہے۔ اس سے جدا ہونے کو دل نہیں چاہتا مگر آپ کی تبلیغی

مسائل کے پیش نظر بھیجا جا رہا ہے"

بذریعہ ڈاک رجسٹر بک پوسٹ جب یہ نسخہ مجھے ملا تو میری خوشی کی انتہا نہ تھی' کیونکہ یہ "انجیل برناباس" کے ان نسخوں میں سے ایک نسخہ کی کاپی تھی جس کی بنیاد پر حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے "انجیل برناباس" پر عیسائیوں کے اعتراضات کے جواب تحریر فرمائے ہیں۔

"انجیل برناباس" کے مطالعہ کے دوران اس کی ظاہری خستہ حالی کو دیکھتے ہوئے میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش کوئی پبلیشر ادارہ "انجیل برناباس" کے اس قدیم و نایاب نسخہ کو من وعن خوبصورت انداز میں چھاپ دے تاکہ یہ قیمتی اثاثہ آئندہ کے علمی حلقوں اور اہل ذوق کے لئے محفوظ رہ جائے' چنانچہ اس مقصد کے تحت "انجیل برناباس" کے اس نسخہ کو لیکر جامعہ دارالعلوم (کراچی) کے استاذِ گرامی حضرت اقدس مولانا محمود اشرف صاحب مدظلہم کی خدمت میں حاضر ہوا' "انجیل برناباس" کی ظاہری خستہ حالی دیکھتے ہوئے اور میری گزارش کو سنتے ہوئے حضرت والا نے انتہائی مسرت کے ساتھ "انجیل برناباس" کے اس نایاب نسخہ کی "ادارہ اسلامیات" سے اشاعت کا ارادہ فرماتے ہوئے غالباً دوسرے یا تیسرے روز مجھ احقر کو اس پر "مقدمہ" لکھنے کو فرمایا' اس وقت تو حضرت والا کے سامنے خوشی کے ساتھ عجلت میں "انجیل برناباس" پر مقدمہ لکھنے کی "ہاں" کردی مگر بعد میں بہت افسوس ہوا کہ یہ میں نے کیا کیا' کہ مجھ ایسا کم فہم اور علم سے کورا آدمی اس عظیم کتاب پر بھلا کیا؟ "مقدمہ" لکھ سکتا ہے وہ بھی ایسی صورت میں جبکہ "انجیل برناباس" کے اس قدیم و نایاب نسخہ پر پہلے ہی سے حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ (اوکاڑوی) نے "بے نظیر" مقدمہ لکھا ہوا ہے۔

بہرحال حضرت مولانا محمود اشرف صاحب مدظلہم کے سامنے کی ہوئی "ہاں" کو نبھانے کی غرض سے دو چار صفحے سیاہ کرنے بیٹھ گیا' اور ارادہ یہ تھا کہ "انجیل برناباس" پر عیسائیوں کی طرف سے اس کے "جعلی" ہونے کے اعتراض پر کچھ نئے اور اچھوتے انداز

سے لکھوں گا‘ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس موضوع پر حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم اپنی کتاب ’’عیسائیت کیا ہے؟‘‘ میں ’’انجیل برناباس‘‘ کے زیرعنوان ایسی تحقیقی اور علمی گفتگو کر چکے ہیں کہ جو واقعتاً ’’انجیل برناباس‘‘ کے قاری کے لئے انتہائی مفید ہے (جیسا کہ گزشتہ سطور میں اجمالی طور پر ذکر کر چکا ہوں)

یہ بہت ممکن تھا اور ہے کہ ’’انجیل برناباس‘‘ کو جعلی کہنے والے اعتراض کنندگان کے جواب میں‘ میں الفاظ کو وہ علمی اور تحقیقی رنگ و روپ نہ دے پاتا جو حضرت شیخ الاسلام نے دیا ہے‘ لہٰذا بہت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ’’انجیل برناباس‘‘ پر ’’مقدمہ‘‘ کی حیثیت سے حضرت شیخ الاسلام جسٹس محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کی عالمانہ تحریر کو اس نئے ایڈیشن میں شامل کر لیا جائے۔ لہٰذا تھوڑی سی ترتیب کے فرق سے حضرت کی اس پوری تحریر کو اہل اسلام کیلئے عمومی حیثیت میں اور عیسائی دنیا کیلئے خصوصی طور پر پیش کرتا ہوں اور پھر فیصلہ عیسائی اہل علم اور پادری صاحبان پر چھوڑتا ہوں کہ کون ضمیر کی آواز پر لبیک کہ کر ’’انجیل برناباس‘‘ کی حقیقت کو تسلیم کرتا ہے‘

برناباس حواری کے تعارف کے حوالے سے حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب ’’پولس اور برناباس‘‘ کے زیرعنوان لکھتے ہیں:۔

’’حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کے بارہ حواریوں میں سے جو صاحب پولس کے نظریاتی انقلاب کے بعد سب سے پہلے ان سے ملے اور جو ایک طویل عرصے تک پولس کے ساتھ رہے وہ برناباس ہیں‘ حواریوں میں ان کا مقام کیا تھا؟ اس کا اندازہ کتاب اعمال کی اس عبارت سے ہوگا ’’اور یوسف نامی ایک لاوی تھا جس کا لقب رسولوں نے برناباس یعنی نصیحت کا بیٹا رکھا تھا‘ اور جس کی پیدائش کپرس کی تھی‘ اس کا

ایک کھیت تھا جسے اس نے بیچا اور قیمت لا کر رسولوں کے پاؤں میں رکھ دی" (اعمال ۴: ۳۶ '۳۷)

(عیسائیت کیا ہے؟ ص ۱۲۶)

اور "انجیل برناباس" کے زیر میں مولانا فرماتے ہیں کہ:۔

"یہ عقلی نتیجہ تقریباً واقعہ بن جاتا ہے' جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ سولھویں صدی میں پوپ اسکٹس پنجم کے خفیہ کتب خانے سے برناباس کی لکھی ہوئی انجیل برآمد ہوتی ہے جس کے پہلے ہی صفحے پر یہ عبارت ہے کہ:

"اے عزیزو! اللہ نے جو عظیم اور عجیب ہے اس آخری زمانے میں ہمیں اپنے نبی یسوع مسیح کے ذریعہ ایک عظیم رحمت سے آزمایا' اس تعلیم اور آیتوں کے ذریعہ جنہیں شیطان نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کرنے کا ذریعہ بنایا ہے' جو تقویٰ کرتے ہیں 'اور سخت کفر کی تبلیغ کرتے ہیں' مسیح کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں' ختنہ کا انکار کرتے ہیں' جس کا اللہ نے ہمیشہ کے لئے حکم دیا ہے اور ہر نجس گوشت کو جائز کہتے ہیں انہی کے زمرے میں پولس بھی گمراہ ہو گیا جسکے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا' مگر افسوس کے ساتھ اور وہی سبب ہے جس کی وجہ سے وہ حق بات لکھ رہا ہوں 'جو میں نے یسوع کے ساتھ رہنے کے دوران سنی اور دیکھی ہے' تاکہ تم نجات پاؤ' اور تمہیں شیطان گمراہ نہ کرے ....

'اور تم اللہ کے حق میں ہلاک ہو جاؤ اور اس بناء پر ہر اس شخص سے بچو جو تمہیں کسی نئی تعلیم کی تبلیغ کرتا ہے' جو میرے لکھنے کے خلاف ہو' تاکہ تم ابدی نجات پاؤ" (برناباس ۱: ۲-۹)

یہی برنباس کی وہ انجیل ہے جسے عرصہ دراز تک چھپانے اور
مٹانے کی بڑی کوششیں کی گئیں اور جس کے بارے میں
پانچویں صدی عیسوی میں (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
تشریف آوری سے کئی سو سال پہلے) پوپ جیلاشیئس اول نے
یہ حکم جاری کر دیا تھا کہ اس کتاب کا مطالعہ کرنے والا مجرم سمجھا
جائے گا اور آج یہ کہا جاتا ہے کہ یہ کسی مسلمان کی لکھی ہوئی ہے
کیا اس کے بعد بھی اس بات میں کسی شبہ کی گنجائش رہ جاتی ہے
کہ موجودہ عیسائی مذہب سراسر پولس کے نظریات اور حضرت
عیسیٰ علیہ السلام یا آپ کے حواریوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں
فبای حدیث بعدہ یومنون؟'' (عیسائیت کیا ہے؟ ص ۱۴۸و ۱۴۹)

ان مذکورہ دلائل و حقائق کے بعد ص ۱۷۱ پر شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی صاحب
''انجیل برناباس'' پر لکھتے ہیں:۔

''یہ بات تو اب علمی دنیا میں ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ جو انجیل
حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی' وہ دنیا سے مفقود ہو
چکی ہے' اس وقت جو کتابیں ''انجیل'' کے نام سے مشہور ہیں
ان سے مراد حضرت عیسیٰ کی سوانح حیات ہے جسے مختلف لوگوں
نے قلمبند کیا ہے اور اس میں آپ کی تعلیمات کا ایک بڑا حصہ
پایا جاتا ہے۔''

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مختلف
شاگردوں اور حواریوں نے اس قسم کی انجیلیں لکھی تھیں' لوقا اپنی
انجیل کے شروع میں لکھتے ہیں۔

''چونکہ بہتوں نے اس پر کمر باندھی ہے کہ جو باتیں ہمارے

درمیان واقع ہوئیں ان کو ترتیب دار بیان کریں' جب کہ انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کے خادم تھے ان کو ہم تک پہنچایا'' (لوقا:۱:۱'۲)

لیکن عیسائی حضرات نے ان بہت سی انجیلوں میں سے صرف چار انجیلوں کو معتبر مانا ہے جو علی الترتیب متی ۔ مرقس' لوقا اور یوحنا کی طرف منسوب ہیں' باقی انجیلیں یا تو گم ہو چکی ہیں یا موجود ہیں' مگر انہیں عیسائی حضرات تسلیم نہیں کرتے۔

لیکن آج سے تقریباً ڈھائی سو سال پہلے ایک کتاب دریافت ہوئی جو برناباس حواری کی طرف منسوب ہے' اس کتاب کی دریافت نے دنیا بھر میں ایک ہلچل پیدا کردی اسلئے کہ اس میں نہ صرف یہکہ بے شمار باتیں ایسی موجود تھیں جس سے عیسائیت کا پورا ایوان منہدم ہو جاتا ہے بلکہ اس میں نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی بھی لکھا ہوا تھا۔

اسوقت سے لیکر آجتک بہت سے علمائے عیسائیت اور ماہرین تاریخ نے اس کتاب کو اپنا موضوع بحث بنایا ہے' اور تمام عیسائی علماء نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ اصلی انجیل برناباس نہیں ہے' بلکہ اس کا مصنف کوئی مسلمان ہے جس نے عیسائیت کو غلط ثابت کرنے کے لئے اسے برناباس حواری کی طرف منسوب کردیا ہے۔

جناب سید رشید رضا مصری مرحوم کے ایک مختصر مضمون کے سوا اس سلسلے میں کسی مسلمان کی کوئی تحریر میری نظر سے نہیں گزری' حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ نے اپنی شہرۂ آفاق

کتاب ''اظہار الحق'' میں انجیل برناباس کا بہت مختصر سا ذکر فرمایا ہے' راقم الحروف حال ہی میں اظہار الحق کے اردو ترجمے کی شرح و تحقیق سے فارغ ہوا ہے اسی دوران مجھے انجیل برناباس اور اسکے موضوع پر مختلف مضامین پڑھنے کا اتفاق ہوا' اس مطالعے کا حاصل میں اس مختصر مقالے میں پیش کر رہا ہوں امید ہے کہ علم دوست حضرات کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگا۔

میں سب سے پہلے انجیل برناباس کا مختصر تعارف اور اس کے کچھ اقتباسات پیش کرونگا' اور اسکے بعد قدرے تفصیل کیساتھ اس بات کی تحقیق کی جائے گی کہ یہ انجیل اصلی ہے یا جعلی؟ انجیل برناباس معروف اناجیل اربعہ سے بہت سی چیزوں میں مختلف ہے' لیکن چار اختلاف ایسے ہیں جنہیں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

(۱) اس انجیل میں حضرت مسیحؑ نے اپنے ''خدا'' اور ''خدا کا بیٹا'' ہونے سے صاف انکار کر دیا ہے۔

(۲) اسمیں حضرت مسیحؑ نے بتایا ہے کہ وہ ''مسیح'' یا ''مسیا'' جسکی بشارت عہد قدیم کے صحیفوں میں دی گئی ہے' اس سے مراد میں نہیں ہوں بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا مصداق ہیں جو آخر زمانے میں مبعوث ہوں گے۔

(۳) برناباس کا بیان ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو سولی نہیں دی گئی' بلکہ ان کی جگہ یہوداہ اسکریوتی کی صورت بدل دی گئی تھی' جسے یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ سمجھا' اور سولی پر چڑھا دیا حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے آسمان پر اٹھا لیا تھا'

(۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے جس بیٹے کو ذبح کرنیکا ارادہ کیا تھا وہ حضرت اسحٰق علیہ السلام نہیں بلکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے۔'' (عیسائیت کیا ہے؟ ص ۱۷۱ تا ۱۷۶)

''انجیل برناباس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی'' اس عنوان کو قائم کرتے ہوئے مولانا لکھتے ہیں کہ:-

''ذیل میں ہم انجیل برناباس کی چندوہ عبارتیں پیش کرتے ہیں جنہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی سرور کونین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارتیں ذکر گئی ہیں ہمارے پاس انجیل کے عربی اور اُردو ترجمے ہیں ہم یہاں دونوں کی عبارتیں نقل کرینگے' اُردو ترجمے پر اس لئے اکتفا نہیں کیا گیا کہ وہ ایک مسلمان عالم کا کیا ہوا ہے' اسکے برعکس عربی ترجمہ ڈاکٹر خلیل سعادت نے کیا ہے جو ایک عیسائی عالم ہیں۔

(۱) لست اھلا ان احل رباطات جرموق او سیور حذاء رسول اللہ الذی تسمونہ مسیا الذی خلق قبلی ویأتی بعدی (فصل ۴۲ آیت ۱۴)

میں اسکے لائق بھی نہیں ہوں کہ اس رسول اللہؐ کے جوتے کے بند یا نعلین کے تسمے کھولوں جس کو تم مسیا کہتے ہو' وہ جو کہ میرے پہلے پیدا کیا گیا اور اب میرے بعد آئے گا (عربی ترجمہ مطبوعہ قاہرہ ۱۹۵۸ء ص ۶۴ و اُردو ترجمہ مطبوعہ لاہور ۱۹۱۶ء ص ۶۴)

(۲) لما رأیتہ امتلأت عزاء قائلا یا محمد لیکن اللہ معک ولیجعلنی اھلا ان احل سیر حذائک (فصل ۴۴ آیت ۳۰)

اور جب کہ میں نے اسکو دیکھا میں تسلی سے بھر کر کہنے لگا اے محمد
اللہ تیرے ساتھ ہو اور مجھ کو اس قابل بنائے کہ میں تیری جوتی کا
تسمہ کھولوں (عربی ترجمہ ص ۶۹' اردو ترجمہ ص ۷۰)

(۳) اجاب التلاميذ يا معلم من عسى ان يكون ذلك
الرجل الذى تتكلم عنه الذى سياتى الى العالم؟ اجاب
يسوع بابتهاج قلب: انه محمد رسول الله
(فصل ۱۶۳ آیات ۷'۸)

شاگردوں نے جواب میں کہا اے معلم! وہ آدمی کون ہوگا جس
کی نسبت تُو یہ باتیں کہہ رہا ہے اور جو کہ دنیا میں عنقریب آئے
گا؟ یسوع نے دلی خوشی کے ساتھ جواب دیا بیشک وہ محمد رسول
اللہ ہے (عربی ترجمہ ص ۲۵۲ اردو ترجمہ ص ۲۴۳)

(۴) الحق اقول لكم متكلما من القلب انى اقشعر لان
العالم سيدعونى اِلٰهاً و علىّ ان اقدم لاجل هٰذا حساباً
لعمر الله الذى نفسى واقفة فى حضرته انى رجلٌ فانٍ
كسائر الناس (۵۳: ۱۰ تا ۱۳)

''میں تم سے سچ کہتا ہوں دل سے باتیں کرتا ہوا کہ ہر آئینہ
میرے بھی رونگٹے کھڑے ہوں گے اس لئے کہ دنیا مجھ کو معبود
سمجھے اور مجھ پر لازم ہوگا کہ اسکے حضور میں حساب پیش کروں'
اللہ کی زندگانی کی قسم ہے وہ اللہ کہ میری جان اس کے حضور میں
کھڑی ہونے والی ہے کہ بیشک میں بھی ایک فنا ہونے والا آدمی
ہوں تمام انسانوں جیسا۔ (عربی ترجمہ ۸۲' اردو ترجمہ ص ۸۲)''

(عیسائیت کیا ہے؟ ص ۱۷۲ تا ۱۷۳)

اس انجیل کی دریافت'' اس حوالے سے شیخ الاسلام لکھتے ہیں:۔

''قدیم عیسائی لٹریچر میں انجیل برناباس کا ذکر ایک گمشدہ کتاب کی حیثیت ملتا ہے، لیکن ۱۷۰۹ء میں شاہ پروشیا کے ایک مشیر کو جسکا نام کرومر تھا، ایمسٹرڈم کے مقام پر کسی کتب خانے سے ایک کتاب ہاتھ لگی جو اطالوی زبان میں تھی اور اسپر لکھا ہوا تھا کہ یہ برناباس حواری کی لکھی ہوئی انجیل ہے، اس وقت تک صرف اتنا معلوم ہو سکا تھا کہ کریمر نے یہ اطالوی نسخہ ایمسٹرڈم کے کسی صاحب حیثیت آدمی سے حاصل کیا تھا جو اسے انتہائی قیمتی کتاب سمجھتا تھا کریمر نے یہ نسخہ شہزادہ ایوجین سافومی کو تحفہ کے طور پر دیدیا، اس کے بعد ۱۷۳۸ء میں آسٹریا کے پایۂ تخت وائنا کے شاہی کتب خانے میں منتقل ہو گیا اور آج تک وہیں ہے۔

اسکے بعد اٹھارویں صدی کی ابتداء ہی میں ہڈلی کے مقام پر ڈاکٹر ہلمن کو انجیل برناباس کا ایک اور نسخہ دستیاب ہوا جو ہسپانوی زبان میں تھا یہی نسخہ مشہور مستشرق جارج سیل کو ملا تھا جس سے اسنے اپنے ترجمہ قرآن میں مختلف اقتباسات نقل کیے ہیں۔

جارج سیل نے اس ہسپانوی نسخے پر جو نوٹ لکھا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ درحقیقت یہ مذکورہ بالا اطالوی نسخے کا ہسپانوی ترجمہ ہے جو کسی اُردغانی مسلمان مصطفیٰ عرندی نے کیا ہے عرندی ہی نے اسکے شروع میں ایک دیباچہ بھی لکھا ہے جس میں اطالوی نسخے کی دریافت کا پورا حال تحریر ہے۔

اس دیباچے کا خلاصہ یہ ہے کہ تقریباً سولہویں صدی کے اختتام پر ایک لاطینی راہب فرامرنیو کو آرینوس بشپ کے کچھ خطوط دستیاب ہوئے جن میں سے ایک میں پولس پر سخت تنقید کی گئی تھی اور ساتھ ہی یہ لکھا تھا کہ انجیل برناباس میں پولس کی حقیقت خوب واضح کی گئی۔ جب سے فرامرنیو نے آرینوس کا یہ خط پڑھا تھا اس وقت سے وہ مسلسل انجیل برناباس کی جستجو کرتا رہا۔ کچھ عرصے کے بعد اسے اس زمانے کے پوپ اسکٹس پنجم کا تقرب حاصل ہو گیا اور ایک روز وہ پوپ کے ساتھ' اسکے کتب خانے میں چلا گیا' کتب خانے میں پہنچ کر پوپ کو نیند آ گئی' اس عرصے میں فرامرنیو نے وقت گذاری کے لئے کتابیں دیکھنی شروع کیں' حسن اتفاق سے اس نے پہلی بار جس کتاب پر ہاتھ ڈالا وہ انجیل برناباس کا اطالوی نسخہ تھا' فرامرنیو اسے حاصل کر کے بہت خوش ہوا اور اسے آستین میں چھپا کر لے آیا۔

یہ پوری روایت مستشرق سیل نے مصطفیٰ عرندی کے حوالہء کے ترجمہ قرآن کے مقدمے میں لکھی ہے یہ ہسپانوی نسخہ جو سیل کے پاس تھا اب گم ہو چکا ہے البتہ اتنا معلوم ہے کہ ۱۷۸۴ء میں یہ نسخہ ڈاکٹر ہیوٹ کے پاس آ گیا تھا اور اس نے اپنے لیکچروں میں بتلایا ہے کہ دو جگہ معمولی اختلاف کے علاوہ اطالوی اور ہسپانوی نسخوں میں کوئی قابل ذکر فرق نہیں ہے۔

خلاصہ یہ کہ اب دنیا میں صرف قدیم اطالوی نسخہ موجود ہے اسی سے ڈاکٹر منکھوس نے اس کا انگریزی سے عربی میں منتقل کیا' یہ

عربی ترجمہ جناب سید رشید رضا مصری مرحوم نے ۱۹۰۸ء میں اپنے ایک مختصر مقدمے کیساتھ شائع کر دیا' ڈاکٹر خلیل سعادت ہی نے اس انجیل کی فصلوں پر آیتوں کے نمبر ڈالے ہیں' اصل نسخے میں یہ نمبر موجود نہ تھے انہوں نے ہی اس کے شروع میں ایک طویل دیباچہ لکھا ہے جس میں اولاً انجیل برناباس کی دریافت کا مذکورہ بالا واقعہ تحریر ہے اور اسکے بعد ڈاکٹر خلیل نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ انجیل کسی ایسے یہودی شخص کی تصنیف ہے جو پہلے نصرانی اور پھر مسلمان ہو گیا تھا۔

یہ عربی ترجمہ ہندوستان پہنچا تو مولوی محمد حلیم صاحب انصاری رودلوی نے اس کا اردو ترجمہ کیا جو ۱۹۱۶ء میں لاہور سے شائع ہوا۔

یہ تھا انجیل برناباس کا مختصر تعارف اب ہم یہ تحقیق کریں گے کہ یہ انجیل واقعتہً برناباس کی تصنیف ہے یا عیسائی علمائے کے بقول کسی مسلمان کی گھڑی ہوئی ہے؟ جہاں تک ہم نے تحقیق کی ہے ہم پر یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ اس انجیل کا درجہ اسناد بائبل کے کسی بھی صحیفے سے کم نہیں ہے' بلکہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔

اب ہم قدرے تفصیل سے اس انجیل کی اصلیت پر گفتگو کرینگے جہانتک ہم نے تحقیق کی ہے ہمارے نزدیک اس انجیل کا پایہ اعتبار بائبل کے کسی صحیفہ سے کم نہیں ہے' بلکہ بعض دلائل ایسے ہیں جنکی بناء پر ہمیں یہ ماننا پڑتا ہے کہ یہ کتاب بنیادی طور پر برناباس حواری ہی کی لکھی ہوئی ہے"

(عیسائیت کیا ہے؟ ص ۱۷۳ تا ۱۷۶)

"انجیل برناباس کی حقیقت" اس باب میں مولانا لکھتے ہیں کہ:۔

"انجیل برناباس کی حقیقت اور اس کی اصلیت کی تحقیق کرنے

کیلئے ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ برناباس کون ہیں؟ اور حواریوں میں ان کا مقام کیا تھا؟ اور ان کے عقائد ونظریات کیا تھے؟ ان کے تعارف کا ایک جملہ سب سے پہلے ہمیں لوقا کی کتاب اعمال میں ملتا ہے' وہ لکھتے ہیں:

''اور یوسف نام کا ایک لاوی تھا جس کا لقب رسولوں نے برناباس یعنی نصیحت کا بیٹا رکھا تھا' اور جسکی پیدائش کپرس کی تھی' اس کا ایک کھیت تھا جسے اس نے بیچا' اور قیمت لاکر رسولوں کے پاؤں میں رکھدی۔'' (اعمال ۴:۳۶'۳۷)

اس سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ برناباس حواریوں میں بلند مقام کے حامل تھے اور اسی وجہ سے حواریوں نے ان کا نام ''نصیحت کا بیٹا'' رکھدیا تھا' دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ انہوں نے خدا کی رضا جوئی کی خاطر اپنی دنیاوی پونجی تبلیغی مقاصد کے لئے صرف کردی تھی۔

اس کے علاوہ برناباس کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ انہوں نے ہی تمام حواریوں سے پولس کا تعارف کرایا تھا' حواریوں میں سے کوئی یہ یقین کرنے کیلئے تیار نہ تھا کہ وہ ساؤل جو کل تک ہم لوگوں کو ستاتا اور تکلیف پہنچاتا رہا ہے' آج اخلاص کیساتھ ہمارا دوست اور ہم مذہب ہوسکتا ہے' لیکن یہ برناباس ہی تھے جنہوں نے تمام حواریوں کے سامنے پولس کی تصدیق کی اور انہیں بتایا کہ یہ فی الواقعہ تمہارے ہم مذہب ہو چکا ہے چنانچہ لوقا پولس کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''اس نے یروشلم میں پہنچ کر شاگردوں میں مل جانے کی کوشش

کی' اور سب اس سے ڈرتے تھے کیونکہ ان کو یقین نہ آتا تھا کہ یہ شاگرد ہے' مگر برناباس نے اسے اپنے ساتھ رسولوں کے پاس لے جا کر ان سے بیان کیا کہ اس نے اس طرح راہ میں خداوند کو دیکھا اور اس نے اس سے باتیں کیں' اور اس نے دمشق میں کیسی دلیری کے ساتھ یسوع کے نام سے منادی کی''

(اعمال ۹:۲۶'۲۷)

اس کے بعد ہمیں کتاب اعمال ہی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پولس اور برناباس عرصہ دراز تک ایک دوسرے کے ہمسفر رہے اور انہوں نے ایک ساتھ تبلیغ عیسائیت کا فریضہ انجام دیا

(دیکھئے اعمال ۱۱:۳۰'۱۲:۲۵ و ابواب ۱۳'۱۴'۱۵)

لیکن اس کے کچھ عرصے بعد پولس اور برناباس کے درمیان شدید اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں ہم اسی کتاب کے دوسرے باب میں تحقیق کر چکے ہیں کہ یہ اختلافات نظریاتی تھے اور ان کی اصل وجہ یہ تھی کہ پولس نے اصل دین عیسوی میں ترمیم کر کے ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالنی شروع کر دی تھی یہاں اس تحقیق کا اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں جو صاحب چاہیں وہاں دیکھ لیں' بہر حال! اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ برناباس نے پولس کی کھل کر مخالفت شروع کر دی تھی۔

(عیسائیت کیا ہے؟ ص ۱۷۶ تا ۱۷۷)

پھر آگے مولانا صاحب تحقیق کرتے ہیں کہ:۔

اس کتاب کے دوسرے باب کی مندرجہ بالا بحث کو ذہن میں رکھ کر انجیل برناباس پر آ جایئے ہمیں اس انجیل کے بالکل شروع میں جو عبارت ملتی ہے وہ یہ ہے۔

ایها الاعزاء ان اللّٰہ العظیم العجیب قد انتقدنا فی هذه
الایام الاخیرة بنبیّه یسوع المسیح برحمة عظیمه
للتعلیم والأیات التی التخذها الشیطٰن ذریعة لتضلیل
کثرین بدعوی التقویٰ مبشرین بتعلیم شدید الکفر
داعین المسیح ابن اللّٰه ورافضین الختان الذی امربه
اللّٰه دائما مجوّزین کل لحم نجس الذین ضل فی
عدادهم ایضاً بولس الذی لا اتکلم منه الامع الاسی
وهو السببُ الذی لا جله اسطر ذلک الحق الذی
رأیته وسمعته اثناء معاشرتی لیسوع لکی تخلصوا ولا
یضلکم الشیطٰن فتهلکوا فی دینونة اللّٰه وعلیه
فاحذروا کل احد یبشرکُم بتعلیم جدید مضادلما
اکتبه لتخلُصُوا خلاصاً ابدیاً.

(برناباس ۱:۲تا ۹)

''اے عزیزو! اللہ نے جو عظیم اور عجیب ہے اس آخری زمانہ میں ہمیں اپنے نبی یسوع مسیح کے ذریعہ ایک عظیم رحمت سے آزمایا! اس تعلیم اور آیتوں کے ذریعے جنہیں شیطان نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کرنے کا ذریعہ بنایا ہے' جو تقویٰ کرتے ہیں' اور سخت کفر کی تبلیغ کرتے ہیں مسیح کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں' ختنہ کا انکار کرتے ہیں' جس کا اللہ نے ہمیشہ کیلئے حکم دیا ہے' اور ہر نجس گوشت کو جائز کہتے ہیں' انہی کے زمرے میں پولس بھی گمراہ ہوگیا' جس کے بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا' مگر افسوس کے

ساتھ' اور وہی سبب ہے جس کی وجہ سے وہ حق بات لکھ رہا ہوں جو میں نے یسوع کے ساتھ رہنے کے دوران سنی اور دیکھی ہے' تاکہ تم نجات پاؤ'' اور تمہیں شیطان گمراہ نہ کرے اور تم اللہ کے حق میں ہلاک ہو جاؤ اور اس بناء پر ہر اس شخص سے بچو جو تمہیں کسی نئی تعلیم کی تبلیغ کرتا ہے جو میرے لکھنے کے خلاف ہو' تاکہ تم ابدی نجات پاؤ۔''

کیا یہ عین قرین قیاس نہیں ہے کہ پولس سے نظریاتی اختلاف کی بناء پر جدا ہونے کے بعد برناباس نے جو عرصہ دراز تک حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ رہے تھے'..... حضرت مسیحؑ کی ایک سوانح لکھی ہو' اور اس میں پولس کے نظریات پر تنقید کرکے صحیح عقائد و نظریات بیان کئے گئے ہوں'

یہاں تک ہماری گذارشات کا خلاصہ یہ ہے کہ خود بائبل میں برناباس کا جو کردار پیش کیا گیا ہے' اور اس میں پولس کے ساتھ ان کے جن اختلاف کا ذکر ہے' ان کے پیش نظر یہ بات چنداں بعید نہیں ہے کہ برناباس نے ایک ایسی انجیل لکھی ہو جس میں پولس کے عقائد و نظریات پر تنقید کی گئی ہو' اور وہ مروجہ عیسائی عقائد کے خلاف ہو' اگر یہ بات آپ کے ذہن نشین ہو گئی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ انجیل برناباس کو برناباس کی تصنیف سمجھنے کے راستے سے ایک بہت بڑی رکاوٹ دور ہو گئی اس لئے کہ عام لوگوں اور بالخصوص عیسائی حضرات کے دل میں اس کتاب کے طرف سے ایک بہت بڑا..... بلکہ شاید سب سے بڑا..... شبہ اسی وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ انہیں اس میں بہت سی

باتیں ان نظریات کے خلاف نظر آتی ہیں جو پولس کے واسطے سے ہم تک پہنچی ہیں، وہ جب دیکھتے ہیں کہ اس کتاب کی بہت سی باتیں اناجیل اربعہ اور مروجہ عیسائی نظریات کے خلاف ہیں تو وہ کسی طرح یہ باور کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے کہ یہ واقعی برناباس کی تصنیف ہے، انسائیکلوپیڈیا امریکانا کا مقالہ نگار اس انجیل پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:"

"ہمارے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے جس سے ہم یہ معلوم کرسکیں کہ انجیل برناباس کے اصلی مضامین کیا تھے؟ تاہم اس نام سے اطالوی زبان میں ایک طویل صحیفہ آج کل پایا جاتا ہے جو اسلامی نقطہ نظر سے لکھا گیا ہے اور جس میں تصوف کا ایک مضبوط عنصر موجود ہے، ۱۹۰۷ء میں لانس ڈیل اور لارا نے اسے ایڈٹ کیا تھا، اور ان کا خیال یہ تھا کہ یہ کسی ایسے شخص کی تصنیف ہے جس نے عیسائی مذہب چھوڑ دیا تھا، اور غالباً یہ تیرہویں اور سولہویں صدی کے درمیان کسی وقت لکھی گئی ہے۔

(انسائیکلوپیڈیا امریکانا، ص ۲۶۲ ج ۳۔ مقالہ برناباس)

آپ نے دیکھا کہ فاضل مقالہ نگار نے اس کتاب کے ناقابل اعتبار ہونے پر کوئی ٹھوس دلیل پیش کرنے کے بجائے چھوٹتے ہی اس پر یہ تبصرہ کیا ہے کہ: "جو اسلامی نقطہ نظر سے لکھا گیا ہے" اور اس بات کو کتاب کے جعلی ہونے پر کافی دلیل سمجھ کر آگے یہ بحث شروع کردی ہے کہ اس کا لکھنے والا کون تھا؟ اور یہ کب لکھی گئی؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ پولس کے نظریات وعقائد اور اس کے بیان کردہ واقعات ذہنوں میں کچھ اس طرح بیٹھ چکے

ہیں کہ جس کتاب میں ان کے خلاف کوئی بات کہی گئی ہو۔ اسے کسی حواری کے طرف منسوب کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔

لیکن اوپر جو گزارشات ہم نے پیش کی ہیں' ان کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اگر برنباس کی کسی تصنیف میں پولس کے عقائد و نظریات کے خلاف کوئی عقیدہ یا واقعہ بیان کیا گیا ہو تو وہ کسی طرح تعجب خیز نہیں ہو سکتا' اور محض اس بناء پر اس تصنیف کو جعلی قرار نہیں دیا جا سکتا کہ وہ پولس کے نظریات کے خلاف ہے' اس لئے کہ مذکورہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ پولس اور برنباس میں کچھ نظریاتی اختلاف تھا' جس کی بناء پر وہ دونوں ایک دوسرے سے الگ ہو گئے تھے۔

اس بنیادی نکتہ کو قدرے تفصیل اور وضاحت سے ہم نے اس لئے بیان کیا ہے تا کہ انجیل برباس کی اصلیت کی تحقیق کرتے ہوئے وہ غلط تصور ذہن سے دور ہو جائے جو عام طور سے شعوری یا غیر شعوری طور پر آ ہی جاتا ہے۔

اس کے بعد آیئے دیکھیں کہ کیا واقعی برنباس نے کوئی انجیل لکھی تھی؟ جہاں تک ہم نے اس موضوع پر مطالعہ کیا ہے اس بات میں دو رائیں نہیں ہیں کہ برنباس نے ایک انجیل لکھی تھی' عیسائیوں کے قدیم مآخذ میں برنباس کی انجیل کا تذکرہ ملتا ہے' اظہار الحق (ص ۲۳۴ ج ۱) میں اکسیہو مو کے حوالہ سے جن گم شدہ کتابوں کی فہرست نقل کی گئی ہے اس میں انجیل برنباس کا نام موجود ہے' امریکانا (ص ۲۶۲ ج ۳) کے مقالہ برنباس میں بھی اس کا اعتراف کیا گیا ہے۔

چونکہ انجیل برنباس دوسری انجیلوں کی طرح رواج نہیں پا سکی' اس لئے کسی غیر جانبدار کتاب سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس کے مضامین کیا تھے؟ لیکن کلیسا کی تاریخ میں ہمیں ایک واقعہ ایسا ملتا ہے کہ برنباس کی انجیل میں عیسائیوں کے عام عقائد و نظریات کے خلاف کچھ باتیں موجود تھیں وہ واقعہ یہ ہے کہ پانچویں صدی عیسوی میں (یعنی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے بہت پہلے) ایک پوپ جیلاشیس اول کے نام سے گذرا ہے' اس نے اپنے دور میں ایک فرمان جاری کیا تھا' جو فرمان جیلاشیس (..........) کے نام سے ہے' اس فرمان میں اس نے چند کتابوں کے پڑھنے کو ممنوع قرار دیا تھا' ان کتابوں میں سے ایک کتاب انجیل برنباس بھی ہے (دیکھئے انسائیکلو پیڈیا امریکانا' ص ۲۶۲ ج ۳ مقالہ برنباس اور چیمبرس انسائیکلو پیڈیا' ص ۱۹۷ ج ۶ مقالہ جیلاشیس اور مقدمہ انجیل برنباس از ڈاکٹر خلیل سعادت مسیحی)۔

اگر چہ بعض مسیحی علماء نے جیلاشیس کے اس فرمان کو بھی جعلی اور غیر مستند قرار دیا ہے' (مثلاً انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا جیلاشیس) لیکن اسکی کوئی دلیل ہمیں معلوم نہیں ہوسکی اور امریکانا کے مقالہ نگاروں نے اسے تسلیم کیا ہے۔ والمثبت مقدم علی النافی

بہر کیف: اگر یہ فرمان درست ہے تو سوال یہ ہے کہ جیلاشیس نے انجیل برنباس کے مطالعہ کو کیوں ممنوع قرار دیا؟ خاص طور سے یہ بات ذہن میں رکھئے کہ پوپ جیلاشیس بدعتی فرقوں کا مقابلہ کرنے میں بہت مشہور ہے' یقیناً اس نے اس کا مطالعہ

اسلئے ممنوع کیا ہوگا کہ اس میں عام عیسائی نظریات کے خلاف
کچھ باتیں موجود تھیں اور ان سے کسی "فرقے" کی تائید ہوتی
تھی۔ اس واقعہ سے اتنا اشارہ اور مل جاتا ہے کہ انجیل برنباس
عام عیسائی نظریات کے خلاف تھی اب تک جتنی باتیں ہم نے
عرض کی ہیں وہ خارجی قرائن ہیں جن سے موجودہ انجیل برنباس
کی اصلیت پر کچھ روشنی پڑسکتی ہے' اس کے بعد ہم کتاب کے
اندرونی قرائن سے بحث کرتے ہوئے مختصراً وہ داخلی شہادتیں
بیان کرینگے جن سے اس کتاب کے اصلی یا جعلی ہونے کا پتہ چل
سکتا ہے۔ پہلے وہ قرائن ذکر کئے جاتے ہیں جن سے اس کتاب
کا اصلی ہونا معلوم ہوتا ہے' اگر یہ کتاب اصلی نہیں ہے تو یقیناً
کسی مسلمان کی لکھی ہوئی ہوگی۔ چنانچہ اکثر نصرانی علماء کا دعویٰ
یہی ہے' اور لامحالہ اس کے لکھنے والے کا مقصد یہ ہوگا کہ اس
کتاب کو برنباس کی تصنیف سمجھ کر لوگ عیسائیت سے برگشتہ ہو
جائیں' لیکن اس کتاب میں کئی باتیں ایسی پائی جاتی ہیں
جو اسے کسی مسلمان کی تصنیف قرار دینے سے انکار کرتی ہیں:۔

(۱) پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کتاب میں ایک درجن سے زائد
مقامات پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی
کا ذکر کیا گیا ہے' اور بعض مقامات پر تو لمبی لمبی فصلیں آپؐ ہی
کے ذکر جمیل سے بھری ہوئی ہیں' مثلاً دیکھئے ۶:۳۶' ۱۴:۳۹' ۲
۹:۴' ۱۹:۴۴' ۵۲:' ۹:۵۴' فصل نمبر ۲ ۷' ۹۶:۸' ۵۷:۱۷' ۱۶۳
۸:' ۱۳۶:۱۵' ۱۷۶:۷' ۲۲۰:۱۷ اب آپ غور فرمائیے کہ جو شخص
اتنا ذہین ...... اور وسیع المطالعہ ہو کہ انجیل برنباس جیسی کتاب

تصنیف کر کے اسے حواریوں کی طرف منسوب کرنے کی جرات کر سکتا ہو۔ کیا وہ اتنی موٹی سی بات نہیں سمجھ سکتا تھا کہ اس کثرت کے ساتھ بار بار آپ گا اسم گرامی ذکر کرنے سے لوگ شبہ میں پڑ جائیں گے جو شخص معمولی سمجھ بوجھ رکھتا ہو وہ کبھی ایسی غلطی نہیں کر سکتا' یہ جعلساز کی فطرت ہے کہ وہ شبہ میں ڈالنے والی کھلی باتوں سے پرہیز کی کوشش کرتا ہے' ایسے موقع پر اس کے لئے آسان راستہ یہ تھا کہ وہ صرف ایک دو جگہوں پر آپ گا اسم گرامی ذکر کرتا' اور بس' بلکہ اس سے بھی بہتر طریقہ یہ تھا کہ انجیل یوحنا میں فارقلیط کے نام سے جو پیشینگوئی مذکورہ ہے' اسے جوں کی توں نقل کر کے فارقلیط کے بجائے آپ گا اسم گرامی لکھ دیتا' انجیل برنباس کو پڑھیئے تو اندزاہ ہوگا کہ اس کا لکھنے والا نہ صرف یہ کہ بائبل کا وسیع علم رکھتا ہے بلکہ انتہائی ذہین اور زیرک ہے' کیا یہ ممکن ہے کہ اپنے مذہب کو حق ثابت کرنیکے جوش میں اس قدر سامنے کی بات کو نظر انداز کر دیا ہو؟

(۲) اگر اس انجیل کا مصنف کوئی مسلمان ہے تو جگہ جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ذکر کرنے سے اس کا مقصد یقیناً یہ ہے کہ قرآن کریم کی اس آیت کو درست ثابت کرے جس میں کہا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صراحۃً آپ کا نام لیکر آپ کی تشریف آوری کی بشارت دی ہے۔ ایسی صورت میں اسے چاہیئے تھا کہ وہ اس کتاب میں ہر جگہ یا کم از کم ایک جگہ آپ گا نام اَحمدؐ ذکر کرتا ہے' اس لئے کہ قرآن کریم کی جس آیت کی وہ تصدیق کرنا چاہتا ہے اس میں یہی نام ذکر کیا گیا

ہے ارشاد ہے:

﴿وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَأْتِيْ مِنْ بَعْدِيْ اسْمُهٗ أَحْمَدُ﴾

''اور (میں) اس رسول کی خوشخبری دینے والا بنا کر (بھیجا گیا ہوں) جو میرے بعد آئیگا اسکا نام احمد ہوگا''۔

اس کے برخلاف ہم دیکھتے ہیں کہ اس کتاب میں ہر جگہ آپ ؐ کا اسم گرامی ''محمدؐ'' ذکر کیا گیا ہے اور کسی ایک جگہ بھی ''احمدؐ'' کا لفظ موجود نہیں ہے

(۴) اس کتاب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی یہ کہلوایا گیا ہے کہ عہد قدیم کی کتابوں میں 'مسیح'' یا 'مسیا' کی بشارت دی گئی ہے اس سے مراد میں نہیں ہوں بلکہ ''محمد رسول اللہ' (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں (فصل نمبر ۹۷ آیت ۱۴)

اگر اس کتاب کا لکھنے والا کوئی مسلمان ہے تو اسے یہ بات لکھنے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ یہ مسلمانوں کا عقیدہ نہیں ہے اور اس کے لکھنے سے بھی خواہ مخواہ شبہات پیدا ہو سکتے ہیں بعض حضرات کا کہنا ہے کہ لکھنے والے نے کسی کو دھوکہ میں ڈالنے کے لئے یہ سب کچھ نہیں لکھا تھا بلکہ یہ کتاب دراصل ایک تخیلی (EMAGINATORY) کتاب ہے جس میں لکھنے والے نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ مسلمانوں کے نقطۂ نظر کے مطابق مسیح کی سوانح حیات کیسی ہونی چاہیئے۔

یہ بات کسی حد تک قرین قیاس ہو سکتی تھی۔ لیکن انجیل برنباس کو پڑھنے کے بعد اس خیال کی بھی تردید ہو جاتی ہے اول تو ایسی صورت میں مصنف کو اپنا نام ظاہر کرنا چاہیئے تھا اس کی بجائے

اس نے اسے برنباس کی طرف کیوں منسوب کیا؟ پھر اس کتاب میں بہت سی باتیں اسلامی تصورات کے بالکل خلاف ملتی ہیں' انکی کوئی تاویل سمجھ میں نہیں آتی' مثلاً:

(۱) فصل نمبر ۲۰۹' آیت ۴ فصل نمبر ۲۱۵ آیت ۳ اور آیت ۷ میں کچھ فرشتوں کے نام ذکر کئے گئے ہیں' جن میں جبریل کے علاوہ میخائیل' رفائیل اور اوریل بھی مذکور ہیں' مؤخرالذکر تینوں ناموں سے اسلامی ادب بالکل ناآشنا ہے۔

(۲) فصل نمبر ۲۱۹' ۲۲۰ میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا گیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھے ایک مرتبہ پھر دنیا میں جانے کی اجازت دی جائے' تاکہ میں اپنی والدہ اور شاگرد سے مل آؤں' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے ذریعہ انہیں دوبارہ دنیا میں بھیجا اور اپنی والدہ اور شاگردوں سے کچھ دیر گفتگو کر کے پھر واپس تشریف لے گئے۔

یہ واقعہ بھی اسلامی تصور کے خلاف ہے۔ آج تک کوئی مسلمان نگاہ سے ایسا نہیں گذرا جو حضرت مسیح ؑ کے آسمان پر تشریف لیجانے کے بعد تھوڑی دیر کے لئے واپسی کا قائل ہو۔

(۳) فصل ۱۳۱ آیت ۵ میں حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ ارشاد منقول ہے کہ:

اعطوا اذاً مالقیصر وما للہ للہ'

''تب تو قیصر کا حق قیصر کو دیدو اور اللہ کا حق اللہ کو۔''

دین و سیاست کی تفریق کا یہ نظریہ خالصۃً غیر اسلامی ہے' اور

علمائے اسلام شروع سے اس کی تردید کرتے آئے ہیں۔

(۴) فصل ۱۰۵ آیت ۳ میں آسمانوں کی تعداد نو ۹ بتلائی گئی ہے۔ اگرچہ بعض فلاسفہ اس کے قائل رہے ہیں، مگر مسلمانوں میں مشہور قول سات ہی کا ہے، قرآن کریم میں بھی آسمانوں کی تعداد ہر جگہ سات ہی مذکور ہے، اس طرح کے بعض اور تصورات اس کتاب میں ایسے ملتے ہیں جو عام اسلامی نظریات کے قطعی خلاف ہیں، یا کم از کم مسلمانوں کے یہاں معروف نہیں رہے ان حالات میں یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ یہ کتاب کسی مسلمان کی تخیلی تصنیف ہے۔ یہ تھے وہ قرائن جن کی موجودگی میں اس کتاب کو کسی مسلمان کی تصنیف قرار دینا بہت بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے، اب ہم وہ قرائن پیش کرتے ہیں جن سے اس کتاب کا جعلی ہونا معلوم ہوتا ہے، اور جن سے اکثر عیسائی حضرات اور اہل مغرب نے استدلال کیا ہے:

(۱) جیسا کہ ہم نے عرض کیا، عیسائی حضرات کو اس انجیل کے اصلی ہونے پر سب سے پہلا شبہ تو یہی ہے کہ اس میں بیان کردہ عقائد و نظریات اناجیل اربعہ کے بالکل خلاف ہیں، لیکن بحث کی ابتداء میں ہم تفصیل کیساتھ یہ ثابت کر چکے ہیں کہ برنباس کی انجیل میں اگر عام عیسائی تصورات کے خلاف کچھ باتیں ہوں تو وہ کسی طرح محل تعجب نہیں ہیں اور تنہا یہ بات اس کتاب کے جعلی ہونے کی دلیل نہیں بن سکتی۔

(۲) دوسرا شبہ یہ ہے کہ اس کتاب میں بہت سے مقامات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی مذکور ہے، حالانکہ عام

طور سے انبیاء علیہم السلام آئندہ کسی نبی کی پیشین گوئی فرماتے ہیں تو صاف صاف نام ذکر کرنے کے بجائے اس کا حلیہ اور اس کے اوصاف بیان کرتے ہیں، اور وہ بھی عموماً تمثیلات اور اشاروں کنایوں میں، کسی بائبل میں کسی جگہ کسی آنیوالے شخص کا نام ذکر نہیں کیا گیا۔

لیکن اس میں اول تو یہ کہنا ہی غلط ہے کہ بائبل میں کسی آنے والے کا نام مذکور نہیں ہے اس لئے کہ کتاب یسعیاہ میں حضرت یسعیاہ علیہ السلام کی زبانی یہ پیشین گوئی بیان کی گئی ہے کہ:

"دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی، اور بیٹا پیدا ہوگا، اور اس کا نام عمانوائیل رکھے گی (یسعیاہ ۷:۱۴)

عیسائی حضرات کا کہنا ہے کہ اس عبارت میں حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشنگوئی کی گی ہے اسی وجہ سے انجیلوں میں اس عبارت کو پیش کر کے حضرت مسیح علیہ السلام کی حقانیت پر استدلال کیا گیا ہے (دیکھئے متی ۱:۲۳ اور لوقا ۱:۳۱، ۳۴)

اگرچہ اس معاملہ میں بائبل کے شارحین سخت حیران ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا کوئی نام عمانوایل تھا یا نہیں؟ لیکن اس سے کم از کم اتنی بات بہرصورت ثابت ہو جاتی ہے کہ بعض مرتبہ کسی عظیم الشان شخصیت کی آمد کی پیشن گوئی اس کا نام بتا کر بھی کردی جاتی ہے۔

اس کے علاوہ زبور میں ہے:

"قومیں کس لئے طیش میں ہیں؟ اور لوگ کیوں باطل خیال باندھتے ہیں؟ خداوند اور اس کے مسیح کے خلاف۔" (زبور ۲:۱، ۲)

عیسائی حضرات کے نزدیک اس عبارت میں مسیح سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

(دیکھیے آکسفورڈ بائبل کنکارڈنس ص ۲۳۶ مطبوعہ لندن)

اس پیشینگوئی میں بھی صریح لقب موجود ہے بلکہ کتاب دانی ایل میں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لقب کیساتھ آپ کی مدت بعثت بھی بیان کردی گئی ہے۔

"اور باسٹھ ہفتوں کے بعد وہ ممسوح قتل کیا جائے گا اور اس کا کچھ نہ رہے گا" (دانی ایل ۹:۲۵)

اس کے علاوہ یسعیاہ ۸:۱۱ اور یرمیاہ ۲۳:۵ میں بھی آنے والی شخصیتوں کے نام ذکر کیے گئے ہیں ان تمام حوالوں سے بہرحال یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ اگر آنے والی شخصیت عظیم الشان ہو تو بعض اوقات پیشینگوئی میں اس نام بھی ذکر کردیا جاتا ہے' مذکورہ مثالیں تو بائبل کی تھیں' اسلامی ذخیرہ احادیث میں آخر زمانہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا نام بھی ہمیں ملتا ہے' اب آپ غور فرمایئے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ذکر کردیا ہو تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے؟ خاص طور سے اس لئے کہ آپ دوسرے انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں ممتاز ترین مقام کے حامل تھے آپ پر نبوت و رسالت کے مقدس سلسلہ کو ختم ہونا تھا۔ اور آپ کی نبوت کو کسی خاص خطہ یا قوم کے ساتھ مخصوص کرنے کے بجائے دنیا کے ہر ہر گوشہ کے لئے عام کیا جانے والا تھا' کیا ایسے نبی کی پیشینگوئی میں حلیہ اور

اوصاف کے علاوہ نام ذکر کرنا قرین قیاس نہیں ہے؟

(۳) انجیل برنباس کے اصلی ہونے پر تیسرا شبہ عام طور سے یہ ہوتا ہے کہ اس انجیل کا اسلوب بیان باقی انجیلوں سے کافی مختلف ہے۔ لیکن ہماری رائے میں اول تو اسلوب بیان کے اختلاف کا فیصلہ اتنی جلدی سے نہیں کیا جا سکتا' اب تک انجیل برنباس کا کوئی عبرانی یا یونانی نسخہ دریافت ہی نہیں ہوا۔ جس سے اناجیل اربعہ کا مقابلہ کیا جا سکے۔ اور ترجموں کے ذریعہ اسلوب تحریر کا موازنہ بہت غیر محتاط ہوگا' اسلوب تحریر کا جس قدر اختلاف ترجموں سے معلوم ہوتا ہے وہ بہت نمایاں نہیں ہے جس کی بناء پر کوئی فیصلہ کیا جا سکے۔

دوسرے اگر واقعی انجیل برنباس اور دوسری انجیلوں میں اسلوب کا فرق ہے تو اس سے جعلی ہونے پر استدلال نہیں کیا جا سکتا' اس لئے کہ ہر لکھنے والے کا طرز تحریر جدا ہوتا ہے کیا یہ حقیقت سامنے نہیں ہے کہ انجیل یوحنا اپنے اسلوب بیان کے اعتبار سے پہلی تینوں انجیلوں سے بیحد مختلف ہے' اور اس بات کو تمام عیسائی علماء بھی تسلیم کرتے ہیں' پادری جی' ٹی' مینلی بائبل پر اپنی مشہور کتاب میں لکھتے ہیں:

''تاہم یہ انجیل (یعنی انجیل یوحنا) مورد اعتراض رہی ہے' کیونکہ یہ اناجیل متفقہ سے کئی طرح مختلف ہے' بے شک اختلافات تو ہیں لیکن اگر ہم چوتھی انجیل کو اس کی اپنی خوبیوں کی روشنی میں دیکھیں تو اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ یا تو مصنف خود چشم دید گواہ تھا' یا کسی چشم دید گواہ کے بیانات و مشاہدات کو

اس نے قلمبند کیا تھا۔'' (ہماری کتب مقدسہ ص ۳۴۸ مطبوعہ لاہور)
نیز عہد نامہ جدید کے مفسر آر اے ناکس نے اپنی تفسیر کے شروع میں کسی قدر تفصیل سے انجیل یوحنا کے اسلوبِ بیان کا جائزہ لیا ہے (ملاحظہ ہو اے نیو ٹسٹامنٹ کمنٹری' ص ۱۳ جلد اوّل مطبوعہ لندن ۱۹۵۳ء) لہٰذا اگر انجیل یوحنا باقی انجیلوں سے اسلوب کے فرق کے باوجود معتبر انجیل کہلائی جاسکتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ انجیل برنباس کے اسلوب تحریر کی وجہ سے اُسے رد کر دیا جائے؟

(۴) انجیل برنباس کے اصلی ہونے پر چوتھا شبہ بعض حضرات کو یہ ہوا ہے کہ تجلی کے واقعہ میں حضرت مسیح علیہ السلام جس پہاڑ پر چڑھے تھے' اس کتاب کی فصل ۴۲ آیت ۱۹ میں اس کا نام ''جبل طابور'' لکھا ہے' حالانکہ یہ تحقیق اناجیل اربعہ کے بہت بعد ہوئی ہے کہ اس کا نام ''طابور'' تھا۔

لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہ بات انجیل برنباس کی اصلیت کو نقصان نہیں' فائدہ پہنچاتی ہے' اس لئے کہ یہ عین ممکن ہے کہ اناجیل اربعہ کے مصنفین نے ناواقفیت کی بناء پر' یا غیر ضروری سمجھ کر پہاڑ کا نام ذکر نہ کیا ہو' برنباس نے اسے ذکر کر دیا' اس قسم کے اختلافات خود اناجیل اربعہ میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔

(۵) انجیل برنباس کی اصلیت پر ایک خاصا وزنی اعتراض وہ ہے جو ڈاکٹر خلیل سعادت نے اس کے عربی ترجمہ کے مقدمہ میں بیان کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ اس کتاب کی فصل نمبر ۸۲ آیت نمبر ۱۸ میں ایک جملہ یہ موجود ہے کہ:

حتی ان سنة الیوبیل التی تجئی الان کل مائة سنة

سیجعلھا مسیا کل سنة فی کل مکان'

''یہاں تک کہ جوبلی کا سال جو اس وقت ہر سو سال میں آتا ہے' مسیا اس کو ہر جگہ سالانہ کر دے گا''

اس میں جس جوبلی کا ذکر ہے اس سے مراد ایک یہودی تہوار ہے۔ اس کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ ''اس وقت ہر سو سال ۱۰۰ میں آتا ہے'...... حالانکہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بہت بعد تک ہر پچاس سال کی ابتداء میں منایا جاتا رہا ہے' کتاب احبار ۲۵:۱۱ میں اس کے لئے پچاس سال ہی کی مدت بیان کی گئی ہے' اور اس کے بعد کلیسا کی تاریخ میں صرف ۱۳۰۰ء ایک ایسا سن ہے جس میں پوپ بونی فاشیش ہشتم نے اس جوبلی کی مدت میں اضافہ کر کے اسے ہر صدی کی ابتداء میں منانے کا حکم دیا تھا' لیکن بعد میں اس حکم پر عمل نہ ہو سکا اس لئے کہ ۱۳۰۰ء میں پہلی جوبلی منائی گئی اس میں کلیسا مال و دولت سے نہال ہو گیا' اس لئے پوپ اکلیمنٹ ششم نے ۱۳۵۰ء میں یہ فرمان جاری کیا کہ یہ تہوار ہر پچاس سال میں ایک مرتبہ منایا جائے' پھر پوپ اربانوس ششم نے اس مدت میں اور کمی کی اور ۱۳۸۹ء میں یہ حکم جاری کیا کہ یہ تہوار ہر تینتیس سال میں ایک بار منایا جائے' پھر پوپ پولس دوم نے اور کمی کر کے اسے ہر پچیسویں سال منانے کا حکم دیا...... اس تفصیل سے یہ بات واضح ہو گئی کہ پوری تاریخ میں صرف ۱۳۰۰ء سے ۱۳۵۰ء تک ایسی مدت گزری ہے جس میں اس جوبلی کو ہر سو سال میں ایک بار منانے کا حکم دیا گیا تھا

اس لئے انجیل برنباس کا لکھنے والا اسی مدت کا ہونا چاہئیے۔

لیکن پھر خود ڈاکٹر خلیل سعادت ہی نے اس اعتراض کا جواب دیا ہے' اور وہ یہ کہ انجیل برنباس کو پڑھنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس کا لکھنے والا عہد نامہ قدیم کے تمام صحیفوں سے خوب واقف ہے' اور ان کا وسیع علم رکھتا ہے' اور ایسی صورت میں یہ کیسے ممکن ہے کہ اس سے ایسی فاش غلطی ہو گئی ہو جس کا معمولی طالب علموں سے سرزد ہونا بھی مشکل ہے۔ لہذا بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اصل نسخہ میں یہاں سو ۱۰۰ کے بجائے پچاس کا لفظ ہو گا' لیکن کسی لکھنے والے نے غلطی سے اس لفظ کے کچھ ...... حروف گھٹا کر اسے سو ۱۰۰ بنا دیا' اس لئے کہ اطالوی زبان میں سو ۱۰۰ اور پچاس کے لفظوں میں کچھ اتنی مشابہت ہے کہ اس قسم کی غلطی کا واقع ہونا عین ممکن ہے' اس کے علاوہ ہمارے نزدیک یہ بھی ممکن ہیکہ چودھویں صدی عیسوی کے کسی پڑھنے والے نے یہ جملہ حاشیہ کے طور پر بڑھا دیا ہو' جو غلطی سے متن میں شامل ہو گیا بائبل میں اس طرح بے شمار الحاقات ہوئے ہیں' جن کا اعتراف مسلمانوں اور عیسائیوں دونوں کو ہے' مثلاً کتاب پیدائش ۱۳: ۱۸' ۲۷' ۳۷: ۱۴ میں ایک بستی کا نام جرون ذکر کیا گیا ہے حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں اس بستی کا نام جرون کے بجائے قریت اربع تھا' اور جب اسرائیل نے حضرت یوشع علیہ السلام کے زمانہ میں فلسطین کو فتح کیا تب اس کا نام 'برون' رکھا تھا چنانچہ کتاب یوشع میں تصریح ہے کہ:-

''اور اگلے وقت میں جرون کا نام قریت اربع تھا۔''

(یشوع ۱۴:۱۴)

یہ تو ایک مثال ہیں حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ نے بائبل سے ایسی بہت سی مثالیں پیش کی ہیں (ملاحظہ ہو اظہار الحق باب دوم مقصد دوم جلد اول)

ان تمام مثالوں میں عیسائی علماء یہ کہتے ہیں کہ یہ الفاظ بعد میں کسی نے حاشیہ کے طور پر بڑھائے تھے جو غلطی سے متن میں شامل ہو گئے' یہی بات انجیل برنباس میں اس مقام پر بھی کہی جا سکتی ہے۔

(۶) انجیل برنباس کی اصلیت پر چھٹا اعتراض بعض لوگوں نے یہ کیا ہے کہ اس کے بہت سے نظریات چودھویں صدی کے مشہور شاعر ڈانٹ سے ملتے ہیں' لہٰذا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مصنف ڈانٹ کا ہمعصر ہے...... لیکن اس اعتراض کی کمزوری محتاج بیان نہیں' دو انسانوں کے کلام میں اگر کچھ مطابقت پیدا ہو جائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان میں سے ایک لازماً دوسرے سے ماخوذ ہے' ورنہ بقول علامہ رشید رضا یہ ماننا پڑے گا کہ ان میں سے ایک تورات کے تمام قوانین حمورابی کے قانون سے ماخوذ ہیں پھر اگر توارد مشکل ہوتا ہے تو یہ کیوں نہیں ہے کہ ڈانٹ نے اپنے خیالات انجیل برنباس سے مستعار لئے ہوں؟

(۷) ڈاکٹر خلیل سعادت نے ایک اعتراض یہ کیا ہے کہ اس میں بعض بحثیں فلسفیانہ انداز کی ہیں' اور اناجیل اربعہ میں یہ

انداز نہیں ہے۔

لیکن اس کا جواب ہم دے چکے ہیں کہ اسلوب کا اختلاف اس کے جعلی ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا' انجیل یوحنا کو دیکھئے' اس کا شاعرانہ اور تمثیلات سے بھرپور انداز باقی تینوں انجیلوں سے کتنا مختلف ہے' اس کی بہت سی عبارتیں تو ایسی ہیں کہ آج تک یقینی طور پر حل نہیں ہو سکیں' مگر اسے تمام عیسائی معتبر انجیل مانتے ہیں۔

(۸) ہمارے نزدیک انجیل برناباس کے قابل اعتماد ہونے پر سب سے زیادہ مضبوط اعتراض یہ ہے کہ یہ کتاب کسی قابل اعتماد طریقے سے ہم تک نہیں پہنچی' جس شخص نے اسے پھیلایا اور عام کیا ہے اس کے بارے میں ہمیں کچھ بھی معلومات نہیں ہیں' کہ وہ کس قسم کا انسان تھا؟ اس نے فی الواقعہ یہ نسخہ کہاں سے حاصل کیا تھا؟ اور ایک طویل عرصہ تک یہ نسخہ کہاں کہاں اور کس کس کے پاس رہا ہے؟

ہمارے نزدیک یہ سوالات بہت معقول اور درست ہیں' اور جب تک ان کا کوئی تسلی بخش جواب نہ ملے اس وقت تک اس کتاب کو یقینی طور پر اصلی قرار نہیں دیا جا سکتا۔

لیکن بعینہٖ یہ سوالات بائبل کے ہر ہر صحیفہ کے بارے میں پیدا ہوتے ہیں جن کا کوئی تسلی بخش جواب ابھی تک نہیں مل سکا' لہذا جو حضرات بائبل کو قابل اعتماد سمجھتے ہیں ان کے لئے انجیل برناباس کو نا قابل اعتماد قرار دینے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

ہم بحث کی ابتداء میں یہ لکھ چکے ہیں کہ اس طویل گفتگو سے ہم

یہ دعویٰ کرنا نہیں چاہتے کہ یہ کتاب یقینی طور پر اصلی اور قابل اعتماد ہے' نہ ہم اسے یقینی طور پر الہامی اور آسمانی سمجھتے ہیں نہ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ اس میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے' بلکہ ہماری گذارشات کا حاصل صرف اس قدر ہے کہ اس کا پایۂ اعتبار بائبل کی کسی کتاب سے ہرگز کم نہیں ہے' جیسے ناقابل اعتماد طریقوں سے بائبل ہم تک پہنچی ہے ایسے ہی طریقوں سے یہ بھی پہنچی ہے جس طرح انجیل برنباس کے سلسلہ سند کریمر یا راہب فرامرینو پر جا کر ختم ہو جاتا ہے' اسی طرح توریت کی سند ٹوٹتی پھوٹتی ہوئی زیادہ سے زیادہ خلقیاہ کاہن تک پہنچتی ہے' شاہ یوسیاہ کے زمانہ تک اس کا کوئی پتہ نشان نہ تھا' اچانک یوسیاہ کے زمانہ میں خلقیاہ کاہن یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے ہیکل کو صاف کرتے وقت تورات مل گئی ہے' اور اس کے دعویٰ کو بغیر کسی تحقیق کے تسلیم کر لیا جاتا ہے (دیکھئے ۲' سلاطین ۲۲:۳ تا ۲۰)

یہی حال عہد قدیم کی دوسری کتابوں کا ہے کہ ان میں سے اکثر کے بارے میں تو یہی تحقیق نہیں ہو سکی کہ ان کا مصنف کون تھا؟ اور وہ کس زمانہ میں لکھی گئیں؟

عہد نامہ قدیم کا معاملہ تو بہت پرانا ہے' خود اناجیل اربعہ کا یہی حال ہے کہ نہ انکی کوئی سند موجود ہے' نہ یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ واقعی حواریوں یا ان کے شاگردوں کی لکھی ہوئی ہیں بڑے بڑے عیسائی علماء نے انہیں اصلی ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا' لیکن ظن وتخمین کے سوا کچھ نہ کہہ سکے' اور آخر میں اس بات کا کھلا اعتراف کرنے پر مجبور ہوئے کہ دوسری

صدی عیسوی سے پہلے ان انجیلوں کا کوئی نشان نہیں ملتا' عیسائی علماء کے بے شمار اقوال میں سے ہم یہاں صرف ایک اقتباس پیش کرتے ہیں جس سے آپ کو اناجیل اربعہ کی حقیقت معلوم ہو سکے گی' مسٹر برنٹ ہلمین اسٹریٹر اناجیل اربعہ پر اپنی معروف کتاب (Four Gospels) میں لکھتے ہیں۔

''عہد نامہ جدید کی تحریروں کو الہامی صحیفوں کی حیثیت سے تسلیم کر لیا گیا ہے' کیا یہ کوئی کلیسائی اعلان تھا جس پر بڑے بڑے کلیساؤں کے ذمہ داروں نے اتفاق کر لیا تھا؟ یہ ہمیں معلوم نہیں ہے' ہمیں صرف اتنا معلوم ہے کہ ۱۸۰ء کے لگ بھگ اناجیل اربعہ کو انطاکیہ افس اور دم میں یہ حیثیت حاصل ہو گئی تھی۔'' (فورگاسپلس' ص ۷ مطبوعہ نیو یارک)

گویا ۱۸۰ء سے پہلے تو ان انجیلوں کا کوئی ذکر ہی نہیں ملتا اور اسٹریٹر نے یہ جو کہا کہ ۱۸۰ء میں اناجیل اربعہ کو انطاکیہ وغیرہ میں تسلیم کر لیا گیا تھا' اس کی بنیاد بھی اگناشس اور کلیمنس وغیرہ کے خطوط ہیں جن میں ان انجیلوں کے حوالے موجود ہیں' لیکن خود یہ خطوط بے حد مشتبہ ہیں' جیسا کہ مولانا کیرانوی ؒ نے اظہار الحق میں تفصیل کے ساتھ ثابت کیا ہے۔

یہ تو اناجیل اربعہ کی اسناد کا حال ہے' رہیں اندرونی شہادتیں' سو اس معاملہ میں بائبل کی حالت موجودہ انجیل برنباس کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ناگفتہ بہ ہے' کیونکہ اس میں بے پناہ اختلافات اور غلطیاں موجود ہیں۔

لہٰذا ہماری گذارشات کا حاصل یہ ہے کہ جہاں تک مسلمانوں

کے اصول تنقید کا تعلق ہے ان کی رو سے تو بلا شبہ انجیل برنباس ایسی کتاب نہیں جس پر یقینی طور سے اعتماد کیا جا سکے' لیکن ان اصولوں کی روشنی میں پوری بائبل بھی قطعی نا قابل اعتبار ہے۔

رہے عیسائی حضرات کے وہ اصولِ تنقید جنہوں نے بائبل کو نہ صرف قابل اعتبار بلکہ الہامی اور آسمانی قرار دیا' سو ان کی روشنی میں انجیل برنباس بھی قابل اعتبار ٹھہرتی ہے' لہٰذا جو حضرات بائبل کو قابل اعتماد سمجھتے ہیں' ان کے پاس انجیل برنباس کو رد کرنے کی کوئی وجہ جواز نہیں ہے' بلکہ جتنے خارجی اور اندرونی قرائن اس کتاب کی اصلیت پر دلالت کرتے ہیں اتنے شاید ہی بائبل کی کسی کتاب کو حاصل ہوں۔''

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

(عیسائیت کیا ہے؟ ص ۱۷۸ تا ۱۹۲)

آخر میں' میں حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کی مذکورہ بالا پوری تحریر و تبصرہ کو سامنے رکھ کر ''انجیل برناباس'' کے لئے صرف اتنا کہوں گا کہ یہ انجیل ایک طرح سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس پیشن گوئی کی تفسیر ہے جس کو قرآن مجید فرقان حمید نقل کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ:

واذ قال عیسیٰ ابن مریم یٰبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں (اور) جو (کتاب) مجھ سے پہلے آ چکی ہے (یعنی) تورات

اسکی تصدیق کرتا ہوں اور ایک پیغمبر جو میرے بعد آئیں گے
جنکا نام احمد ہوگا انکی بشارت سناتا ہوں۔'' (سورہ صف:٦)

لہذا عیسائی دنیا کی جانب سے ''انجیل برناباس'' کو ''جعلی'' قرار دینے کے لئے جو تیر اندھیرے میں' گمان اور قیاس آرائیاں کرتے ہوئے چھوڑے جاتے رہے ہیں' ایسے تمام اعتراضات کیلئے حضرت شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کی مذکورہ بالا روشن تحریر تعصب سے خالی اور ''راہ حق'' کے متلاشی افراد کیلئے کافی وشافی ہے۔

وما توفیقی الا باللہ

خالد محمود
سابق' یوٹیل کندن
١٦ر شعبان ١٤٢١ھ
بعد از نماز مغرب

مقدمہ انجیل برنباس

از قلم محمد امین صفدر (اوکاڑہ)

زیر سرپرستی حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری خلیفہ مجاز حضرت شیخ المشائخ سلطان العارفین مولانا مرشدنا احمد علی صاحب لاہوری دامت برکاتہم

انجیل کے معنی خوشخبری کے ہیں۔ اہل اسلام کے نزدیک انجیل اس وحی الٰہی کا نام ہے جو خالق کائنات کی طرف سے حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئی "واتیناہ الانجیل" یعنی ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل دی اور عیسائی ہر اس کتاب کو انجیل کہتے ہیں جس پر مسیح علیہ السلام کے سوانح عمری مذکور ہوں۔

چنانچہ لوقا اپنی انجیل کے دیباچہ میں لکھتا ہے:

"چونکہ بہتوں نے اس پر کمر باندھی ہے کہ جو باتیں ہمارے درمیان واقعہ ہوئیں۔ ان کو ترتیب وار بیان کریں۔ جیسا کہ انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کے خادم تھے ان کو ہم تک پہنچایا۔ اس لئے اے معزز تھیفلس میں نے بھی مناسب جانا کہ سب باتوں کا سلسلہ شروع سے ٹھیک ٹھیک دریافت کر کے ان کو تیرے لئے ترتیب سے لکھوں۔" (لوقا)[1]

مقدس لوقا کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ بہت سے لوگوں نے انجیلیں لکھی تھیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس قدر انجیلیں لکھی گئیں وہ اِدھر اُدھر سے سنی سنائی باتوں کو جمع کیا گیا ہے۔ آج کل عیسائی جو دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ انجیلیں روح القدس کے الہام سے لکھی گئی ہیں یہ دعویٰ غلط ہے۔ عیسائیوں سے ہمارا پہلا سوال اس بارہ میں یہی ہے کہ وہ جرأت اور ہمت کر کے چاروں مروجہ انجیلوں سے ایک ایک آیت ایسی نکال کر پیش کریں جس میں ان کے مصنفین نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ ہم نے ان کتابوں کو روح القدس کی تائید سے لکھا ہے۔ جب ان انجیلوں کے مصنفوں نے کبھی ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ لوقا نے سب کے متعلق یہ شہادت دی ہے کہ یہ انجیلیں سنی سنائی بے

[1] باب ا آیت ا تا ۴ - خ

سند باتیں ہیں تو عیسائیوں کا یہ دعویٰ بے دلیل بلکہ خلافِ دلیل ہے۔

میں نے ان چاروں انجیلوں (متی۔ مرقس۔لوقا۔یوحنا) کے غیر الہامی ہونے کو پر زور دلائل سے اپنے رسالہ میں ثابت کیا ہے۔ جو بفضلہ تعالیٰ انجمن نظام العلماء پاکستان کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ اس مبحث کو خوب بے نقاب کیا ہے۔اس وقت مجھے صرف مقدس برنباس کی انجیل کا تعارف کرانا ہے۔ جو اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے اور میں انشاء اللہ پوری کوشش کروں گا کہ برنباس کا تعارف غیر الہامی کتابوں کی بجائے صرف عیسائیوں کے مزعومہ الہامی صحیفوں سے کراؤں۔انجیل کے مبلغ لوقا کی کتاب اعمال الرسل سے صاف پتہ چلتا ہے کہ ابتدائے مسیحیت میں انجیل کے بڑے مبلغ تین ہی تھے۔

۱۔مقدس پطرس۔۲۔مقدس برنباس۔۳۔ پولوس۔ ان کے علاوہ کسی کی تبلیغی خدمت اعمال کی کتاب میں مرقوم نہیں ہے۔اب میں عیسائیوں کے الہامی صحیفوں کی روشنی میں ان تینوں کا تعارف کرواتا ہوں تاکہ اصل بات کے سمجھنے میں سہولت ہو۔

پطرس:اس کے متعلق خود پطرس کے شاگرد مرقس نے اپنی انجیل کے آٹھویں باب میں لکھا ہے کہ یسوع نے پطرس سے کہا: ''اے شیطان میرے سامنے سے دور ہو جا (انجیل مرقس: ۸/۳۳) بلکہ یہ بھی فرمایا تو خدا کی باتوں کا نہیں بلکہ آدمیوں کی باتوں کا خیال رکھتا ہے۔مرقس (۸/۳۳) نیز پطرس نے مسیح ؑ کی گرفتاری کے موقعہ پران کا انکار کر دیا تھا اور (اناجیل اربعہ) جب پطرس بقول مسیح ؑ شیطان ہے اور بحوالہ انجیل مرتد ہو گیا تھا۔اس لئے پولوس نے اس کو روبرو ملامت کی تھی (دیکھو گلیتوں باب۲) تو اس کی انجیل ناقابل قبول ہوئی۔ چنانچہ پطرس کی انجیل کا تذکرہ ہی پرانی کتابوں میں ملتا ہے۔لیکن وہ آج مکمل صورت میں دنیا میں موجود نہیں ہے۔

پولوس: مسیحیت کے ابتدائی ایام کا دوسرا مبلغ پولوس سمجھا جاتا ہے،لیکن اس کی پوزیشن سخت مخدوش ہے۔ یہ شخص مسیح علیہ السلام کا سخت ترین دشمن تھا۔ جیسا کہ خود اس کے شاگرد لوقا نے اپنی کتاب اعمال میں لکھا ہے: ''اس نے مسیح ؑ کی پرزور مخالفت کی لیکن

جب یہ اپنی کھلی مخالفت سے مسیحیت کو نقصان نہ پہنچا سکا تو اس نے منافقت اختیار کی اور منافقانہ طور پر دین عیسوی میں داخل ہو کر عیسوئیت کی جڑیں کھوکھلی کرنے لگا۔"

پولوس منافق تھا۔ چنانچہ خود لکھتا ہے:

"میں یہودیوں کے لئے یہودی بنا تاکہ یہودیوں کو کھینچ لاؤں جو لوگ شریعت کے ماتحت ہیں ان کے لئے میں شریعت کے ماتحت ہوا تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو کھینچ لاؤں، اگرچہ خود شریعت کے ماتحت نہ تھا۔ بے شرع لوگوں کے لئے بے شرع بنا تاکہ بے شرع لوگوں کو کھینچ لاؤں ...... میں سب آدمیوں کے لئے سب کچھ بنا ہوا ہوں۔

(۱-کرنتھ باب ۹ آیت ۲۰ تا ۲۲)

اور پولوس کا شاگرد اقرار کرتا ہے کہ لوگوں نے پولوس کی زباں درازی دیکھ کر اس کا لقب ہرمیس رکھا تھا (اعمال ۱۴:۱۲)

اور ایک جگہ خود لکھتا ہے: میں پولس جو تمہارے روبرو عاجز اور پیٹھ پیچھے تم پر دلیر ہوں۔" (۲-کرنتھ ۱/۱۰)

اور اپنی بہانے خوری کا تذکرہ خود ان الفاظ میں کرتا ہے: کہ مذہب کی تبلیغ ہو خواہ بہانے سے ہو یا سچائی میں اس سے خوش ہوں اور رہوں گا۔" (فلپون ۱:۱۸)

اپنے مشن کو پھیلانے کے لئے وہ جھوٹ بولنا بھی جائز سمجھتا تھا بلکہ ہر برائی کرتا تھا چنانچہ لکھتا ہے: "اگر میرے جھوٹ کے سبب سے خدا کی سچائی اس کے خیال کے واسطے زیادہ ظاہر ہوتی تو پھر کیوں گنہگار کی طرح مجھ پر حکم کیا جاتا ہے۔ ہم کیوں برائی نہ کریں کہ بھلائی پیدا ہو۔ (رومیوں ۳:۷)

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ پولوس منافق، بہانے خور، زباں دراز اور جھوٹا آدمی تھا اپنی زباں درازی اور زمانہ سازی کی وجہ سے اگرچہ اس نے اپنا کچھ اعتبار جمالیا تھا۔ لیکن جب اس نے مسیح کو لعنتی کہا۔

(گلتیوں باب ۳، آیت ۱۳)

تو حواریوں نے قطعاً اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور وہ پہلے کی طرح پھر مردود قرار پا گیا۔

مقدس برنباس جس بزرگ کی انجیل اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے یہ مسیحیت کے ابتدائی دور کا سب سے بڑا انجیل کا مبلغ تھا۔ رسولوں کے اعمال جو برنباس کے مخالف لوقا نے لکھی ہے اس میں بھی جس قدر ان کی

عظمت بیان کی ہے وہ کسی کی نہیں۔

برنباس کی شخصیت

مقدس برنباس کا اصلی نام یوسف تھا۔ مسیح کے حواریوں نے اس کا لقب برنباس رکھا۔ برنباس کے معنی ہیں نصیحت کا فرزند (اعمال ۳۶:۴) اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ رسولوں کے ہاں برنباس کی کتنی قدر و منزلت تھی۔ سب رسولوں کا متفقہ طور پر ان کو یہ اعزازی خطاب دینا صاف ظاہر کرتا ہے کہ وہ اس زمانے میں اپنی نظیر آپ تھا۔ اسی کی کوششوں سے مسیحیت نے ساری ترقی کی۔ کوئی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ اتنے بڑے معزز لقب کا مستحق اس گوہر یک دانہ کے بعد ایک بھی ہوا ہو۔

برنباس کا دوسرا معزز لقب

مقدس برنباس کے اخلاص اور کرامات کو دیکھ کر اس زمانہ کے لوگوں نے برنباس کو ایک اور معزز خطاب بخشا' جس کا ذکر اعمال ۱۲:۱۴ میں ہے لوگ برنباس کو دیوتا سمجھتے تھے اور اس کے نام کی قربانیاں کرنے کو تیار ہو جاتے تھے اس زمانے میں سب سے بڑا دیوتا زیوس نامی تھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے برنباس کو زیوس کا معزز خطاب بھی دیا' جیسا کہ اعمال کے باب ۱۴ میں مذکور ہے۔ برنباس کی معرفت بہت بڑے نشان اور عجیب کام ظاہر ہوئے

(دیکھو اعمال ۲۵:۱۵)

برنباس کی عظمت

مقدس برنباس کی عظمت پر اس کا دشمن مصنف لوقا بھی پردہ نہ ڈال سکا۔ چنانچہ لکھتا ہے:

''وہ نیک مرد اور ایمان اور روح القدس سے معمور تھا۔'' (اعمال ۲۴:۱۱)

معلم مسیحیت عیسائیوں کی سب سے پرانی کلیسا انطاکیہ میں تھی۔ یہ مسیحیت کا مرکز دارالتبلیغ تھا اور کوئی شخص اس قابل نہ تھا کہ اس کا معلم بنے بلکہ اس کا معلم برنباس تھا (اعمال ۱:۱۳) اور جس طرح مسیحی مذہب کا مرکز انطاکیہ تھا۔ اسی طرح سب سے پہلے مسیحی لقب کی ابتدا بھی انطاکیہ ہی کی کلیسیا سے ہوئی چنانچہ لوقا نے لکھا ہے:

کہ شاگرد پہلے انطاکیہ میں ہی مسیحی کہلائے (اعمال ۲۶:۱۱)

برنباس کو روح القدس کا مخصوص کرنا

جب وہ عبادت کر رہے تھے تو روح القدس نے کہا: میرے لیے برنباس اور ساؤل کو مخصوص کر دو، جس کے واسطے میں نے ان کو بلایا ہے ...... پس وہ روح القدس کے بھیجے ہوئے سلوکیہ کو گئے الخ (اعمال ۱۳: ۲-۵) اللہ اللہ کتنی بڑی عظمت ہے کہ رسولوں کی موجودگی میں برنباس کو مخصوص کیا جائے۔

☆ برنباس کی انجیل ہی اصلی انجیل ہے:

آپ نے پڑھ لیا کہ برنباس ہی وہ شخص ہے جس کو رسولوں نے متفقہ طور پر برنباس کا معزز لقب دیا۔

☆ برنباس ہی وہ شخص ہے جس کو لوگوں نے اپنے سب سے بڑے دیوتے کے نام کا لقب دیا اور اس کو زیوس کہا اور اس کے لئے قربانی کرنے کے لئے تیار ہوئے۔

☆ برنباس ہی وہ شخص ہے جس کو روح القدس نے مخصوص کیا۔

☆ برنباس ہی وہ شخص ہے جو ایمان اور روح القدس سے معمور تھا۔

☆ برنباس ہی وہ شخص ہے جس کے ہاتھ پر بڑے بڑے نشان اور عجیب عجیب کام ظاہر ہوئے۔

☆ برنباس ہی وہ شخص ہے جس نے ہر موافق و مخالف سے خراج تحسین حاصل کیا۔

☆ برنباس ہی وہ شخص ہے جو مرکز مسیحیت کلیسیائے انطاکیہ کا سب سے بڑا معلم تھا۔

☆ برنباس ہی وہ شخص ہے جس نے عیسائیوں کو مسیحی کا معزز لقب عطا فرمایا۔

☆ برنباس ہی وہ شخص ہے جس کے متعلق مسیح ؑ اور ان کے حواریوں نے کبھی کلمۂ ہجو نہ کہا۔

☆ برنباس ہی وہ شخص ہے جس نے کبھی مسیح ؑ اور آپ کے حواریوں کی شان میں گستاخی نہ کی۔

☆ برنباس ہی وہ شخص ہے جس کو لوگ حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر پکارتے تھے۔

☆ برنباس ہی وہ شخص ہے جس کی تعلیم و تبلیغ کو نہ ماننے والے کو ابلیس کا فرزند مکار و شرارت سے بھرا ہوا نیکی کا دشمن، خداوند کی سیدھی راہوں کو بگاڑنے والا، خدا کا مغضوب، اندھا (اعمال ۷، ۱۲/۱۳) جیسے الہامی القاب ملتے ہیں۔

برنباس جو اتنی خوبیوں کا مالک ہو، سراپا

نصیحت ہو' اگر اس کی انجیل اصل نہ ہوگی تو اور کس کی انجیل اصلی ہوگی' کیا متی' مرقس' لوقا اور یوحنا کی اناجیل اصلی ہوں گی۔ جنہوں نے کبھی دعوئی الہام نہ کیا نہ ان سے کوئی اعجاز ظاہر ہوا۔ جن کو مسیح نے ملامت کی ہو۔ بداعتقاد اور کجرو کہا ہو' جن کی کتابیں غلطیوں سے بھرپور ہوں جن کی کتابیں اختلافات سے پر ہوں۔ وہ الہامی ہوسکتی ہیں ہرگز نہیں ان کی پوری حقیقت میں نے اپنے دوسرے رسالہ میں بیان کردی ہے۔ انجیل برنباس کو نہ ماننے والا واقعی ان القاب کا مستحق ہے۔ جو میں نے (اعمال ۷' ۱۲/۱۳) کے حوالے سے اوپر ذکر کیے ہیں۔

انجیل برنباس کی صحت وصداقت پر مسیحیوں کے اعتراضات اور ان کے جوابات

انجیل پر پہلا اعتراض:

معزز ناظرین مقدس برنباس نے مسیحؑ کی تعلیم کو اپنی انجیل میں بڑی وضاحت سے نقل فرمادیا۔ مسیحؑ علیہ السلام کے متعلق اہل کتاب نے جو افراط تفریط کی تھی۔ کسی نے ان کو ابن اللہ کہا تھا۔ اور کسی نے نعوذ باللہ ولد الزنا ٹھہرایا تھا۔ حتیٰ کہ عیسائیوں کی مروجہ اناجیل میں بھی مسیح علیہ السلام کو **لعنتی' شراب ساز' شراب خور' بدکار** ثابت کیا گیا ہے۔ مقدس برنباس نے صحیح مسلک کو پیش کیا۔ مسیحؑ کی شان وعظمت کا بیان وضاحت سے کیا تو ظاہر ہے کہ افراط وتفریط کرنے والی دونوں پارٹیوں کی طرف سے انجیل برنباس پر تو حملے کیے گئے وہ مقدس برنباس پر تو کوئی حملہ نہ کرسکے۔ البتہ یہ کہہ دیا کہ اس انجیل کی نسبت برنباس کی طرف صحیح نہیں ہے لیکن اس کی کیا دلیل ہے وہ دنیا میں کسی پادری کے پاس نہیں ہے۔ جب ایک شخص کی طرف ایک کتاب منسوب ہو تو بلا دلیل اس سے انکار کرنا قطعاً قابل سماعت نہیں ہوتا' بہت سے لوگوں نے تورات کی نسبت کو موسیٰؑ کی طرف غلط لکھا ہے اور برمنگھم انگلستان کے بشپ ڈاکٹر ای ڈبلیو بارنز (E.W.BARNES) نے اپنی مشہور کتاب The Rise of Christianity میں لکھا ہے کہ یسوع مسیحؑ کے دور کے

واقعات کے لئے حقیقتاً ہمارے پاس صرف ایک مرقس کی سند ہے ص ۹۹ لیکن آگے چل کر ص ۱۰۸/۱۰۹ پر لکھا ہے: "کہ ہم حتمی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ مرقس کون تھا۔" اب دیکھئے بشپ صاحب آپ کی مروجہ چاروں انجیلوں میں سے کسی کی نسبت کو صحیح تسلیم نہیں کرتے کس قدر ظلم ہے کہ برناباس کی شخصیت معلوم و متعارف ہو اور اس کی انجیل الہامی نہ ہو۔ لیکن بائبل کی مندرجہ ذیل کتابوں کے مصنف بھی نامعلوم ہیں۔ زمانہ تصنیف کا بھی علم نہیں ہے۔ مقام تصنیف بھی اکثر کا معلوم نہیں ہے لیکن عیسائی اور یہودی ہر دو فرقے ان کو الہامی مانتے ہیں۔

ا۔ تورات کو ہر دو فرقے موسیٰؑ کی تالیف خیال کرتے ہیں۔ لیکن استثنا کے آخری باب سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تورات کس زمانہ میں لکھی گئی ہے۔ جب موسیٰؑ تو کجا موسیٰ علیہ السلام کی قبر کا نشان بھی کسی کو یاد نہ رہا تھا (دیکھو استثنا ۳۴/۵تا۱) موسیٰ علیہ السلام کے اتنا عرصہ بعد یہ کس نے لکھی! دنیا آج تک اس کے مصنف سے ناواقف ہے کہاں لکھی گئی؟ یہ بھی کسی کو علم نہیں ہے کیا لکھنے والا نبی تھا؟ کوئی علم نہیں ہے

اسی طرح کتاب یشوع یا یوشع۔

کتاب یوشع یا یشوع۔ "کتاب ہذا کا مصنف عام روایت کے مطابق ایک نبی ہے۔ جس کا نام نامعلوم ہے۔" کاتھولک بائبل چہ عجب مصنف کا نام و مقام معلوم نہیں ہے۔ لیکن یہ معلوم ہو گیا کہ وہ نبی تھا۔

(۲) قضات: کتاب ہذا کا مصنف بھی نامعلوم ہے۔ لیکن بعضوں کی رائے ہے کہ سموئیل نبی نے اسے قلم بند کیا (کاتھولک بائیبل)

ان بعض نے بھی کوئی دلیل نقل نہیں کی تو یہ نامعلوم مصنف کی کتاب الہامی کیسے بن گئی کیوں مقبول ہوئی:

(۳) راعوت: اس کا مصنف نامعلوم ہے۔ (کاتھولک بائبل)

(۴) سموئیل اول دوم: صرف یہ پتہ ہے کہ ابہام کے زمانہ میں لکھی گئی کس نے لکھی نامعلوم (کاتھولک)

(۵) ملوک یا سلاطین اول دوم: ان کا مصنف بھی نامعلوم ہے کسی کا نام یقینی معلوم نہیں ہو سکا۔

(۶) تواریخ اول و دوم: اس کو اخبار الایام

بھی کہتے ہیں۔ان کا مصنف کوئی لاوی سمجھا جاتا ہے۔(کاتھولک)

(۷)عزرا: نحمیاہ کا مصنف بھی کوئی نامعلوم لاوی ہے۔(کاتھولک' بائبل)

(۸)طوبیت: کسی سامی زبان میں لکھی گئی۔مصنف نامعلوم(کاتھولک)

(۹)یہودیت: ایک دیندار یہودی نے لکھی(کاتھولک)اس کا نام و مقام کیا تھا کب لکھی' نامعلوم۔

(۱۰)استیر: کا بھی کوئی مصنف یقینی طور پر معلوم نہیں ہوسکا۔

(۱۱)ایوب: اس کتاب کا مصنف غالباً بحراردن کا ایک دیندار اور بزرگ عبرانی تھا جس نے چھٹی صدی قبل المسیح کے آخر میں کتاب تالیف کی' لیکن ہم اس کے نام سے ناواقف ہیں(کاتھولک بائبل)

(۱۲)داؤد بادشاہ بہت سے مزامیر کا مصنف تھا۔باقی مزامیر متفرق الہامی شعراء کی تصنیف ہیں' لیکن یقین نہیں ہوسکا۔

(۱۳)امثال: کسی مؤلف نے سلیمان کے امثال لکھے ہیں اور ان کے ساتھ متفرق زمانوں کے متفرق الہامی شعراء اور اپنے کلمات بھی داخل کئے ہیں(کاتھولک) لیکن اس مصنف کا نام معلوم نہیں ہے۔

(۱۴)جامعے کی کتاب کے الہامی مصنف نے تیسری صدی قبل از مسیح میں سلیمان بادشاہ کے نام سے یہ کتاب لکھی' (کاتھولک) مصنف کا نام و مقام نامعلوم مگر الہامی ہونا معلوم ہے عجیب معمہ ہے۔

(۱۵)حکمت: دوسری صدی قبل از مسیح میں کسی نامعلوم مصنف نے سلیمان بادشاہ کی شخصیت میں لکھی' (کاتھولک)

(۱۶)یشوع بن سیراخ کا مصنف معلوم ہے لیکن پراٹسٹنٹ فرقہ اس کتاب کے الہامی ماننے کو تیار نہیں ہے۔

غرض کہاں تک لکھا جائے کہ ان کتابوں کے مصنف بالکل نامعلوم ہیں' دوسری کتابوں کی نسبت مشکوک ہے تو اگر یہ اعتراض اس قابل ہے تو یہ سب کتابیں بائبل سے خارج کردو۔ یہ میں نے برسبیل لکھا ہے' ورنہ کوئی دلیل اس بات پر نہیں ہے کہ برنباس کی طرف اس انجیل کی نسبت مشکوک ہے۔اس پر واضح و صاف دلائل کی ضرورت ہے۔ جو عیسائی قیامت تک پیش نہیں کرسکتے۔

تیسرا اعتراض پادری یہ کہتے ہیں کہ اس کتاب میں بعض مضامین بالکل غلط ہیں اور دوسری انجیلوں کے خلاف ہیں۔ اس لئے یہ کتاب ہرگز ماننے کے لائق نہیں۔ ان مخالف مضامین میں ایک یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کے بعد ایک نبی کے آنے کا ذکر اس میں پایا جاتا ہے جن کا نام محمد الرسول اللہ ہے حالانکہ یہ غلط ہے (انجیل برنباس، فصل ۲۲۱)

الجواب: باقی تو سب بہانے تھے اصل میں یہی رسول دشمنی اس کتاب کے انکار کا باعث ہوئی۔

پہلی بات: پادری صاحبان اس حوالے کو دوسری اناجیل کے خلاف کہتے ہیں، حالانکہ خلاف نہیں، زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہو کہ دوسری اناجیل سے زائد ایک بات ہے تو یہ انکار کی وجہ نہیں، دیکھو بہت سے واقعات انجیل متی میں زائد ہیں دوسری اناجیل میں نہیں، مثلاً مجوسی کا سجدہ کرنا، مصر کو جانا اور انجیل یوحنا کے واقعات تو دوسری اناجیل سے ملتے ہی نہیں۔ تو کیا ان زائد باتوں کی وجہ سے ان اناجیل کا انکار کردو گے اصل بات یہ ہے کہ کسی انجیل نویس نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں نے مسیحؑ کی پوری تعلیم نقل کی ہے۔ ہر انجیل میں بعض واقعات دوسری اناجیل سے زائد اور بعض کم ہیں۔

(۱) دیکھیے پہاڑی کا وعظ مسیحؑ کی تعلیم کی جان ہے لیکن اس کو صرف متی نے اپنی انجیل میں پورا نقل کیا ہے۔ لوقا نے چند جملے متفرق نقل کیے ہیں۔ مرقس اور یوحنا نے اس وعظ کا ذکر تک نہیں کیا اور اس اہم حصے کو نظر انداز کر دیا تو اب بتائیے۔ آپ اس میں متی اور لوقا کو قصور وار ٹھہرائیں گے جنہوں نے مسیحؑ کی تعلیم کو نقل کر دیا یا مرقس یوحنا کو جنہوں نے اس قدر اہم تعلیم کا حصہ چھوڑ دیا۔

(۲) اسی طرح مسیح علیہ السلام کا آخری وعظ جس تفصیل سے انجیل یوحنا میں ہے باقی تینوں اناجیل میں نہیں ہے تو کیا اس زائد وعظ کی وجہ سے یوحنا کو مجرم ٹھہرا کر اس کی انجیل رد کر دی جائے گی یا متی، لوقا، مرقس، کو مجرم سمجھا جائے گا کہ انہوں نے مسیحؑ کے آخری محبت کے پیغام کو بھی اپنی اناجیل میں نہیں لکھا۔

سامری عورت کا واقعہ اور زانیہ عورت کا واقعہ صرف یوحنا میں ہے۔ باقی تینوں اناجیل اس سے خاموش ہیں۔

مجوسیوں کا سجدہ کرنے کا ذکر صرف انجیل متی میں ہے۔ باقی تینوں اناجیل اس سے ساکت ہیں۔

غرض بہت سی مثالیں ہیں میں کہا تک عرض کروں۔ تو اسی طرح اگر مقدس برنباس کی انجیل میں مسیح علیہ السلام کے بعض ایسے وعظ مذکور ہوں جن میں آنے والے پیغمبر کی پیشینگوئی نام کے ساتھ فرمائی ہو اور دوسری اناجیل میں مذکور نہ ہوں تو یہ مخالفت نہیں بلکہ خیانت ہے۔ اور اس میں جرم ان لوگوں کا ہے جنہوں نے مسیحؑ کے یہ وعظ اپنی اناجیل میں نقل نہیں فرمائے نہ کہ مقدس برنباس کا اور اختلاف تو جب ہوتا کہ کسی انجیل سے دکھایا جاتا کہ مسیحؑ نے فلاں موقعہ پر فرمایا تھا کہ میرے بعد کوئی سچا نبی نہ آئے گا۔ بلکہ اناجیل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مسیحؑ آخری نبی نہ تھے۔

۱۔ کیونکہ مسیحؑ کے آنے کے بعد بھی یہودی وہ نبی (آنخضرتؐ) کے منتظر تھے (یوحنا ۱:۲۹)

۲۔ مسیحؑ کے رفع آسمانی کے بعد بھی یروشلم میں اور نبی تھے جو انطاکیہ آئے اور پیش گوئی کی۔ (اعمال ۲۷، ۲۸/۱۱)

۳۔ اور بہت سے نبی ہوئے جن کا ذکر ۱۔ کرنتھ باب ۱۴ اورس ۲۹۔۳۲ میں جناب پولوس نے کیا ہے۔

۴۔ یہوداہ اور سیلاس بھی نبی تھے اعمال ۱۵:۳۲ اور نبی ۱۔ کرنتھ باب ۱۲:۱۰

۵۔ مسیح کے بعد پولوس کو رسول مان لیا' ملاحظہ ہو ۲۔ کرنتھیوں باب ۱۱ ورس ۵۔

اب صاف ظاہر ہے کہ برنباس کی یہ منقول پیش گوئی فصل ۲۲۱ مسیح کی کسی تعلیم کے خلاف نہیں ہے۔

کیا موجودہ اناجیل میں حضور علیہ صلی اللہ کے متعلق کوئی پیشگوئی موجود ہے؟

اس موضوع پر بہت سے علمائے اسلام نے مستقل تصانیف لکھی ہیں (شکر اللہ سعیہم) مجھے اس وقت صرف اشارات کرنا ہیں' لیکن ان سے پہلے کہ میں وہ اشارات نقل کروں۔ ایک دو ضروری باتیں ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں

۱۔ کسی شخص کے دعویٰ نبوت کی صداقت کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ اس کے متعلق پہلی کتاب میں پیش گوئی ہو۔ دیکھو ابراہیمؑ' نوحؑ'

اسحاق ؑ، یعقوب ؑ، داوٗد ؑ، شمعون ؑ، جدعون ؑ، افتاح ؑ، یسعیاہ ؑ، یرمیاہ ؑ، حذقیال ؑ، ملافیا ؑ، حبقوق ؑ، حجائی ؑ، میکاہ ؑ[1] علیہم السلام بالاتفاق نبی ہیں۔ لیکن ان کا ذکر کسی پہلی کتاب میں نہیں ہے۔

۲۔ اگر کسی کے متعلق کوئی پیشگوئی ہو بھی تو ضروری نہیں کہ اس میں اس نبی کا نام، مقام اور پوری علامات ہوں، بلکہ کوئی ایک آدھ علامت کا مذکور ہونا بھی کافی ہے، چنانچہ دیکھو یوحنا (یحیٰی ؑ) کو عیسائی بھی مانتے ہیں۔ حالانکہ ان کے دعویٰ کے وقت یہود ان کو پہچان نہ سکے۔ جب ان سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے متعلق یسعیاہ نبی نے کہا ہے:

''بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز آتی ہے کہ خداوند کی راہ تیار کرو، اس کے راستے سیدھے بناؤ۔''

(یسعیاہ باب ۴۰ آیت ۳)

اب دیکھو اس میں نہ یحیٰی نام مذکور ہے نہ مقام نبوت کا ذکر لیکن یوحنا کے کہنے سے پتہ چلا کہ اس میں کوئی پیش گوئی تھی۔ اسی طرح مسیح علیہ السلام کے متعلق جس قدر پیشگوئیاں عہد عتیق سے عیسائی نقل کرتے ہیں۔ ان میں سے کسی میں بھی مسیح کا نام یا لقب یا نبوت یا مقام کا ذکر نہیں۔ مثلاً متی نے یہ پیش گوئی نقل کی ہے:

''اے بیت لحم یہوداہ! کے علاقے تو یہوداہ کے حاکموں میں ہرگز چھوٹا نہیں کیونکہ تجھ سے ایک سردار نکلے گا۔ جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی کرے گا۔''

اس میں نہ مسیح کا نام نہ مقام صرف ایک سردار کا ذکر ہے سردار کے معنی یہاں نبی کے کیے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان پیشگوئیوں سے جن کو عیسائی نقل کرتے ہیں۔ یہودی یسوع مراد نہیں لیتے اور انکار کرتے ہیں۔ لیکن عیسائی غلط سلط اور باطل تاویلیں کرتے ہیں اور یہود کی تاویلوں کو ہرگز نہیں مانتے اب سنئے کہ کیا مسیح ؑ نے کسی نبی کے آنے کا ذکر فرمایا ہے؟

حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں:

۱۔ اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے اور میں باپ سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں دوسرا مددگار

[1] موجودہ کیتھولک ترجمہ میں یہ لفظ میکا ہے' خ

بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے یعنی روح حق جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی۔

(انجیل یوحنا باب ۱۴ اورس ۱۶ تا ۳۱)

۲۔ یہ باتیں میں نے تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کیں لیکن روح القدس یعنی مددگار جسے باپ میرے نام سے بھیجے وہی تمہیں سب باتیں بتائے گا اور جو کچھ میں نے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔

(انجیل یوحنا ۱۴: ۲۵۔۲۶)

۳۔ اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔ (۱۴: ۳)

اسی کے متعلق یوحنا نے کہا تھا:

''مگر جو زور آور ہے وہ آنے والا ہے میں اس کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں ہوں وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دے گا۔ (لوقا: ۳: ۱۶)

۴۔ لیکن جب وہ روح القدس (مددگار) آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی روح حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا۔

(انجیل یوحنا ۱۵: ۲۶)

۵۔ لیکن میں نے یہ باتیں اس لیے تم سے کہیں کہ جب ان کا وقت آئے تو تم کو یاد آ جائے کہ میں نے تم سے یہ باتیں اس لیے نہ کہیں کہ میں تمہارے ساتھ تھا مگر اب میں اپنے بھیجنے والے کے پاس جاتا ہوں اور تم میں سے کوئی مجھ سے نہیں پوچھتا کہ تو کہاں جاتا ہے؟ بلکہ اس لیے کہ میں نے یہ باتیں تم سے کیں تمہارا دل غم سے بھر گیا۔ لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ آ کر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارہ میں قصوروار ٹھہرائے گا۔ گناہ کے بارہ میں قصوروار ٹھہرائے گا۔ گناہ کے بارے میں اس لیے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے۔ راستبازی کے بارہ میں اس لیے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں۔ اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت کے بارہ میں اس لیے کہ دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا ہے۔ مجھے تم سے اور بہت سی باتیں کہنا ہے مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن

جب وہ یعنی روح حق آئے گا۔ تو تمہیں ساری سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ وہ میرا اجلال ظاہر کرے گا۔

(انجیل یوحنا: ۱۶: ۱۳۔۱۴)

اب دیکھو ان آیات مندرجہ بالا میں مسیح علیہ السلام نے بڑے جاہ وجلال والے پیغمبر کی خبر دی ہے جو ساری دنیا کا سردار ہوگا اور اس کے لیے جہاں جہاں آیات بالا میں مددگار کا لفظ آیا ہے وہ دراصل کسی نام کا ترجمہ ہے۔ اصل عربی بائبل مطبوعہ لندن ۱۸۲۱ء، ۱۸۳۱ء، ۱۸۸۴ء میں لفظ فارقلیط ہے۔ اردو اناجیل میں بھی فارقلیط لکھتے رہے۔ ازاں بعد اس کا بھی ترجمہ کر کے مددگار اور کبھی وکیل کبھی شفیع، کبھی بزرگ، کبھی روح القدس، کبھی روح حق کرتے گئے۔ یہ سب تحریف معنوی تھی۔ اصل یونانی ترجمہ پیر کلی طوس تھا اور یہ ترجمہ ہے احمد کا (ﷺ) بات صرف اتنی ہوئی۔ کہ انجیل برناباس چونکہ متروک رہی ایک کونے میں پڑی رہی وہ مترجمین کے غلط سلط ترجموں کا نشانہ بنی اور نہ اس میں تحریف تبدیلی ہوئی دوسری اناجیل چونکہ مترجم کے ترجمو تحریف کا نشانہ بنی رہیں۔ اس لیے ان میں نام پاک احمد ﷺ کا ترجمہ کر دیا گیا۔

مجھے اس وقت اس پیشگوئی کی پوری تفصیل کرنا مقصود نہیں ہے۔ اس کا موقعہ دوسرا ہے صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ اگر انجیل برناباس صرف اس وجہ سے قابل ترک ہے کہ اس میں رسول پاک ﷺ کا نام ہے تو یہ بات انجیل یوحنا میں بھی ہے اس میں لفظ وکیل یا مددگار یا شفیع یا روح القدس یا روح حق جو مختلف تراجم ہیں وہ ایک پرانے یونانی ترجمہ لفظ پرکلوطوس (جس کا معرب فارقلیط ہے) کے ترجمے کیے ہیں۔ اور پیرکلوطوس لفظ احمد کا یونانی ترجمہ ہے۔ تو ان ترجموں میں بھی لفظ احمد کا ترجمہ مل گیا تو اب برناباس کا کیا قصور رہا۔ فرق اس قدر رہا کہ وہ متروک رہنے کی وجہ سے آپ کی معنوی تحریف سے محفوظ رہی اور انجیل یوحنا آپ کے معنی تحریف کا تختہ مشق بنی رہی۔

اور سنیے مقدس پطرس فرماتے ہیں:

”ضرور ہے کہ وہ المسیح علیہ السلام آسمان میں اس وقت تک رہے جب تک وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں جن کا ذکر خدا نے

اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں چنانچہ موسیٰؑ نے کہا کہ خداوند تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لیے ایک نبی مجھ سا برپا کرے گا جو کچھ وہ تم سے کہے اس کی سننا اور یوں ہوگا کہ جو شخص اس نبی کی نہ سنے گا وہ امت میں سے نیست و نابود کر دیا جائے گا۔

(اعمال ۳:۲۱-۲۳)

دیکھئے یہاں بھی پطرس نے مسیح کے آسمان پر جانے کے بعد فرمایا کہ مسیح کے نزول ثانی سے پہلے ضروری ہے کہ وہ نبی جس کی موسیٰؑ نے پیش گوئی فرمائی تھی آئے۔

اس سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں

۱۔ مسیح کے نزول ثانی سے پہلے اور رفع جسمانی کے بعد ایک نبی کا آنا ضروری ہے۔

۲۔ وہ نبی مثیل موسیٰ ہوگا، یعنی صاحب شریعت، صاحب جہاد، صاحب ہجرت، صاحب ازواج وغیرہ۔

۳۔ وہ نبی بنی اسرائیل کے بھائیوں یعنی بنی اسمٰعیل سے آئے گا۔

(پیدائش ۱۶:۱۲، ۲۵، ۱۸)

۴۔ جو شخص اس نبی کو نہ مانے گا وہ خدا کی جماعت سے خارج کر دیا جائے گا۔

۵۔ نبی اہل فاران سے ہوگا۔

(استثنا ۳۳:۲)

فاران مکہ معظمہ کا نام ہے۔ یعنی وہ اہل مکہ سے ہوگا۔ (مکاشفہ باب ۱۹، ۱۱-۱۶ پڑھو)

پھر میں نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید گھوڑا ہے اور اس پر ایک سوار ہے جو سچا اور برحق کہلاتا ہے اور وہ راستی کے ساتھ انصاف اور لڑائی کرتا ہے۔

(مکاشفہ باب ۱۹، ۱۱، ۱۲)

سچا صادق کا ترجمہ ہے اور برحق امین کا یعنی آنے والے نبی کو لوگ صادق اور امین کے لقب سے یاد کریں گے۔ اس کے سر پر بہت سے تاج تھے۔ اس کی ران اور پوشاک پر یہ نام لکھا تھا۔ بادشاہوں کا بادشاہ، خداوندوں کو خداوند یعنی وہ نبی جامع کمالات ہوگا۔ پہلے انبیاء میں سے کوئی مبشر جیسے عیسیٰؑ کو کوئی منجی جیسے موسیٰؑ، کوئی منذر جیسے نوحؑ، کوئی مناظر جیسے ابراہیمؑ، کوئی مجاہد جیسے داؤد علیہ السلام لیکن حضور ﷺ اکیلے ان سب خوبیوں کے مالک اولین و آخرین کو جو کمالات عطا ہوئے سب آپؐ کے وسیلے سے ہوئے

حسن یوسفؑ ، دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اس طرح مکاشفہ باب ۱۴ کی پہلی سات آیتیں آپ پڑھیں، جس میں ایک نئے گیت کا ذکر ہے آگے لکھتا ہے:

پھر میں نے ایک اور فرشتہ کو آسمان کے بیچ میں اڑتے ہوئے دیکھا جس کے پاس زمین کے رہنے والوں کی ہر قوم اور قبیلہ اور اہل زبان کے لئے اور امت کے منانے کیلئے ایک ابدی خوشخبری (انجیل) تھی اور اس نے بڑی آواز سے کہا کہ خدا سے ڈرو اور اس کی تمجید کرو کیونکہ اس کی عدالت کا وقت آپہنچا ہے۔ اور اسی کی عبادت کرو جس نے آسمان اور زمین اور سمندر اور پانی کے چشمے پیدا کئے۔

(مکاشفہ ۱۴: ۶۔۷)

غرضیکہ جس نبی کا نام مبارک موجود ہو مددگار، وکیل، شفیع، فارقلیط (احمد) اس کا لقب صادق اور امین مذکور ہو۔ اس کا مقام پیدائش مذکور ہو۔ فاران (مکہ معظمہ) اس کی قوم مذکور ہو یعنی بنی اسمٰعیل اس کے اوصاف مذکور ہوں۔ پھر بھی اگر نبی کو عیسائی نہ مانیں اور اس ابدی انجیل قرآن مجید پر ایمان نہ لائیں تو جیسا کہ پطرس نے کہا وہ لوگ خدا کی امت سے کاٹ ڈالے جائیں گے اور تاریخ شاہد ہے کہ بہت سے یہودی عالموں جیسے حضرت عبداللہؓ ابن سلام اور کعبؓ احبار نے اور عیسائی عالموں جیسے بحیرا راہب۔ ورقہ بن نوفل، نسطورا راہب نے درمقوقش و نجاشی وغیرہم نے صاف بتایا کہ ہمیں نبی کا انتظار تھا۔ ہزاروں عیسائی ایمان لائے اور بہت سے عیسائی پولوس کے کہنے پر عمل کر کے (کہ کوئی فرشتہ بھی انجیل سنائے تو ملعون ہو) نامراد و ناکام ہوئے اور خسر الدنیا والآخرہ کا مصداق بنے، بہر حال برناباس نے مقدس مسیح علیہ السلام کا وہ وعظ نقل فرمایا۔ دوسروں نے نقل نہ کیا تو ان کا قصور بنا نہ کہ برناباس کا۔

چوتھا اعتراض

ایک بہت بڑا اعتراض اس انجیل پر یہ ہے کہ اس میں مسیح علیہ السلام کے صلیب پر فوت ہونے سے انکار کیا ہے اس سے تو عیسائیت کا موجودہ نقشہ بالکل مٹ جاتا ہے۔ چونکہ انجیل برناباس کا مسئلہ تاریخ اور الہامی اناجیل کے بالکل خلاف ہے۔ چاروں

انجیلیں مقدس پولوس اور یوسیفس کی تاریخ سے بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ مسیح مصلوب ہوا۔ اس کا انکار تواتر کا انکار ہے۔ انجیل برناباس اور قرآن نے اس واقعہ کا انکار کرکے بہت بڑا الزام اپنے سرلیا ہے۔

الجواب: چونکہ اس مسئلہ میں انجیل برناباس اور قرآن پاک کا بیان بالکل صاف ہے اس لئے قرآن پاک کی ان آیات کو بھی یہاں درج کر دیتا ہوں۔ کیونکہ اس سے بہتر فیصلہ کوئی نہیں ہوسکتا۔

"و من اصدق من اللّٰہ قیلاً ط وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ مالھم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقیناً، بل رفعہ اللّٰہ الیہ وکان اللّٰہ عزیزاً حکیماً (النساء)

"حضرت مسیح علیہ السلام کو نہ انہوں نے قتل کیا اور نہ صلیب دیا بلکہ ان کو اس واقعہ میں اشتباہ ہوگیا۔ اور بے شک وہ لوگ جنہوں نے اختلاف کیا وہ البتہ شک میں ہیں۔ ان کے پاس اس بارے میں کوئی یقینی علم نہیں ہے بلکہ محض اٹکل کے تیر ہیں اور یقینی بات یہ ہے کہ ان کو ہرگز قتل نہیں کیا گیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔"

قرآن پاک نے یہود کے اس دعویٰ کا انکار فرمایا ہے کہ انہوں نے مسیح ؑ کو سولی پر چڑھایا ہے اور یہ بتایا ہے کہ اس دعویٰ پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ وہ خود شک اور اختلاف واشتباہ کی تاریک وادیوں میں بھٹک رہے ہیں۔

اب ہم عیسائیوں سے بھی اس دعویٰ پر دلیل طلب کرتے ہیں کہ کون اس واقعہ کا عینی شاہد ہے۔ ایک بھی نہیں۔

آیئے ہم ان لوگوں کے گواہوں کو پرکھ لیں۔

(۱) مقدس متی نے لکھا ہے کہ مسیح کو صلیب دی گئی۔

(۲) مقدس لوقا۔

(۳) مقدس مرقس۔

(۴) مقدس یوحنا۔

(۵) مقدس پولوس۔

یہ وہ گواہ ہیں۔ لیکن ان میں سے ایک بھی

اس واقعہ میں حاضر نہ تھا۔ تو یہ گواہی کس بات کی دیں گے۔ کیا آج کی عیسائی عدالتیں ایسی گواہی قبول کر لیتی ہیں کہ گواہ واقعہ میں موجود نہ ہو اور اس کی گواہی قبول ہو جائے۔

یہ مسلم تاریخی واقعہ ہے کہ جب یہود مسیح علیہ السلام کو گرفتار کرنے گئے تو رات کا وقت تھا۔ حواری سب بھاگ گئے تھے۔ اس پر سب شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔

(مرقس ۱۴:۵۰)

انجیل متی باب ۲۶ درس ۵۶

مسیح علیہ السلام نے بھی فرمایا تھا:

''دیکھو وہ گھڑی آتی ہے بلکہ آ پہنچی ہے کہ تم سب پراگندہ ہو کر اپنے اپنے گھر کی راہ لو گے اور مجھے اکیلا چھوڑ دو گے تو بھی میں اکیلا نہیں ہوں کیونکہ باپ میرے ساتھ ہے۔''

(یوحنا:۱۶:۳۲)

پس معلوم ہوا کہ ایک شاگرد بھی ساتھ نہ رہا تھا۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یوحنا نے ۱۹:۲۶۔۲۷ میں جو ذکر کیا ہے کہ ایک شاگرد صلیب کے پاس تھا غلط ہے اور خود مسیح کے فرمان اور متی و مرقس کے بیان کے خلاف ہے۔ مرقس نے یہ بیان کیا ہے کہ ''جب باقی سب شاگرد بھاگ گئے۔ مگر ایک جوان اپنے ننگے بدن پر مہین چادر اوڑھے ہوئے اس کے پیچھے ہو لیا۔ اسے لوگوں نے پکڑا مگر وہ چادر چھوڑ کر ننگا بھاگ گیا۔

(انجیل مرقس ۱۴:۵۱۔۵۲)

اب شاگرد تو وہاں موجود نہ تھے۔ یہودی جو گرفتار کرنے گئے تھے وہ مسیح کو پہچانتے نہ تھے اسی لئے تو انہوں نے یہوداہ کو تیس روپے رشوت دی کہ وہ ان کو بتائے اور جب وہاں پہنچے تو یسوع نے ان سے کہا: کہ ''کس کو ڈھونڈتے ہو؟'' انہوں نے کہا: ''یسوع ناصری کو'' اس نے کہا: ''وہ میں ہی ہوں'' وہ پیچھے گر پڑے پھر پوچھا ''کس کو ڈھونڈتے ہو؟'' انہوں نے کہا کہ یسوع کو اس نے کہا میں نے کہا کہ میں ہوں۔

(یوحنا ۱۸:۵۔۹)

دیکھو ایک تو رات کا اندھیرا تھا۔ دوسرے پکڑنے والے پہچانتے نہ تھے۔ ادھر مسیح کی صورت تبدیل ہو چکی تھی۔

(دیکھو متی ۱۷:۲ مرقس ۹:۳ لوقا ۹:۲۸)

اب صاف بات ہے کہ حواری بھاگ گئے تھے پکڑنے والے پہچانتے نہ تھے۔ رات کا

اندھیرا تھا مسیحؑ کی صورت تبدیل ہو چکی تھی اور آسمان سے فرشتہ اس کی مدد کیلئے نازل ہو گیا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:

”آسمان سے ایک فرشتہ اس کو دکھائی دیا وہ اسے تقویت دیتا تھا۔“ (لوقا ۲۲:۴۳)

مسیح علیہ السلام کے لئے فرشتوں کی مدد کا وعدہ پہلے ہی ہو چکا تھا یہ فرشتہ اسی وعدہ کو پورا کرنے آیا تھا۔ آپ وہ وعدہ بھی سن لیں۔

”وہ تیری بابت اپنے فرشتوں کو حکم دے گا۔ اور وہ تجھے ہاتھوں پر اٹھا لیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ تیرے پاؤں کو پتھر سے ٹھیس لگے۔“

(دیکھو متی کی انجیل ۴:۵ لوقا کی انجیل ۱۴۔۱)

ادھر مسیح علیہ السلام نے قتل و صلب سے بچنے کی دعا بڑی عاجزی سے کی تھی۔

(متی ۲۶:۳۹ مرقس ۱۴:۳۵)

اور مسیح علیہ السلام کی یہ دعا خدا نے سن لی تھی۔ قبول فرمائی تھی (عبرانیوں باب ۵:۷)

خلاصہ یہ کہ اُدھر وہ اشتباہ میں مبتلا تھے اِدھر مسیح علیہ السلام کی دعا قبول ہو چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تقویت کے لئے فرشتے نازل فرما دیئے تھے کہ مسیح علیہ السلام کو ہاتھوں پر اٹھا کر لے آئیں۔ اور اس کو پتھر کی ٹھیس بھی نہ لگے۔

نتیجہ صاف ہے کہ وہ لوگ مسیح علیہ السلام کو ہرگز نہیں پکڑ سکے۔

مسیح علیہ السلام کی اپنی شہادت

پس سردار کاہنوں اور فریسیوں نے اسے پکڑنے کو پیادے بھیجے یسوع نے کہا:

”میں اور تھوڑے دنوں تک تمہارے پاس ہوں پھر اپنے بھیجنے والے کے پاس چلا جاؤں گا۔ تم مجھے ڈھونڈو گے مگر نہ پاؤ گے اور جہاں میں ہوں تم نہیں آ سکتے۔“

(انجیل یوحنا باب ۷ درس ۳۲۔۳۴)

اس نے پھر ان سے کہا: ”میں جاتا ہوں اور تم مجھے ڈھونڈو گے اور اپنے گناہ میں مرو گے جہاں میں جاتا ہوں تم نہیں آ سکتے‘ پس یہودیوں نے کہا کیا وہ اپنے آپ کو مار ڈالے گا۔ جو کہتا ہوں جہاں میں جاتا ہوں تم نہیں آ سکتے۔ اس نے کہا ان سے کہو تم نیچے کے ہو میں اوپر کا ہوں تم دنیا کے ہو میں دنیا کا نہیں

(انجیل یوحنا ۸:۲۱۔۲۴)

اوپر کے دونوں حوالوں سے یہ بات صاف ہو گئی کہ مسیح علیہ السلام نے صاف پیشگوئی

فرمادی تھی کہ تم مجھے نہ پکڑ سکو گے۔ انجیل یوحنا باب ۱۲ درس ۳۴ میں ہے۔ لوگوں نے اس کو جواب دیا کہ ہم نے شریعت کی یہ بات سنی ہے کہ مسیح ابد تک رہے گا۔ اور زبور ۲۱۔۴ میں ہے اس نے تجھ سے زندگی چاہی اور تو نے اس کو عمر کی درازی ابد تک بخشی۔"

ان دونوں حوالوں سے صاف ظاہر ہے کہ شریعت میں یہ بات اس قدر مشہور تھی کہ عام لوگ بھی جانتے کہ مسیح کی زندگی ابد تک دراز ہوگی تو اس کے مقتول یا مصلوب ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

یسوع نے اپنے آپ کو چھپا لیا یسوع یہ باتیں کہہ کر چلا گیا اور ان سے اپنے آپ کو چھپا لیا (انجیل یوحنا ۱۲: ۳۷)

اب سارا خلاصہ پھر ذہن میں لایئے۔ کہ مسیح علیہ السلام نے ببانگ دہل یہ پیش گوئی فرمادی تھی کہ تم مجھے نہ پکڑ سکو گے اور ان کی دعا قبول ہوگئی عمر دراز مل گئی۔ انہوں نے اپنے آپ کو چھپا لیا صورت تبدیل ہوگئی۔ وہ پہچانتے تک نہ تھے وہ پکڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔ خدا تعالیٰ فرشتوں کو بھیج رہا تھا کہ اس کی مدد کرد ہاتھوں پر اٹھا لوں اس کو پتھر کی ٹھیس نہ لگے۔

اب بات بالکل صاف ہوگئی کہ مسیح علیہ السلام کو فرشتے ان کے گرفتار کرنے سے پہلے ہی ہاتھوں پر اُٹھا کر لے گئے خدا نے ان کی عمر دراز فرمائی لیکن وہ انجان یہودی کسی اور کو لے گئے اور اسے صلیب دیا۔ چنانچہ اعمال میں لکھا ہے: ۱: ۲۰ زبور میں لکھا ہے اس کا عہدہ دوسرا لے لے (اعمال ۱: ۲۰) اور یوحنا نے اپنی انجیل باب ۱۷ آیت ۱۲ میں لکھا ہے: "ہلاکت کے فرزند کے سوا ان میں سے کوئی ہلاک نہ ہوا۔"

خلاصہ یہ ہوا کہ قرآن پاک نے جو فرمایا:

ما قتلوہ وما صلبوہ یہ بالکل درست ہے۔ مسیح علیہ السلام کو نہ وہ پکڑ سکے اور ان کو تو پتھر کی ٹھیس بھی نہ لگ سکی۔ چہ جائیکہ صلیب اور ان کی جگہ ہلاکت کا فرزند ہلاک ہوا۔

نوٹ: میں نے جن باتوں سے استدلال کیا ہے وہ مشکوک روایات نہیں بلکہ مسیح علیہ السلام کی واضح پیشگوئیاں ہیں۔

اشتباہ و شک: قرآن پاک نے دوسری بات یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ لوگ اشتباہ اور شک میں مبتلا تھے تو میں نے باحوالہ یہ بات عرض کردی کہ جو پکڑنے کے لئے گئے وہ مسیح علیہ

السلام کو پہچانتے نہ تھے۔ اسی لئے یہوداہ کو رشوت دے کر ساتھ لیا جب وہاں پہنچے تو بھی نہ پہچان سکے ادھر رات کی تاریکی تھی پھر مزید یہ کہ بقول انجیل مسیح علیہ السلام کی صورت تبدیل ہو چکی تھی۔

اگر چہ اوپر یہ صاف ہو چکا کہ اشتباہ و شک بہت تھا تاہم اس کے متعلق مسیح علیہ السلام کی پیشگوئی ملاحظہ ہو:

چنانچہ عربی انجیل مطبوعہ ۱۸۶۹ء میں ہے:

حینئذٍ قال لھم یسوع کلکم تشکّون فِیَّ فی ھذہ اللیة فاجاب بطرس وان شک فیک الجمیع فانی لا اشکُ فیکَ ابداً قال لہ یسوع الحق اقول لکَ انک فی ھذہ اللیة، قبل ان یصیح دیکٌ ثلاث مرّات.

(انجیل متی باب ۲۶:۳۱:۳۵۔انجیل مرقس باب ۱۴: درس ۲۷)

اب دیکھو بالکل واضح پیشنگوئی ہے' چنانچہ حواری بھی اسی شک میں مبتلا رہے اور یسوع یا صلیب وغیرہ کے جتنے واقعات انجیل نویسوں نے نقل کئے ہیں وہ شک و اشتباہ کی راہ سے لکھتے ہیں نہ کہ علم یقین سے اس لئے ان کو دلیل میں پیش کرنا درست نہیں۔

قرآن پاک نے تیسری چیز یہ بیان فرمائی ہے کہ ان کے شک کی ایک بہت بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ وہ لوگ اس واقعہ میں سخت مختلف ہیں۔ چنانچہ سیل صاحب نے ترجمہ قرآن شریف زیر آیت مذکور کئی ایک عیسائی فرقوں کا ذکر کیا ہے جو صلب مسیح کے قائل نہ تھے۔ خود برناباس کی انجیل میں بھی یہی لکھا ہے۔ چنانچہ فصل نمبر ۲۲۱ ملاحظہ فرمالیں اور مقدس پطرس کی انجیل کی پانچویں فصل میں ہے "دوپہر کا وقت تھا اور تمام یہودیہ پر تاریکی چھارہی تھی اور لوگ فکر مند اور سخت مضطرب تھے۔ ایسا ہو کہ اس کے جیتے ہوئے سورج ڈوب جائے کیونکہ لکھا ہے کہ سورج مقتول کے ہوتے ہوئے نہ ڈوبنے پائے اور ان میں سے ایک نے کہا اس کو پت ملا ہوا سرکہ پلاؤ اور انہوں نے اسے ہلا کر یسوع کو پلایا۔ یوں وہ سب کچھ پورا کر کے اپنے گناہوں کو سروں پر لائے اور بہت لوگ چراغ لئے پھرتے تھے کیونکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ رات ہوگئی ہے اور بعض لوگ گر بھی پڑے۔ پھر خداوند نے چلا کر کہا: "اے میری قدرت' اے میری قدرت! تو نے مجھے

چھوڑ دیا" اور وہ یہ کہہ کر اٹھا لیا گیا (پطرس کی انجیل فصل ۵ بحوالہ کتاب تحریف انجیل و صحت انجیل مصنفہ پادری (ڈبلیو چچن صاحب ایم۔ اے ص ۲۰)

اب دیکھئے مقدس پطرس بھی مسیح علیہ السلام کے مصلوب ہونے کے قائل نہیں ہے۔ پادری مذکور نے یہ حوالہ نقل کرنے کے بعد اس کے دو جواب لکھے ہیں وہ بھی سن لیجئے:

۱۔ مرقس ۱۵: ۲۴ میں لکھا ہے کہ مسیح صلیب پر مر گیا' اس لئے پطرس کی انجیل میں جو کچھ ہے وہ غلط ہے:

جواب الجواب: مرقس تو اس زمانے کا آدمی ہی نہیں ہے۔ پطرس حواری ہے۔ اور مرقس کا استاد۔ تو عجیب بات ہے کہ استاد غلط کہے اور شاگرد ٹھیک' یقیناً پطرس کا قول درست ہے۔

۲۔ دوسرا یہ کہ غیر مسیح مورخوں نے بھی مسیح علیہ السلام کا مصلوب ہونا طنزاً ذکر کیا ہے۔

جواب یہ ہے کہ یہود نے چونکہ یہ افواہ مشہور کردی تھی کہ مسیح ؑ مصلوب ہوگیا اور صرف اس لئے کی تھی کہ مسیح ؑ کو لعنتی اور جھوٹا ثابت کرسکیں۔ تو مخالفین نے طنزاً ذکر کرنا ہی تھا اگر یہودیوں کی بات ہی ماننی ہے تو وہ تو مسیح کے رفع جسمانی کے قائل نہیں ہیں دوبارہ زندہ ہونے کے قائل نہیں۔ اس کا بھی انکار کردو۔

اور یہودی مورخ یوسیفس ۷۲ء کی کتاب میں یہ مسئلہ الحاقی ہے اس کا اقرار عیسائیوں کو بھی ہے۔ دیکھو تفسیر بائبل رومن سکاٹ ڈاکٹر لارڈ ز بشپ دار برٹن دیانڈل کلارک' سب اس کے الحاقی ہونے کے قائل ہیں:

اب اس واقعہ سے متعلق اناجیل مروجہ کے اختلافات ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ ایک طرف تو متی و لوقا میں یہ ہے کہ مسیح ؑ کو فرشتے ہاتھوں پر اٹھالیں گے۔ پتھر کی ٹھیس بھی نہ لگے گی۔

دوسری طرف ہے کہ مصلوب ہوا۔

۲۔ ایک طرف یہ یوحنا سے میں نے پہلے نقل کردیا ہے کہ مسیح ؑ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ مجھے پکڑ نہ سکیں گے۔

اور دوسری طرف یہ آتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کو انہوں نے پکڑ لیا۔

۳۔ اور (یوحنا ۱۸: ۴) میں ہے کہ نکل کر سامنے آ گئے۔

۴۔ وقت صلیب میں اختلاف ہے اور پہر
دن چڑھا تھا جب انہوں نے اس کو مصلوب
کیا۔ (مرقس ۱۵:۲۵)
یہ فتح کی تیاری کا دن تھا اور چھٹے گھنٹے کے
قریب تھا کے لے گئے اور جا کر مصلوب کیا۔
(یوحنا ۱۹:۱۴۔۱۷)

۵۔ صلیب کس نے اٹھائی شمعون قرینی
نے۔ (دیکھو متی ۲۷: ۳۲۔ مرقس ۱۵:۲۱۔
انجیل لوقا ۲۳:۲۶)
لیکن یوحنا کی انجیل میں ان تینوں کے
خلاف ہے کہ انجیل خود مسیح ؑ نے اٹھائی دیکھو
یوحنا ۱۹:۱۷

۶۔ انجیل متی میں ہے کہ جو دو ڈاکو مسیح ؑ کے
ساتھ مصلوب ہوئے وہ دونوں مسیح کو برا بھلا
کہتے تھے اور طعن کرتے تھے۔ (۲۷:۴۴)
لیکن لوقا کی انجیل میں ہے کہ ایک نے طعن
کیا دوسرے نے مسیح کی صداقت بیان کی
چنانچہ اس کو فردوس کی بشارت ملی۔
(۲۳:۳۹)

۷۔ انجیل متی باب ۲۷: درس ا۔۵ میں ہے
کہ پکڑوانے والے یہوداہ نے تیس روپے
سردار کاہنوں کو واپس دے دیئے اور خود اپنے
آپ کو پھانسی دے لی۔
لیکن اعمال کی کتاب میں ہے کہ اس نے
ان روپوں سے ایک کھیت خود خریدا اور وہ سر
کے بل گر پڑا اور اس کا پیٹ پھٹ گیا اس کی
انتریاں باہر نکل آئیں اور وہ مر گیا۔
(اعمال ا:۱۷۔۱۸)

۸۔ مسیح ؑ کی صلیب پر جو کتب لگایا اس کی
عبارت میں کمی بیشی ہے یوحنا میں ناصری کا
لفظ ہے۔
دوسری انجیلوں میں نہیں ہے۔

۹۔ کفن میں اختلاف ہے۔
سوتی کپڑے میں دیا۔ (متی ۲۷:۵۹)
کتان کے کپڑے میں دیا۔
(لوقا ۲۳:۵۳)

۱۰۔ زندہ ہو کر پہلے کسے دکھائی دیا؟
مریم مگدلینی کو (مرقس ۱۶:۹)
دو مردوں کو یا شمعون کو (لوقا: ۲۴:۱۳، ۳۴)

۱۱۔ مریم مگدلینی نے خود دیکھا۔
(انجیل یوحنا ۲۰:۱۴)
لیکن لوقا میں ہے کہ خود نہ دیکھا۔ فرشتوں
سے سن کر خبر دی۔ (۲۴:۴۔۶)
مریم نے نہ خود دیکھا، نہ کوئی فرشتہ دیکھا بلکہ

قبر خالی دیکھ کر واپس چلی گئی۔

(انجیل یوحنا ۲۰:۱۔۲۰)

۱۲۔ قبر پر فرشتوں میں اختلاف:

دو فرشتے قبر پر دیکھے۔ (یوحنا کی انجیل ۲۰:۱۲۔)

دو شخص دیکھے۔ (لوقا ۲۴:۴)

ایک شخص دیکھا وہ بھی قبر کے اندر۔

(مرقس ۱۶:۵)

ایک فرشتہ دیکھا قبر سے باہر پتھر پر تھا۔

(متی ۲۸:۲)

۱۳۔ چند عورتیں صلیب سے دور کھڑی تھیں۔

(انجیل متی ۲۷:۵۵) (مرقس ۱۵:۴۰۔۴۱)

پاس تھیں۔ (انجیل یوحنا)

(اس وقت تاریکی بھی تھی تو دور سے ان کو کیا نظر آیا ہوگا اور ان کی شہادت پر کس یقین کی بنیاد ہوگی)

۱۴۔ زندہ ہو کر اٹھنے کے شاہد:

قبر پر جو عورتیں گئی۔ ان کی تعداد میں بھی اختلاف ہے۔

انجیل متی ۲۸:۱۔۲ میں ہے کہ مریم مگدلینی اور دوسری مریم دو عورتیں قبر پر گئیں۔

لیکن مقدس مرقس کہتا ہے کہ مریم مجدلی اور یعقوب کی ماں مریم اور سلومی نے خوشبودار چیزیں خریدیں کہ جا کر اسے ملیں اور وہ صبح سویرے ہی قبر پر آئیں۔ اس نے تین عورتوں کا ذکر کیا ہے۔[۱]

اور انجیل یوحنا میں صرف مریم مگدلینی کا ذکر ہے کہ وہ اکیلی قبر پر گئی۔

(باب ۲۰:۱)

اور لوقا بہت سی عورتوں کا جانا نقل کرتا ہے۔ بہر حال پہلی شہادت ان ہی عورتوں کی تھی ان ہی عورتوں نے رسولوں کے پاس مسیح کے زندہ ہونے کی شہادت دی لیکن رسولوں نے ان کی باتوں کو مہمل جانا اور انہوں نے ان کا یقین نہ کیا۔ (دیکھو انجیل لوقا ۲۴:۱۰۔۱۱)

۱۵۔ ہمارے پادری صاحبان انجیل سے کئی ایک پیشگوئیاں نقل کیا کرتے ہیں کہ مسیحؑ نے اپنے مرنے اور مر کر جی اٹھنے کی کئی بار پیشگوئی کی تھی لیکن کیا کیا جائے مقدس یوحنا یہ کہتے ہیں کہ جب عورتوں کی طرف سے یہ خبر پھیلی کہ مسیحؑ زندہ ہو گیا اس وقت تک شاگردوں کو کسی ایسی پیشگوئی یا نوشتے کی اطلاع نہ تھی کہ مسیحؑ کا مردوں سے جی اٹھنا ضرور ہے۔

---

[۱] مرقس باب ۱۶ آیت ۱ تا ۲۔ خ

چنانچہ لکھا ہے:

"کیونکہ وہ ہنوز نوشتہ کو نہ جانتے تھے کہ مردوں سے اس کا جی اٹھنا ضرور ہے تب وہ شاگرد اپنے گھر واپس چلے گئے۔

(یوحنا ۲۰: ۹۔۱۰)

اب ظاہر ہے کہ حواری تو اسی وقت بھاگ گئے تھے جب وہ لوگ یسوع کو پکڑنے آئے اس کے بعد صلیب سے دور چند عورتیں کھڑی تھیں۔ انہوں نے بھلا تاریکی میں کیا دیکھا ہوگا۔ حواری اس وقت بھی نہ تھے۔ پھر قبر میں رکھنے کے وقت بھی حواری نہ تھے۔ نہ قبر سے اٹھنے کا معاملہ حواریوں کی نظروں کے سامنے ہوا۔ یہ سنا کہ وہ قبر میں رکھا گیا تھا اب نہیں ہے۔ تو وہ دیکھنے گئے۔ نہ ان کو کسی ایسے نوشتے کی اطلاع تھی کہ مسیح مردوں سے زندہ ہوگا رہی عورتوں کی شہادت ان میں سے بھی کسی نے مسیحؑ کو اپنی آنکھوں سے قبر میں رکھتے یا اٹھتے نہ دیکھا۔ مزید برآں اس قدر اختلافات جو مذکور ہوئے لیکن اس کے بعد بھی اس کو یقینی واقعہ سمجھا جائے تو یقین کا معنی ان کے ہاں کوئی نیا ہوگا جس سے دنیا بے خبر ہے ورنہ ایسے اختلافی بیان پر یقین کیا۔

پولوس اور لوقا۔ لوقا نے نقل کیا ہے کہ پطرس نے کہا کہ ہم سب یعنی گیارہ حواری اس کے گواہ ہیں کہ مسیح مصلوب ہوا اور تیسرے دن جی اٹھا۔ (اعمال: ۱۰: ۴)(۱۳: ۳۱)

حالانکہ پطرس کی اپنی انجیل کا حوالہ میں نے لکھ دیا کہ وہ مسیحؑ کے مصلوب ہونے کا قائل ہی نہیں ہے نیز کسی انجیل سے ثابت کرتے کہ پطرس نے یہ واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہرگز نہیں یہ لوقا کا محض جھوٹ ہے۔ رہا یہ کہ مرقس نے مسیح کا حواریوں پر ظاہر ہونا لکھا ہے تو اس کا وہ باب الحاقی ہے جیسا کہ پادری فانڈر صاحب نے اپنی مشہور و معروف کتاب میزان الحق ۱۴۲ پر لکھا ہے۔

پولوس کا بے پناہ جھوٹ: اب پولوس کی بھی سنتے جایئے۔ اس نے جو خط کرنتھیوں کو لکھا ہے اس میں لکھتا ہے۔

"اور کیفا کو اور اس کے بعد ان بارہ کو دکھائی دیا۔ اس کے بعد پانچ سو سے زیادہ بھائیوں کو ایک ساتھ دکھائی دیا۔ اکثر ان میں سے اب تک زندہ ہیں اور بعض سو گئے۔

(۱۔ کرنتھ باب ۱۵ ورس ۶۔۷)

پولس کا جھوٹا اور دغاباز ہونا میں حوالوں سے

ثابت کر چکا ہوں کاش کہ پولوس کے حامی اس بارے میں کوئی ثبوت بہم پہنچاتے اور اس کو سچا کر دکھاتے۔ پانچ سو تو مسیحؑ کے شاگرد بھی نہ تھے۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن پاک نے جو باتیں بیان فرمائی ہیں وہ ہی حق ہیں اور یقین کے قابل ہیں مسیحؑ ہرگز مصلوب نہیں ہوئے اس واقعہ میں ناقلین سخت اشتباہ اور شک میں مبتلا ہیں۔ ان کے پاس کوئی علم یقین نہیں محض اٹکل کے تیر ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ مسیحؑ کو اللہ تعالیٰ نے صحیح سالم اٹھالیا۔

مسیح علیہ السلام کو مصلوب ماننے کے نقصانات:

۱۔ جن اناجیل میں مسیح علیہ السلام کا صلیب پر وفات پانا منقول ہے۔ ان میں یہ ہے مسیح نے مرتے وقت یہ کہا: ”ایلی، ایلی۔ لما سبقتانی۔“

(انجیل متی ۲۷: ۴۶-۴۷)

۲۔ اس جملے سے مسیح کا خدا کے بارہ میں شاکی ہونا سمجھ میں آتا ہے پیغمبر کبھی ایسے مایوس کن کلمات زبان پر نہیں لاسکتا۔ جو صلیب پر مر گیا وہ خدا نہیں ہو سکتا۔

لا احب الآفلین۔

۳۔ کئی ایک پیشگوئیاں بالکل غلط نکلتی ہیں۔ جن پر میں پہلے لکھ چکا ہوں۔

۴۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ مسیحؑ کو لعنتی ماننا پڑا جیسا کہ گلتیوں باب ۳ ورس ۱۳ میں منقول ہے۔

ہمارا عقیدہ:۔

یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام حضرت مریم کنواری کے بطن سے بن باپ پیدا ہوئے۔ پنگھوڑے سے ہی کلام فرمانے لگے۔ خدا کے راستباز بندے تھے۔ بنی اسرائیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا تھا (رسولاً الی بنی اسرائیل) آپ نے اپنے بعد ایک آنے والے پیغمبر کی خوشخبری دی جن کا نام نامی اسم گرامی احمد ہوگا۔ یہود نے آپ کو مصلوب کرنا چاہا لیکن اللہ تعالیٰ آپ کو بالکل باعزت طریقے سے یہود بے بہبود سے بچا کر آسمان پر اٹھالیا۔ ان کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ بلکہ الٹا اللہ تعالیٰ نے ان کو شک و اختلاف واشتباہ میں ڈال دیا آئندہ زمانہ میں ان کا نزول ہوگا اور نازل ہو کر عیسائیوں کو مجرم

ٹھہرائیں گے صلیب کو توڑیں گے خنزیر کو قتل کریں گے۔ دین اسلام کو سب دینوں پر غالب کردیں گے کہ وہ گناہوں سے معصوم ہیں آپ نے کبھی اپنی عبادت کا کسی کو حکم نہ دیا ان کے متعلق جو باتیں میں نے انجیل وغیرہ کے حوالے سے نقل کی ہیں محض عیسائیوں کی کتابوں کی حقیقت دکھانے کے لئے کی ہیں۔ ورنہ مسلمان تو ان کو معصوم پیغمبر تسلیم کرتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ کہ مسیح علیہ السلام کی حقیقی شان قرآن نے ہی بیان کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب عیسائی مسیح علیہ السلام کی شان بیان کرتے ہیں تو قرآن سے کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کے رسالے ''مسیح '' کی شان از روئے قرآن'' اور ''اسلام میں مسیح '' '' وغیرہ اس بات کی واضح دلیل ہے۔ غرض انجیل برنباس میں جن عقائد کا ذکر ہے وہ بالکل حق ہیں۔ انجیل برنباس کا درجہ ہر طرح سے دیگر انجیل سے بہت ہی بلند ہے۔ یہی انجیل اعتماد کے لائق اور تحریف سے محفوظ ہے۔ اناجیل اربعہ مروجہ میں خطرناک تحریف ہے۔ اور تحریف ہوتی رہتی ہے جیسا کہ گزر چکا۔ عیسائیوں کا اس انجیل سے انکار قیامت کی نشانی ہے چنانچہ کاتھولک بائیبل ۲ تسالونیکیوں باب ۲ آیت ۳ کے حاشیہ پر لکھا ہے: ''قیامت کا روز نہ آئے گا جب تک بے شمار مسیحی لوگ مسیح اور انجیل کا انکار نہ کریں گے۔''

(کاتھولک بائیبل ص ۲۷۳ عہد جدید مطبوعہ سوسائٹی آف سینٹ پال روما ۱۹۵۸ء)

(واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین) (۲۸ دسمبر ۱۹۶۱ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائی تعارف

نحمداللّٰہ العلیٰ العظیم و نصلی نبینہ الکریم وعلیٰ الہ الصلوٰۃ و التسلیم

اما بعد: چند صدیوں سے دنیا میں ایک نہایت بیش بہا تاریخی خزانہ کا پتہ چلا۔ یعنی حضرت عیسیٰ مسیح علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کے مقدس حواری حضرت برنابایا برنباس کی انجیل کا ایک نسخہ ایطالی زبان میں ترجمہ کیا ہوا ایک قدر دانِ علم جرمن عالم کے ہاتھ لگا جس نے درجہ بدرجہ اسے یورپ کے ایک فاضل اور علم دوست شہزادے کو نذر کیا اور نسخہ بجنسہٖ سلطنت آسٹریا کے پایۂ تخت شہر وائنا کے شاہی کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

اس نسخہ کے ہاتھ لگنے اور درجہ بدرجہ منتقل ہو کر مذکورہ بالا شاہی کتب خانہ تک پہنچنے کی مفصل تاریخ اور انجیل برنباس کے متعلق تاریخی اور علمی تحقیقات کی شرح ڈاکٹر خلیل بک سعادت اس کو عربی میں ترجمہ کرنے والے اور علامہ سید محمد رشید رضا حسینی ایڈیٹر رسالہ المنار (مصر) اس کے شائع کرنے والے نے اپنے دیباچوں میں کمال بسط اور وضاحت کے ساتھ کر دی ہے۔ لہٰذا مجھے کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ خود بھی انہی امور کا اعادہ کروں، کیونکہ ہر دو دیباچوں کا ترجمہ اور اصل ایطالی نسخہ کے دو صفحوں کا عکس اس کتاب کے پہلے شامل کر دیا گیا ہے اور ناظرین اس کے مطالعہ سے یہ تمام باتیں معلوم کر سکتے ہیں۔

مجھ کو یہاں صرف اس امر کا اظہار ضروری ہے کہ اس انجیل کو اردو زبان کے لباس میں جلوہ گر کرنے کی وجہ اور حاجت کیا ہے؟ تقریباً دو سال کا زمانہ گزرتا ہے کہ ایک زرخیز لیکن افسوس ہے کہ بہت جلد نابود ہو جانے والے مطبع نے اس انجیل کو اردو زبان میں شائع کرنے کا اشتہار دیا اور اس مطبع کے مالک نے اس بات کا تہیہ بھی کیا تھا کہ وہ اس کو ترجمہ کرا کے شائع کرے مگر افسوس ہے کہ وہ اس آرزو میں ناکام رہا اور یہ کام یونہی رہ گیا۔

اب ۵رنومبر ۱۹۰۹ء کے اخبار وطن میں "بشارت محمدیہ صلعم" کے عنوان سے ایک افتتاحی مضمون میں انجیل برنباس کے کچھ اقتباسات ناظرین اخبار کی نذر کرتے ہوئے

مجھے بھی یہ خیال پیدا ہوا کہ اس گرانبہا تاریخی و علمی جواہر کو اپنی زبان کے خزانۂ ادب میں اضافہ کردیا جائے تو یہ نہایت مناسب امر ہوگا۔ اور شائقین علم و تاریخ کے لئے اگر عموماً نہیں تو کروڑوں اردو دان مسلمانان ہند کے لئے خصوصاً ایک نادر کتاب کا مطالعہ میسر آنے کا موقعہ نکل آئے گا چنانچہ خدمت اسلامی کے شوق میں مصر سے انجیل مذکورہ کا عربی ترجمہ منگایا گیا اور نیز اُسے اردو لباس پہنانے کی درخواست اپنے معزز دوست مولوی محمد حلیم انصاری ردولوی مترجم عربی دفتر وطن وحمید یہ ایجنسی سے کی۔ آپ نے جس خوبی سے ترجمے کا حق ادا کیا۔ اس کے متعلق مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں' ان کا کام ان کی قابلیت کا شاہد عیاں ہے۔ ترجمہ کا لطف یہی ہے کہ وہ فصیح و با محاورہ ہو۔ بلا تکلف سب کی سمجھ میں آ تا جائے۔ اور مصنف کے اصلی زورِ قلم کا حصہ بھی لیے رہے لیکن عبارت آرائی میں بعض اوقات یا محاورہ ترجمہ کے اندر لفظوں بلکہ جملوں کی اتنی تقدیم و تاخیر ہو جایا کرتی ہے کہ وہ سلیس لفظی ترجمہ کی حد سے باہر نکل جاتا اور خاص وضع کی تاریخی اور علمی کتابوں کے طرز تعبیر کا تحفظ نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اس بارہ میں فاضل پیش رو عربی مترجم کی پیروی کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ جس نے سلیس لفظی ترجمہ ہی پر قناعت اور زیادہ تصرف عبارت اور تقدیم و تاخیر کلام سے مجانبت کی ہے اور اسی کے ساتھ اصل کتاب پر چڑھے ہوئے عربی حواشی کو جن میں سے اکثر بلکہ بیشتر بلحاظ ادب و عربیت سخت غلط ہیں۔ اسی طرح اردو ترجمہ کے ساتھ رکھنا مناسب خیال کیا گیا۔ جیسے کہ وہ عربی ترجمہ کے حاشیوں پر موجود ہیں۔ کیونکہ ان کے تغیر و تبدل میں اصل کی مطابقت رہنے کا قابل افسوس نتیجہ نکلے گا اور امانت اس کی مانع ہے۔ اصل حواشی کے علاوہ عربی مترجم نے کچھ حوالجات بھی صفحوں کے ذیل میں دیئے ہیں اور میں ان کو قائم رکھنا مناسب سمجھتا ہوں۔ صرف ان میں اتنا تغیر کردیا ہے کہ انہیں موجودہ اردو اناجیل کے مطابق کئے دیتا ہوں۔ کیونکہ یہ حوالجات ہیں اور ان سے اہل تحقیق کو بہت بڑی مدد ملے گی اور جس حوالہ کا ٹھیک پتہ نہیں چلا اسے بجنسہٖ نقل کردیا گیا ہے اور اس کے آگے علامت سوال و تعجب بڑھا دی گئی ہے۔

آخر میں مجھ کو اپنے ابنائے قوم اور فاضل و علم دوست اصحاب ملک سے یہ عرض کرنا اور رہ

گیا ہے کہ اگر ان کو اس ترجمہ میں کوئی خوبی معلوم ہو تو اس کی قدر اور کسی خرابی کا علم ہو تو اس کی پردہ پوشی فرماتے ہوئے اطلاع دیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اصلاح کردی جائے۔ اور اس اہم علمی و ادبی خدمت کے صلہ میں دعائے خیر سے یاد فرمائیں اور سرپرستی سے مزید خدمات کا حوصلہ دلائیں کیونکہ فاضل ناظرین و معاونین ہی کی توقع قدر شناسی اس گرامایہ تاریخ کو انکے پیش نظر لارہی ہے۔

﴿و اخر دعوانا ان الحمد للّٰه رب العلمين والصلوٰة والسلام علىٰ سيد المرسلين محمد صلى اللّٰه عليه واله وسلم وعلىٰ اصحابه اجمعين﴾

نومبر ۱۹۱۰ء

بندہ محمد انشاء اللہ عفی عنہ

عرض حال مترجم عربی

اس کتاب موسوم بہ انجیل برنباس کا ترجمہ تو میں نے شروع کر دیا' لیکن یہ خطرناک اور نازک کام صرف اس خیال سے کر رہا تھا' کہ عربی زبان اس کتاب سے محروم نہ رہے کیونکہ اس کو اس بات کا زیادہ حق حاصل ہے' کہ یہ انجیل اس زبان میں ترجمہ کی جائے۔ اور دوسری زبان کو یہ نادر تحفہ اپنے ذخیرۂ ادب میں اضافہ کرتے دیکھ کر میرے دل نے نہ مانا کہ زبان عربی اس سے محروم رہ جائے۔ چنانچہ یہ پہلا موقع ہے کہ اس انجیل کو عربی زبان کا دلفریب لباس پہنایا گیا' اور اسے عربی دانوں کے سامنے جلوہ ریز کیا گیا۔

انجیل برنباس کی حقیقت اور اس کی صحت کا دریافت کر سکنا ایک بیحد دشوار کام ہے' کیونکہ مؤرخین و محققین اس بارہ میں بہت کچھ کنجکاری کرنے کے باوجود اس کا ٹھیک پتہ چلانے سے عاجز نظر آتے ہیں' کہ یہ کتاب کب اور کس زبان میں سب سے پہلے لکھی گئی۔ اور جتنی روایتیں اس کی اصلیت کے بارہ میں پیش کی گئی ہیں' وہ سب ناقابل اطمینان ہیں۔

انجیل برنباس کا واحد قدیم نسخہ جس کو دنیا میں شہرت اور اعتبار حاصل ہے' اور جس سے یہ عربی ترجمہ کیا گیا ہے۔ ایطالی زبان میں اور آسٹریا کے پایہ تخت وائنا کے خاص شاہی کتب خانہ میں موجود اور محفوظ ہے۔ یہ نادرہ'

روزگار تحفہ اور قدیم تاریخی یادگار کتاب شمار ہوتی ہے۔اس کا حجم ۲۲۵ دبیز کاغذ کے صفحوں پر مشتمل ہے۔جن کو مقوی کی دو مضبوط مگر سبک دفتینوں کے مابین مجلد کیا گیا ہے' اور جلد چمڑے کی بنی ہے' دو چمڑے اس پر چڑھے ہیں۔ ان دونوں چمڑوں کا رنگ خاکی مائل بزردی یا تامڑا ہے اوران کے چاروں کناروں پر دو سنہری لکیریں ہیں۔ جلد کے دستہ میں ایک ابھرا ہوا نقش ہے۔اس میں سونے کا کچھ بھی کام نہیں۔ہاں اس کے گرد مختلف شکلوں کا ایک شاخ در شاخ سنہرے نقوش کا حاشیہ ہے' جس کو اہل یورپ عربی وضع کا بتاتے اور جلد کی ذکر شدہ شکل اور اس کی ہیئت مجموعیہ سے یہ استدلال کرتے ہیں' کہ وہ ایشیائی وضع کے نقش و نگار ہیں۔

مگر اسی کے ساتھ بعض آدمیوں کا خیال ہے کہ مذکورہ فرق جلد بندی از سرتا پا ان دو پیرس (فرانس) کے جلد بندوں کی دستکاری کا نمونہ ہے جن کو ڈیوک دی سافوی نے اس کتاب کی جلد بندی کے لئے طلب کیا تھا' کیونکہ یہ کتاب اسی کے ملک میں تھی اور اس کا ذکر انشاءاللہ تعالیٰ آگے چل کر کیا جائے گا۔ اور اگر یہ خیال صحیح ہے تو ان دونوں جلد سازوں نے اس کی جلد بندی میں عربی وضع جلد سازی کا تتبع مدنظر رکھا ہوگا' جن لوگوں نے یہ گمان کیا ہے کہ جلد مذکور پیرس کے ہر دو مذکور سابق جلد سازوں کی ساختہ ہیں' ان کے اس خیال کا سبب یہ ہے کہ نسخہ مذکورہ بالائی غلاف بلاشبہ انہی پیرس کے کاریگروں کا بنایا ہوا ہے۔

لیکن اوپر بیان کئے گئے قول کے بالمقابل ہی یہ بھی کہا جاتا ہے' کہ بندقیہ (وینس) میں ایک معاہدہ کا نسخہ بھی ویسی ہی جلد سازی کے کام ہے جیسے کہ انجیل برنباس کے ایطالی نسخہ کی جلد ہے' اور دونوں میں کسی قسم کا ذرا بھی فرق نہیں۔ خاص کر نقش و نگار کی جہت سے تو دونوں ایک ہی ہاتھ کے کام معلوم ہوتے ہیں' اور یہ معاہدہ ایک بین الاقوام عہد نامہ ہے۔ جو ایطالی زبان میں لکھا ہوا ہے' اور یہ معاہدہ دولت علیہ عثمانیہ اور حکومت بندقیہ کے

مابین ہوا تھا، اس کا ذکر ان مراسلات میں وارد ہوا ہے جو سولھویں صدی کے وسط کی ہیں، اور یہ عہد نامہ یقیناً قسطنطنیہ میں مجلد کیا گیا ہے' جس کی دلیل اس زمانہ میں رائج ہونے والے ترکی طرز کتابت کے دو آثار ہیں' جو کہ جلد مذکور میں ایک شگاف کے اندر سے نمایاں ہو رہے ہیں۔

بعض مورخین کہتے ہیں کہ زبان الطالیہ کے نسخہ انجیل میں جو کاغذ استعمال ہوا ہے' وہ ترکی نامی کاغذ ہے لیکن اس قول کی تائید کاغذ کے بغور دیکھنے سے کسی طرح نہیں ہوتی ۔ کیونکہ اس کتاب کا ہر ایک ورق اس کاغذ کا ہے' جو "قطنی" (پنبٹی) کہلاتا ہے اور یہ بہت مضبوط بنا ہے ۔ اور کھردرا ہے۔ صرف دو صفحے صیقل کئے ہوئے اور چکنے ہیں' جو اپنی دبازت اور رنگت میں باقی اوراق سے جدا معلوم ہوتے ہیں۔ پھر ایک اور قوی دلیل ایسی ہے' کہ اس سے اس کاغذ کے اصل ترکی ہونے کا قول غلط ٹھہرتا ہے' اور وہ یہ ہے کہ جب کاغذ کو روشنی کے رخ پر اٹھا کر دیکھو تو اس میں مائی نشانات عیاں ہوتے ہیں ۔ اور ایسے نشان ایشیائی کاغذ کی کسی قسم میں کبھی نہیں دیکھے گئے ۔ اور اس کتاب کے اورق میں جو آبی نشان پائے جاتے ہیں۔ وہ جہاز کے لنگر کی شکل کے ہیں جن کو ایک دائرے نے احاطہ کر رکھا ہے اور یہ ایک قسم کے خاص ایطالی کاغذ کی پہچان ہے' کیونکہ بعض مشہور ماہرین کا یہی قول ہے۔

ان لوگوں میں سے جن کا نشان تاریخ نے نہیں مٹایا سب سے پہلے اس انجیل کا ایطالی زبان کے نسخہ شاہ بروشیا (جرمنی) کے مشیر مسمّی کریمر نے پایا تھا۔ جس وقت یہ نسخہ اس کو ملا ہے اس وقت وہ ایمسٹرڈام (ہالینڈ) میں مقیم تھا چنانچہ اس نے ۱۷۰۹ء میں اس کتاب کو شہر مذکور کے ایک مشہور اور معزز آدمی کے کتبخانہ سے حاصل کیا۔ کریمر نے کتاب کے صنی مالک کی تعریف صرف انہی مذکورہ بالا گول مول الفاظ میں کی ہے۔ مگر اثنائے کلام میں اس کی نسبت اتنا اور کہہ گیا ہے کہ وہ معزز شخص اس کتاب کو نہایت قیمتی چیز خیال کرتا تھا۔ بہر حال "کریمر طولند" نے یہ کتاب وہاں سے اڑالی اور اس کے چار سال بعد پرنس ابوجین سافوی کو نذر کے طور پر دے دی۔ پرنس مذکور بڑا جنگجو اور مشہور دلیر تھا۔ اس کو آئے دن جنگ و پیکار ہی سے سروکار رہتا تھا

لیکن باوجود ایسی جنگجوئی اور سیاسی مشاغل میں گہری مصروفیت کے اس کو علوم اور تاریخی یادگاروں کا بے حد شوق تھا۔ ۱۷۳۵ء میں انجیل برناباس کا یہ نسخہ پرنس ابوجین سافوی کے تمام کتب خانہ کے ساتھ وائنا کے شاہی دربار کے پاس منتقل ہوگیا اور اب تک وہ اسی کتب خانہ میں موجود ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

اس کے علاوہ اٹھارویں صدی کے عیسوی ابتدائی زمانہ میں انجیل برناباس کا ایک اور نسخہ اسپانی زبان میں ملا۔ یہ دوسو اکیس فصلوں اور ۲۲ ابواب میں منقسم تھا اور اس کے ۴۲۰ صفحات تھے۔ زمانہ میں اس پر بربادی کا ہاتھ پھیر دیا تھا، جس کی وجہ سے اس کے آثار اور نشانات محو اور فناہو گئے تھے۔ یہ نسخہ شہر ہابی (ہمپشائر) کے ڈاکٹر ھلم سے مشہور مستشرق سیل نے اڑایا اور سیل کے بعد یہ کتاب ڈاکٹر جنک ہوس ملی۔ جو یونیورسٹی آکسفورڈ کے کوئنس کالج کا ایک ممبر تھا۔ اور اس نے اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں کر ڈالا۔ اور بعد ازاں اس نے ۱۷۸۴ء میں یہ ترجمہ معہ اصل ہسپانی کتاب کے ڈاکٹر ہیوٹ نامی ایک مشہور پروفیسر کی نذر کر دیا۔

ڈاکٹر ہیوٹ نے اپنے ایک درس میں جو وہ طلبہ کے لئے خاص طور پر تیار کیا کرتا تھا۔ اس نسخہ کا ذکر کیا اور اس کے کچھ عبارتوں کے ٹکڑے بھی ان کو بطور استشہاد کے سنائے۔ ترجمہ کے ساتھ ملایا اور دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہسپانی زبان کا ترجمہ اسی ایطالی زبان کے نسخہ کا تحت لفظی ترجمہ ہے۔ جو وائنا کے شاہی کتب خانہ میں موجود ہے۔ مجھ کو ان دونوں میں بجز دو باتوں کے اور کوئی قابل ذکر فرق نظر نہ آیا۔ اور وہ دو امر یہ ہیں کہ ایطالی زبان کے نسخہ میں ہے کہ: ''جب غدار یہودا رومانی فوج لے کر یسوع کو ان کے ہاتھ میں حوالہ کرنے کی غرض سے آیا۔ اس وقت یسوع اُس کمرے کے پہلو میں جس کے اندر ان کے شاگرد سو رہے تھے۔ باغ میں نماز پڑھتے تھے۔ یسوع نے سپاہیوں کی آہٹ پائی تو وہ ڈرے اور کمرے میں گھس گئے پس جبکہ اللہ نے اس خطرہ کو دیکھا۔ جو یسوع کو گھیرے ہوئے تھا۔ اس نے اپنے چار فرشتے بھیجے۔ پس یہ فرشتے یسوع کو روشن دان کے راستے سے تیسرے آسمان پر اٹھا لے گئے۔ پھر جب غدار یہود کمرہ میں داخل ہوا۔

اللہ نے اپنی قدرت سے اس کی صورت اور آواز کو بدل دیا۔ پس وہ بالکل یسوع جیسا ہو گیا۔ اور جس وقت شاگرد بیدار ہوئے اور انہوں نے اس (یہودا) کو دیکھا۔ انہوں نے اس بات میں کچھ بھی شک نہیں کیا کہ وہی یسوع ہے۔"

ہسپانی نسخہ کی روایت لفظ بلفظ ایطالی نسخہ کی روایت کے مطابق ہے مگر فرق یہ ہے کہ ہسپانی نسخہ میں "بجز پطرس کے"۔ زیادہ ہے یعنی اس نے پطرس کو ان شاگردوں میں نہیں شمار کیا ہے۔ جو یہودا کے یسوع ہونے میں کچھ بھی شک نہ کر سکے تھے۔ اور اس کے بعد ان فرشتوں میں سے جو یسوع کو روشن دان کی راہ سے آسمان پر اٹھا لے گئے۔ ایک کا نام "عزرائیل" لکھا ہے۔ اور ایطالی زبان کے نسخہ میں اس فرشتہ کا نام اوریل پایا جاتا ہے اس کے وہاں چند دیگر خفیف اختلافات اور بھی ہیں جن کے ذکر سے ہم پہلو تہی کرتے ہیں۔

سیل نے ہسپانی نسخہ پر جو حاشیہ اپنی طرف سے لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ترجمہ کے آغاز میں جو عبارت ہے وہ ظاہر کرتی ہے کہ یہ ایطالی زبان کے نسخہ کا ترجمہ ہے اور اس کا مترجم ایک اردغانی مسلمان مصطفیٰ العرندی نامی ہے پھر ایک دیباچہ اور بھی ہے جس مترجم نے ایطالی نسخہ کو دریافت کرنے والے کا قصہ لکھا ہے یہ شخص ایک لاتینی راہب فرامرنیو نامی تھا۔ فرامرنیو نے اس نسخہ ایطالی کو کس طرح حاسل کیا؟ اس بارہ میں منجملہ بہت سی باتوں کے یہ بھی کہا گیا ہے کہ راہب فرامونیو کو "ابرنیالوس" کے رسائل ہاتھ لگے تھے جن میں ایک رسالہ ایسا بھی تھا کہ وہ سینٹ بولص رسول (قراری) کی قلعی کھولتا تھا اور ابرینالوس نے یہ کارروائی سینٹ برنباس کی انجیل کی سند سے کی تھی۔ فرامرنیو کو اسی وقت سے اس انجیل کے دیکھنے کا سخت شوق دامنگیر ہوا۔ اتفاق سے وہ کچھ زمانہ کے لئے پوپ سکٹس پنجم کا مقرب خاص ہو گیا تھا۔ اور اسی اثناء میں ایک دن وہ پوپ ممدوح کے ساتھ اس کے کتب خانہ میں گیا۔ یہاں آ کر تقدس مآب پوپ پر نیند کا غلبہ ہوا اور وہ سو گئے۔ فرامرنیو کے دل میں خیال آیا کہ لاؤ کتاب دیکھنے میں وقت کاٹے اور پوپ کی بیداری کا انتظار کرے۔ حسن اتفاق سے

فرامرنیو کا ہاتھ سب سے پہلے جس کتاب پر پڑا وہ یہی برنباس کی انجیل تھی فرامرنیو فرط مسرت سے باغ باغ ہو گیا اپنے جامہ میں پھولا نہ سمایا اور فوراً اس بیش بہا ذخیرہ کو اپنے پیراہن میں چھپالیا۔ پھر پاپ کی بیداری تک ٹھہرا رہا اور جب تقدس مآب نے آنکھ کھولی اسی وقت ان سے واپسی کی اجازت لے کر یہ خزانہ اپنے ساتھ لئے ہوئے کتب خانہ سے باہر آ گیا۔ اور تنہائی میں اس کے مطالعہ سے اپنا شوق پورا کرنے لگا۔ چنانچہ اس انجیل کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ راہب مشرف باسلام ہو گیا۔

ہسپانی نسخہ کے دیباچہ میں راہب فرامرنیو کی یہ حکایت یونہی درج ہے اور اسی طرح اس کویل نے اپنے ترجمہ قرآن شریف کے دیباچہ میں نقل کیا ہے۔ اس لئے یہی روایت اور پروفیسر ہیوٹ کے لکچروں کا اقتباس یہ دو مصدر ہمیں ہسپانی زبان کے نسخہ انجیل برنباس کا وجود بتاتے ہیں۔ اور اس کے بعد پھر کچھ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ نسخہ کیا ہوا۔ اور کہاں گم ہو گیا۔ صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ ڈاکٹر مینک ہاؤس کو اس کے ترجمہ کی خدمت سپرد ہوئی تھی۔ اور ڈاکٹر موصوف نے ترجمہ کر کے اصل سمیت ڈاکٹر ہیوٹ کی نذر کر دیا تھا۔ بعد ازاں اس کی کوئی خبر نہیں ملتی اور نہ کچھ نشانہ ہاتھ آتا ہے۔

اس موقع پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ ایطالی زبان کا نسخہ جو راہب فرامرنیو نے پوپ سکٹس پنجم کے کتب خانہ سے چرالیا تھا اور شاہی کتب خانہ وائنا میں جو ایطالی زبان کا نسخہ موجود ہے دونوں ایک ہی ہیں؟ یا الگ الگ؟ اس سوال کا کوئی صحیح جواب اس وقت تک نہیں دیا جا سکتا جب تک کہ اس نسخہ کی کتابت کا زمانہ متعین نہ کرلیا جائے۔ تاریخ کی چھان بین کرنے سے پتا لگتا ہے کہ پوپ سکٹس پنجم کا عہد سولہویں صدی کے خاتمہ سے قریب تھا۔ اور ہم یہ بیان بیان چکے ہیں کہ جس کاغذ پر یہ ایطالی نسخہ لکھا گیا ہے وہ ایطالیا کی ساخت کے کاغذ جیسا ہے۔ اب یہ دریافت کرنا رہا کہ اصل میں وہ ایطالی ہے یا نہیں؟ اور ایطالی ہے تو کس زمانہ کا بنا ہوا ہے؟ تو اُن آبی نشانات کے جو اس کاغذ میں ہیں۔ بغور دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایطالی کاغذ ہے اور اسی ثبوت کو انجیل برنباس کے ایطالی

زبان والے نسخے کی تاریخ تحریر پر دلیل صادق بنایا جاسکتا ہے۔ علماء ان تمام مذکورہ فوق بیانات سے جس تاریخ کا تخمینہ کرتے ہیں۔ وہ پندرھویں صدی کے وسط اور سولہویں صدی کے خاتمہ کے مابین ہے۔ اور اس اعتبار سے یہ ممکن ہے کہ موجودہ ایطالی زبان کا نسخہ ہی دراصل وہ نسخہ ہو جس کو فرا مرنیو راہب نے پوپ کے کتب خانہ سے اڑا لیا تھا اور جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اٹھارویں صدی عیسوی کے آغاز میں انجیل برنباس کا شہرہ پھیلا۔ اس بات نے یورپ کے دینی اور علمی مجمعوں میں بڑی کھلبلی مچادی۔ خاص کر انگلستان میں اس کے متعلق بحث و جدال کا خوب زور ہوا۔ علماء میں ایسا نزاع لفظی برپا ہو گیا کہ ان کے بعض اقوال علمی مباحثات کی حد سے نکل کر اٹکل بچو مجذوب کی بڑ اور وہم کی پیروی کے سوا کچھ اور نہیں کہے جاسکتے ہے۔ بحث کرنے والوں کی ہمتیں سب سے پہلے جس امر میں غور کرنے پر مائل ہوئیں وہ بھی ایطالی زبان کا نسخہ تھا کہ آیا یہ کسی اور نسخہ سے نقل کیا گیا ہے یا وہی اصلی نسخہ ہے جس کو فرا مرنیو راہب نے تقدس مآب پوپ کے حاشیہ پر درج ہیں۔ اور جن کو اس

ترجمہ میں ہم نے اصل کی پوری پوری پابندی کرنے کے خیال سے اس عربی ترجمہ کے حواشی پر بجنسہ درج کر دیا ہے۔ کیونکہ نقل مطابق اصل کی ذمہ داری اسی کی مقتضی تھی ورنہ ان کا ترک کر دینا ایک قسم کی ناجائز مداخلت ہوتی۔ سچ تو یہ ہے کہ ایک سمجھدار آدمی ایطالی زبان کی قلمی کتاب پر عربی زبان کے حاشیے اور شرحیں دیکھ کر حیران بن جاتا ہے کہ یہ کیا بات ہے اور میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس بارہ میں کسی قدر طوالت کے ساتھ بحث کروں۔ کیونکہ تمام ایسے معتبر اصحاب نے جن کا قوال اس انجیل کے ایطالی نسخہ کی نسبت کچھ بیاں کرتے وقت بطور دلیل کے اخذ کیا جاسکتا ہے۔ اس معاملہ میں جیسی چاہئے ویسی بحث نہیں کی اور مفصل بحث تو درکنار اس وقت معمولی سا اشارہ بھی نہیں فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ پروفیسر مرحلبیوث کا ایسا نامور مستشرق بھی اس کو بر سبیل تذکرہ یونہی ایک بات کہہ کر اس سے آگے گزر گیا ہے۔ اور وہ قول یہ ہے کہ ''لامونی ان حواشی کی عبارت کو صحیح اور درست خیال کرتا ہے۔ لیکن دلش جیسے عالم کی نظر اس بات سے نہیں چوکی اور اس نے ان

عبارتوں کی ترکیب مقیم اور ان میں غلطیوں کی بھرمار ہونے کا اظہار کر ہی دیا ہے۔"

یہ حاشیے غور و تامل سے دیکھے جائیں تو ان میں سے بعض کی عبارت صحیح اور اسلوب درست نظر آئے گا۔ لیکن نقل کرنے والے قلم نے اسے بگاڑ ڈالا اور خوب مسخ کیا ہوگا۔ کہیں املا خراب کیا ہوگا تو کسی جگہ الفاظ ادل بدل دیئے ہیں اور چند دیگر حواشی سرے سے ایسے سقیم الترکیب ہوں گے کہ ان میں سے بعض کے تو معنی بھی بغیر ذہن پر بے حد زور ڈالنے اور سر کھپانے کے سمجھ میں نہ آسکیں گے۔ اور کچھ ایسے ہوں گے کہ ان کے معنی سمجھ میں نہ آئیں گے خواہ کتنا ہی مغز مار ورکیک عبارت کے جملوں اور فقروں میں جن کی ترکیب حد سے بڑھ کر گڈمڈ ہوگی۔ یہ نظر آئے گی کہ لکھنے والا لفظ کے نیچے لفظ کا ترجمہ لکھ گیا ہے اور یہ ایسا فضول لفظی ترجمہ ہے کہ اسکو پڑھ کر ہنسی آتی ہے' کیونکہ مترجم نے کہیں کہیں مضاف الیہ تک کو مضاف پر مقدم کر دیا ہے اور یہ کام کسی عرب نویسندہ یا عربی داں اہل قلم سے ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اور یہ ترجمہ اور عبارت کی غلطی کچھ انہیں فقرات میں نہیں جو بعض فقرات انجیل کے عربی میں ترجمے ہیں۔ بلکہ وہ حواشی بھی جو کاتب کے وضع کردہ ہیں ایسی ہی غلطیوں مملو نظر آتے ہیں۔ اور ان حواشی کا ایطالی زبان میں کوئی مقابل نہیں۔

اگر میں مزید توضیح اور بیان کے لئے یہاں کچھ مثالیں ان غلط عربی حواشی کی درج کردوں تو اس میں کوئی مضائقہ نہ ہوگا۔ بلکہ یہ امر اس نتیجہ کی تمہید بن سکے گا جو مجھے اس بارہ میں نکالنا ہے وہ حواشی جن کی باوجود کتاب اور املاء کی غلطیوں کے شستہ اور بامحاورہ ہے۔ ان میں سے ایک حسب ذیل ہے:۔

جـآئـت طـآئـفة من اليهود عيسٰى يسئلون من اسم النبی الذی يبعث فی اخـر الزمان فقال عيسٰى ان اللّٰه تعالٰے خـلق النبی فی اخرالزمان و وضعه فی قـنـديل من نور و سمّاه محمّداً قال يا محمّد اصبر لا جلـک و خلقت خلقاً كثيراً وهبت لک كلـه فمن رضی عـنـک فـانـا راضٍ عنه ومن يبغضُک فانا بری منه.

اس عبارت کو غور سے پڑھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا لکھنے والا عربی زباندانی میں پختہ

اور اعلیٰ درجہ کا ماہر ہے۔ اور اس میں جو تھوڑا سا خلل راہ پا گیا ہے یہ غیر زباندان کاتب کی مہربانی کا نتیجہ ہے اور دوسرے قسم کے یعنی غلط اور سراپا غلط حواشی کی مثالیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) اللّٰہ خالق۔

(۲) اللّٰہ حیّ و قدیم۔

یہاں قدیم کا لفظ اسی شخص کے قلم سے نکل سکتا ہے جو عبارت آرائی پر قادر ہو۔

(۳) "اذا کان یوم القیٰمة یحشر جمیع المؤمنین ویکتب علیٰ جھتھم بالنور دین رسول اللّٰہ۔"

ان مندرجہ فوق حواشی کو دیکھ کر ایک سلیم العقل شخص بلا تامل حکم لگا سکتا ہے کہ ان کا اور پہلے حاشیہ کا لکھنے والا ایک ہی آدمی ہرگز نہیں ہو سکتا۔

پھر اسی قبیل سے محشی کا ایک مقام پر "سورہ عیسیٰ الٓمٓ" لکھنا یہی خیال کرنا چاہیے جو اصل میں شاید "سورہ الام عیسیٰ" ہو۔ یا وہ لکھتا ہے "ذکرادیرس قصص" یعنی "ذکر قصة ادریس" اور قولہ "کل متکبر کا میل بیان" یعنی "بیان" "شر انواع الکبریاء" اور قولہ "من انہ دین عندہ ینبغی ان یصدق من الخبالس" اور اسی کی سی بیہودہ عبارتیں جو بہ نسبت عربی ہونے کے عجمی تراکیب سے زیادہ تر قریب ہیں۔ پس جو شخص مذکورہ بالا بیان کے مطابق جیسا کہ قسم اول کی مثال دی گئی ہے۔ عمدہ عبارت لکھ سکتا ہو۔ ایسی رکیک اور فاش غلطیاں ہرگز نہ کرے گا جن کو کوئی عرب تو کیا مستشرق بھی نہیں کر سکتا۔ غرضیکہ اوپر بیانات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عربی حاشیوں کے لکھنے والے ایک سے زائد اشخاص ہیں۔ ان میں سے اصلی حاشیہ نویس نے نہایت صحیح و فصیح عبارت لکھی تھی اور بعد میں نقل کرنے والوں نے اس کی درگت بنا کر اسے بگاڑ ڈالا۔ اس خرابی کا سبب ناقابل کی عربی زباندانی میں خامی تھی۔ لہٰذا اس نے نقل کرتے وقت پہلے حاشیہ نویس کی عمارت کو خوب ابتر کیا ہے۔ اور اپنی طرف سے رکیک عبارتوں اور ایسے ہنسانے والے جملوں کا مزید اضافہ کر دیا ہے۔ جن سے کوئی مطلب ہی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ اور اس بیان سے میری غرض یہ ہے کہ جو ایطالی نسخہ اس وقت وائنا کے شاہی کتب

خانہ میں موجود ہے وہ بلاشبہ کسی اور نسخہ سے نقل کیا ہوا ہے اور یہ کہ اس کا پہلا اور اصلی نسخہ ماننا صحیح نہیں ہو سکتا۔

اب یہ ماننے کے بعد کہ وائنا کا شاہی ایطالی زبان کا نسخہ وہ اصلی ایطالی نسخہ نہیں جو فرامرینو راہب نے پوپ کے کتب خانہ سے چرایا تھا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر وہ اصل نسخہ کون ہے جس سے یہ موجودہ نسخہ نقل کیا گیا؟ اس امر کا جواب دینا کیا سخت دشوار ہے؟

نہیں! کیونکہ موجودہ نسخہ کے عربی حواشی پر بحث کرتے ہوئے ہم جو کچھ لکھ آئے ہیں۔ اس سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ جس نسخہ کی یہ نقل ہے وہ عربی ہرگز نہیں تھا۔ اس لئے کہ جو شخص اتنی اعلیٰ درجہ کی عربی زبان جانتا ہو کہ اس انجیل کا ترجمہ عربی سے اور کسی زبان میں کر سکے وہ کبھی اتنی بیہودہ غلطیاں نہ کرے گا جیسی کہ حاشیہ کی عبارتوں میں نظر آتی ہیں۔ اور کلام میں ایسے پھیر بدل کر روانہ کہے گا کہ مضاف الیہ کو مضاف پر مقدم کر دے یا اسی قسم کی اور رکیک غلطیاں کرے، جو حواشی کی عبارت میں دکھائی دیتی ہیں، اور یہی امر بوضاحت دلالت کرتا ہے، اصل منقول عنہ نسخہ

قدیم لاتینی یا ایطالی رہا ہوگا۔ اور یہی استنتاج اس قول پر بھی پوری طرح منطبق ہوتا ہے جس کو معتبر لوگوں نے تدقیق اور امعان نظر کے ساتھ اس موجودہ ایطالی نسخہ کی طرز کتابت دیکھنے کے بعد کہا ہے جو شاہی کتب خانہ وائنا میں پایا جاتا ہے۔ محققین کی کتابت نے اس کی لکھاوٹ کو دیکھ کر یقین کے ساتھ کہہ دیا ہے کہ یہ کسی بندقیہ کے رہنے والے کا لکھا ہوا ہے۔ اور اس نے اس کو سولہویں صدی یا سترہویں صدی کے ابتدائی ایام میں لکھ ہے پھر گمان غالب یہ ہے کہ اس کا منقول عنہ نسخہ طسکانی زبان کا ہوگا یا بندقیہ ہی کی زبان کا سہی۔ لیکن ایسی کہ اس میں طسکانی اصطلاحات راہ پا گئی تھیں۔ یہ اقوال لانسڈیل اور لورا راگ کے ہیں۔ جنہوں نے اس بارہ میں ایسے خاص مباحث کے اندر قابل سند اور معتبر ایطالی علماء کے اقوال پر اعتماد کیا ہے۔

لانسڈیل اور لورا راگ کے خیال میں یہ نسخہ تقریباً ۱۵۷۵ء میں نقل کیا گیا ہے اور احتمال ہے کہ اس انجیل کا نقل کرنے والا وہی راہب فرامرینو ہو جس کا ذکر ایطالی نسخہ کے دیباچہ میں ہوا ہے اور اس بات کا ہم پہلے ذکر کر چکے

ہیں۔ اور مذکورہ بالا اہل قلم محقق یہ مزبورہ بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ:۔ "اور بہر حال خواہ اس کی اصل کچھ بھی ہو ہم کو یقین کرنا ممکن ہے کہ برنباس کی ایطالی زبان کی کتاب ایک انشائی کتاب ہے عام اس سے کہ اس کو کسی کاہن نے لکھا ہو یا علمانی نے یا راہب نے یا کسی عام آدمی نے۔ مگر یہ ایسے شخص کے قلم سے نکلی ہے جو لاتینی تورات کا ویسا ہی واقف تھا۔ جیسا کہ "ڈانٹی"۔ اس سے واقفیت رکھتا تھا اور یہ کہ وہ شخص ڈانٹی[1] ہی کی طرح زبور کی ایک خاص واقفیت رکھتا ہے۔ اور یہ انجیل ایسے شخص کی بنائی ہے جو بہ نسبت اسلامی دینی کتابوں کے مسیحی کتب دینیہ کا بہت بڑا ماہر اور عالم تھا۔ اس لئے گمان یہ ہے کہ وہ عیسویت سے مرتد ہو گیا ہو گا۔"

انجیل برنباس کے لکھنے والے اور مشہور شاعر ڈانٹی کیا یکساں بنانے کا سبب ان دونوں کے کلام کی مشابہت اور ایطالی نسخوں کی عبارتوں کا ڈانٹی کی نازک خیالوں سے مسائل ہونا ہے۔ ڈانٹی نے اپنی نظموں میں دوزخ اور جنت کا حال بیان کیا ہے۔ اور انجیل برنباس میں آیا ہے کہ:۔ "جہنم کے سات طبقے ہیں اور یہ طبقے اپنے مراتب میں ان سات کبیرہ گناہوں کے اختلاف کی طرح مختلف ہیں جن کے ارتکاب سے انسان پر عذاب کا نزول ہوتا ہے۔ اور یہ کہ آسمان نو ہیں۔ جنت ان کے اوپر ہے اور اس اعتبار سے جنت دسواں آسمان ہے۔ چنانچہ بعض علماء انہی اقوال سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ انجیل برنباس کا مصنف ڈانٹی شاعر کے بعد ہوا ہے۔ اور اس نے یہ تشریحیں ڈانٹی کے کلام سے اخذ کی ہیں یا یہ کہ وہ ڈانٹی کا ہمعصر تھا' اس لیے اس نے ویسی ہی باتیں کہی ہیں' جیسی ڈانٹی کہتا تھا۔ اور ان کے زمانہ میں ایسے ہی خیالات پھیلے ہوئے تھے۔ اس اعتبار سے برنباس کا ظہور چودھویں صدی میں ہوا ہو گا لیکن حقیقت یہ ہے کہ برنباس نے جہنم کی نسبت جو کچھ کہا ہے وہ ڈانٹی وغیرہ کے بیان سے اگر ملتا ہے تو محض تعداد کی صورت میں نہ کہ کسی اور حیثیت سے لہٰذا سچی اور درست رائے یہ ہو سکتی ہے کہ برنباس اور ڈانٹی دونوں کا ماخذ کوئی اور قدیم مصدر ہو جس کے ہوتے ہوئے ان دونوں کا ہمعصر ہونا ضروری نہ ثابت ہو سکے اور وہ قدیم مصدر یونان کا علم

[1] اٹلی کا ایک مشہور شاعر گذرا ہے مترجم

الاصنام ہے۔ اوران ہردو مصنفین کے مابین شاعرانہ تخیل اور وضع الفاظ کی جو مشابہت پائی جاتی ہے۔اس کو توارُدِ خیال کی قسم سے شمار کرنا مناسب ہے۔

سرسری نظر میں علماء کو خیال گزرا کہ ایطالی نسخہ کسی اصل عربی نسخہ سے ماخوذ کیا ہے۔سب سے پہلے یہ بات "کریمر" نے کہی جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ اور اس نے ڈیوک یوجین سافوی کو یہ ایطالی نسخہ نذر کرتے ہوئے اس کی تمہید میں خود چند سطریں لکھ کر ظاہر کیا کہ "یہ انجیل کسی محمدی (مسلمان) کی تالیف اور عربی سے ایطالی میں ترجمہ شدہ ہے۔ یا اس کے سوا کسی اور زبان سے پھر" کریمر" کے اسی خیال کی پیروی۔ "لاموفی" نے بھی کی۔ وہ کہتا ہے "پیرون ہونڈراف" جو شریف الطبع اعلیٰ درجہ کا مہذب اور وسیع المعلومات شخص ہے اس نے مجھے ایک کتاب دکھائی جس کی نسبت ترکوں کا بیان ہے کہ سینٹ برنباس کی انجیل ہے۔ مگر بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کو ایطالی زبان میں عربی سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ "لاموفی" ترکوں کے لفظ سے عام مسلمانوں اور اہل عرب کو مراد لیتا ہے۔ کیونکہ یورپین اہل قلم میں سے کئی غیر باریک بین اصحاب اس موجودہ زمانہ میں بھی لفظ یونہی استعمال کر جاتے ہیں۔

اس کے بعد ڈاکٹر ہیوٹ جس کا پہلے ذکر آچکا ہے۔۱۷۸۴ء میں کہتا ہے کہ:- "عربی اصل اب تک ایشیا میں موجود ہے۔" مگر جب غور وفکر سے کام لے کر دیکھا جائے تو ڈاکٹر ہیوٹ کا یہ قول ڈاکٹر سیل کی تحریروں پر مبنی ہے جو ہیوٹ کے یہ کہنے سے تقریباً پچاس سال قبل شائع ہو چکی تھیں۔ اور سیل نے اپنے ان اقوال کو تمہیدی مباحث کے نام سے موسوم کیا ہے۔ وہ انہی بیانات میں بر سبیل تذکرہ قرآن کے بارہ میں رائے زنی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:-

"یہ مسلمانوں کے پاس ایک عربی انجیل بھی ہے جس کو وہ سینٹ برنباس کی انجیل بتاتے ہیں۔ اس انجیل میں یسوع مسیح کی تاریخ ایسے ڈھنگ سے بیان کی گئی ہے جو مسیح اناجیل کے طرز بیان سے بالکل برعکس ہے اور انہی طریقوں پر پوری طرح منطبق ہوتی ہے۔ جن محمد (صلعم) اپنے قرآن میں چلے ہیں۔"

لیکن اس کے بعد ہی اس دیباچہ میں جو اس

نے قرآن مجید پر لکھا ہے وہ خود ہی اس بات کا بھی اقرار کر رہا ہے کہ جس وقت اس نے تمہیدی مباحث کے اندر اس کا ذکر کیا تھا اس وقت تک انجیل برناباس کی کبھی شکل تک نہیں دیکھی تھی۔ اس لئے سیل کا پہلا قول سنی سنائی باتوں کی بنیاد پر قائم ہے۔ اور وہ اس بارہ میں لاموتی کی پیروی کر رہا ہے۔ جیسا ہم بیان کر چکے ہیں۔ اور لاموتی بھی سنی سنائی بات ہی روایت کرتا ہے کیونکہ اس کو بھی انجیل برناباس کا عربی نسخہ دیکھنا تک نصیب نہیں ہوا تھا۔

اور یہ بات کیسی عجیب ہے کہ مشہور مسلمان تذکرہ نویسوں اور مصنفین کی کتابوں اور تصانیف میں اس انجیل کا کہیں ذکر تک نہیں قدیم اور جدید زمانوں کے تمام مسلمان مؤرخ اس بارہ میں قطعاً لاعلم نظر آتے ہیں۔ حتیٰ کہ خاص وہ لوگ جن کا کام ہی دینی مباحثہ اور مجادلہ تھا وہ بھی اس انجیل کا کہیں تذکرہ نہیں کرتے۔ حالانکہ انجیل برناباس ان کے لئے شمشیر براں کی قائم مقام اور ان کے مخالفین کے واسطے مذہبی مناظروں میں مثل صمصام تھی، پھر بھی عجیب نہیں بلکہ عجیب تو یہ ہے کہ عرب و عجم کے قدیم علماء کی فہرست ہائے کتب اور مستشرقین یورپ کی مرتب کردہ فہرستوں تک میں اس انجیل کا نام و نشان نظر نہیں آتا اور انہوں نے جس تلاش سے قدیم و جدید نادر ترین عربی کتابوں کی فہرستیں بنائی ہیں۔ اس کے دیکھتے ہوئے یہ امر بہت بعید معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسی معرکۃ الارا، کتاب کا وہ سماعی خبر کے طور پر بھی ذکر نہ کرتے۔

لیکن میں اس تمام مذکورہ بالا بیان کے بعد صریحاً یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بہ نسبت کسی اور شخص کے خود میرا ہی میلان طبع اس انجیل کے عربی اصل ہونے کی طرف اور اس بات کو صحیح ماننے کی جانب بہت ہی بڑھا ہوا ہے اور یہ کہ اصل عربی نسخہ کا دستیاب نہ ہونا اس کے سرے سے نہ ہونے پر قطعی دلیل نہیں قرار پا سکتی۔ ورنہ ماننا پڑے گا اور قطعاً تسلیم کرنا ہوگا کہ انجیل برناباس کا اصل نسخہ یہی ایطالی زبان کا نسخہ ہے کیونکہ اس کے سوا کوئی اور نسخہ کبھی کسی کے ہاتھ نہیں لگا اور ایک ہسپانوی زبان کا نسخہ ملا بھی تو اس کے دیباچہ میں مذکور تھا۔ کہ وہ ایطالی زبان کے نسخہ سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ایک ایشیائی شخص انجیل برناباس کا مطالعہ کرتے

ہوئے پہلی ہی نظر میں کہہ اٹھے گا کہ اس انجیل کے مصنف کو قرآن شریف پر نہایت عبور حاصل تھا۔ حتیٰ کہ اس کے اکثر فقرے قریب قریب آیات قرآنی کے لفظی یا معنوی ترجمے ہیں۔ میں یہ بخوبی جانتا ہوں کہ میرا یہ قول ان تمام یورپین مؤرخین اور مصنفین کے قول سے مخالف ہے۔ جنہوں نے اس بارہ میں محققانہ بحث کی ہے اور ان میں دو نامور شخص لانسڈیل اور اور بورا راگ بھی ہیں جو اس انجیل کے مصنف کو اسلام سے بہت کم درجہ کا واقف بتاتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے وہ عربی اصل کتاب کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔ مگر میں اپنی رائے کو بدل نہیں سکتا۔ اس لئے کہ اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے باپ کے ساتھ گفتگو کا جو ذکر ہے وہ قرآن شریف کی سورۃ ۲۱ و ۳۷ کے بیان سے بالکل مماثل ہے۔ پھر شیطان کے راندے جانے کا سبب حضرت آدمؑ کو سجدہ نہ کرنا اسی طرز سے بیان کیا گیا ہے جیسا کہ سورۃ البقرہ اور الحجر میں وارد ہوا ہے، کہیں ایک حرف کی کمی و بیشی تک نہیں۔ اور اگر عدم گنجائش مانع نہوتی تو میں انجیل برنباس میں سے اکثر ایسے فقرے اور ان کے بالمقابل قرآن شریف کی آیات دونوں اس جگہ درج کر دیتا اور اپنے کلام کی راستی ثابت کر دکھاتا۔ اور کچھ بھی نہیں کہ انجیل برنباسؔ کے اکثر فقرے قرآن شریف کی آیتوں سے ملتے جلتے ہوں۔ بلکہ اس میں بہت سے اقوال اس طرح کے بھی موجود ہیں جن کو احادیث نبویہ صلعم کے ساتھ کامل مطابقت ہے اور بعض ان میں سے ایسے قدیم علمی قصص کے مطابق ہیں۔ جن کا علم اس وقت اہل عرب کے سوا کسی قوم کو ہرگز نہ تھا۔ یہانتک کہ آج یورپ میں باوجود مستشرقین کی کثرت اور عربی زبان کی تحصیل میں مشغول ہونے والوں کی بہتات ایک یوروپین بھی علم حدیث کا عالم نہیں نکل سکتا۔

میرے اس خیال کی تائید کرنیوالے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ ایطالی نسخہ کی جلد بندی یقیناً عربی وضع کی ہے۔ جیسا کہ پہلے اس کا ذکر آچکا ہے اور یہ کہنا کہ وہ جلد پیرس کے جلد سازوں کی بنائی ہوئی ہے۔ اور ڈیوک یوجین سافوی نے ان کو اسی کام کے لئے فرانس سے طلب کیا اور انہیں حکم دیا تھا کہ عربی وضع کی جلد تیار کریں یہ تمام باتیں اٹکل

پچواور قیاسی تُکے ہیں۔

اور اس انجیل کو عربی الاصل ماننے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا مصنف بھی اصل میں عرب ہو، بلکہ میری رائے یہ ہے کہ اس کا مصنف اندلس کا کوئی یہودی ہے جس نے پہلے عیسائی ہو کر پھر بعد میں دین اسلام قبول کرلیا ہوگا۔ اور یوں عیسائیوں کی اناجیل سے واقفیت حاصل کی ہوگی اور میرے نزدیک یہ رائے بہ نسبت دیگر آراء کے درستی سے زیادہ قریب ہے کیونکہ انجیل برناباس کے پڑھنے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس کا مصنف عہد قدیم کے اسفار (صحائف) کا ایسا بے مثل عالم ہے کہ خاص عیسائی فرقوں میں بھی ایسے بہت کم افراد نکلتے ہیں اور وہ بھی ایسے جو کہ دینی علوم کی خدمت پر اپنی زندگی وقف کر چکے ہیں جیسا کہ انجیل برناباس کا مؤلف رکھتا ہے حتیٰ کہ اس کے قریب قریب بھی توریت کا علم کسی عیسائی عالم کو ہونا غیر ممکن ہے اور یہ بات مشہور ہے کہ اندلس کے اکثر یہودی عرب زباندانی اور علم ادب میں کمال حاصل کیا کرتے تھے۔ اور ان میں سے کئی ایسے ممتاز فاضل بھی ہوئے ہیں جن کو عربی علم ادب اور شعر میں بہت اعلیٰ رتبہ حاصل ہوا۔ اس لئے وہ قرآن شریف اور حدیث نبوی ﷺ کے ویسے ہی عالم ہو سکتے ہیں جیسے کہ خاص اہل عرب۔

میرے اس رائے کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ انجیل برناباسؔ میں ختنہ کرانے کو واجب بتایا گیا ہے اور اس بارے میں سختی سے یہ بات کہی گئی ہے کہ غیر مختون آدمیوں سے کتے بھی افضل ہیں۔'' ایسی بات کوئی عیسائی الاصل کبھی نہیں کہہ سکتا۔ اور اگر فتح اندلس کے بعد کی عربی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ ملتا ہے کہ عرب مسلمانوں نے شروع شروع میں مفتوح قوموں کے دین میں کچھ بھی دخل دہی نہ کی تھی اور یہی سبب تھا کہ اہل اندلس اسلامی حکومت کے دل سے مطیع و منقاد ہو گئے۔ مسلمان اپنے اس احسن طریقہ پر عرصہ تک قائم رہے لیکن کچھ زمانہ بعد انہوں نے تمام ملکی رعایا پر یہ حکم نافذ کیا کہ وہ ختنہ کرائیں اور اس بارہ میں مسلمانوں اور یہودیوں کے طرز عمل

[1] تلمود یا تالمود۔ یہودیوں کی احادیث کی ایک مستند کتاب ہے۔ جس کے اکثر مضامین قرآن کریم سے ملتے ہیں۔ اور عیسائی اصحاب اسی سبب سے قرآن کریم پر اس کے تلمود سے ماخوذ ہونے کا اعتراض کرتے ہیں جو ان کی خوش فہمی ہے۔ ۱۲ مترجم + تقلیدات۔ روایات ۱۲۔ [2] موقع اور زمانہ

کی پیروی کریں۔ چنانچہ جن اسباب نے عیسائی رعایا کو مسلمان حکمرانوں سے ناخوش اوران کی بیخ کنی کے درپے بنایاان میں یہ بھی ایک بڑا سبب تھا کہ مسلمان حکام نے ایسا ناممکن التعمیل حکم ان کے لئے واجب العمل قرار دیا۔ اور عیسائی اہل ملک اب کھلا کھلا مسلمان فرمانرواؤں کے مخالف اور ان کی بربادی کے خواہاں ہوئے لیکن اندلس کے یہودی وہاں کے عیسائیوں کے برعکس فوج اسلام میں داخل ہوتے اور ان کے شرف پیروی کو حاصل کیا کرتے تھے اور صرف یہی نہیں کہ انہوں نے بکثرت تبدیل مذہب کرکے اسلام قبول کیا۔ بلکہ مسلمانوں کے اندلس پر قابض بنانے اوران کو وہاں ترغیب دے کرلے جانے میں بھی یہودیوں ہی کواول درجے کا دخل تھااور یہودی ہی اس ملک میں مسلمانوں کے قدم جمانے کے سبب ہوئے اور انہی کی وجہ سے سات سو سال کے عرصہ دراز تک اندلس میں اسلامی حکومت قائم رہی۔

پھر یہ رائے اس امر سے بھی بڑی تائید حاصل کرتی ہے کہ انجیل برنباس میں بہت سی تلمودی تقلیدات پائی جاتی ہیں اوران کوایک یہودی کے سوا کسی اور مذہب و قوم کا شخص بمشکل ہی جان سکتا ہے۔ اوراس انجیل میں کچھ حصہ ایسی اسلامی احادیث اور قصص کے معانی کا بھی پایا جاتا ہے جو عام طور پر لوگوں کے زبان زد ہیں لیکن دینی کتابوں میں ان کی کوئی سند نہیں ملتی اوران قصص واحادیث کی اطلاع بھی اسی شخص کو حاصل ہوسکتی ہے جو کسی عربی جماعت سے تعلق رکھتا ہو لہٰذا میری یہ رائے کہ انجیل برنباس کا اصلی مؤلف کوئی اندلس کا یہودی نومسلم تھا۔ ان تمام مذکورہ بالا بیانات سے تائید پاتی اور یہ اسباب اس کی درستی پر شہادت دیتے ہیں۔

مگر بعض محققین کا یہ خیال ہے کہ جس وسط[۲] میں یہ انجیل ظہور میں آئی وہ ایطالی ہے اور قرون وسطیٰ کا تقریباً ابتدائی دوراوراس انجیل کا مؤلف بھی ایطالی اوراسی زمانہ کا کوئی آدمی ہے۔ اس کی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ انجیل برنباس کی عبارت اوراس کا اجمالی مفہوم اسی قسم کے وسط پر دلالت کرتا ہے۔ جس کا اوپر بیان ہوا کیونکہ اس میں اثنائے کلام میں کھیتیوں کے کاٹنے اور گانے والوں کے

راگوں اور ایسی گیتوں کا ذکر آیا ہے۔ جو لفظ بلفظ ان حالات کے بیان پر منطبق ہیں جو کہ زمانۂ حال میں ممالک طسکانیا اور تتنو واقع ایطالیا میں پیش آتے ہیں اور یہ کہ پتھروں کے کھودنے اور ان کے گھڑنے اور سنگی عمارتیں تیار کرنے کی طرف جو اشارہ اس انجیل میں کیا گیا ہے وہ ایسے ہی قوم کا مؤلف صحیح ترین طریقہ پر لکھ سکتا ہے کہ وہ قوم فن تعمیر کی عمدہ ماہر ہو۔ نہ یہ کہ ایک خیموں اور وطیروں کے اندر زندگی بسر کرنے والا عرب کا صحرانشین بقول کسے ''جھونپڑوں میں رہ کر محلوں کے خواب دیکھ سکتا ہے...... اور اسی امر پر غلام کا اپنے مالک کے ان مزدوروں کے لئے جو انگور کی ٹٹیوں میں کام کرتے تھے۔ روٹیاں لے جانا اور شراب کی کشید کے کارخانوں میں انگور کے خوشوں کا پیروں تلے روند کر ان سے عرق نکالنا وغیرہ اس قسم کے بیانات ہیں جو ایک عربی کو کبھی سوجھ نہیں سکتے۔ لیکن حق تو یہ ہے کہ مجھے ان باتوں میں کوئی بھی ایسی بات نہیں نظر آتی جو اس بات پر بہت زیادہ دلالت کرتی ہو کہ انجیل برناباس کی تالیف کسی مغربی سوسائٹی میں ہوئی ہے نہ کہ مشرقی مجمع اور ملک میں۔ مگر یہ

اور بات ہے کہ کوئی مضمون نگار اس مشرقی گروہ اور مجمع کو ملک عرب ہی کے اندر حصر کرنا چاہے اس حالت میں بے شک یہ غیر ممکن ہے کہ عرب کے ملک میں کوئی ایسا وسط پایا گیا ہو یا پایا جا سکے جیسا کہ اس انجیل کی بعض عبارتوں میں بیان کیا گیا ہے۔ تاہم فلسطین اور سوریا (شام) میں یہ حالت پوری طرح موجود ہے اور عہد مسیح میں بھی وہاں کی یہی حالت تھی کہ وہاں کھیت کاٹنے والے آج بھی اپنا کام کرتے ہوئے خوب لہرا لہرا کر دلکش گیت گاتے ہیں جن کی صدا اگرد وپیش کے کوہ دشت سے ٹکراتی اور آواز بازگشت کے ذریعہ ان کا لطف بڑھا دیا کرتی ہے اسی طرح راج اور سنگتراش اسی زمانہ پر پتھروں کو کاٹتے اور گھڑتے رہتے ہیں۔ جیسے کہ برناباس نے ذکر کیا ہے۔ فلسطین اور سوریا میں خیموں اور ڈیروں کے اندر ہی خانہ بدوش صحرائی آدمی رہا کرتے ہیں جو شہری باشندے نہیں ہوتے۔ پھر یہاں انگور کی ٹٹیوں میں خوشے اتارنے کے ایام میں کام کرنے والے مزدوروں کے لئے ٹٹیوں کے مالک یا ان کے غلام کھانا بھی

(۱) انجیل برناباس کی فصل ۸۲، ۸۳ میں اس کا ذکر آیا ہے۔ ۱۲

لے جاتے ہیں۔ اسی انداز سے کھیتی باڑی کے مزدوروں اور انگور کے خوشوں سے ان کو پامال کر کے عرق نکالنے والوں کے واسطے بھی ان ممالک میں کارخانہ دار کھانا بھیجتے ہیں۔ اور یہ بات صرف فلسطین اور سوریا ہی میں نہیں بلکہ تمام مشرقی ممالک میں نظر آسکتی ہے مگر یہ کہ مجھے اس موقعہ پر یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ انجیل برنباس میں بعض دلیلیں اس قسم کی بھی ہیں جن کا اس زمانہ کی فلسطین کی عام حالت پر منطبق بنانا دشوار ہے ایسی باتوں سے ایک بات ہے کہ اس انجیل میں نبیند کے براميل کو صاف کرنے اور ان کے خم دینے کی جو کیفیت بیان ہوئی وہ فلسطین کی کسی قدیم یا جدید تاریخ میں نہیں ملتی۔ کیونکہ اس ملک کے اندر پرانے اور نئے دونوں زمانوں میں شراب کے رکھنے کے واسطے بڑے بڑے مشکوں کا مستعمل ہونا یا مشکوں کا کام میں لایا جانا ہی عام طور سے مشہور و معروف ہے۔ اور دوسرا امر اس فرق کا اشارہ ہے کہ چور کو پھانسی کے ذریعہ اور قاتل کو تلوار سے سر اڑا کر موت کی سزا دی جاتی تھی کہ فلسطین کی قدیم تاریخ میں اس کا بھی کوئی ذکر نہیں ملتا۔ غرضیکہ ان تمام حالات اور انہی جیسے دیگر امور کے باوجود بھی یہ کہا جاسکتا ہے جو حالتیں اور بیانات ایطالیا کے ملک پر منطبق ہوتے ہیں وہ مالک اندلس پر بھی من کل الوجوہ منطبق ہو سکتے ہیں۔

اور انجیل برنباس کا مؤلف اصل میں یہودی رہا ہو یا عیسائی۔ مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ مسلمان ضرور ہو گیا تھا۔ افسوس یہ ہے کہ ہسپانی زبان کا وہ نسخہ جس کا ذکر دیباچہ کے آغاز میں ہو چکا ہے گم ہو گیا اور پھر اس سے بڑھ کر تاسف کی بات یہ ہے کہ جن علماء کو یہ نسخہ ہاتھ لگا تھا۔ انہوں نے اس کی نسبت ویسے علمی طریقہ پر بحث نہیں کی جیسی کہ ایطالی نسخہ کے متعلق چھان بین کی ہے۔ خصوصاً یہ افسوس ایسی حالت میں بے حد تکلیف دہ ہے کہ ہمیں ہسپانی زبان کے نسخہ کے مترجم مصطفیٰ العرندی کی نسبت کوئی علم نہیں ہوتا کہ وہ کون اور کہاں تھا؟ ورنہ ایک ایسے مسلمان کے حالات زندگی کا علم بے حد کارآمد ہوتا جس نے ایطالی اور ہسپانی وغیرہ زبانوں میں کامل مہارت پیدا کی تھی اور یہی دو زبانیں ایسی ہیں جن کے لباس میں انجیل برنباس دنیا پر ظاہر ہوئی ہے۔ اوپر بیان شدہ امور سے یہ علم

حاصل ہوتا ہے کہ معتبر محققین نے باتفاق رائے مانا ہے کہ انجیل برنباس قرون وسطیٰ میں لکھی گئی ہے۔ مگر اس میں ایک ایسی دلیل ملتی ہے جو نہایت تاکید و توثیق کے ساتھ اس زمانہ کا یقین دلاتی ہے جس میں ایک ایسی یہ انجیل لکھی گئی ہوگی' کیونکہ اس انجیل میں آیا ہے ''جوبلی کا سال جو کہ اس وقت ہر سو برس کے بعد ایک دفعہ آتا ہے (۱)'' اور مشہور ہے کہ یہودیوں میں جوبلی ہر پچاس سال کے بعد ایک بار ہوتی رہی ہے۔ تاریخ میں بجز اس کے کہ رومانی گینہ میں تو سو برس کے بعد جوبلی ہونے کا ذکر آیا ہے اور کہیں اس بات کا ذکر نہیں پایا جاتا کہ یہ جشن ایک سو سال کے بعد ہوا کرتا ہے۔ رومانی کلیسا میں جوبلی کا جشن سب سے پہلے بابا بونیفا سیوس ہشتم نے ۱۳۰۰ء میں منایا اور حکم دیا تھا کہ ہر نئی صدی کے شروع ہوتے ہی اس جشن کی تجدید لازم ہے مگر چونکہ اس سال جو پہلی جوبلی ہوئی وہ بڑی پر رونق تھی اور اس سے بابا کے خزانے کو بڑی آمدنی ہوئی اس وجہ سے اور کچھ قومی خواہش کے خیال سے بابا' کلیمنفوض ششم نے اس جشن کی مدت کو کم کر دینا مناسب خیال کیا اور اسے ہر پچاس سال کے بعد ایک بار قرار دیا۔ اس لئے دوسری جوبلی ۱۳۵۰ء میں ہوئی اور اس کے بعد بابا اربانوس ششم نے ۱۳۸۹ء میں جوبلی کی مدت ہر ۳۳ سال میں ایک بار کر دی تا کہ یہ حضرت مسیحؑ کی زندگی کی یادگار ہو جائے۔ بعد ازاں بابا بولص دوم نے جوبلی کی مدت ہر پچیسویں سال ایک دفعہ قرار دی۔ لہٰذا اس تمام سابقہ بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ انجیل برنباس کے مؤلف نے جس زمانہ میں جوبلی کے ہر صدی میں ایک بار ہونے کا تذکرہ کیا ہے وہ زمانہ صرف چودھویں صدی کا پہلا نصف حصہ ہے اور اس امر پر ترتیب ہوتا ہے کہ انجیل برنباس کا مؤلف ڈانٹی شاعر کا ہمعصر رہا ہوگا چنانچہ اس کا ذکر اپنے موقع پر آ بھی چکا ہے۔ لیکن اگر اسی کے ساتھ جب انجیل برنباس کے مؤلف کی اس وسعت نظر کا خیال کیا جائے۔ جو اس کو عہد قدیم کے اسفار پر حاصل تھی تو دشوار معلوم ہوتا ہے کہ ایسا عالم آدمی اس قسم کی تاریخی غلطی کرے کہ جوبلی کی مدت ایک سو سال کے بعد قرار دے حالانکہ ایسی غلطی کوئی عام اور جاہل آدمی بھی نہیں کر سکتا۔ اور شاید کہ یہاں کاتب سے نقل میں

(۱) انجیل برنباس کی فصل ۸۲، ۸۳ میں اس کا ذکر آیا ہے۔ ۱۲

غلطی ہوئی۔ جس نے دوسرا نسخہ لکھتے ہوئے ایطالی زبان کے لفظ ''پچاس'' میں سے کوئی حرف چھوڑ دیا ہے۔ بدیں سبب وہ ایک سو پڑھا جاتا ہے کیونکہ پچاس اور سو دونوں لفظوں کا املا ایطالی زبان میں اسی طرح کا ہے کہ ذرا سے پھیر بدل میں ان کے اندر اسی قسم کی غلطی ہو سکتی ہے۔

علاوہ بریں یہ کہنا کہ انجیل برناباس کو قرون وسطی کے کسی مصنف نے تصنیف کیا ہے اور یہ بالکل اسی کی دماغی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ اس میں بھی شبہ کی گنجائش ملتی ہے کیونکہ اس انجیل کا تقریباً نصف یا کم از کم تہائی حصہ توریت، انجیل تلمود اور قرآن کے سوا دیگر مصادر سے ملتا جلتا ہوا بھی ہے۔ اس لئے کہ اس انجیل میں کچھ ایسی لمبی چوڑی تفصیلیں آئی ہیں جن کا ذکر انجیلوں میں نہایت اختصار کے ساتھ ہوا ہے اور بہت کچھ قطع برید کے بعد درج کیا گیا ہے۔ اور بعض تفصیلیوں کا اناجیل میں قطعاً ذکر ہی نہیں۔ پھر ان مزید باتوں میں سے اکثر پر قدامت کا نمایاں رنگ بھی چڑھا ہوا ہے اور تاریخ میں بابا جلاسیوس اول کے ایک حکم کا تذکرہ ہے۔ جس نے ۴۹۲ء میں پوپ کے تخت پر جلوس کیا تھا۔ یہ حکم ایک فرمان ہے اور اس میں ان کتابوں کا نام گنایا گیا ہے۔ جن کا مطالعہ ممنوع ہے۔ ان ممنوع کتابوں میں ایک کا نام انجیل برناباس کا وجود یہ پیغمبر اسلام صلعم کے ظہور میں آنے سے مدتوں پہلے ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ اس بات پر دلیل ہے کہ جس نئے لباس میں آج یہ انجیل جلوہ گر ہے اس وقت اس نے یہ لباس نہیں پہنا تھا کیونکہ بابائے موصوف کا اس کے مطالعہ کی ممانعت بذریعہ فرمان کرنا بتاتا ہے کہ اگر وہ کتاب عام آدمیوں میں نہیں تو خاص علماء کے حلقہ میں ضرور شائع تھی اور اس صورت میں عقل سے بعید ہے کہ اس کی خبر پیغمبر اسلام صلعم کو نہ ہوتی۔ خواہ یہ خبر سماعی ہی سہی۔ کیونکہ اس میں بہت سی ایسی صریح عبارتیں بار بار آئی ہیں۔ بلکہ لمبی چوڑی فصلیں موجود ہیں۔ جن میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ایسے صاف طور سے لیا گیا ہے کہ اس میں کسی شک یا تاویل کی گنجائش ہی نہیں۔ خصوصاً جبکہ انہوں نے ایک اعلیٰ تحریک اٹھائی تھی۔ جس کے سامنے سر بفلک پہاڑوں کی بلندی پست ہوگئی اور انہوں نے اپنی قوم میں ایسی روح پھونک

دی کہ اس روح کی ہیبت دیکھ کر دنیا بدحواس اور دنگ رہ گئی۔ اسی وجہ سے ان کا نام ہر شخص کے لب و زبان پر جاری ہو گیا اور انہوں نے ایسے عظیم الشان کام کیے جن کا شہرہ ہر گروہ اور مجلس میں ہو گیا۔ پھر صرف یہی نہیں کہ رسول خدا صلعم نے اس انجیل کا نام نہیں سن پایا بلکہ آپ کے جانشین خلفاء بھی اس کے علم سے محروم ہی رہے اور وہ مسلمان اہل عرب بھی اس کی بو تک نہ پا سکے۔ جنہوں نے ملک اندلس کو پامال کر کے اپنی حکومت کا سایہ اس سرزمین پر پھیلایا!!!! اور بعض باریک بیں علماء کی رائے یہ ہے کہ بابا جلاسیوس اول کا وہ فرمان جس کا ذکر پہلے کیا گیا ہے سرتاپا جعلی ہے اور انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں بھی یہی کہا گیا ہے۔

غیر ازیں ایک انجیل اغنسطی نامی اور بھی تھی جس کا اب کہیں نام و نشان تک نہیں ملتا۔ اس انجیل کا آغاز ایک مقدمہ سے ہوتا تھا جس میں سینٹ بولس کی خوب درگت بنائی گئی تھی اور اسی قسم کا ایک خاتمہ بھی اس انجیل میں تھا۔ یہ انجیل بتاتی تھی کہ حضرت مسیح ؑ کی ولادت بغیر کسی تکلیف کے ہوئی تھی۔ اور چونکہ یہ سب باتیں برنباسؔ کی انجیل میں موجود ہیں۔ اس لئے احتمال ہوتا ہے کہ انجیل اغنسطی اس انجیل برنباس کی ماں ہو۔ اور یہ کہ کسی نومسلم یہودی نے اس انجیل اغنسطی کا کوئی یونانی یا لاتینی زبان کا نسخہ چودھویں یا پندرھویں صدی میں پایا اور اسے اس قالب میں ڈھال دیا جس میں یہ آج نظر آتی ہے۔ بدیں سبب اصل کتاب اور ماخذ معدوم ہو گیا۔

انجیل برنباس میں جو شواہد آئے ہیں وہ ان کا حوالہ عہدہ قدیم کے معہود اسفار سے دیتا ہے۔ چنانچہ بائیس اسفار سے اس نے استشہاد کیا ہے۔ جن میں سے خاص خاص اسفار یہ ہیں۔ زبور سفر اشعیا اور اسفار موسیٰ اور انجیل برنباس کی اکثر روایتیں اناجیل اربعہ سے مطابق ہیں۔ بعض تو لفظ بلفظ بجز چند اختلافات کے کہ ان کو کچھ اہمیت نہیں دی جا سکتی۔ مطابق ہیں جیسے مسیح کا سامریہ عورت سے باتیں فرمانا اور اس میں چند جملے ایسے بھی ہیں جو رسائل میں وارد ہیں لیکن وہ بہت کم ہیں اور حجی اور ہوشیع کے قصہ میں انجیل برنباس نے یہ بیان کیا ہے کہ "گویہ قصہ سفیر دانیال" میں لکھا ہے لیکن لوگ اس کو سچ نہیں مانتے۔

حالانکہ یہ قصہ دانیال کی کتاب میں کہیں نہیں پایا جاتا جیسا کہ عہد قدیم کے مطالعہ سے واضح ہوسکتا ہے اور انجیل برنباس کی روایتوں میں ایک جگہ آیا ہے کہ "کاہنوں کے سردار کے کتب خانہ میں ایک کتاب ایسی ہے جس میں اسماعیلؑ کا بیان ہے اور بتایا گیا ہے کہ موعود بیٹا وہی ہے۔" اور میں نے بجز انجیل برنباس کے اس مقام کے اور کہیں ایسی کتاب کا ذکر ہی نہیں پایا ہے۔

انجیل برنباس چاروں مشہور اناجیل سے کئی جوہری اور اصلی امور میں بھی مختلف ہے۔ جو حسب ذیل ہے۔

۱۔ برنباس کہتا ہے کہ:۔ یسوع نے خدا ہونے سے انکار کیا اور کہا کہ وہ خدا کا بیٹا نہیں یہ کارروائی چھ لاکھ سپاہیوں اور عورت، مرد اور بچے وغیرہ یہودیہ کے رہنے والوں کے روبرو ہوئی تھی۔

۲۔ یہ کہ "ابراہیمؑ نے جس بیٹے کو خدا کے لئے قربانی کا ارادہ کیا تھا۔ وہ اسمٰعیلؑ تھے نہ کہ اسحٰقؑ اور موعد بھی اسماعیلؑ ہی کے لئے تھا

۳۔ یہ کہ مسیحا یا مسیحؑ جن کا انتظار کیا جاتا تھا۔ وہ یسوع نہیں ہیں۔ بلکہ محمد (صلعم) ہیں اور برنباس نے محمد (صلعم) کا نام صاف صاف لفظ میں بار بار کئی طویل فصلوں میں لیا ہے اور کہا ہے کہ وہ خدا کے رسولؐ ہیں اور یہ کہ جب حضرت آدمؑ جنت سے نکالے گئے تھے تو انہوں نے دروازہ خلد پر نورانی خط میں "لا اله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه" لکھا ہوا دیکھا تھا۔

اور (۴) یہ کہ "یسوع کو صلیب پر نہیں چڑھایا گیا بلکہ وہ آسمان پر اٹھا لئے گئے اور جس کو صلیب دی گئی وہ غدار یہودا تھا جو حضرت مسیحؑ کا ہم شبیہ بنادیا گیا تھا۔" اور برنباس کی یہ روایت قرآن شریف کے ارشاد۔ "وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم" سے بالکل مطابق ہے۔

انجیل برنباس بعض جگہ طرز تعبیر اور اسلوب بیان میں بھی دیگر اصل اناجیل سے مختلف ہے کیونکہ وہ فلسفی مسائل اور علمی مباحث میں مشغول نظر آتی ہے۔ حالانکہ یہ باتیں حضرت مسیحؑ سے کبھی روایت ہی نہیں کی گئی ہیں کیونکہ آپ کی روشن تعلیمات اور آپ کے دینی مباحث باوجود اعلیٰ درجہ کی تعلیمات اور مباحث ہونے کے بالکل سادہ اور عام فہم

ہیں۔ جن کو ایک ہی مرتبہ سننے کے ساتھ عالم، جاہل۔ عاقل و غافل۔ بوڑھا اور جوان، عورت و مرد سب ہی بغیر کسی غور و تامل کے سمجھ سکتے ہیں۔

لیکن انجیل برنباس میں جو فلسفہ جا بجا آیا ہے وہ ارسطو کے فلسفہ کی ایک قسم ہے جو کہ قرون وسطیٰ کے ابتدائی ایام میں یورپ کے اندر پھیلا ہوا تھا۔ اور یہ بات بھی بعض محققین کے نزدیک منجملہ ان دلیلوں کے ہے جو انجیل برنباس کے مؤلف کا یورپ میں اور قرون وسطیٰ کے اوائل میں ظاہر ہونا قرین قیاس بتاتی ہیں۔ اسی لئے کہا جا سکتا ہے کہ وہ مصنف یورپی تھا نہ کہ عرب، مگر جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ ارسطاطالیس کا فلسفہ وہاں یورپ کو عرب علماء ہی کی وساطت سے ملا ہے۔ اور خاص کہ جب یہ امر مشاہدہ ہوتا ہے کہ اندلس کے عرب جنہوں نے اسپین کی سرزمین کو پامال فتوحات بنایا۔ یورپ کے ان ایام کو اپنے علوم کی شمع سے روشن بنانے والے وہی تھے اور انہی نے سرزمین یورپ پر تو بر تو چھائی ہوئی تاریکی جہل کو اڑا کر اس کی جگہ نور علم و حکمت کو جلوہ گر بنایا تھا تو اس صورت انجیل برنباس کے مصنف کی شناخت کے لئے فلسفہ ارسطو کو دلیل قرار دینے سے وہ عربی، الاصل قیاس کیا جا سکتا ہے نہ کہ یورپ کا اصلی باشندہ۔

بہر حال کچھ بھی کیوں نہ ہو۔ اس میں شک نہیں کہ انجیل برنباس کا مؤلف بڑا اعلیٰ درجہ کا فلسفی، دانشمند، مباحثہ و مناظرہ میں فرد کامل اور تحریر و تقریر دونوں میں بڑا زبردست شخص تھا۔ اس کے بیان کی صفائی اور ادر عبارت کی دلنشینی قابل تعریف ہے اور جسد حس اور نفس کے بارہ میں دینی اعتبار سے اس نے جو فلسفی بحث کی ہے وہ اس موضوع پر لکھنے والے دینی مباحثین کی تمام تحریروں سے اعلیٰ و افضل ہے۔

اور یہ امر کمال حیرت انگیز ہے کہ اس انجیل میں اعلیٰ درجہ کی نکتہ رسی عبارت آرائی اور دینی فلسفہ کی مہارت کے ساتھ ہی کچھ نہ کچھ بعید از عقل تفاوت بھی پایا جاتا ہے۔

بلاشبہ مذکورہ بالا بیان کے اعتبار سے انجیل برنباس کا مصنف، اسلوب عبارت آرائی اور طرز ادائے مطلب میں اعلیٰ درجہ کا قادر الکلام شخص تھا۔ دلیل دینے میں اس کی مہارت حد سے بڑی ہوئی ہے۔ اور بڑی خوبی سے وہ اپنے دعویٰ پر حجت قائم کرتا ہے۔ لیکن وہ اس

بارہ میں ضرورت اور حد سے بھی بڑھ گیا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حد سے گزرنے والا خرابی کے نزدیک پہنچ جاتا ہے کاش اگر وہ کہیں رسول یعنی پیغمبر اسلام (صلعم) کی آمد کی جانب مخفی اور در پردہ اشارات کر جاتا جن سے یہ مطلب تو نکل آتا کہ وہ پیغمبر جو دنیا میں آنے والا ہے پیغمبر اسلام (صلعم) ہی ہے اور صاف صاف ان کا نام نہ لیتا جیسا کہ اس نے بار بار کہا ہے اور بڑی لمبی تشریحات اس بارہ میں کرتا گیا ہے اور وہ شہادتیں کی نسبت ان کو بجنسہٖ درج کر کے یہ نہ کہہ دیتا کہ ''ہمارے باپ ابوالبشر آدمؑ نے ان دونوں کلموں کو دروازہ جنت کے اوپر بحروف نور لکھا دیکھا تھا۔'' تو اس میں شک نہ تھا کہ جو اس کا مقصد تھا وہ بخوبی پورا ہو جاتا اور یہ نہایت مناسب امر ہوتا۔

ان سب خوبیوں کے ساتھ ہی جو اوپر بیان کی گئی ہیں۔ اس انجیل میں سب سے بڑی ہوئی عمدگی یہ ہے کہ اس میں حکمت کی روشن نشانیاں، فلسفہ اخلاق وادب کا دلکش طرز اور بیان کا ایسا جادو اثر کہا جاسکتا ہے کہ وہ ایسا جادو اثر ڈھنگ پایا جاتا ہے جس کی اعلیٰ درجہ کی بلاغت دلوں کو اپنی جانب جذب کر لیتی ہے۔ پھر عبارت کی سادگی اور روانگی اور بھی لطف کی بات ہے اس انجیل کا مقصد انسانی جذبات کو بہت ہی بلند درجہ پر پہنچا دینے کی کوشش ہے یہ آدمی کو حیوانی خواہشات سے پاک بنانا چاہتی ہے اور اسے نیک کام کا حکم دیتی اور برے کاموں سے منع کرتی ہے عمدہ عادتوں پر رغبت دلاتی۔ کمینی کی خرابیاں بتاتی اور انسان کو خلق خدا کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنے میں ایثار کی دعوت دیتی ہے۔ تاکہ اس سے انانیت کا اثر بالکل مٹ جائے اور وہ اپنی زندگی محض بنی نوعؑ کی بھی خواہی پر وقف کر سکے۔

اس دیباچہ کو ختم کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں اپنے ترجمہ کی نسبت بھی کچھ کہہ دوں۔ میں نے التزام کیا ہے کہ انجیل برناباس کا ترجمہ بالکل لفظی کروں اور ایسا ہی کیا ہے۔ لفظ روزمرہ کے بول چال کے سہل اور سادہ استعمال کئے ہیں۔ اسلوب عبارت بہت آسان رکھا ہے۔ عبارت آرائی اور کلام کی زیبائش کا خیال چھوڑ دیا۔ اور ترجمہ میں امانت اور عبارت میں سادگی کو فصاحت و بلاغت پر ترجیح دی ہے اور جس جگہ اس بات میں تھوڑا بہت تجاوز ہوا ہے۔ وہ بھی ایسا ہے کہ اصل ایطالی نسخہ کے انگریزی ترجمہ سے مطابق

ہے۔ صرف اعداد کا جو اصل میں موجود ہیں تغیر وتبدل کیا گیا ہے۔ بلکہ یہ میری ہی ایجاد ہے۔ اور ان کا مدعا بوقت ضرورت کلام کی جانب اشارہ کرنے میں آسانی پیدا کرنا ہے۔

اور میں اس موقع پر فینس کے انگریزی کلیسیا کے نائب مطران عالم محقق (۱) لانسڈیل راگ اور ان کی فاضلہ بیوی لنڈا راگ کے شکریہ کا فرض ادا کرنا لازم خیال کرتا ہوں۔ کیونکہ انہی کی خاص اجازت سے میں نے اس انجیل کا عربی میں ترجمہ کیا ہے اور میرے ترجمہ کا ماخذ انہی دونوں علم دوست اور ذی علم میاں بیوی کا وہ ترجمہ ہے جس کو انہوں نے حال ہی میں اصل ایطالی نسخہ کے ساتھ تاریخی خدمت کے طور پر شائع کیا ہے اور اس میں شک نہیں کہ انہوں نے اپنی گراں بہا فرصت کا وقت اس انجیل کے ترجمہ میں صرف کرنے سے علم اور تاریخ کے صفحات پر مدح وثنا کے ساتھ نظر آتا رہے گا۔ کیونکہ انہوں نے ترجمہ میں جس غور اور محنت سے کام لیا ہے اور پھر اسی کے ساتھ اصل کتاب کی محافظت کا بھی سامان کر دیا ہے۔ یہ ایسی بات نہیں جو آسان ہو۔ اور اس کی قدر کچھ وہی دل خوب کر سکتے ہیں جو اس طرح کا کوئی کام کر چکے یا کر رہے ہیں۔

میں ہی دلی شکریہ اکسفورڈ کے مطبع کلارنڈن کے منیجر کا بھی ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اس انجیل کو چھاپ کر دنیا سے روشناس بنایا۔ اور ناظرین کے سامنے ایک نادر کتاب کو پیش کر دیا ہے۔ اس مطبع نے جس قدر متعدد علمی خدمتیں ادا کی ہیں ان میں سے یہ خدمت سب سے بڑھ کر رہی ہے۔

اخیر میں مجھے یہ کہنا بھی لابدی ہے کہ اس مقدمہ میں میں نے انجیل برنباس کے متعلق صرف تاریخی اور علمی دو ہی پہلوؤں سے بحث کی ہے کیونکہ جیسا کہ میں اسی مقدمہ کے آغاز میں عرض کر چکا ہوں میں نے اسکا ترجمہ بجز تاریخی خدمت کے اور کسی لحاظ سے نہیں کیا ہے اور اسی وجہ سے میں نے خاص دینی مباحث سے پہلوتہی کیا ہے اور اسے ان بزرگوں کے لئے چھوڑ دیا ہے جو اس بارہ میں مجھ سے زیادہ قابل اور اس کام کے ہر ہر طرح پر اہل ہیں۔

خلیل سعادت

قاہرہ۔ ۱۵ مارچ ۱۹۰۸ء

صحیح انجیل

''یسوع کی جن کا نام مسیحؑ ہے''

''وہ ایک نئے نبی خداتعالیٰ کی جانب سے دنیا میں بھیجے گئے ہیں۔ (موافق) ان کے رسول (حواری) برناباس کے''

۱۔ یسوع ناصری موسوم بہ مسیح کا رسول برناباس' تمام باشندگان روئے زمین کے لئے سلامتی اور تسلی کی تمنا کرتا ہے۔

۲۔ عزیزو! بیشک خدائے عظیم لاریب عجیب نے اس پچھلے زمانہ میں اپنے نبی یسوع مسیحؑ کی معرفت ہماری خبر گیری اپنی بڑی مہربانی سے کی۔ ان آیتوں اور اس تعلیم کے بارہ میں جس کو شیطان نے تقویٰ کے نمائشی دعویٰ سے بہت سارے آدمیوں کو گمراہ بنانے کا ذریعہ ٹھہرالیا ہے۔

۳۔ (ایسے آدمی کو) وہ سخت کفر کی منادی کرنے والے ہیں۔

۴۔ مسیحؑ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔

۵۔ اور ختنہ کرانے سے انکار کرتے ہیں جس کا خدا نے ہمیشہ حکم دیا ہے۔

۶۔ ہر نجس گوشت کو جائز بتاتے ہیں۔

۷۔ یہ ایسے آدمی ہیں کہ ان کے شمار میں بولص[۱] بھی گمراہ ہوا۔ وہ (بولص) کہ اس کی نسبت جو کچھ کہوں، افسوس ہی سے کہتا ہوں۔ وہی ایسا سبب ہے کہ اس کی وجہ سے میں اس حق کو لکھ رہا ہوں۔ جسے کہ میں نے اس اثناء میں دیکھا اور ہے جبکہ میں یسوعؑ کی رفاقت میں تھا اور یہ اس لئے لکھتا ہوں، تاکہ تم چھٹکارا پاؤ۔ اور شیطان تم کو ایسا گمراہ نہ کرے کہ اس گمراہی سے تم خدا کا دین قبول کرنے (کے بارہ) میں ہلاک ہو جاؤ۔

۸۔ اور اس اعتبار پر تم ہر ایک ایسے آدمی سے پرہیز کرو۔ جو کہ تمہیں کسی (اس قسم کی) نئی تعلیم (۳) کی منادی سنائے، اس (حق) کے مخالف ہو جس کو کہ میں لکھ رہا ہوں تاکہ تم ابدی خلاصی پاؤ۔

۹۔ اور چاہئے کہ اللہ عظیم تمہارے ساتھ رہے۔ اور وہ تمہاری شیطان اور ہر ایک شر سے حفاظت کرے آمین۔

☆......☆......☆

(۱) اللہ عظیم (۲) پیدائش: ۱۷: ۱۰۔ (۳) گلتیوں۔ ۱: ۶-۸

[۱] بائبل کے موجودہ اردو تراجم میں ''پولوس''۔ خ

فصل نمبرا

(جبریلؑ فرشتہ کا کنواری مریمؑ کو ولادت مسیحؑ کی خوشخبری دینا)

۱۔ اللہ نے اس (ا) پچھلے زمانہ میں جبریل فرشتہ کو ایک کنواری کے پاس بھیجا جو کہ مریمؑ کہلاتی (اور) داؤد کی نسل سے ہے جو کہ یہودا کے سبط میں ہے۔

۲۔ جس وقت میں کہ یہ کنواری پوری پاکیزگی کے ساتھ زندگی بسر کرتی تھی بغیر کسی ذرا سے بھی گناہ کے وہ ملامت کی بات سے پاک تھی، روزے کے ساتھ نماز پر کمربستہ، ایک دن اکیلی تھی کہ ناگہاں جبریلؑ فرشتہ (ب) اُس کی خواب گاہ میں داخل ہوا۔ اور اسے یہ کہتے ہوئے سلام کیا۔ "اے مریم! خدا تیرے ساتھ رہے۔"

۳۔ کنواری فرشتہ کے ظاہر ہونے سے ڈر گئی۔

۴۔ لیکن فرشتہ نے اس کو یہ کہتے ہوئے تسلی دی کہ مریمؑ تو ڈر گئی کیونکہ تجھے خدا کے یہاں سے ایک نعمت ملی ہے (۲) وہ اللہ کہ اس نے تجھے ایک ایسے نبی کی ماں ہونے کے لئے پسند کیا ہے کہ خدا اس کو قوم بنی اسرائیل کی جانب مبعوث کرے گا تاکہ وہ لوگ اس خدا کی راہوں میں اخلاص کے ساتھ چلیں۔

۵۔ پس کنواری نے جواب دیا اور میں بیٹا کیونکر پیدا کروں گی بحالیکہ میں کسی مرد کو جانتی تک نہیں (۳)

۶۔ تب فرشتہ نے جواب دیا۔ اے مریم! بیشک وہ اللہ (ت) جس نے انسان کو بغیر کسی اور انسان (کی موجودگی) کے بنایا۔ البتہ وہ قدرت رکھتا ہے کہ تجھ میں (بھی) ایک انسان بغیر کسی اور انسان کے پیدا کردے کیونکہ یہ بات کچھ اس کے نزدیک محال نہیں (۴)

۷۔ پھر مریمؑ نے کہا۔ ہاں بے شک میں جانتی ہوں کہ اللہ قدرت والا ہے پس جو اس کی مرضی ہے وہ ہو۔

۸۔ تب فرشتہ نے کہا۔ تو اس نبی کے ساتھ حاملہ ہو جا جس کو آئندہ یسوع کے نام سے پکارے گی۔ (۵)

۹۔ پھر اس کو شراب نشہ لانے والی اور ہر ایک ناپاک گوشت سے باز رکھ (۶) کیونکہ بچہ اللہ کا قدوس ہے۔

(ا) سورۃ الانزل جبریل (ب) انزل جبریل علی مریم (ت) اللّٰہ قدیر۔

(۱) لوقا: ۲۸ (۲) لوقا: ۳۰ (۳) لوقا: ۳۴ (۴) لوقا: ۳۷ (۵) لوقا: ۳۱ (۶) قض ۱۸: "۴" ے ولوا: ۱۵۔

۱۰۔ تب مریم یہ کہتی ہوئی عاجزی کے ساتھ جھک گئی۔ یہ لو میں اللہ کی باندی ہوں پس تیرے ہی کہنے کے موافق ہو(۱)

۱۱۔ پھر فرشتہ واپس چلا گیا۔(۲)

۱۲۔ لیکن کنواری وہ یہ کہہ کر اللہ کی بندگی بیان کرنے لگی۔

۱۳۔ "اے نفس تو اللہ کی عظمت پہچان لے"

۱۴۔ اور اے میری روح اللہ پر فخر کر جو کہ میرا نجات دینے والا ہے۔(۳)

۱۵۔ کیونکہ اس نے اپنی بندی کی عاجزی دیکھ لی ہے۔

۱۶۔ اور عنقریب تمام قومیں مجھ کو مبارک کہہ کر پکاریں گی۔

۱۷۔ اس لئے کہ قدیر نے مجھ کو عظمت والی بنادیا ہے۔

۱۸۔ اس کا قدوس نام متبرک ہو کیونکہ اس کی رحمت ایک زمانہ سے دوسرے زمانہ تک ان لوگوں کے لئے ممتد ہوتی رہتی ہے جو کہ اس سے ڈرتے ہیں۔

۱۹۔ اور بے شک اس نے اپنا ہاتھ قوی بنایا ہے پس غرور اور اپنے اوپر گھمنڈ کرنے والے کو تباہ کیا ہے۔

۲۰۔ اور بے شک اس نے عزت والوں کو ان کے تختوں پر سے اُتار دیا ہے۔ اور ذلیلوں کو بلند درج دیا ہے۔

۲۱۔ بھوکے کا پیٹ پاک چیزوں سے بھرا ہے اور مالدار کو خالی ہاتھ پھیر دیا ہے۔

۲۲۔ کیونکہ وہ (خدا) ان وعدوں کو ابد تک یاد رکھتا ہے۔ جن سے اس نے ابراہیمؑ اور اس کے بیٹے کو(۴) کو وعدہ دیا ہے۔

فصل نمبر۲

جبریل فرشتہ کا یوسف کو کنواری مریم کے حاملہ ہونے کی خبر دینا۔

۱۔ بہرحال مریمؑ چونکہ خدا کی مشیت کو جانتی تھی اور اپنے دل میں یہ خوف پاتی تھی کہ اس کے حاملہ ہونے کی وجہ قوم اس پر غصے ہوگی۔ اور اسے یوں پتھراؤ کرے گی کہ گویا وہ بدچلنی کی مرتکب ہوتی ہے۔(۵) (لہٰذا) اُس نے اپنے کنبہ میں سے اپنا ایک زندگی کا ساتھی (شوہر) بنالیا (۶) جو نیک چلن یوسف کہلاتا تھا۔

۲۔ کیونکہ وہ (یوسف) نیک و پاک اور خدا سے ڈرنے والا تھا۔ روزے اور نمازوں کے ذریعہ سے خدا کا قرب تلاش کرتا۔ اور اپنے ہاتھ کی محنت سے کما کر روزی پیدا کیا کرتا۔ کیونکہ وہ بڑھئی (٦) تھا۔

---

(۱) لوقا: ۳۸۔ (۲) لوقا: ۱: ۴۶۔ ۵۵۔

(۱) اللہ عظیم وحافظ (۱) لوقا ۲: ۴ (۲) استثنا ۲۲: ۲۴۔۲۳

(۳) لوقا ۲: ۴۔ (۴) متی ۱۳: ۵۵ (۵) متی ۱۹۱

۳۔ یہی وہ شخص تھا جس کو کنواری پہچانتی تھی اور اس نے اس کو اپنی زندگی کا شریک بنایا اور خدا کے الہام کا حال اس پر ظاہر کیا۔

۴۔ اور چونکہ یوسف نیک چلن تھا (۱) اس نے جب کہ مریم کو حاملہ دیکھا' ارادہ کیا کہ اسے اپنے پاس سے دور کر دے۔ اس لئے کہ وہ (یوسف) خدا سے ڈرتا تھا۔

۵۔ مگر اسی اثناء میں (۲) کہ وہ سو رہا تھا کہ اچانک خدا کے فرشتے نے اسے یہ کہتے ہوئے ملامت کی۔"

۶۔ تو نے اپنی بی بی کو چھوڑ دینے کا کیوں ارادہ کیا ہے؟

۷۔ تجھے معلوم رہے کہ جو چیز اس کے (بطن کے) اندر بنائی گئی ہے لہٰذا کنواری اب جلد ایک بیٹا جنے گی۔

۸۔ جس کو لوگ یسوع کے نام سے پکاریں گے۔

۹۔ اور کنواری اس لڑکے کو شراب نشہ لانے والی چیز اور ہر ایک ناپاک گوشت (کے استعمال) سے منع کرے گی۔ (۳)

۱۰۔ اس واسطے کہ وہ لڑکا اپنی ماں کے پیٹ میں سے خدا کا قدوس ہے۔ بیشک وہ ایک خدا کا نبی ہے۔ (۲) جو کہ قوم اسرائیل کی جانب بھیجا گیا ہے تاکہ یہودا کو اس (اسرائیل) کے قلب کی جانب پھیرے۔ (۴)

۱۱۔ اور اسرائیل کو خدا کی شریعت (راہ) میں چلائے جیسا کہ یہ موسیٰ کی کتاب میں لکھا ہے (۵)

۱۲۔ اور وہ عنقریب ایک بڑی قوت کے ساتھ آئے گا جو کہ اس کو خدا نے عطا کی ہے (ب)

۱۳۔ اور وہ بہت سی بڑی بڑی نشانیاں دکھائے گا جو کہ بہت سے آدمیوں کے چھٹکارا پانے کی موجب ہوں گی۔"

۱۴۔ پس جب کہ یوسف نیند سے جگا (۶) اس نے خدا کا شکر کیا اور اپنی تمام زندگی بھر مریم کے ساتھ خدا کی پورے اخلاص سے خدمت کرتا رہا۔

فصل نمبر ۳

{مسیح کی عجیب و غریب ولادت اور فرشتوں کا خدا کی بزرگی بیان کرتے ہوئے ظاہر کرنا}

۱۔ اس وقت قیصر اوغسطس کے حکم سے یہودیہ پر ہیرودس بادشاہ تھا۔

۲۔ اور پیلاطس کاہنوں کی سرداری کے زمانہ میں حنان اور قیافا (۷) کا حاکم (۸) تھا۔

۳۔ پس قیصر کے حکم پر عمل کر کے (۹) تمام دنیا کے نام لکھے گئے (مردم شماری ہوئی)۔

(۱) لوا:۳۸۔ (۲) لوا:۲۶۔۵۵

(ا) اللہ مرسل (اور انگریزی ترجمہ میں ہے کہ "عنقریب اللہ ایک نبی بھیجے گا) (ب) اللہ معطی۔

لوقا:۵:۱۷،۱۵ (۴) خروج ۱۶:۴ (۵) متی ۱:۲۴

(۶) لوقا ۳:۱،۲ (۷) لوقا ۲:۴ (۸) لوقا ۲:۱،۷

۴۔ اس وقت ہر شخص اپنے وطن کو گیا اور سبھوں نے اپنی اپنی ذات کو اپنے گھرانوں کے موافق پیش کیا تا کہ وہ (فہرست میں) لکھے جائیں۔

۵۔ پس یوسف نے ناصرہ سے جو ایک بڑا شہر تھا اپنی بی بی سمیت بحالیکہ وہ حاملہ تھی بیت لحم جانے کی غرض سے سفر کیا (کیونکہ بیت لحم ہی اس کا شہر تھا اور وہ داؤد کے گھرانے سے تھا) تا کہ قیصر کے حکم پر عمل کر کے اپنا نام (فہرست میں) لکھائے۔

۶۔ اور جب وہ بیت لحم میں پہنچا اس نے وہاں کوئی پناہ لینے کی جگہ نہ پائی اس لئے کہ بیت لحم ایک چھوٹا سا شہر تھا اور اس نے غرباء کی بہت سے جماعتوں کو اکٹھا کر لیا تھا۔

۷۔ اس لئے یوسف شہر کے باہر ایک سرا میں جو چرواہوں کی جائے پناہ بنادی گئی تھی اترا۔

۸۔ اور اسی اثناء میں کہ یوسف وہاں مقیم تھا۔ مریم کے دن پورے ہوئے تا کہ وہ بچہ جنے۔

۹۔ پس کنواری کو ایک نہایت چمکیلے نور نے گھیر لیا۔

۱۰۔ اور وہ اپنا بیٹا بغیر کسی تکلیف (۱) کے جنے۔

۱۱۔ اور اس کو اپنے دونوں بازوؤں پر لے لیا۔

۱۲۔ اور اس کے بعد کہ اس بچہ کے ہاتھ پاؤں رسی سے باندھ دیئے۔ اسے ''کھرلی''[۱] رکھ دیا۔

۱۳۔ کیونکہ اور کوئی جگہ سرا میں پائی نہ گئی۔

۱۴۔ پس ایک بڑا سا جتھا فرشتوں کا سرا کی طرف آیا۔ یہ خدا کی پاکی بیان کرتے اور سلامتی کی بشارت خدا سے ڈرنے والوں کیلئے سناتے تھے۔

۱۵۔ اور مریم اور یوسف نے یسوع کی پیدائش پر خدا کی حمد کی، اور دونوں بڑی خوشی کے ساتھ اس کی تربیت میں مصروف ہوئے۔

فصل نمبر ۴

{فرشتے چرواہوں کو ولادت یسوع کی خوشخبری دیتے ہیں اور یہ اس کو دیکھنے کے بعد اس کے باپ کو خوشخبری سناتے ہیں}

۱۔ چرواہے اس وقت میں حسب معمول اپنے ریوڑوں کی نگہبانی کر رہے تھے۔ (۱)

۲۔ کہ ناگہاں ایک چمکدار نور نے ان کو آ گھیرا۔ اور اس کے اندر سے ایک فرشتے نے نکل کر خدا کی پاکی بیان کی۔

۳۔ چرواہے یکا یک نور اور فرشتہ کے ظہور سے

[۱] کھرلی: وہ جگہ جہاں چوپاؤں کو چارہ رکھ کر کھلاتے ہیں

(۱) قرآن شریف کی ۱۹ ویں سورۃ میں آیا ہے کہ مسیح کی پیدائش تکلیف کے ساتھ ہوئی۔

(۱) لوقا ۔۲: ۲۱و۲۲۔

ڈر گئے۔

۴۔ خدا کے فرشتے نے ان کو یہ کہتے ہوئے تسلی دی

۵۔ میں تم کو اس وقت ایک بڑی خوشی کی خبر دیتا ہوں۔

۶۔ کیونکہ داؤد کے شہر میں ایک لڑکا خدا کا نبی پیدا ہوا ہے جو کہ بہت جلد اسرائیل کے گھر کے لئے بڑی خلاصی حاصل کرے گا۔

۷۔ اور تم بچہ کو کھرلی میں اس کی ماں کے پاس پاؤ گے جو کہ خدا کی پاکی بیان کر رہی ہے۔"

۸۔ اور جبکہ (فرشتہ نے) یہ کہا فرشتوں کا بڑا گروہ حاضر ہو گیا جو کہ خدا کی تسبیح کہتے تھے۔

۹۔ اور برگزیدہ (۱) لوگوں کو سلامتی کی خوش خبری سناتے تھے۔

۱۰۔ کہ جبکہ فرشتے چلے گئے چرواہوں نے آپس میں باتیں کیں اور کہا۔

۱۱۔ ہمیں چاہیے کہ بیت لحم کو چلیں اور اس "کلمہ" کو دیکھیں (۱۲) جس کے ساتھ اللہ نے ہم سے بذریعہ اپنے فرشتے کے کلام کیا ہے۔

۱۲۔ اور بہت سے چرواہے بیت لحم کو آئے وہ نئے پیدا شدہ بچہ کو تلاش کرتے تھے۔

۱۳۔ اور پیدا ہوئے بچہ کو کھرلی میں شہر کے باہر فرشتہ کے کہنے کے مطابق لٹایا ہوا پایا۔

۱۴۔ پس انہوں نے اس کو سجدہ کیا اور جو کچھ ان کے پاس تھا اسے ماں کے روبرو پیش کیا۔ (۳) اور اسے وہ باتیں بتائیں جو انہوں نے سنی اور دیکھی تھیں۔

۱۵۔ مریم ؑ نے ان سب باتوں کو اپنے دل ہی میں چھپا رکھا۔ اور یوسف نے بھی، بحالیکہ وہ دونوں خدا کا شکر کر رہے تھے۔

۱۶۔ پھر چرواہے اپنے ریوڑ کی طرف واپس گئے وہ ہر شخص سے کہتے تھے کہ جو کچھ انہوں نے دیکھا وہ کیسی بڑی بات ہے۔

۱۷۔ پس تمام یہودیہ کے پہاڑ تھرا اٹھے۔

۱۸۔ اور ہر ایک آدمی نے "کلمہ" کو اپنے دل میں یہ کہتے ہوئے رکھا کہ "دیکھیں یہ بچہ آگے چل کر کیا ہوگا؟ (۴)

فصل نمبر ۵

{یسوع کا ختنہ}

۱۔ پھر جبکہ آٹھ دن (۵) شریعت رب کے موافق پورے ہو گئے جیسا کہ یہ موسیٰ کی کتاب میں لکھا ہوا ہے (۶) (مریم اور یوسف) دونوں نے بچے کو لیا اور اسے اٹھا کر ہیکل کو لے گئے تا کہ اس کا ختنہ کریں۔

۲۔ انہوں نے بچہ کا ختنہ کیا اور یسوع نام رکھا جیسا کہ فرشتہ نے اس کے قبل کہ (مریم) رحم

---

(۱) لوقا ۲:۱۳ (۲) لوقا ۲:۱۵ (۳) متی ۲:۱۱ (۴) لوقا ۶۵:۱، ۶۶ (۵) لوقا ۲:۱۲، ۲۲ (۶) لاویوں ۱۲:۳

میں اس سے حاملہ ہوئی تھی کہا تھا

۳۔ پس مریم اور یوسف نے معلوم کر لیا۔ کہ بے شک بچہ (۱) بہت سے آدمیوں کی ہلاکت اور خلاصی کے لئے (سبب) ہوگا۔

۴۔ اسی وجہ سے وہ دونوں خدا سے ڈرے اور انہوں نے بچہ کی حفاظت کی اور خدا کا خوف دلاتے رہ کر اس کی تربیت کی۔

فصل نمبر ٦

{پورب میں ایک ستارہ تین مجوسیوں کو یہودیہ کی جانب رہنمائی کرتا ہے پس وہ یسوع کو دیکھتے اور سجدہ کرتے اور اس کے سامنے نذرانے پیش کرتے ہیں}

۱۔ جبکہ یسوع زمانہ (۲) ہیرودس شاہ یہودیہ میں پیدا ہوئے اس وقت تین آتش پرست مجوسی پورب میں ستاروں کو دیکھ رہے تھے۔

۲۔ ان کو ایک بہت چمکدار ستارہ دکھائی دیا۔ انہوں نے وہیں سے آپس میں صلاح کی اور یہودیہ میں آئے ان کو وہی ستارہ راہ دکھا رہا تھا جو ان کے آگے آگے چلتا تھا۔ (۳)

۳۔ پھر جب وہ اور شلیم میں پہنچے انہوں نے دریافت کیا۔ یہود کا بادشاہ کہاں پیدا ہوا ہے؟ ہیرودس نے یہ بات سنی تو وہ خوف سے کانپ گیا۔ اور سارا شہر گھبرا اٹھا۔ اسی وقت ہیرودس نے کاہنوں اور کاتبوں کو جمع کر کے ان سے کہا: "مسیح کہاں پیدا ہوگا؟"

۴۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ وہ بیت لحم میں پیدا ہوگا۔ اس لئے کہ نبی (۴) میں یوں لکھا ہوا ہے کہ "اور تو اے بیت لحم یہوداہ کے رئیسوں میں کچھ چھوٹا اور حقیر نہیں ہے کیونکہ بہت جلد تجھ سے ایک رہنما نکلے گا جو کہ میری قوم اسرائیل کی نگہبانی کرے گا"

۵۔ پس اسی وقت ہیرودس نے مجوسیوں کو اپنے پاس بلوایا۔ اور ان سے ان کے آنے کا سبب دریافت کیا۔

٦۔ مجوسیوں نے جواب دیا کہ انہوں نے پورب میں ایک ستارہ دیکھا ہے جس نے یہاں تک ان کی رہبری کی۔ اس لئے انہوں نے اچھا سمجھا کہ اس نئے بادشاہ کو سجدہ اور نذریں پیش کریں جس کا ستارہ انہیں دکھائی دیا ہے۔

۷۔ اس وقت ہیرودس نے کہا کہ تم لوگ بیت لحم کو جاؤ اور بڑی چھان بنان کے ساتھ اس بچے کا پتا لگاؤ۔

۸۔ جب تم اسے پا جاؤ تو آ کر مجھے خبر کر دو کیونکہ میں بھی ارادہ کرتا ہوں کہ اسے سجدہ کروں۔

۹۔ اور اس نے یہ بات محض مکر کی راہ سے کہی۔

---

(۱) .... (۲) متی ۲:۱۔۹ (۳) متی ۲:۹

(۴) متی ۲:۵، ٦، مرقس ۵:۲ (۵) متی ۲:٦۔

فصل نمبر ۷

{مجوسیوں کا یسوع کو دیکھنا اور ان کا اپنے گھر کی جانب یسوع کے ان کو خواب میں ڈرانے پر عمل کر کے۔ اپنے وطن کو واپس جانا}

۱۔ مجوسی یورشیلم سے واپس چلے گئے (۱)

۲۔ تو ناگہاں وہی ستارہ جو ان کو پورب میں دکھائی دیا تھا۔ ان کے آگے آگے چلتا نظر پڑا۔

۳۔ ستارہ کو دیکھ کر وہ خوشی سے باغ باغ ہو گئے۔

۴۔ اور جب وہ بیت لحم میں پہنچے تو اس حال میں کہ ابھی وہ شہر کے باہر ہی تھے انہوں نے ستارہ کو اس سرا پر ٹھہرا ہوا پایا جہاں کہ یسوع پیدا ہوا تھا۔

۵۔ پس مجوسی وہاں گئے۔

۶۔ اور جب وہ گھر کے اندر گئے۔ انہوں نے بچہ کو اس کی ماں سمیت پایا۔

۷۔ پھر وہ جھکے اور اسے سجدہ کیا۔

۸۔ اور مجوسیوں نے یسوع کو کچھ خوشبو کی چیزیں مع چاندی اور سونے کے نذر دیں۔

۹۔ اور انہوں نے کنواری کے تمام وہ حال بیان کیا جو کہ انہوں نے دیکھا تھا۔

۱۰۔ اور اسی اثنا میں کہ یہ مجوسی سو رہے تھے۔ بچہ نے انہیں ہیرودس کے پاس جانے سے ڈرایا اور پرہیز کرنے کی ہدایت کی۔

۱۱۔ تب وہ مجوسی دوسرے راستہ سے واپس ہو کر اپنے وطن کو لوٹ آئے۔ اور وہاں انہوں نے یہ سب حال بیان کیا جو کہ یہودیہ میں دیکھا تھا۔

فصل نمبر ۸

{مسیح کو مصر کی طرف بھگا لے جانا۔ اور ہیرودس کا بچوں کو قتل کرنا}

۱۔ جبکہ ہیرودس نے دیکھا کہ مجوسی اس کے پاس لوٹ کر نہیں آئے تو وہ سمجھ گیا۔ کہ انہوں نے اس کے ساتھ مذاق کیا ہے (۲)

۲۔ پس اس نے دل میں ٹھان لیا کہ جو بچہ پیدا ہوا ہے اسے ضرور قتل کرے گا۔

۳۔ لیکن اسی مابین میں جبکہ یوسف سو رہا تھا۔ اس پر خدا کا فرشتہ یہ کہتا ہوا ظاہر ہوا کہ۔

۴۔ جلد اٹھ اور لڑکے اور اس کی ماں لے کر مصر کی طرف چلا جا۔ کیونکہ ہیرودس اسے قتل کرنا چاہتا ہے۔

۵۔ پس یوسف سخت ڈرا ہوا اٹھ بیٹھا اور مریم

(۱) متی ۲:۔۱۰۔۱۲ (۲) متی ۲۔۲:۱۳،۱۴

اور بچہ کو اپنے ہمراہ لیا اور یہ سب مصر کو روانہ ہوئے۔ جہاں یہ ہیرودس کی موت تک ٹھہرے رہے جس نے خیال کیا تھا کہ مجوسی اس کے ساتھ ہنسی کر گئے ہیں (۱)

۷۔ پس ہیرودس نے اپنے سپاہیوں کو بھیجا تاکہ وہ بیت لحم میں تمام نومولود بچوں کو قتل کر ڈالیں۔

۸۔ سپاہی آئے اور انہوں نے ان تمام بچوں کو قتل کر دیا جو کہ وہاں تھے جیسا کہ ہیرودس نے انہیں حکم دیا تھا۔

۹۔ اس وقت یہ کہنے والے نبی کی بات پوری ہوئی کہ:

۱۰۔ ''رامہ میں رونا پیٹنا پڑا ہے''

۱۱۔ راحیل اپنے بیٹوں کے غم میں روتی ہے اور اس کے لئے کوئی تسلی نہیں۔ اس واسطے کہ وہ بیٹے اب موجود نہیں ہیں'' (۲)

فصل (۱) نمبر ۹

{یسوع یہودیہ میں واپس آنے اور ۱۲ سال کی عمر پانے کے عالموں سے بحث کرتا ہے}

۱۔ جس وقت ہیرودس مر گیا (۳) خدا کا فرشتہ خواب میں یوسف کو یہ کہتا ہوا نظر پڑا۔

۲۔ ''تو یہودیہ کو واپس لے جا کیونکہ وہ لوگ مر گئے ہیں۔ جو بچہ کی موت چاہتے تھے''

۳۔ پس یوسف نے مریم اور بچہ کو ساتھ لیا (اور لڑکا اب سات سال کی عمر کو پہنچ گیا تھا) اور وہ یہودیہ کو آیا۔ جہاں اس نے سنا کہ ہیرودس کا بیٹا ارخیلادس یہودیہ میں حاکم ہے

۴۔ اس لئے وہ جلیل کی جانب چلا گیا کیونکہ وہ یہودیہ میں رہنے سے ڈرا۔

۵۔ پس یہ سب ناصرۃ میں رہنے کے لئے چلے گئے۔

۶۔ اور لڑکا (۴) آرام و حکمت میں اللہ اور آدمیوں کے سامنے نشو ونما پاتا رہا۔

۷۔ اور جبکہ یسوع عمر کے بارہویں سال تک پہنچا۔ وہ مریم اور یوسف کے ہمراہ اورشلیم میں آیا۔ تاکہ وہاں خدا کی۔ موسیٰ کی کتاب (۵) میں لکھی ہوئی شریعت کے موافق سجدہ کرے۔

۸۔ اور جس دم ان کی نماز ختم ہو چکی۔ وہ یسوع کو گم کر دینے کے بعد واپس گئے۔

۹۔ کیونکہ انہوں نے گمان کیا کہ یسوع ان کے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ وطن کو لوٹ گیا ہے۔

۱۰۔ اور اسی وجہ سے مریم یوسف کے ساتھ اورشلیم کو واپس آئی۔ یہ دونوں یسوع کو رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے مابین ڈھونڈتے تھے۔

---

(۱) سورۃ الحج

(۱) متی ۲:۱۶، ۱۸ (۲) متی ۲:۱۸ (۳) متی ۲:۱۹، ۲۲

(۴) لوقا ۲:۴۰، ۵۱ (۵) خروج ۲۳:۲۵

۱۱۔ اور تیسرے دن لڑکے کو ہیکل میں علماء کے مابین پایا کہ وہ ان سے ناموس کے بارہ میں بحث کر رہا تھا۔

۱۲۔ اور ہر شخص اس کے سوالوں اور جوابوں سے حیران ہوکر کہہ رہا تھا۔ کہ "اس کو ایسا علم کیونکر حاصل ہوگیا؟ یہ تو ابھی کم سن لڑکا ہے۔ اور اس نے پڑھنا بھی نہیں سیکھا" (۱)

۱۳۔ پھر مریم نے اسے یہ کہہ کر ملامت کی کہ "بیٹا! تو نے ہمارے ساتھ یہ کیا کیا؟ میں نے اور تیرے باپ نے تجھ کو تین دن تک ڈھونڈھا اور سخت غمگین تھے۔

۱۴۔ یسوع نے جواب دیا "کیا تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ اللہ کی خدمت کو باپ اور ماں پر مقدم رکھنا واجب ہے (۲) ب

۱۵۔ پھر یسوع اپنی ماں اور یوسف کے ساتھ ناصرہ کو آیا۔

۱۶۔ اور وہ ان دونوں کا تابعدار تھا۔ تواضع اور عزت کرنے کے ساتھ۔

فصل (ت) نمبر ۱۰

{یسوع تیس سال کی عمر میں زیتون کے پہاڑ پر فرشتہ جبریل سے انجیل کو سیکھتا ہے}

۱۔ اور جس وقت یسوع تیس سال کی عمر کو پہنچا (۳) جیسا کہ خود اس نے مجھے اس بات کی خبر دی ہے۔ وہ زیتون کے پہاڑ پر اپنی ماں سمیت زیتون چننے کے لئے چڑھا۔

۲۔ اور اسی اثناء میں کہ وہ دوپہر کے وقت نماز پڑھ رہا تھا، جوں ہی ان کلمات پر پہنچا کہ "اے خدا اپنی رحمت سے ...."

ناگہاں ایک نمایاں نور نے اسے گھیر لیا۔ اور بیشمار فرشتوں کا گروہ یہ کہتا ہوا نظر آیا کہ "خدا کی بزرگی بیان کرنا چاہیئے"

۳۔ پھر فرشتہ جبرئیل نے ایک نوشتہ پیش کیا گویا کہ وہ چمکدار شفاف آئینہ ہے۔

۴۔ اور یسوع کے دل میں وہ بات اتار دی جس کے ذریعہ سے اس نے جان لیا کہ خدا نے کیا کیا ہے اور کیا کہا ہے اور کیا ارادہ کرتا ہے یہاں تک کہ ہر ایک چیز اس کے لئے بے پردہ اور کھلی ہوئی تھی۔

۵۔ اور بیشک یسوع نے مجھ سے کہا کہ "اے برنباس! تو اس بات کو سچ مان لے کہ میں ہر ایک نبی اور ہر نبوت کو پہچانتا ہوں اور جو کچھ میں کہتا ہوں اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ بات اسی کتاب سے آئی ہے"

(ب) لا یترک عبادة اللہ تعالیٰ لا جل خدمتی ابوین. منہ (ت) صورة الانزال الانجیل

(۱) تا ضیوں ۷:۱۵ متی ۱۲:۵۴ (۲) ۱:۴۷ (۳) لوقا ۳:۲۳

۶۔ اور جس وقت یہ خواب یسوع کو جلوہ نما ہوا۔ اور اس نے معلوم کیا کہ وہ ایک نبی ہے جو کہ اسرائیل کے گھر کی جانب بھیجا گیا ہے۔ اس نے اپنی ماں مریم سے یہ سب باتیں کھول کر کہیں اور اس سے کہا کہ اس میں شک نہیں کہ اب اس پر خدا کی بزرگی بیان کرنے کی وجہ سے سخت جورو اذیت پڑنے کا احتمال مترتب ہوگا۔ اور وہ اس وقت سے بعد اس بات کی قدرت نہیں رکھے گا کہ اس (ماں) کے ساتھ رہے اور اس کی خدمت کرے۔

۷۔ پس جبکہ مریم نے یہ بات سنی اس نے جواب دیا کہ "بیٹا! میں ان سب باتوں سے تیرے پیدا ہونے کے پہلے ہی مطلع کر دی گئی ہوں۔ لہذا چاہیئے کہ ضرور اللہ قدوس (ا) کا نام بزرگ بتایا جائے"

۸۔ اور اسی دن سے یسوع اپنی ماں سے رخصت ہوا تا کہ اپنی نبوت کی خدمت کے فرائض بجالائے۔

فصل نمبر۱۱

{یسوع کوڑھی کو تندرست کر کے یورشلیم کو جاتا ہے}

۱۔ اور جس وقت یسوع زیتون کے پہاڑ پر سے اترا تا کہ یورشلیم کو جائے وہ ایک کوڑھی سے ملا (ا) جس کو خدا کے الہام سے علم ہو گیا تھا کہ تحقیق یسوع نبی ہے۔

۲۔ پس اس نے یسوع سے گڑگڑا کر اور رو کر کہا کہ "اے یسوع داؤد کے بیٹے! مجھ پر رحم کر" (۲)

۳۔ تو یسوع نے جواب دیا کہ "بھائی! تو کیا چاہتا ہے کہ میں تیرے لئے کروں۔ (۳)"

۴۔ تب کوڑھی نے جواب دیا کہ اے سید! "مجھ کو تندرستی عطا کر"

۵۔ پس یسوع نے اس کو یہ کہہ کر ملامت کی کہ "تو بڑا باولا ہے۔ اپنے اس خدا کے سامنے گڑگڑا کر جس نے تجھ کو پیدا کیا ہے۔ (ب) اور وہ تجھے تندرستی دے گا کیونکہ میں تو تجھی جیسا آدمی ہوں (ت) تب کوڑھی نے کہا "اے سید! میں جانتا ہوں کہ تو انسان ہے لیکن تو خدا کا قدوس ہے۔ اس لئے اب تو خدا سے عاجزی کے ساتھ عرض کر اور وہ مجھے تندرستی عطا کرے گا۔

۶۔ پھر تو یسوع نے ایک ٹھنڈا سانس لیا اور کہا کہ "اے پروردگار۔ معبود قدرت والے (ث) اپنے پاک نبیوں کی محبت کے طفیل میں اس بیمار کو اچھا کر دے"

۷۔ اور جبکہ یہ کہا اُسے وقت بیمار کو اپنے دونوں ہاتھوں سے چھوڑا اور کہا۔ 'خدا کے نام (کی

(ا) بسم اللہ (ب) اللہ خالق (ت) قال عیسٰے انا بشر مثل انت (ث) واللہ علیٰ کل شیٔ قدیر منہ (ج) بسم اللہ

(ا) مرقس ۱:۴۰، ۵ (۲) مرقس ۱:۴۷ (۳) مرقس ۱:۵۱

برکت) سے (ج) اے بھائی تو چنگا ہو جا"

۸۔ چنانچہ یسوع کے یہ کہتے ہی وہ آدمی اپنی کوڑھ سے پاک ہوگیا۔ یہاں تک کہ اس کا سفید داغوں والا جسم ایسا ہوگیا جیسا کہ بچہ کا بدن (۱)

۱۰۔ پس جبکہ کوڑھی نے یہ دیکھا اور جانا کہ تحقیق وہ تندرست ہوگیا ہے۔ وہ اونچی آواز سے چلایا کہ "اے اسرائیل! تو یہاں آ اور اس نبی کو قبول کر جسے خدا نے تیری طرف بھیجا ہے" (۱)

۱۱۔ لیکن یسوع نے اس کو یہ کہہ کر صبر کی ہدایت کی کہ بھائی تو چپ رہ اور کچھ مت کہہ"

مگر صبر کی ہدایت نے اس کے غل مچانے کو اور بڑھا دیا اور اس نے کہا "یہی وہ نبی ہے یہی ہے وہ اللہ کا قدوس"

۱۲۔ پس جبکہ ان الفاظ کو ان بہت سے آدمیوں نے سنا جو اورشلیم کو جا رہے تھے۔ وہ جلدی سے دوڑ کر واپس آئے۔

۱۳۔ اور اورشلیم میں یسوع کے ہمراہ داخل ہوئے اور انہوں نے اس بات کو اوروں سے بیان کیا جو کہ خدا نے یسوع کے واسطے سے کوڑی کے ساتھ کی تھی۔

فصل (ب) نمبر ۱۲

{پہلا وعظ جو یسوع نے قوم کو سنایا، اور اس کے عجائبات باعتبار اس کے خدا کے نام سے}

۱۔ پس تمام شہر میں ان باتوں سے کھلبلی مچ گئی۔

۲۔ اور سب آدمی ہیکل کی جانب دوڑ پڑے تا کہ یسوع کو دیکھیں جو اس میں نماز پڑھنے آیا ہے یہاں تک کہ جگہ ان پر تنگ ہوگئی (۲)

۳۔ اس وقت کاہن یہ کہتے ہوئے یسوع کی طرف بڑھے کہ "تحقیق یہ قوم آرزو کرتی ہے کہ تمہیں دیکھے اور تمہاری باتیں سنے اس لئے تم چبوترہ پر چڑھ جاؤ (۳) اور جبکہ اللہ تم کو کوئی کلمہ عطا کرے تم خدا کا نام لے کر اسے اپنی زبان سے ادا کرو۔"

۴۔ پھر یسوع اس جگہ پر چڑھ گیا جس میں کھڑے ہو کر گفتگو کرنے کی کاتبوں کو عادت تھی۔

۵۔ اور جونہی کہ اپنے ہاتھ سے خاموش رہنے کا ایما کرنے کے لئے اشارہ کیا۔ اپنا منہ یہ کہتے ہوئے کھول دیا۔

۶۔ پاک ہے نام قدوس اللہ کا جس نے اپنی بخشش اور رحمت سے ارادہ کیا پس اپنی مخلوقات کو پیدا کیا (ت) تا کہ وہ اس کی بزرگی بیان کریں۔

۷۔ پاک ہے نام قدوس اللہ کا (ث) جس نے کہ تمام رسولوں اور نبیوں (ج) کا نور (د) پیدا کیا۔

(ا) اللہ مرسل (ب) سورۃ الاسم اللہ (ت) خلق اللہ کل المخلوق برحمۃ و خیر لابنہ (ث) بسم اللہ (ج) ذکر فی الزبور اول خلق اللہ نور محمد کل الانبیاء و اولیاء نورُمنہ (د) نور الانبیاء رسول اللہ (۱) سلاطین ۵: ۱۴ (۲) مرقس ۲:۲ (۳) متی ۴:۵

(۱) سب چیزوں سے قبل تا کہ اسے دنیا کے چھٹکارے کے لئے بھیجے جیسا کہ اس (اللہ) نے اپنے بندہ داؤد کے ذریعہ سے یہ کہتے ہوئے کلام کیا ہے کہ "میں نے پاک روحوں کی روشنی میں صبح کے ستارے سے قبل تجھ کو پیدا کیا ہے"

۸۔ پاک ہے نام اللہ قدوس کا (ب) جس نے کہ فرشتوں کو پیدا کیا (ت) تا کہ وہ اس کی بندگی کریں۔

۹۔ اور پاک ہے وہ اللہ جس نے سزا دی اور ٹوٹے میں ڈالا شیطان اور اس کے پیروؤں کو جنہوں نے اس شخص کو سجدہ نہیں کیا جس کے لئے اللہ نے پسند کیا تھا کہ شیطان اسے سجدہ کرے۔

۱۰۔ پاک ہے نام اللہ قدوس کا جس نے انسان کو زمین کی (۱) گوندھی ہوئی مٹی سے پیدا کیا (ث) اور اس کو اس کے کاموں کا مختار کیا (۲)

۱۱۔ پاک ہے نام اللہ قدوس کا جس نے کہ انسان (ج) کو فردوس سے نکال باہر کیا (۳) کیونکہ اس (انسان) نے اس (خدا) کے پاک حکموں کی خلاف ورزی کی تھی۔

۱۲۔ پاک ہے نام قدوس اللہ کا جس نے کہ اپنی مہربانی سے نوع انسان کی ماں باپ آدم اور حوا کے آنسوؤں کی جانب شفقت کی نظر فرمائی۔

۱۳۔ پاک ہے نام قدوس اللہ کا جس نے کہ عدل کے ساتھ قائین ۱ کو جو کہ اپنے بھائی کا قاتل تھا (۴) سزا دی (د) اور زمین پر طوفان (کا عذاب) بھیجا (۵) اور تین شریر شہروں کو جلا (راکھ کر) دیا (۶) اور مصر پر ضرب لگائی (۷) اور فرعون کو بحر احمر (ر) میں ۲ ڈبو دیا (۸) اور اپنی قوم کے دشمنوں کو پراگندہ کر ڈالا۔ اور نافرمانوں کو تنبیہ کی۔ اور توبہ نہ کرنے والوں سے قصاص (بدلہ) لیا۔

۱۴۔ پاک ہے نام قدوس اللہ کا جس نے کہ اپنی رحمت سے اپنی مخلوقات پر ترس کھایا پس ان کی طرف انبیاء ارسال کئے تا کہ وہ حق اور نیکی کے (راستہ) میں اس کے آگے چلیں۔ (رہنمائی کریں)

۱۵۔ وہ اللہ جس نے اپنے بندوں کو (س) ہر ایک خرابی سے نجات دی اور یہ زمین ان کو عطا کی جیسا کہ اس نے ہمارے باپ ابراہیمؑ سے وعدہ کیا تھا (۹) اور انکے بیٹے سے (۱۰) ابد تک

---

۱ بسم اللہ (ب) خلق اللہ الملئکة منه (ت) خلق اللہ آدم من الطین منه (ج) اللہ ذو انتقام (د) غرق فرعون فی البحر ذکر (ر) اللہ منجی.

(۱) اعمال ۱۲:۱۷ (۲) پیدائش ۲:۷ (۳) پیدا ۱:۲۸ (۴) پیدا ۳:۲۳، ۲۴ - ۴:۱۲، ۲۴ (۵) پیدا ۲۰:۱۱ (۶) پیدا ۱۷ (۷) -۱۹:- (۸) خروج ۱۴:۷

(۹) لوقا و خروج ۱۵:۲، ۱۹ (۱۰) لوقا ۱:۵۵

(۱) (۲) بحر احمر عرب کا سمندر ۱۲ مترجم

۱۶۔ پھر ہم کو اپنی پاک شریعت اپنے بندے موسیٰ کے ہاتھوں عطا کی تا کہ شیطان ہم کو دھوکا نہ دے (سکے) اور ہم کو تمام قوموں پر بلند (مرتبہ عطا) کیا۔(۱)

۱۷۔ لیکن اے بھائیو! آج ہم کیا کریں تا کہ (اس کی وجہ سے) ہم اپنے گناہوں پر سزایاب نہ ہوں؟"

۱۸۔ اور اس وقت بڑی سختی کے ساتھ قوم کو ملامت (۲) کی کیونکہ وہ خدا کے کلام کو بھول گئے تھے۔ اور اپنی طبیعتوں کو محض غرور کے سپرد کر دیا تھا۔

۱۹۔ اور کاہنوں کو ان کے خدا کی بندگی چھوڑ دینے کی وجہ سے ملامت کی۔ اور ان کی لالچ کی وجہ سے۔

۲۰۔ اور کاتبوں کو اس لئے ملامت کی کہ انہوں نے بری تعلیم دی ہے اور خدا کی شریعت کو ترک کر دیا ہے۔

۲۱۔ اور علماء کو اس سبب سے برا کہا کہ انہوں نے اپنی (باطل کی) پیروی کے ذریعہ سے خدا کی شریعت کو باطل کر دیا ہے۔

۲۲۔ اور یسوع کے کلام نے قوم (کے دلوں) میں اس قدر اثر کیا کہ وہ سب چھوٹے سے لے کر بڑے تک رونے لگے۔ وہ چیخ چیخ کر خدا سے اس کی رحمت طلب کرتے تھے اور عاجزی کے ساتھ یسوع سے کہتے تھے کہ وہ ان کے لئے دعا کرے۔

۲۳۔ بجز ان کے کاہنوں اور سرداروں کے جنہوں نے کہ آج کے دن سے دل میں یسوع کی دشمنی کو جگہ دے لی تھی کیونکہ اس نے یوں (برملا) کاہنوں۔ کاتبوں اور علماء کے خلاف کلام کیا تھا۔ لہذا وہ اس کے قتل کرنے پر کمربستہ ہو گئے (۳)

۲۴۔ لیکن انہوں نے زبان سے ایک لفظ بھی قوم کے خوف سے نہیں نکالا۔ اس لئے کہ قوم نے یسوع کو خدا کی جانب سے آیا ہوا نبی قبول کر لیا تھا۔

۲۵۔ اور یسوع نے اپنے دونوں ہاتھ معبود (۱) خدا کی جناب میں اٹھائے اور دعا مانگی۔

۲۶۔ پس قوم بلند آواز سے روئی اور انہوں نے کہا "خدایا ایسا ہی ہو۔ خدایا ایسا ہی ہو"!

۲۷۔ اور جس وقت دعا ختم ہو گئی۔ یسوع ہیکل سے نکل آیا۔ اور اسی دن اورشلیم سے ان بہت سے آدمیوں سمیت سفر کر گیا۔ جو اس کے تابع ہو گئے تھے۔

۲۸۔ اور کاہنوں نے آپس میں یسوع کے حق میں بدگوئیاں کیں۔

فصل (ب) نمبر ۱۳

(یسوع کا خوف اور اس کی دعا اور فرشتہ جبریل کی عجب تسکین دہی)

(ا) اللّٰہ سلطان (ب) سورۃ الامن.

(۱) یعنی اسماعیل (۲) استثناء ۲۸: ۱۳ (۳) متی ۲۳: ۱۳۔ ۳۳ (۳) متی ۲۱: ۴۶ مرقس ۱۲: ۱۲ و یوحنا ۱۱: ۵۳۔

۱۔ اور جبکہ چند دن گذر گئے اور یسوع بذریعہ روح کاہنوں کی خواہش کو جانتا تھا۔ وہ زیتون کے پہاڑ پر دعا مانگنے کے لئے چڑھا اور اس کے بعد کہ ساری رات نماز میں بسر کر دی (۱) یسوع نے صبح کے وقت یہ کہہ کر دعا مانگی۔

۲۔ ''اے خدا میں جانتا ہوں کہ کاتب لوگ مجھ سے کینہ رکھتے ہیں''

۳۔ ''اور کاہن لوگ میرے قتل کا پختہ ارادہ کر چکے ہیں۔ میں تیرا بندہ ہوں''

۴۔ ''اس لئے اے پروردگار معبود قدرت والے رحمت والے (ا) تو رحمت سے اپنے بندوں کی دعاؤں کو سن''

۵۔ ''اور مجھ کو ان کے مکروں سے نجات دے۔ اس واسطے کہ تو میری نجات ہے''

۶۔ ''اور اے میرے پروردگار تو جانتا ہے کہ بے شک میں تیرا ہی بندہ ہوں۔ اے پروردگار میں تجھی کو ڈھونڈھتا ہوں (یا تجھی سے مانگتا ہوں) اور تیرے ہی کلام کو کہتا ہوں''

۷۔ ''کیونکہ تیرا کلام حق ہے (۲) اور وہی ہمیشہ ہمیشہ ابد تک رہے گا''

۸۔ اور جوں ہی کہ یسوع نے ان کلمات کو ختم کیا۔ ووں ہی فرشتہ جبریل یہ کہتا ہوا اس کے پاس آ پہنچا۔

۹۔ ''اے یسوع تو کچھ خوف نہ کر کیونکہ دس لاکھ ان (مخلوقات) میں سے جو آسمان پر رہتے ہیں۔ تیرے کپڑوں کی نگہبانی کرتے ہیں''

۱۰۔ اور تو نہ مرے گا۔ یہاں تک کہ کامل ہو جائے ہر چیز اور پہنچ جائے دنیا قریب اختتام کے''

۱۱۔ پس یسوع منہ کے بل (سجدہ میں) زمین پر گر گیا۔ بحالیکہ وہ کہتا ہوں۔

۱۲۔ ''اے معبود' پروردگار عظیم'' تیری رحمت میرے لئے کس قدر بڑی ہے''

۱۳۔ اور اے پروردگار میں اس احسان کے معاوضہ میں جو تو نے مجھ پر کیا ہے کیا چیز تجھے نذر کروں؟'' (۳)

۱۴۔ پس فرشتہ جبریل نے جواب دیا کہ اے یسوع اٹھ بیٹھ اور ابراہیم کو یاد کر جس نے کہ یہ ارادہ کیا تھا کہ اپنا اکلوتا بیٹا (ب) اسمٰعیل (۴) خدا کی جناب میں قربانی کے طور پر پیش کرے تا کہ خدا کا فرمان پورا ہو۔

۱۵۔ پس جبکہ چھری نے اس کے بیٹے کو ذبح کرنے کی قوت نہ پائی تو اس (ابراہیم) نے میرے کہنے پر عمل کر کے ایک مینڈھا پیش کیا۔

۱۶۔ لہذا اے خدا کے خادم یسوع تجھ پر بھی یہی کرنا لازم ہے۔

(ا) اللّٰہ سلطان اللّٰہ قدیر والرحمٰن وسلام. (ب) ذکر اسمعیل قربان

(۱) لوقا۔۶:۱۲ (۲) یوحنا۔۱۷:۱۷ (۳) زبور ۱۱۶:۱۲ (۴) مصنف ہمیشہ جائے وعدہ ذبح کے متعلق حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے اسحاق کی بجائے اکلے فرزند اسماعیل ہی کا ذکر کرتا ہے (خلیل سعادت)

۱۹۔ پس اس وقت فرشتہ جبریل نے یسوع کو ایک مینڈھے کا پتہ دیا (۱) اور یسوع نے اس کو ذبیحہ (قربانی) کے طور پر پیش کیا۔ اس حالت میں کہ وہ خدا کی حمد اور تسبیح کر رہا تھا ایسا اللہ کہ وہ بزرگی والا ہے۔ ابد (ہمیشہ ہمیشہ) تک

فصل نمبر ۱۴ (۱)

(مسیح بارہ شاگردوں کو چالیس دن روزہ رکھنے کے بعد انتخاب کرتا ہے۔)

۱۔ اور یسوع پہاڑ سے اتر کر رات کے وقت اکیلا اردن کے گھاٹ سے دور ترین کنارہ کی جانب پار اتر گیا۔

۲۔ اور چالیس دن اور رات برابر روزہ رکھا اس عرصہ میں رات کو یا دن کو کچھ بھی نہ کھایا (۲) برابر پروردگار کے جناب میں اپنی اس قوم کے چھٹکارے کے لئے جس کی طرف اللہ نے اسے بھیجا تھا۔ عاجزی کرتا رہا (ب)

۳۔ پھر جبکہ چالیس دن گزر گئے وہ بھوکا ہوا۔

۴۔ اس وقت اس کو شیطان نظر آیا۔ اور شیطان نے یسوع کو بہت سی باتوں سے آزمایا۔

۵۔ لیکن یسوع نے شیطان کو اللہ کے کلموں کی قوت سے دور ہنکا دیا۔

۶۔ اور جب شیطان چلا گیا تو فرشتے آئے اور انہوں نے یسوع کے روبرو تمام ضرورت کی چیزیں پیش کیں (ت)

۷۔ بہرحال یسوع اب پھر اورشلیم کی طرف واپس آیا اور قوم نے اس کو دوسری مرتبہ نہایت خوشی کے ساتھ دیکھ پایا۔

۸۔ اور اس سے آرزو کی کہ وہ ان کے پاس ٹھہرے کیونکہ اس کی باتیں کاتبوں کی باتوں جیسی نہ تھیں بلکہ قوی تھیں (۳) اس لئے کہ انہوں نے دل میں اثر کیا تھا۔

۹۔ پس جس وقت کہ یسوع نے دیکھا کہ وہ گروہ جو کہ اس کی ذات کی طرف خدا کی راہ میں چلنے کے لئے واپس آیا ہے تو وہ پہاڑ پر چڑھ گیا (۴) اور ساری رات دعا میں مصروف رہا۔

۱۰۔ اور جب دن نکلا تو وہ پہاڑ سے اترا اور

۱۱۔ آدمی چنے جن کا نام رسول رکھا انہی میں یہودا بھی تھا جس کو کہ سولی دی گئی۔

۱۲۔ بہرحال ان (بارہ رسولوں) کے نام سو یہ ہیں (۵) اور اوس اور اس کا بھائی پطرس شکاری۔

۱۳۔ اور برنابا (برنباس) (ان) جس نے کہ یہ (انجیل) لکھی ہے مع متی عشار کے جو کہ خراج

(ا) سورۃ المائدہ . (ب) اللہ مرسل (ت) انزل مائدۃ علیٰ عیسیٰ ذکر منہ.

(۱) لوقا ۶:۱۲ (۷) متی ۴:۱۔۱۱ (۳) متی ۷:۲۸، ۲۹ (مرقس ۱:۲۲ (۴) لوقا ۶:۱۲ (۵) متی ۱:۲، ۵۔ د مرقس ۳:۱۶۔۱۹ لوقا ۶:۱۴، ۱۶ (۶) توما اور سمعان غیور۔ ان کے دو نام نہیں لکھے گئے اور ان کے بدلہ میں برنابا اور تداوس کے نام درج کئے ہیں (خلیل سعادت)

وصول کرنے کے لئے اجلاس کیا کرتا تھا۔

۱۴۔ یوحنا اور یعقوب دونوں زبدی کے بیٹے۔

۱۵۔ تداوس اور یہودا۔

۱۶۔ برتولوماوس اور فیلبس۔

۱۷۔ یعقوب اور یہودا اسخریوطی غدار

۱۸۔ پس ان لوگوں سے ہمیشہ اللہ کے پوشیدہ راز ظاہر کئے۔

۱۹۔ اور یہودا اسخریوطی غدار کو اس چیز پر نگران مقرر کیا۔ جو صدقات کے لئے دی جاتی تھی پس وہ (یہودا) ہر چیز میں سے دسواں حصہ چرالیا کرتا تھا(۱)

فصل نمبر ۱۵

{معجزہ جو کہ مسیح نے شادی کے جلسہ میں دکھایا جبکہ اس نے پانی کو شراب بنادیا}

۱۔ اور جس وقت مظال کی عید نزدیک آئی۔ ایک دولت مند نے یسوع اور اس کے شاگردوں اور اس کی ماں کو شادی کے جلسہ میں بلایا۔

۲۔ پس یسوع گیا اور اسی اثناء میں کہ وہ سب دعوت میں تھے۔ شراب ختم ہوگئی۔

۳۔ تب یسوع کی ماں نے اس سے یوں کہا کہ "ان کے پاس شراب نہیں رہی"

۴۔ یسوع نے جواب دیا "اماں! میں اس بارہ میں کروں؟" تب یسوع کی ماں نے نوکروں سے ہدایت کی کہ یسوع مسیح کے ان احکام کی پیروی کریں جو وہ انہیں دے۔

۵۔ اور اس جگہ چھ مٹکے پانی کے اسرائیل کی عادت کے موافق موجود تھے تاکہ وہ اپنے آپ کو نماز کے لئے پاک کریں۔

۶۔ تب یسوع نے کہا کہ ان مٹکوں کو پانی سے بھر دو۔

۷۔ نوکروں نے ایسا ہی کیا۔

۸۔ پھر یسوع نے ان سے کہا۔ اللہ کا نام لے کر(۱) دعوت میں آئے ہوئے آدمیوں کو پلایا پس نوکروں نے جلسہ کے منتظم کو (جام شراب) پیش کیا۔ جس نے کہ انہیں یہ کہہ کر ملامت کی کہ(۱) اے ذلیل خدمتگارو! تم نے اعلیٰ درجہ کی شراب اب تک کیوں رکھی رہنے دی؟" کیونکہ اس (منتظم) کو اب تک کچھ بھی علم نہ ہوا تھا کہ یسوع نے کیا کیا؟

۹۔ تب خدمتگاروں نے جواب دیا کہ یہاں ایک آدمی اللہ کا قدوس موجود ہے۔ اس لئے کہ اس نے پانی سے شراب بنادی ہے"

۱۰۔ لیکن جلسہ کے منتظم نے گمان کیا کہ

(۱) باذن اللہِ
(۱) یوحنا ۲: ۱۔ ۱۱

خدمتگار نشہ میں (بہکے ہوئے) ہیں۔

۱۱۔ مگر وہ آدمی جو یسوع کے برابر بیٹھے تھے۔ انہوں نے جب اصلیت کو دیکھا وہ دسترخوان سے اٹھ کھڑے ہوئے اور یسوع کی یہ کہتے ہوئے آؤ بھگت کی کہ "حق تو یہ ہے کہ تو بلاشبہ اللہ کا قدوس اور سچا نبی ہماری طرف اللہ کی جانب سے بھیجا گیا ہے (ا)

۱۲۔ اور اس وقت یسوع کے شاگرد اس پر ایمان لائے۔

۱۳۔ اور بہت سے آدمی اپنے آپے میں واپس آ کر کہنے لگے کہ

۱۴۔ "سب تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں (ب) جس نے اسرائیل کے لئے ایک رحمت ظاہر کی اور اپنی محبت سے یہودا کے گھر کی خبر لی۔ پاک ہے اس کا اقدس نام"

فصل (ت) نمبر ۱۶

{وہ عجیب تعلیمات جو کہ یسوع نے اپنے شاگردوں کو سکھائیں بری زندگی سے باز رہنے کے بارہ میں}

۱۔ اور یسوع نے ایک دن اپنے شاگردوں کو جمع کیا اور پہاڑ پر چڑھ گیا (۱)

۲۔ پھر جبکہ وہاں بیٹھا شاگردوں کو اپنے قریب کیا۔ اور اپنا دہن کھول کر انہیں یہ کہتے ہوئے تعلیم دی۔

۳۔ "بڑی ہیں یہی نعمتیں جن کے ساتھ اللہ (ث) نے ہم پر انعام کیا ہے۔ پس اسی وجہ سے ہم پر (فرض) آ پڑا کہ ہم اس کی سچے دل سے عبادت کریں۔

۴۔ اور جس طرح سے کہ نئی شراب نئے برتنوں میں رکھی جاتی ہے (۲) اسی طرح تم پر وارد ہوا ہے کہ تم اس وقت نئے آدمی بنو جبکہ تم یہ ارادہ کرو کہ ان نئی تعلیمات کو غور سے سنو جو کہ میرے دہن سے نکلیں گی میں تم سے حق حق کہتا ہوں جیسا کہ انسان سے یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ ایک ہی (وقت میں) اپنی آنکھ سے آسمان اور زمین دونوں کو ایک ساتھ دیکھے پس ویسا ہی اس (انسان) پر محال ہے کہ اللہ (اور دنیا سے ایک ساتھ) محبت کرے (ج)

۵۔ کوئی آدمی کبھی یہ قدرت نہیں پا سکتا کہ وہ ایسے "آقاؤں کی خدمت کرے (۳) جن میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہے" (ح) اس لئے جب ان دو میں سے ایک تجھ سے محبت

(ا) اللّٰہ مرسل (ب) الحمد للّٰہ (ت) سورۃ ترک الدنیا (ث) نعمۃ اللّٰہ اکبر (ج) مثلاً نبی آدم عینان لکن لا یمکن ان ینظر الی السماء والارض فی حالتہ واحدۃ وکذالک لا یمکن ان تجمع محبۃ اللّٰہ ومحبۃ الدنیا فی حالۃ واحدۃ ف (ح) لایمکن العبد ان یخدم سیدین عدوین احدھا الا اخرر کذالک لا یمکن ان یخدم ...... العبد الدنیا واللّٰہ تعالیٰ منہ (۱) متی ۷:۱ (۲) متی ۹:۱۷ (۳) متی ۶:۲۴ ولوقا ۱۶:۱۳

کرے گا دوسرا تجھ سے عداوت رکھے گا۔

۶۔ پس ایسے ہی میں تم سے حق حق کہتا ہوں کہ تحقیق تم نہیں قدرت رکھتے کہ اللہ اور دنیا دونوں کی خدمت کرو۔

۷۔ اس واسطے کہ دنیا نفاق، لالچ اور بدی (۱) کا گھر ہے۔

۸۔ اس لئے تم دنیا میں کوئی آرام نہیں پاتے۔ بلکہ اس (آرام) کے بدلے میں تکلیف اور ٹوٹا پاتے ہو۔

۹۔ اس حال میں تم اللہ ہی کی عبادت کرو اور دنیا کو حقیر جانو۔

۱۰۔ اس لئے کہ تم مجھ ہی سے اپنی جانوں کے لئے آرام پاؤ گے (۲)

۱۱۔ تم میرا کلام سننے کے لئے کان لگا دو! کیونکہ میں تم سے حق حق بات کہتا ہوں۔

۱۲۔ خوشحالی ہے ان لوگوں کے لئے جو اس زندگی پر توجہ کرتے ہیں کیونکہ وہ تسلی پاتے ہیں (۳)

۱۳۔ خوشحالی ہے ان مسکینوں (۴) کے لئے جو کہ حق طور پر دنیا کو پناہ کی جگہ بنانے سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ آگے چل کر خدا کے ملکوت کی جائے پناہ میں آرام پائیں گے۔

۱۴۔ خوشحالی ہے ان لوگوں کے لئے جو کہ اللہ کے خوان (نعمت) پر کھاتے ہیں (۵) کیونکہ فرشتے ان کی خدمت پر کھڑے ہوئے۔

۱۵۔ تم سب مسافر ہو جیسے سیاح۔

۱۶۔ کیا سیاحت کرنے والا آدمی اپنے لئے راستہ پر محل اور کھیت باڑیاں وغیرہ دنیا کا بے حقیقت سامان تیار کیا کرتا ہے؟

۱۷۔ نہیں اور ہرگز نہیں لیکن وہ ہلکی پھلکی چیزیں اپنے ساتھ اٹھا کر چلتا ہے جو فائدہ اور نفع والی ہوں راستہ میں۔

۱۸۔ پس چاہیئے کہ یہ بات تمہارے لئے ایک مثال ہو۔

۱۹۔ اور اگر تم کوئی اور مثال (سننا) پسند کرتے ہو تو میں تمہیں وہ بھی سنائے دیتا ہوں تاکہ تم ان سب کاموں کو کرو جو کہ میں تم سے کہتا ہوں۔

۲۰۔ تم اپنے دلوں کو دنیا کی خواہشوں کے ساتھ یہ کہتے ہوئے گرانبار نہ بناؤ کہ ہمیں کون پہنائے گا (۶) یا کون کھلائے گا؟

۲۱۔ بلکہ پھولوں اور درختوں کو ان چڑیوں سمیت دیکھو جن کو لباس پہنایا اور غذا دی ہے اللہ (ا) ہمارے رب نے بزرگی کے ساتھ جو کہ بہت بڑھی ہوئی ہے تمام بزرگی سے سلیمان کے۔

۲۲۔ اور جس اللہ (ب) نے کہ تم کو پیدا کیا اور

(ا) اقول لک هذا الکلام حق ینهدم السماء والارض واما من یخاف اللّٰه لاینقطع رحمة اللّٰه علیه ابدا عنه (ب) اقول لکم الحق ما اعطیتم فی سبیل اللّٰه من اشیآء اعطیکم اللّٰه فی مقابلته ماء خیرا، منہ۔

(۱) لوقا ۵:۱۹ (۲) متی ۱۱:۲۹ (۳) متی ۵:۴ (۴) متی ۵:۳ (۵) متی ۵:۶

تمہیں اپنی بندگی کی طرف بلایا ہے وہ قدرت رکھتا ہے تم کو غذا دینے کی۔

۲۳۔ وہ (اللہ) کہ اس نے آسمان (ت) سے من اتارا اور اپنی قوم اسرائیل پر خشک ریگستان میں چالیس سال اور ان کے کپڑوں کو پرانا ہونے اور پھٹنے سے محفوظ رکھا (۲)

۲۴۔ وہ بنی اسرائیل جو کہ چھ لاکھ اور چالیس ہزار مرد تھے (۳) علاوہ عورتوں اور بچوں کے۔

۲۵۔ میں تم سے حق حق کہتا ہوں کہ بیشک آسمان اور زمین دونوں پست ہو جائیں گے (۴) مگر اس کی رحمت ان لوگوں کو کبھی پست نہ کرے گی۔ جو اس سے ڈرتے ہیں (۱)

۲۶۔ دنیا کے دولتمند باوجود اپنی خوش گزرانی کے بھوکے ہیں اور عنقریب ہلاک ہو جائیں گی (۵)

۲۷۔ ایک دولت مند تھا جس کی مالداری بہت بڑھ گئی۔ (۶) تب اس نے کہا "اے میرے نفس میں کیا کروں؟

۲۸۔ بے شک میں اپنے مناروں کو ڈھائے دیتا ہوں۔ کیونکہ وہ چھوٹے ہیں اور دوسرے نئے بناتا ہوں ان سے بڑے پس تو اسے میرے دیتا ہوں کیونکر پر کامیاب ہوگا۔"

۲۹۔ بے شک وہ خسارہ میں پڑا ہوا ہے۔ کیونکہ اسی رات میں مر گیا۔

۳۰۔ اور تحقیق اس پر واجب تھا کہ مسکین پر مہربانی کرے اور اپنی جان کے دوست ظلم کے مالوں کے صدقات سے اس دنیا میں بنا لے۔ کیونکہ یہی صدقات آسمان کے عالم میں خزانے بن جائیں گے۔

۳۱۔ اور تم مجھ سے مہربانی کر کے کہو کہ جب تم اپنے درہم کسی "عشار[۱]" کی کوٹھی (یا بنک) میں امانتاً جمع کرو۔ پھر وہ تم کو دس گنا یا بیس گنا (اسکا) دے تو کیا تم ایسے آدمی کو اپنا سارا مال نہ دے دو گے؟

۳۲۔ لیکن میں تم سے حق حق کہتا ہوں کہ تحقیق تم جو کچھ بھی خدا کی محبت کے لئے دو گے یا چھوڑو گے پس عنقریب اس کو سو گنا واپس لو گے ابدی زندگی کے ساتھ۔

۳۳۔ پس اب دیکھو کہ ایسی حالت میں تم پر کس قدر واجب ہے کہ تم اللہ کی خدمت میں خوش رہو۔

فصل (ب) نمبر ۱۷

{شاگردوں کا ایمان نہ لانا اور صحیح دین یا ایمان لانے کی چیز}

(ت) ھذا سورۃ اخلاص (۱) اللہ خفی (ب) (۱) استثنا ۸:۳۔۱۶ (۲) استثنا ۸:۴ (۳) خروج ۱۲:۷ (۴) گلتیوں ۴۶:۱، ۲۱:۱۱ مرقس ۳۱:۱۳ (۲) یسعیاہ ۱۵ (۷) لوقا ۱۶:۳۔۲۰

۱۔ عشار۔ محصول لینے والا۔ یا ساہوکار

۱۔ اور جبکہ یسوع نے یہ کہا۔ تو فیلبس نے جواب دیا کہ تحقیق ہم اللہ کی بندگی میں رغبت رکھنے والے ہیں لیکن ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ اللہ کو اچھی طرح پہچان لیں (۱)

۲۔ کیونکہ اشعیا نبی نے کہا ہے کہ ”حق تو یہ ہے کہ تو بیشک پوشیدہ (از نظر) الٰہ ہے (۲)

۳۔ اللہ نے اپنے بندے موسیٰ سے کہا ہے کہ ”میں وہی ہوں جو کہ میں ہوں (۳)

۴۔ یسوع نے جواب دیا۔ اے فیلبس تحقیق اللہ درستی ہے بغیر اس کے کوئی درستی نہیں۔

۵۔ بیشک اللہ موجود ہے۔ بغیر اس کے کوئی وجود نہیں۔

۶۔ تحقیق اللہ زندگی ہے بغیر اس کے زندوں کا پتہ ہی نہیں ملتا۔ (ا)

۷۔ وہ بڑا ہے یہاں تک کہ وہ سب کو بھر لیتا ہے اور وہ ہر جگہ ہے۔

۸۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی مانند نہیں۔

۹۔ اس کی ابتداء اور انتہا ہی نہیں (ب) لیکن اس نے ہر ایک چیز کی ابتداء بنائی ہے اور ہر ایک چیز کی انتہا بھی مقرر کرے گا۔ (ت)

۱۰۔ اللہ کا کوئی باپ اور اس کی کوئی ماں نہیں۔

۱۱۔ اس کے کوئی بیٹے ہیں نہ بھائی اور نہ ساتھی (ث)

۱۲۔ اور جبکہ خدا کے جسم ہی نہیں تو وہ نہ کھاتا ہے نہ سوتا ہے اور نہ مرے گا اور نہ چلتا ہے اور نہ حرکت کرتا ہے۔

۱۳۔ لیکن وہ بغیر کسی انسانی مشابہت کے ابد تک ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے (ج)

۱۴۔ کیونکہ وہ جسم نہیں رکھتا۔ نہ مرکب ہے اور نہ مادی اور سادہ ترین مفرد ہے (ح)

۱۵۔ اور وہ سخی ہے سخاوت کے سوا کسی چیز کو پسند نہیں کرتا۔

۱۶۔ وہ عادل اس درجہ کا کہ جب وہ سزا دے یا معاف کرے تو کوئی اس کا باز رکھنے والا نہیں۔

۱۷۔ اور اے فیلبس میں تجھ سے خلاصہ طور پر کہتا ہوں کہ در حقیقت تو اس کو زمین پر نہ دیکھ سکتا ہے اور نہ پوری طرح پہچان سکتا ہے۔

(ا) اللّٰہ وحدہ له لا کف له حق سبحانه و تعالیٰ خیر الا هو و کذالک حیوته و ذاته منه (ب) اللّٰہ اکبر اللّٰہ قدیم و باق (ت) لا اوتلله (لا اول للّٰه) ولا اخرا اما خلق لکل شیی اولا و اخراً (ث) اللّٰہ تعالیٰ لا اباللّٰہ ولا ام له ولا ولد له ولا اخ له ولا شریک له ولا بدن ولا جل هذا لایا کل ولاینام ولایموت ولایذهب ولایتحرک لکن قائما ابدا منزه من کل خلقات ولا مرکب له ولا یترکب من الاشیاء لکن لطیف بالذاۃ منه (ج) اللّٰہ قائم وباق وسبحانه و لطیف و خبیر ذوانتقام و غفور (ح) اللّٰہ لایدرکه الابصار ۔ منه.

(۱) یوحنا ۶:۱۴ (۲) یسعیاہ ۴۵:۱۵ (۳) خروج ۳:۱۴

۱۸۔لیکن تُو اسے اس کی سلطنت میں ابد تک دیکھے گا۔ جہاں کہ ہماری خوشحالی اور بزرگی کا ٹھیک ٹھکانا ہوگا"

۱۹۔فیلبس نے جواب دیا۔اے سردار تو کیا کہتا ہے؟ سچ تو یہ ہے کہ اشعیا (کی کتاب) میں لکھتا ہے کہ تحقیق اللہ ہمارا باپ ہے(۱) پھر اس کے بیٹے کیونکر نہ ہوں گے؟

۲۰۔تب یسوع نے جواب دیا کہ تحقیق نبیوں (کی کتابوں) میں بہت سی ایسی مثالیں لکھی ہوئی ہیں کہ ہمیں ان کے لفظوں کا لینا واجب نہیں بلکہ ان کے معنی اخذ کرنے چاہئیں۔

۲۱۔کیونکہ تمام انبیاء نے جن کی تعداد ایک لاکھ چوالیس ہزار (تک پہنچتی) ہے۔جن کو کہ اللہ نے دنیا میں بھیجا (ا) انہوں نے معموں میں تاریکی کے ساتھ باتیں کی ہیں۔

۲۲۔لیکن عنقریب میرے بعد تمام نبیوں اور پاک آدمیوں (ب) کی روشنی (۲) آئے گا تب وہ تمام نبیوں کے اقوال کی تاریکی پر نور چمکائے گا۔

۲۳۔کیونکہ وہ اللہ کا رسول ہے (ت)

۲۴۔اور جبکہ یہ بات کہی یسوع نے ایک ٹھنڈا سانس لیا اور کہا۔

۲۵۔اے پروردگار معبود (ث) اسرائیل پر رحم اور ابراہیم اور اس کی نسل پر مہربانی کی نظر فرما تاکہ وہ سچے دل کے ساتھ تیری خدمت (اطاعت) کریں۔

۲۶۔پھر یسوع کے شاگردوں نے کہا کہ "اے پروردگار معبود (ج) ایسا ہی ہونا چاہیئے"

۲۷۔اور یسوع نے کہا میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ تحقیق کاتبوں اور عالموں نے درحقیقت اللہ کی شریعت کو اپنی جھوٹی پیشینگویاں (ح) سے جو اللہ کے سچے نبیوں کی پیشینگوئیوں سے مخالف ہیں (خ) باطل کر دیا ہے (۳)

۲۸۔اسی لئے اللہ اسرائیل کے گھرانے اور کم ایمان گروہ پر غضبناک ہوا ہے۔

۲۹۔تب یسوع کے شاگرد ان باتوں (کے سننے) سے روئے اور انہوں نے کہا: "اے اللہ ہم پر رحم فرما (۴) (د) ہیکل اور مقدس شہر پر رحمت فرما۔اور اسکو قوموں کی حقارت کے حوالہ نہ کر تا کہ وہ تیرے عہد کو ذلیل نہ کریں"

۳۰۔اس وقت یسوع نے بھی ان کے ساتھ ہم آواز ہو کر کہا: "اے پروردگار ہمارے باپ دادا کے معبود ایسا ہی ہونا چاہیئے (ذ)

(ا) اللہ مرسل (ب) قال عیسیٰ بن مریم سیجی من بعدی نور الانبیاء والاولیاء، منہ (ت) رسول اللہ (ث) اللہ رحمن اللہ کریم (ج) اللہ سلطان (ح) اللہ قہار (خ) الیہود یحرفون فی الانجیل (د) اللہ الرحمن (ذ) سلطان الآبائنا ( ) سورۃ توکیل (۱) اشعیا ۶۳:۱۶ و ۶۴۔

(۲) مرقس ۱۲ (۳) مرقس ۱۲: (۴) دانیال ۹:۱۶ (۵) یوحنا ۱۶:۱۵

فصل (۱) نمبر ۱۸

{یہاں (یسوع) دنیا کا اللہ کی خدمت کرنے (والوں) پر سختی اور ظلم کرنا واضح کرتا اور یہ بتاتا ہے کہ اللہ کی مدد انکو محفوظ رکھتی ہے}

۱۔ اور یسوع نے یہ کہہ کر اس کے بعد کہا: "تم ہی وہ لوگ نہیں ہو کہ تم نے مجھ کو اختیار کیا۔

۲۔ بلکہ میں نے تم کو چنا ہے تاکہ میرے شاگرد ہو۔

۳۔ پس جبکہ دنیا تم سے ناخوش ہو گے اس وقت تم ٹھیک طور سے میرے شاگرد ہو گے (۱)

۴۔ کیونکہ دنیا ہمیشہ سے خدا کے خادم بندوں کی دشمن رہی ہے۔

۵۔ تم پاک نبیوں کو یاد کرو جن کو کہ دنیا والوں نے قتل کر دیا۔ جیسا کہ ایلیا (ب) کے زمانہ میں واقع ہوا جبکہ ایزابل نے دس ہزار نبی قتل کئے یہاں تک کہ بڑی مشکلوں سے ایلیا اور سات ہزار نبیوں کے بیٹے بچ سکے (۲) جن کو کہ اخاب کی فوج کے سپہ سالار نے چھپا لیا تھا۔

۶۔ آہ۔ آہ اس بدکار دنیا سے جو کہ خدا کو نہیں پہچانتی ہے۔

۷۔ اس حالت میں تم ہرگز نہ ڈرو (۳) کیونکہ تمہارے سروں کے بال شمار کر لئے گئے ہیں تاکہ وہ ہلاک نہ ہوں۔

۸۔ دیکھو گھروں کی چڑیا اور دوسری چڑیوں کو جن کا کہ کوئی بال اور پر بھی بغیر خدا کے حکم کے نہیں گرتا۔

۹۔ کیا اللہ (ج) چڑیوں کے ساتھ اس انسان سے زیادہ توجہ فرماتا ہے۔ جس کے لئے سب چیزیں پیدا کی ہیں؟

۱۰۔ کیا کوئی آدمی ایسا پایا جا سکتا ہے جو بہ نسبت اپنے بیٹے کے اپنی جوتی کا بہت زیادہ خیال کرتا ہو؟

۱۱۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔

۱۲۔ پس کیا تم پر سب سے بڑھ کر یہ بات واجب نہیں (د) کہ تم یہ خیال کرو کہ بیشک اللہ تمہیں بے خبر لئے ہوئے ہرگز نہیں چھوڑے گا۔ بحالیکہ وہ چڑیوں پر عنایت کرنے والا ہے۔

۱۳۔ لیکن میں چڑیوں ہی کی بات کیوں کروں۔ بلکہ کسی درخت کا کوئی پتا تک بدوں ارادۂ خدا کے نہیں گرتا (ہ)

اسور توکیل (ب) فی زمان الیاس یقتل الیهود عشرة الاف انبیاء بغیر الحق منه (ج) اللّٰه وکیل و حافظ (د) اللّٰه (ب) (ہ) لا یسقط ورق من الشجر الا بارادة اللّٰه تعالیٰ منه

(۱) یوحنا ۱۵:۱۹ (۲) ۱ سلاطین ۱۸:۴، ۱۳ (یہاں تعداد ایکسو ہے اور شاید کہ جو عدد یہاں ہے وہی سلاطین ۱۹:۱۸ میں بھی مراد ہے)

(۳) متی ۱۰:۲۸۔ ۳ و لوقا ۱۲:۵۔ ۵۷

۱۴۔تم مجھے سچا مانو۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ دنیا تم سے ہی ڈرتی ہے۔ اگر تم میری بات کو محفوظ رکھو (اس پر عمل کرو) کیونکہ اگر دنیا اپنی بدکاری کی بدنامی سے نہ ڈرتی تو وہ تم سے عداوت نہ رکھتی۔ لیکن وہ اپنی رسوائی کو ڈرتی اور اسی لئے تمہیں ستاتی ہے (ا)

۱۶۔پس جبکہ تم دنیا کو دیکھو کہ وہ تمہاری باتوں کو بے حقیقت بتاتی ہے تو ہرگز رنجیدہ نہ ہو بلکہ سوچو کہ کیونکر اللہ جو کہ تم سے بہت ہی بڑا ہے اس کی بھی دنیا نے اہانت کی ہے یہاں تک کہ اس کی حکم کو نادانی خیال کیا ہے۔

۱۷۔تو جبکہ اللہ دنیا (کی باتوں) کو صبر کے ساتھ برداشت کرتا ہے (ب) پھر تم اے زمین کی خشک مٹی اور گلا دے کس لئے رنج کرتے ہو۔

۱۸۔تم اپنے صبر ہی سے اپنے نفسوں کے مالک بن جاؤں گے (ا) پس جبکہ کوئی تمہارے ایک گال پر تھپڑ مارے تو اس کے لئے دوسرا گال بھی پھیر دو تا کہ اس پر بھی تھپڑ مارے (۲)

۱۹۔کسی بدی کا بدلہ بدی ہی سے نہ دو (۳) کیونکہ یہ وہ کام ہے جس کو تمام حیوانوں میں سے بہت ہی برے حیوان کرتے ہیں۔

۲۰۔لیکن تم بدی کا بدلہ نیکی کے ساتھ دو (ت) اور جو لوگ تم سے عداوت رکھتے ہیں ان کے لئے اللہ سے دعا مانگو (۴)

۲۱۔آگ آگ ہی سے نہیں بجھائی جاتی بلکہ پانی سے۔ اسی لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ بدی پر بدی کے ذریعے سے غالب نہ آؤ بلکہ نیکی کے وسیلہ سے (۵) اس اللہ (ث) کو دیکھو جس نے اپنے آفتاب کو نیکوں اور بدوں پر نکلنے والا بنایا ہے (۶) اور ایسے ہی مینہ کو۔

۲۲۔پس اسی طرح تم پر بھی واجب ہے کہ سب کے ساتھ بھلائی کرو۔ کیونکہ ناموس (تورات) میں لکھا ہے کہ "تم سب قدسی صفات بنو اس لئے کہ میں تمہارا معبود قدوس ہوں (ج) (۷) تم پاکیزہ رہو۔ اس واسطے کہ میں پاک و خالص ہوں اور تم کامل رہو اس لئے کہ میں کامل ہی ہوں (ح)

۲۳۔میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ خدمت کرنے والا اپنے آقا کو رضامند بنانے کا قصد کرتا ہے تو وہ ایسا کپڑا ہرگز نہیں پہنتا جس سے اس کا آقا نفرت کرے۔

(ا) الدنیا لا تحب عباداللّٰہ الأخیار لا نہا خافت ان یکشف راز شانھا یکشفوا شقاوتھا؟) و نقصد للعباد ان تصیب البلاء و الضرر منہ (ب) اللّٰہ صبر (صبور) اللّٰہ علیم. (ت) مثلا لا یدفع النار و بالنار کذالک لا یدفع الشر باشر، منہ (ث) اللّٰہ رازق (ج) اللّٰہ ولی و قدوس و کامیل (ح) یقول اللّٰہ تعالیٰ فی التوریۃ یا بنی اسرائیل کنوا ولیا فانی ولی و کنوا طاھراً فانیّ طاھر و کنوا کاملاً فتیّ کامیل منہ.

(۱) لوقا ۲۱:۱۹ (۲) متی ۵:۳۹ (۳) اپطرس ۳:۹ (۴) متی ۵:۴۵ ولوقا ۶:۲۸ (۵) ۱۲:۲۱ (۶) متی ۵:۴۸ (۷) الاحبار ۱۹:۲

۲۴۔ اور تمہارے کپڑے بھی تمہاری ارادت اور محبت ہے۔

۲۵۔ تم اس صورت میں اس بات سے ڈرتے رہو کہ کسی ایسی چیز کا ارادہ یا اس کی محبت کرو جو کہ اللہ (ا) ہمارے پروردگار کو پسند نہیں ہے۔

۲۶۔ خوب یقین کرلو کہ بیشک اللہ دنیا کے بناؤ سنگار اور اس کی فضول خواہشوں کو برا سمجھتا ہے۔ اس لئے تم بھی دنیا کو برا سمجھو۔

فصل نمبر ۱۹

{مسیح اپنے آپ کو سونپ دینے کا دھڑکا دیتا اور پہاڑ سے اتر کر دس کوڑھیوں کو تندرست کرتا ہے}

۱۔ اور جبکہ یسوع نے یہ کہا۔ بطرس نے جواب دیا (ا) اے استاد! بیشک ہم نے سب چیزوں کو چھوڑ دیا تا کہ تیری پیروی کریں پس اب ہمارا انجام کیا ہے؟

۲۔ یسوع نے جواب دیا "تحقیق تم قیامت کے دن میرے پہلو میں بیٹھو گے تا کہ اسرائیل کے بارہ اسباط پر گواہی دو۔"

۳۔ اور جبکہ یسوع نے یہ کہا تو اس نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا: "اے پروردگار! یہ کیا ہے میں نے تو بارہ چنے اور ایک ان میں سے شیطان نکلا" (ا)

۴۔ تب شاگرد اس بات سے سخت اداس ہوئے۔

۵۔ اس وقت اس لکھنے والے نے چپکے سے روتے ہوئے یسوع سے دریافت کیا کہ "اے سید! کیا شیطان مجھ کو دھوکا دے گا اور کیا میں دُور پھینکا جاؤں گا"؟

۶۔ تب یسوع نے جواب دیا "برنباس! تو افسوس نہ کر کیونکہ وہ لوگ جنہیں اللہ نے دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے ہی برگزیدہ کرلیا ہے وہ کبھی ہلاک نہ ہوں گے۔ تو خوش ہوجا۔ اس لئے کہ تیرا نام حیاۃ کی کتاب میں لکھا ہوا ہے" (۳)

۷۔ اور یسوع نے یہ کہتے ہوئے اپنے شاگردوں کو تسلی دی کہ: "تم کچھ خوف نہ کرو کیونکہ وہ شخص جو کہ مجھ سے عداوت کرے گا میرے کلام سے رنجیدہ نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اس میں خداوند کا کچھ شعور نہیں ہے"

۸۔ تب برگزیدہ آدمی اس کی کلام سے تسلی پاگئے۔

۹۔ اور یسوع نے اپنی نماز ادا کی۔

۱۰۔ اور شاگردوں نے کہا: "آمین اے

(ا) اللہ سلطان (ا ب) سورۃ الیشقی الابرص

(ا) متی۔۱۹: ۲۷، ۲۸ (۲) یوحنا۔۶: ۷

(۳) فیل ۶: ۳ و لوقا ۱۰: ۲۰

پروردگار معبود قدیر ورحیم ایسا ہی ہونا چاہیئے (ا)

۱۱۔ اور جس وقت یسوع عبادت ختم کر چکا وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ پہاڑ سے نیچے اتر آیا

۱۲۔ اور دس (ا) کوڑھیوں سے ملا جو دور ہی سے چلا اٹھے کہ: "اے داؤد کے بیٹے یسوع ہم پر رحم کر۔

۱۳۔ یسوع نے ان کو اپنے پاس بلایا اور دریافت کیا کہ "بھائیو تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟

۱۴۔ وہ سب چیخ کر بولے: "ہمیں تندرستی دے"۔

۱۵۔ یسوع نے جواب دیا: "اے نادانو! کیا تمہاری عقل ماری گئی ہے کہ تم کہتے ہو: "ہمیں تندرستی دے"

۱۶۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں بھی تجھ ہی جیسا آدمی ہوں؟

۱۷۔ ہمارے اس خدا سے دعا مانگو جس نے تم کو پیدا کیا ہے۔ اور وہ قدیر ورحیم تم کو شفا دے گا۔ (ب)

۱۸۔ تب کوڑھیوں نے رو کر جواب دیا "بے شک ہم جانتے ہیں تو ہمیں جیسا انسان ہے۔

۱۹۔ لیکن تو خدا کا قدوس اور پروردگار کا نبی ہے۔ لہٰذا خدا سے دعا کرتا کہ وہ ہمیں شفا دے۔"

۲۰۔ پھر رسولوں نے عاجزی کی اور کہا: "اے استاد! ان پر رحم کھا"

۲۱۔ اس وقت یسوع نے آہ کی اور یہ کہہ کر دعا مانگی: "اے پروردگار معبود! قدیر ورحیم (ب)

۲۱۔ رحم کر اور اپنے بندہ کی باتوں پر کان لگا' ان لوگوں کی امید قبول کر اور ان کو صحت عطا فرما بواسطہ محبت ہمارے باپ ابراہیمؑ اور اپنے مقدس عہد کے۔

۲۳۔ اور جبکہ یسوع یہ کہہ چکا وہ کوڑھیوں کی طرف پھرا اور کہا: "تم واپس جاؤ اور اپنے تئیں خدا کی شریعت کے موافق کاہنوں کو دکھاؤ۔

۲۵۔ پس کوڑھی چلے گئے اور وہ راستہ (سڑک) پر (جا کر) تندرست ہو گئے۔

۲۶۔ اس وقت جبکہ ان میں سے ایک نے یہ دیکھا کہ وہ اچھا ہو گیا ہے۔ یسوع کو ڈھونڈھتا ہوا واپس آیا۔

۲۷۔ اور یہ اسمٰعیلی تھا۔

۲۸۔ اور جبکہ اس نے یسوع کو پالیا تو اس کی عزت کرنے کے لئے اس کے سامنے جھکتے ہوئے کہا: "بے شک' تو سچا اللہ کا قدوس ہے"

(ا) سلطان . اللہ الرحمن علی کل شی قدیر. مقلو منہ

(ب) اللہ خالق والرحمن و قدیر علی کل شئی . منہ

(ا) لوقا۔ ۱۷۔ ۱۲۔ ۱۹ (۲) مرقس۔ ۵: ۱۸۔ ۲۰

(۲) متی۔ ۳۰: ۲۸

۲۹۔اور شکریہ کے ساتھ اس سے گڑگڑایا تا کہ وہ (یسوع) اس کو خادم کے طور پر قبول کرے۔

۳۰۔ یسوع نے جواب دیا" اچھے تو دس ہوئے ہیں۔ پھر نو کہاں ہیں؟"

۳۱۔اور اس شخص سے جو اچھا ہو گیا تھا یہ کہا۔ "میں اس لئے نہیں آیا ہوں کہ خدمت کیا جاؤں۔ بلکہ اس لئے آیا ہوں کہ خدمت کروں۔ (۲)

۳۲۔پس تو اب اپنے گھر کو چلا جا۔

۳۳۔اور ذکر کر کہ جو کچھ اللہ (ا) نے تیرے ساتھ کیا ہے وہ کتنی بڑی بات ہے تا کہ لوگ معلوم کر لیں کہ وہ وعدے جو ابراہیمؑ اور اس کے بیٹے سے خدا کے ملکوت (فرشتوں) کی معرفت کئے گئے تھے اب نزدیک آ رہے ہیں"

۳۴۔تب تندرست شدہ کوڑھی واپس گیا اور جبکہ وہ اپنے محلہ کے پڑوسیوں میں پہنچا اس وقت وہ بات (لوگوں سے) بیان کی جو کہ اللہ نے یسوع کے واسطہ سے اس کے ساتھ کی تھی۔

(ا) اللہ معطی

(ا) مرقس ۵:۱۸۔۲۰ (۲) متی ۲۰:۲۸

فصل (ا) نمبر ۲۰

{نشانی معجزہ جو کہ یسوع نے سمندر میں دکھائی اور اس کا یہ اعلان کہ نبی کہاں قبول کیا جاتا ہے}

ا۔اور یسوع جلیل کے سمندر کی طرف گیا' اور ایک جہاز میں (ا) اپنے شہر ناصرہ کی جانب سفر کرنے کے لئے سوار ہوا۔

۲۔تب سمندر میں بڑا طوفان آیا۔ جس سے کہ جہاز ڈوب چلا۔

۳۔ اور یسوع جہاز کے آگے کے حصہ میں سو رہا تھا۔

۴۔پس اس کے شاگرد اس کے پاس گئے۔ اور اسے یہ کہتے ہوئے جگا دیا کہ "اے سید! اپنی جان بچا اس لئے کہ ہم تو ہلاک ہونے والے ہیں۔"

۵۔ اور ان کو بڑے خوف نے گھیر لیا جس کا سبب زور کی مخالف ہوا تھی۔ اور دریا کا شور تلاطم۔

۶۔اور تب یسوع اٹھا اور اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھا کر کہا"یا الوھیم الصباؤت" (ب) اپنے بندوں پر رحم کر۔

(ا) سورۃ الحرب (ب) اللہ شاؤت اللہ علن هذا الاسم لسان عمران. منہ

(ا) متی ۸:۲۳۔۲۷

۷۔ یسوع کے یہ کہتے ہی (طوفانی) ہوا فوراً تھم گئی اور سمندر ساکن ہو گیا۔

۸۔ تب تو ملاح حیرت سے گھبرا اٹھے اور کہنے لگے: ''یہ کون شخص ہے کہ سمندر اور ہوا بھی اس کا حکم مانتے ہیں؟''

۹۔ اور جب یسوع شہر ناصرہ میں پہنچ گیا۔ ملاحوں نے شہر میں وہ سب باتیں مشہور کر دیں جو یسوع نے کی تھیں۔

۱۰۔ اس وقت کاتب اور علماء یسوع کے پاس حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا ''ہم وہ سب باتیں (۱) سن لی ہیں جو تو نے سمندر اور یہودیہ میں کی ہیں۔ اس لئے اب ہمیں بھی کوئی معجزہ (۲) یہاں اپنے وطن میں کھلا۔

۱۱۔ تب یسوع نے جواب دیا یہ بے ایمان گروہ نشانی طلب کرتا ہے۔ مگر اس کو ہرگز نہ ملے گی۔ کیونکہ کوئی نبی اپنے وطن میں قبول نہیں کیا جاتا (۳) اور بیشک ایلیا کے زمانہ میں یہودیہ کے اندر بہت سی بیوہ عورتیں تھیں۔ لیکن اس نے لیقات کو بجز صیدا کی بیوہ کے اور کسی کے پاس نہیں بھیجا۔

۱۲۔ اور الیشع کے زمانہ میں گو یہودیہ کے اندر کوڑھی بکثرت تھے لیکن اس نے نعمان سریانی کے سوا اور کسی کو اچھا نہیں کیا۔

۱۳۔ تب شہر کے آدمی خفا ہوئے اور اس کو پکڑ کر ایک کگارے کے کنارہ پر اٹھا لے گئے۔ تاکہ (وہاں سے) اسے (نیچے سمندر میں) گرا دیں۔ لیکن یسوع ان کے بیچ میں ہو کر چلا اور ان کے پاس واپس آ گیا۔

فصل (۱) نمبر ۲۱

{یسوع ایک آسیب زدہ کو درست بناتا ہے اور خنزیر سمندر میں گرتے ہیں۔ اور یسوع ایک کنعانی عورت کی لڑکی کو شفا بخشتا ہے}

۱۔ یسوع کفرناحوم کو گیا اور شہر کے قریب پہنچا۔

۲۔ کہ ناگہاں ایک شخص قبروں کے اندر سے نکلا (۱) اس شخص پر شیطان تھا اور اس کو ایسا قابو میں کر چکا تھا کہ کوئی زنجیر اس شخص کے باندھ رکھنے کی طاقت نہیں پاتی تھی۔ لہذا اس نے لوگوں کو بڑا نقصان پہنچایا تھا۔

۳۔ شیطان اس آسیب زدہ آدمی کے منہ سے یہ کہتے ہوئے چیخنے کہ ''اے اللہ کے قدوس تو وقت سے پہلے ہم کو پریشان کرنے کے لئے کیوں آ گیا۔

(۱) لوقا ۴: ۲۳۔۳۰ (۲) متی ۱۲: ۲۸، ۲۹ (۳) مرقس ۵: ۱۔۱۷

(۱) سورۃ الجن (۱) متی ۸۔ ۲۹

۴۔اور انہوں نے یسوؔع سے عاجزی کی کہ وہ ان کو نہ نکالے۔

۵۔تب یسوؔع نے شیطانوں سے پوچھا کہ ان کی تعداد کتنی ہے؟

۶۔شیطانوں نے جواب دیا کہ چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ۔

۷۔پھر جب شاگردوں نے اس بات کو سنا وہ خوف زدہ ہوئے اور انہوں نے یسوؔع کی منت کی کہ وہ واپس ہے۔

۸۔اس وقت یسوؔع نے جواب دیا ''تمہارا ایمان کہاں ہے؟ شیطان پر واجب ہے کہ وہ واپس جائے نہ کہ میں''

۹۔تب اس وقت شیطان یہ کہہ کر چیخنے لگے کہ ''ہم نکلے جاتے ہیں لیکن ہم کو اجازت دے کہ ہم ان خنزیروں میں داخل ہو جائیں''

۱۰۔اور اس جگہ سمندر کے کنارے پر قریب دس ہزار کنعانیوں کے خنزیر چر رہے تھے۔

۱۱۔یسوؔع نے کہا: تم نکل جاؤ۔ اور خنزیروں میں داخل ہو جاؤ'' تب شیطان۔خنزیروں میں انہی کی بولی بولتے ہوئے سما گئے۔اور انہوں نے وہ سب باتیں (اور لوگوں سے) بیان کیں۔جو یسوؔع کے ہاتھوں سے ہوئی تھیں۔

۱۴۔تب اسی وقت شہر کے آدمی باہر نکلے اور انہوں نے یسوؔع اور اس آدمی کو پایا جس کو شفا حاصل ہوئی تھی۔

۱۵۔پس شہر کے آدمی دہشت زدہ ہو گئے۔اور انہوں نے یسوؔع کی منت کی کہ وہ ان کی سرحدوں سے چلا جائے۔

۱۶۔تب یسوؔع وہیں سے ان کے پاس سے واپس گیا اور صور صیدا کے اطراف کو چلا۔

۱۷۔کہ اچانک ایک کنعانی عورت اپنے دو بیٹوں سمیت (۱) اپنے ملک سے یسوؔع کو دیکھنے (ملنے) کے لئے آ گئی۔

۱۸۔اور جبکہ یسوؔع کو اپنے شاگردوں کے ساتھ آتے دیکھا تو چلائی کہ ''اے یسوؔع داؤد کے بیٹے میری بیٹی پر رحم کھا جس کو شیطان تکلیف دے رہا ہے۔

۱۹۔پس یسوؔع نے ایک بات بھی اس کے جواب میں نہیں کہی۔کیونکہ وہ (کنعانی) ختنہ نہ کرانے والوں میں سے تھے۔

۲۰۔تب شاگردوں کے دل نرم ہوئے اور انہوں نے کہا: ''اے استاد ان پر ترس کھا اور دیکھ کہ ان کا رونا پیٹنا کس قدر سخت ہے۔

۲۱۔یسوع نے جواب دیا کہ:"میں نہیں بھیجا گیا ہوں۔مگر صرف اسرائیل کی قوم کی جانب (۱)

۲۲۔تب عورت آگے بڑھی اور اس کے دونوں بیٹے یسوع کی جانب روتی دھوتی اور کہتی ہوئی کہ"اے داؤد کے بیٹے یسوع مجھ پر مہربانی کر۔"

۲۳۔یسوع نے جواب دیا۔"یہ اچھی بات نہیں کہ بچوں کے ہاتھ سے روٹی لے کر کتوں کے آگے ڈال دی جائے"اور یہ بات یسوع نے صرف ان کی ناپاکی کی وجہ سے کہی کیونکہ وہ غیر مختونوں میں سے تھے۔

۲۵۔تب عورت نے کہا:"اے پروردگار تحقیق کتے ان ریزوں کو کھایا کرتے ہیں جو کہ ان کے مالکوں کے دسترخوان سے گر جاتے ہیں"

۲۶۔اس وقت یسوع عورت کی گفتگو سے چونک پڑا۔اور اس نے کہا:"اے عورت بیشک تیرا ایمان بہت ہی بڑا ہوا ہے۔"پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور خدا سے دعا کی پھر کہا"اے عورت تحقیق میں نے تیری بیٹی کو آزاد کر دیا اس لئے تو اپنے راستہ میں سلامتی کے ساتھ چلی جا۔"

۲۷۔تب عورت چلی گئی اور جبکہ وہ اپنے گھر میں واپس آئی اس نے اپنی بیٹی کو پایا جو کہ اللہ کی پاکی بیان کر رہی تھی۔

۲۸۔اس سبب سے اس عورت نے کہا:"حق یہ ہے کہ کوئی معبود پوجنے کے قابل نہیں۔مگر اسرائیل کا معبود(۱)"(۱)

۲۹۔پھر اسی وقت سے اس عورت کے قریبی رشتہ دار(۲)شریعت سے مل گئے۔از روئے عمل کرنے کے اس شریعت پر جو موسیٰ کی کتاب میں لکھی ہے۔

فصل(ب) نمبر۲۲

{غیر مختونوں کی کم بختی،کتے کے ان سے افضل ہونے کی وجہ سے}

۱۔تب شاگردوں نے یسوع سے اسی دن دریافت کیا اور کہا:"اے استاد!تو نے عورت کو یہ کہہ کر کیوں جواب دیا کہ وہ غیر مختون کتے ہیں۔

۲۔یسوع نے جواب دیا:"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بے شک کتا غیر مختون آدمی سے افضل ہے۔"

۱قال عیسیٰ ارسلنی اللہ تعالیٰ الی بنی اسرائیل لا غیرھم۔ منہ

(۱)لا الہ من غیر الٰہ بن اسرائیل۔ منہ

(ب)سورۃ الکلب(۱)۲سلاطین۵:۱۵۔یوحنا۴:۵۳

۳۔ تب شاگرد رنجیدہ ہو کر کہنے لگے کہ "تحقیق یہ کلام گراں گزرتا ہے اور کون شخص اس کے قبول کرنے کی طاقت پاتا ہے"

۴۔ یسوع نے جواب دیا "اے جاہلو! اگر تم یہ دیکھتے کہ وہ کتا جس کو عقل نہیں، اپنے مالک کی خدمت کے لئے کیا کرتا ہے تو تم کو معلوم ہو جاتا کہ میری بات سچی ہے۔

۵۔ مجھ سے کہو کیا کتا اپنے مالک کے گھر کی نگہبانی کرتا اور اپنی جان چور کے روبرو پیش کر دیتا ہے۔

۶۔ بے شک لیکن اس کا بدلہ کیا ہے؟

۷۔ بہت سی مار اور ایذا دہی تھوڑی سی روٹی کے ساتھ اور (اس حال میں بھی) وہ اپنے مالک کو خوش و خرم چہرہ دکھاتا ہے۔ کیا یہ سچ ہے؟"

۸۔ شاگردوں نے جواب دیا کہ "ہاں اے استاد یہ صحیح"

۹۔ تب یسوع نے شاگردوں سے کہا: "اب تم سوچو کہ اللہ نے انسان کو جو کچھ بخشا ہے (ا) وہ کس قدر بڑھا ہوا ہے۔ پھر تم ایسی حالت میں دیکھو کہ انسان کیسا سخت ناشکرا ہے بوجہ اس کے کہ وہ اللہ کے اس عہد کو پورا نہیں کرتا جو کہ خدا نے اپنے بندے ابراہیم سے کیا ہے۔

۱۰۔ تم اس بات کو یاد کرو جسے داؤد (ا) نے (بنی) اسرائیل کے بادشاہ شاول سے جلیات فلسطینی کے برخلاف کہا تھا۔

۱۱۔ داؤد نے کہا: "اے میرے آقا، اس اثنا میں کہ تیرا غلام اپنا ریوڑ چرا رہا تھا۔ ایک بھیڑیا ایک ریچھ اور ایک شیر آیا۔ اور سب تیرے غلام کی بھیڑوں پر ٹوٹ پڑے۔

۱۲۔ پس تیرا غلام آیا اور ان کو مار ڈالا، اور بھیڑوں کو بچا لیا۔

۱۳۔ اور یہ غیر مختون نہیں ہے مگر انہیں میں سے ایک جیسا۔

۱۴۔ اسی لئے تیرا بندہ پروردگار معبود (ب) اسرائیل کا نام لے کر جاتا اور اس ناپاک کو قتل کرتا ہے جو کہ اللہ کے پاک گروہ پر اس کے کہ ہونے کی وجہ سے بڑائی دکھا رہا ہے"

۱۵۔ تب شاگردوں نے کہا "اے استاد ہم کو بتا کہ انسان پر کس وجہ سے ختنہ کرانا واجب ہوتا ہے؟"

۱۶۔ پس یسوع نے جواب دیا "تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ اللہ نے اس بات کا حکم ابراہیمؑ کو یہ کہتے ہوئے دیا (ا) کہ "اے ابراہیم تو اپنے سارے گھرانے کا قلفہ (ا) کاٹ دے کیونکہ یہ میرے اور تیرے مابین ہمیشہ تک عہد ہے۔

فصل (ف) نمبر ۲۳

(ختنہ کی اصل۔ اور اللہ کا عہد ابراہیم کے ساتھ اور غیر مختونوں کو لعنت)

(ا) اللّٰہ وھاب (ہ) اسموئیل ۱۷: ۳۴

(ب) اللہ سلطان (ت) سورۃ الحم الانسان (ا) تکوین ۱۷: ۱۱

ا۔ قلفہ وہ بڑھی ہوئی کھال جو ختنہ میں کاٹ دی جاتی ہے کھلوی ۱۲ مترجم

۱۔اور جبکہ یسوع نے یہ کہا وہ اس پر پہاڑ کے قریب بیٹھ گیا جس کو یہ سب آدمی دیکھ رہے تھے۔(۱)

۲۔پس اس کے شاگرد اس کے پہلو میں آ گئے تا کہ اس کی بات پر کان لگا سکیں۔

۳۔تب یسوع نے کہا: ''تحقیق جبکہ آدم پہلے انسان نے شیطان سے دھوکا کھا کر وہ کھانا کھالیا جس سے اللہ نے اس کو فردوس میں منع کیا تھا۔تو آدم کے بدن (۲) نے روح کی نافرمانی کی۔

۴۔تب اس نے یہ کہہ کر قسم کھائی کہ: ''خدا کی قسم (۲) میں تجھ کو ضرور کاٹ ڈالونگا''

۵۔پھر اس نے پتھر کی چٹان سے ایک چھوٹا سا دھار دار ٹکڑا توڑا اور اپنا (۳) بدن پکڑ لیا تا کہ اس کو پتھر کے ٹکڑے کی دھار سے کاٹ ڈالے

۶۔اس وقت فرشتہ جبریل نے اس بات پر اس (آدم) کو ملامت کی۔

۷۔تو (آدم نے) جواب دیا: کہ تحقیق میں خدا کی قسم کھا چکا ہوں کہ اسے کاٹ ڈالوں گا۔اس لئے میں قسم توڑنے والا نہ بنوں گا''

۸۔تب اس کو فرشتہ نے اس کے بدن کا زائد حصہ دکھایا اور آدم نے اس کو کاٹ ڈالا۔

۹۔پس جس طرح کہ ہر انسان کا بدن آدم کے بدن کے بدن سے ہے۔اسی طرح اس پر واجب ہوا کہ ہر ایسے اقرار کی بھی رعایت کرے جس کے پورا کرنے کی آدم نے قسم کھائی ہے تا کہ اس کو بجالائے۔

۱۰۔اور آدم نے اپنے اس فعل پر اپنی اولاد میں محافظت کی۔

۱۱۔پس ختنہ کرانے کی سنت سلسلہ دار ایک گروہ سے دوسرے گروہ میں چلتی آئی۔

۱۲۔لیکن ابراہیمؑ کے زمانہ میں روئے زمین پر مختون آدمیوں کی تعداد معدودے چند کے زائد نہیں رہ گئی تھی۔

۱۳۔کیونکہ بتوں کی پوجا زمین پر بکثرت پھیل گئی تھی۔

۱۴۔اور اسی بناء پر اللہ نے ابراہیمؑ کو ختنہ کی اصلیت سے آگاہ کیا۔

۱۵۔اور اس اقرار کو یہ مستحکم کیا کہ: ''جو نفس (۱) کہ وہ اپنے بدن کا ختنہ نہ کرے گا۔میں اسی کو اپنی قوم کے اندر سے ہمیشہ ہمیشہ تک ہلاک و برباد کروں گا''

۱۶۔پس شاگرد یسوع کی باتوں سے کانپ

---

(۱) واللہ

(۱) ایطالی زبان کے نسخہ میں یہ جملہ بالکل گول مول ہے کچھ صاف سمجھ میں نہیں آتا۔(۲) گلتیوں ۵:۱۷

(۳) بدن سے مراد یہاں عضو تناسل ہے۔مترجم

(۱) تکوین ۱۷:۱۴

گئے۔اس لئے کہ اس نے روح کی تیزی کے ساتھ کلام کیا تھا۔

۱۷۔پھر یسوعؑ نے کہا: ''تم خوف کو اس شخص کے لئے چھوڑ دو جو کہ اپنا قلفہ نہیں کٹواتا کیونکہ وہ فردوس سے محروم ہے۔

۱۸۔اور جبکہ یہ کہا (اسی وقت) یسوعؑ نے یہ بھی گفتگو کی کہ: ''بے شک بہت سے لوگوں کے اندر روح تو اللہ کی اطاعت میں مستعد ہوتی ہے۔لیکن جسم (۱) کمزور ہوتا ہے۔

۱۹۔اس لئے اس شخص پر جو کہ خدا سے ڈرتا ہو۔یہ سوچنا واجب ہے کہ جسم کیا شے ہے؟ اور اس کی اصل کہاں تھی اور اس کی بازگشت کہاں ہوگی؟

۲۰۔زمین کی گیلی مٹی سے اللہ نے جسم کو پیدا کیا (۱)

۲۱۔اور اس میں زندگی کی روح پھونکی (۲) اس کے اندر ایک پھونک مار کر۔

۲۲۔پس جبکہ جسم اللہ کی بندگی میں رکے اس وقت لازم ہے کہ وہ ذلیل اور گیلی مٹی کی طرح پامال بنایا جائے۔

۲۳۔کیونکہ جو شخص اس دنیا میں اپنے نفس سے عداوت رکھتا ہے وہ اس کو ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی میں فائدہ پہنچاتا ہے۔(۳)

۲۴۔بہر حال جسم کی اصلیت اس وقت کیا ہے؟ تو یہ اس کی رغبتوں ہی سے ظاہر ہے کہ: ''ہر ایک خوبی اور نیکی کا جانی دشمن ہے اس لئے کہ وہی اکیلا گناہ کی طرف شوق دلاتا ہے۔

۲۵۔کیا اس صورت میں انسان پر لازم ہے کہ وہ اپنے ایک دشمن کو خوش رکھنے کے لئے اپنے پیدا کرنے والے خدا (۱) کی خوشنودی کو چھوڑ دے۔

۲۶۔تم اس بات کو سوچو کہ تمام پاک سیرت ولی اور انبیاء خدا کی بندگی کے لئے اپنے جسموں کے دشمن تھے۔

۲۷۔اسی وجہ سے وہ دل کی خوشی کے ساتھ اپنی موت کی طرف چلے۔

۲۸۔تاکہ خدا کی اس شریعت سے تجاوز نہ کریں جو اس کے بندہ موسیٰ کو دی گئی ہے اور باطل اور جھوٹے معبودوں کی عبادت نہ کرنے لگیں۔

۲۹۔تم ایلیا ا کو یاد کرو جو کہ اجاڑ اور خشک پہاڑوں کو طے کرتا ہوا۔جڑی بوٹیوں کو کھاتا اور بھیڑ کی کھال اوڑھتا ہوا بھاگا تھا۔

۳۰۔آہ۔کتنے ایسے دن تھے کہ اس نے کچھ کھایا ہی نہیں۔

۳۱۔آہ وہ سردی کتنی سخت تھی۔جس کو اس نے برداشت کیا۔

---

(۱) خلق اللّٰہ آدم من الطین.

(۱) متی ۲۶:۴۱ (۲) تکوین ۲:۷ (۳) یوحنا ۱۲:۲۵

(۱) اللّٰہ خالق۔ا

۳۲۔آہ کتنی بارشوں نے اس کو بھگویا۔

۳۳۔اور تحقیق اس نے سات سال کی مدت تک اس ناپاک عورت ایزابل کے ستانے اور ایذا دینے کی تکلیف جھیلی۔

۳۴۔تم الیشع کو یاد کرو۔جس نے کہ جو کی روٹی کھائی (ا) اور بہت ہی موٹے جھوٹے کپڑے پہنے۔

۳۵۔میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جبکہ یہ لوگ جسم کو حقیر و ذلیل بنانے میں نہیں ڈرے۔تب ہی انہوں نے بادشاہوں اور سرداروں کو اپنا مرعوب بنالیا اور اے قوم جسم کو بے حقیقت سمجھنے کا اتنا ہی فائدہ کافی ہے۔

۳۶۔اور جبکہ تم قبروں کی جانب نظر کرو گے اس وقت تم کو علم ہو جائے گا کہ جسم کیا شے ہے

فصل (ا) نمبر۲۴

(ایک صاف مثال اس بات کی کہ انسان پر دعوتوں اور آرام پسندیوں سے دور بھاگنا کیونکہ واجب ہے)

۱۔جبکہ یسوع نے یہ بات کہی وہ روتا ہوا بولا:

''خرابی ہے ان لوگوں کے لئے جو کہ تن پرور ہیں۔(ب)

۲۔کیونکہ وہ فی الحقیقت دوسری زندگی میں کوئی بھلائی نہ پائیں گے۔بلکہ اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب پائیں گے۔

۳۔میں تم سے کہتا ہوں کہ ایک پیٹو مالدار تھا جس کو سوا پڑ خوری کے اور کوئی فکر ہی نہ تھی اور وہ ہر روز ایک بڑی بھاری دعوت کیا کرتا تھا(ا)

۴۔اور اس کے دروازہ پر ایک فقیر جو کہ لعاذر (کہلاتا تھا یہ فقیر (سر سے پاؤں تک) زخموں سے بھرا ہوا تھا۔اور چاہتا تھا کہ پیٹو کے دستر خوان سے گرے ہوئے ریزوں ہی سے اپنا پیٹ بھر لے۔

۵۔لیکن کسی نے وہ بھی اس کو نہ دیئے۔بلکہ سبھوں نے اس کے ساتھ ٹھٹھول کیا۔

۶۔اور اس (فقیر) پر کتوں کے سوا کسی نے ترس نہ کھایا۔کیونکہ یہ کتے اس کے زخموں کو چاٹتے رہے۔

۷۔اور یہ ہوا کہ فقیر مر گیا۔اور اس کو فرشتے ہمارے باپ ابراہیمؑ کے بازوؤں کی طرف اٹھا لے گئے۔

۸۔اور وہ دولتمند بھی مرا اور اس کو شیطان ابلیس کے بازوؤں میں اٹھا کر ڈال آئے جہاں کہ اس نے بہت ہی کڑا عذاب اٹھایا۔

۹۔پس اس دولتمند نے اپنی آنکھیں اوپر

(ا) سورۃ الغنی والخمر (ب) احسن القصص وہ عبد البدن۔ (ا)۶:۱۹-۳۱

اٹھائیں اور دور سے لعاذر کو ابراہیمؑ کے بازوؤں پر دیکھا۔

۱۰۔ تب اس وقت دولتمند نے چیخ کر کہا: ''اے میرے باپ ابراہیمؑ مجھ پر رحم کر'' اور لعاذر کو بھیج کہ وہ اپنی انگلیوں کے پوروں کے کناروں پر پانی کا ایک بوند لے آئے جو کہ میری اس زبان کو ٹھنڈک بخشے جسے اس بھڑکتی ہوئی آگ میں عذاب دیا جاتا ہے''۔

۱۱۔ پس ابراہیمؑ نے جواب دیا: ''اے میرے بیٹے تو یاد کر کہ تو نے اپنی اچھی چیزوں کو اپنی (دنیاوی) زندگی ہی میں پوری طرح پالیا ہے اور لعاذر نے مصیبتوں کو۔

۱۲۔ اس سبب سے تو اس وقت بدحالی میں ہے اور وہ تسلی میں۔

۱۳۔ تب دولتمند بھی چلایا: ''اے میرے باپ ابراہیمؑ! تحقیق میرے باپ کے گھر میں میرے تین بھائی ہیں۔

۱۴۔ پس تو اب لعاذر کو بھیج کہ یہ ان کو اس عذاب کی خبر دے جو کہ میں بھگت رہا ہوں تاکہ وہی توبہ کرلیں اور یہاں نہ آئیں''

۱۵۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا ''ان کے پاس موسیٰ اور انبیاء ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ ان سے سنیں''

۱۶۔ دولتمند نے کہا: ''ہرگز اے میرے باپ ابراہیمؑ (وہ نہیں سنیں گے) بلکہ جب مردوں میں سے کوئی پھر زندہ ہوکر اٹھے گا۔ اس وقت وہ تصدیق کریں گے''

۱۷۔ تب ابراہیمؑ نے جواب دیا: ''حقیقت یہ ہے کہ جو آدمی موسیٰ اور نبیوں کی تصدیق نہیں کرتا وہ مردوں کی بھی تصدیق نہ کرے گا اگرچہ یہ زندہ ہوکر ہی کیوں نہ اٹھیں'' (۱)

۱۸۔ اور یسوع نے کہا: ''تم دیکھو کیا وہ صبر کرنے والے فقیر مبارک نہیں ہیں جو کہ فقط اسی چیز کی خواہش کرتے ہیں کہ وہ ضروری ہیں۔ اور تن آسانی سے کراہیت کرتے ہیں

۱۹۔ وہ لوگ کیسے کم بخت ہیں جو کہ دوسرے آدمیوں کو اٹھا کر دفن کے لئے لے جاتے ہیں تاکہ ان کے جسموں کو کیڑوں کی غذا ہونے کے لئے دے دیں۔ اور حق کو نہیں سیکھتے۔

۲۰۔ بلکہ وہ اس سے بہت ہی دور ہیں یہاں تک کہ وہ اس جگہ (دنیا میں) ایسی زندگی بسر کرتے ہیں کہ گویا وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

۲۱۔ کیونکہ وہ بڑے بڑے مکانات بناتے ہیں۔ اور بہت سی ملکیت خریدتے ہیں اور غرور گھمنڈ میں زندگی بسر کرتے ہیں۔''

---

(۱) قال ابراهیم من یعتقد کتاب موسیٰ و کتاب سائر الانبیاء لم یعتقد لمن یحیی الموتیٰ من بنی آدم. منه

فصل (ب) نمبر ۲۵

{انسان پر جسم کا حقیر سمجھنا اور دنیا میں زندگی بسر کرنا کس طرح لازم ہے}

۱۔ تب (اس) لکھنے والے نے کہا: ''اے استاد! تحقیق تیرا کلام ضرور سچ ہے اور اسی وجہ سے ہم نے سب چیز کو ترک کر دیا ہے تاکہ تیری پیروی کریں (۱)

۲۔ پس تو اب ہمیں بتا کہ ہم پر کس طرح لازم ہے کہ ہم اپنے کو دشمن جانیں۔

۳۔ خودکشی حرام ہے اور جب ہم جاندار ہیں تو ہم پر واجب ہوا ہے کہ جسم کو قوت (غذا جس سے زندگی قائم رہے) پہنچائیں''

۴۔ یسوع نے جواب دیا۔ ''تو اپنے جسم کی ایک گھوڑے کی طرح نگہبانی کر، امن میں زندگی بسر کرے گا۔

۵۔ اس لئے کہ غذا گھوڑے کو پیمانہ سے ناپ کر دی جاتی ہے اور کام بے اندازہ لیا جاتا ہے۔

۶۔ اور اس کے منہ میں لگام لگائی جاتی ہے تاکہ وہ تیرے ارادہ کے موافق چلے۔

۷۔ اور وہ باندھا جاتا ہے تاکہ کسی کو پریشان نہ کرے۔

۸۔ اور اسے ایک بے حیثیت سی جگہ میں باندھ دیا جاتا ہے اور جبکہ سرکشی کرتا ہے مارا جاتا ہے۔

۹۔ پس اے برنباس! تو بھی اب ایسا ہی کر تو ہمیشہ اللہ کے ساتھ زندگی بسر کرے گا۔

۱۰۔ اور تجھ کو میری گفتگو ہرگز کبیدہ نہ کرے کیونکہ داؤد نبی نے یہی کام اپنے نفس کے ساتھ کیا ہے جیسا کہ وہ کہتے ہوئے خود اس کا اقرار کرتا ہے۔ ''تحقیق میں مثل ایک گھوڑے کے ہوں تیرے پاس اور میں ہمیشہ تیرے ساتھ ہوں'' (۱)

۱۱۔ ''ہاں تو مجھ سے بتلا کہ ان دو میں سے کون زیادہ فقیر ہے؟ وہ جو کہ تھوڑے پر قناعت کر لیتا ہے؟ یا وہ جو بہت کی خواہش رکھتا ہے؟

۱۲۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر دنیا کی عقل درست ہوتی تو کوئی آدمی اپنی ذات کے لئے کسی چیز کو ہرگز جمع نہ کرتا۔

۱۳۔ بلکہ ہر ایک چیز ساجھے کی ہوتی۔

۱۴۔ لیکن آدمی کا دیوانہ پن اس بات سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ جو کچھ بھی جمع کرتا اس کی رغبت اور زیادہ ہی ہوتی ہے۔

---

(۱) سورة الزبطل النفس. "الضبط للنفس؟"

(۱) مرقس۔۱۰:۲۸

(۱) مرقس ۷۳: ۲۲، ۲۳

۱۵۔ اور تحقیق جو کچھ وہ جمع کرتا ہے سوا اس کے نہیں کہ دوسرے لوگوں کی راحت کے لئے جمع کرتا ہے۔

۱۶۔ پس چاہیئے کہ اس صورت میں تمہارے واسطے ایک ہی کپڑا کافی ہو(ا)

۱۷۔ تم اپنے تھیلے کو پھینک دو۔

۱۸۔ کوئی توشہ دان نہ رکھو اور نہ تمہارے پیروں میں جوتا ہو۔

۱۹۔ اور (اپنے دل میں) یہ کہتے ہوئے فکر نہ کرو کہ ''ہمیں کیا پیش آئے گا؟''

۲۰۔ بلکہ تم خدا کا ارادہ (پورا) کرنے کی فکر کرو۔

۲۱۔ اور وہ تمہیں تمہاری حاجت پیش کرے گا۔ یہاں تک کہ تم کسی چیز کے محتاج نہ رہو گے۔

۲۲۔ ''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس زندگی (دنیا) میں بہت سا جمع کرنا (اس بات کی) زوردار شہادت ہوتی ہے کہ (اب) کوئی ایسی شے نہیں پائی جاتی جو دوسری زندگی میں لی جائے (ا)

۲۳۔ کیونکہ جس شخص کا وطن اورشلیم ہو وہ سامرہ میں کبھی گھر نہ بنائے گا۔

۲۴۔ اس لئے کہ (ان) دونوں شہروں میں باہم عداوت پائی جاتی ہے۔

۲۵۔ کیا تم سمجھتے ہو؟''

تب شاگردوں نے جواب دیا کہ ''ہاں''

فصل (ا) نمبر ۲۶

(انسان پر خدا سے کیسی محبت لازم ہے اور اس فصل میں ابراہیمؑ اور اس کے باپ کا باہمی دلچسپ جھگڑا بھی شامل ہے)

۱۔ پھر یسوع نے کہا: ''ایک آدمی سفر میں تھا' اور اسی اثناء میں کہ وہ (راہ راہ) چل رہا تھا۔ (اس نے) ایک خزانہ ایک ایسے کھیت (ا) میں پایا۔ جو ان کے سکوں کے پانچ قطعوں پر بکنے کے لئے پیش کیا جا رہا تھا۔

۲۔ جب اس آدمی کو یہ معلوم ہوا۔ وہ فوراً چلا گیا اور اپنی چادر بیچ ڈالی تاکہ اس کو خرید لے پس آیا یہ بات سچ مانی جائے گی؟''

۳۔ شاگردوں نے جواب دیا ''بیشک جو شخص اس بات کو سچ نہ مانے گا۔ وہ دیوانہ ہے۔''

۴۔ تب یسوع نے کہا: ''بیشک ہم لوگ بھی دیوانے ہوگے۔ جبکہ تم اللہ کو اپنے حواس نہ

(ا) اقول لک الحق من جمع مالا کثیرا فی الدنیا ھذا شاھد لا نصیب لہ فی الجنۃ. منہ (ا) متی ۔۱۰: ۹ و ۱۰

(ا) سورۃ ابراھیم و ابوک (ابوہ) القصص (ا) متی ۔۱۳: ۴۴

دے دو تا کہ اپنے نفسوں کو مول لو جہاں کہ محبت کا خزانہ رہتا ہے۔

۵۔ کیونکہ محبت ایک بے نظیر خزانہ ہے۔

۶۔ اس لئے کہ جو شخص اللہ سے محبت کرتا ہے اللہ اس کے لئے ہو جاتا ہے۔

۷۔ اور جس کے لئے اللہ ہو اس کے لئے سب چیز ہوتی ہے۔(ا)

۸۔ بطرس نے جواب دیا: ''اے استاد تو ہمیں بتا کہ انسان پر کس طرح اللہ سے خالص محبت کرنا واجب ہے؟''

۹۔ تب یسوعؑ نے جواب دیا: ''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو آدمی اپنے باپ اور ماں اور اپنی جان اور اولاد اور اپنی بی بی کو اللہ کی محبت کے لئے (ا) دشمن نہیں سمجھتا تو اس جیسا آدمی اس لائق نہیں ہے کہ اللہ اس سے محبت کرے۔(ب)

۱۰۔ بطرس[ا] نے کہا: ''اے استاد! بیشک اللہ کی شریعت میں موسیٰ کی کتاب کے اندر لکھا ہے کہ ''تو اپنے باپ کی تکریم کرتا کہ تو روئے زمین پر عرصہ تک زندہ رہے۔(۲)

۱۱۔ پھر یہ بھی کہتا ہے کہ: ''وہ بیٹا ملعون ہونا چاہیئے۔ جو کہ اپنے باپ اور ماں کی فرمانبرداری نہیں کرتا(۱)

۱۲۔ اور اسی لئے اللہ نے حکم دیا ہے کہ ایسے نافرمان بیٹے کو شہر کے دروازے کے آگے واجب طور پر پتھراؤ کرنا لازم ہے (۲) قوم کے غصہ کے ساتھ۔

۱۳۔ پھر تو ہمیں کیونکر حکم دیتا ہے کہ ہم اپنے باپ اور ماں کو دشمن سمجھیں۔

۱۴۔ یسوع نے جواب دیا: ''میری باتوں میں سے ایک ایک لفظ سچا ہے۔

۱۵۔ اس لئے کہ وہ خود میری طرف سے نہیں بلکہ اس اللہ کی جانب سے ہے جس نے مجھے اسرائیل کے گھرانے کی طرف بھیجا ہے (۳)

۱۶۔ اسی سبب سے میں تم سے کہتا ہوں کہ وہ سب جو کہ تمہارے پاس ہے اللہ ہی نے اسے تم کو مہربانی فرما کر بخشا ہے (۱)

۱۷۔ پس دو امور میں سے کس کی قدر و قیمت زیادہ بڑی ہے؟ دی ہوئی چیز کی یا دینے والے کی؟

۱۸۔ لہذا جبکہ تیرا باپ یا تیری ماں یا ان دونوں کے سوا کوئی اور تیرے لئے اللہ کی اطاعت میں رکاوٹ بنے تو تو ان کو یوں چھوڑ دے کہ گویا وہ دشمن ہیں۔

۱۹۔ کیا اللہ نے ابراہیمؑ سے نہیں کہا کہ: ''تو اپنے باپ اور عزیزوں کے گھر سے نکل

(ا) من احب اللّٰہ کن لہ اللّٰہ و من کان لہ اللّٰہ کان کل شیئ لہ. منہ

(ا) لوقا ۱۴:۲۶۔ (۲) خروج ۲۰:۱۲

[ا] بائبل کے موجودہ اردو تراجم میں ''پطرس'' آیا ہے۔ خ

(ا) استثنا ۲۷:۱۶ (۲) استثنا ۲۱:۱۸۔۲۱ (۳) یوحنا ۱۴:۲۴

جا(۱) اور اگر اس زمین کے اندر رہائش اختیار کر جسے کہ میں نے تجھ کو اور تیری نسل کو عطا کیا ہے"

۲۰۔ اور اللہ نے یہ بات کیوں کہی؟

۲۱۔ کیا اسی لئے نہیں کہی کہ ابراہیمؑ کا باپ بت تراش تھا۔ وہ (مورتیں) بناتا اور عبادت کرتا تھا جھوٹے معبودوں کی؟

۲۲۔ اسی وجہ سے ان (ابراہیمؑ اور اس کے باپ) دونوں کے مابین عداوت اس حد کو پہنچ گئی تھی کہ اس دشمنی کے ساتھ باپ نے اپنے بیٹے کو (آگ میں) جلانے کا ارادہ کیا۔"

۲۳۔ بطرس نے جواب دیا "درحقیقت تیری باتیں سچی ہیں۔

۲۴۔ اور میں تجھ سے منت کرتا ہوں کہ تو ہمیں وہ قصہ سنا کہ کیونکر ابراہیمؑ نے اپنے باپ سے ٹھٹھا کیا؟"

۲۵۔ یسوعؑ نے جواب دیا: "ابراہیم سات سال کا تھا جبکہ اس نے خدا کو ڈھونڈھنا شروع کیا۔

۲۶۔ ایک دن اس نے اپنے باپ سے کہا: "اے میرے باپ! انسان کو کس نے بنایا ہے؟"

۲۷۔ بے وقوف باپ نے جواب دیا: "انسان نے"

۲۸۔ کیونکہ خود میں نے تجھ کو بنایا ہے اور میرے باپ نے مجھے بنایا تھا۔"

۲۹۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا: "اے میرے باپ معاملہ یوں نہیں ہے۔

۳۰۔ اس لئے کہ میں نے ایک بڈھے کو سنا ہے کہ وہ آہ وزاری کرتا اور کہتا تھا: "اے میرے اللہ تو نے مجھے کوئی اولاد کیوں نہیں دی؟"

۳۱۔ ابراہیمؑ کے باپ نے جواب میں کہا: "سچ ہے اے میرے بیٹے! اللہ انسان کی مدد کرتا ہے تاکہ وہ کسی انسان کو بنائے لیکن وہ (اللہ) اس (کام) میں اپنا ہاتھ نہیں رکھتا۔

۳۲۔ اس لئے انسان پر لازم نہیں مگر یہ کہ وہ پیش ہو اور منت کرے اپنے اللہ کی اور نذر کرے اس کو بکری کے بچے اور بھیڑیں اُسکا معبود اس کی مدد کرے گا۔

۳۳۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا: "اے میرے باپ یہاں کتنے معبود ہیں؟"

۳۴۔ بوڑھے نے کہا: "اے میرے فرزندان کی کوئی گنتی نہیں"

۳۵۔ تب ابراہیم نے جواب دیا "بابا جان! میں اس وقت کیا کروں گا جبکہ میں ایک معبود کی اطاعت کروں اور دوسرا میرا برا چاہے۔ اس وجہ سے کہ میں اس کی بندگی نہیں کرتا ہوں۔

۳۶۔ اور خواہ کوئی امر کیوں نہ ہو۔ لیکن بہرحال ان دونوں معبودوں میں ناچاقی ہوگی اور

(۱) تکوین۔۱۲:۱

معبودوں کے آپس میں جھگڑا ہوگا۔

۳۷۔ مگر جبکہ وہ معبود جو میرے ساتھ بدی کرنا چاہتا ہے میرے معبود کو قتل کر دے تو میں کیا کروں گا؟

۳۸۔ یہ یقینی ہے کہ وہ خود مجھ کو بھی قتل کر ڈالے گا۔

۳۹۔ تب بوڑھے نے ہنستے ہوئے جواب دیا: ''اے میرے بیٹے! تو خوف نہ کھا کیونکہ کوئی معبود دوسرے معبود سے لڑا نہیں کرتا۔''

۴۰۔ (ایسا) ہرگز نہیں ہوتا اس لئے کہ بڑے مندر میں بڑے معبود بعل کے ساتھ ہزاروں معبود (رہتے) ہیں۔

۴۱۔ اور تحقیق اس وقت میری عمر ستر سال تک پہنچ چکی ہے مگر باوجود اس کے میں نے یہ کبھی نہیں دیکھا ہے کہ کسی معبود نے دوسرے معبود کو مارا ہو۔

۴۲۔ اور یہ یقینی امر ہے کہ سب آدمی کچھ ایک ہی معبود کی پوجا نہیں کرتے۔

۴۳۔ بلکہ ایک آدمی ایک معبود کی پرستش کرتا ہے اور دوسرا دوسرے کی۔''

۴۴۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا: ''تو اس صورت میں تو ان کے مابین موافقت پائی جاتی ہے؟''

۴۵۔ اس کے باپ نے کہا: ''ہاں بے شک پائی جاتی ہے۔''

۴۶۔ تب ابراہیمؑ نے کہا: ''اے میرے باپ! معبودوں کی شبیہ کیا ہے؟ وہ کیسے ہوتے ہیں''

۴۷۔ بوڑھے نے جواب دیا: ''اے احمق! میں ہر روز کئی معبود بنا کر دوسرے آدمیوں کے ہاتھ اس لئے بیچ دیتا ہوں تاکہ روٹی خریدوں تو بھی نہیں جانتا کہ معبود کیسے ہوتے ہیں۔''

۴۸۔ اور اُس لحہ میں وہ ایک مورت بنا رہا تھا۔

۴۹۔ پھر اس نے کہا یہ کھجور کی لکڑی کی ہے اور وہ زیتون کی اور یہ چھوٹی مورت ہاتھی دانت کی ہے۔

۵۰۔ دیکھ یہ کیسی خوبصورت ہے کیا یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ گویا یہ جاندار ہے۔

۵۱۔ سچ تو یہ ہے کہ اس میں جان کے سوا اور کوئی کسر نہیں''

۵۲۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا: ''تب تو اے باپ! جبکہ معبودوں کے خود ہی جان نہیں تو جانیں کیونکر بخشتے ہیں؟

۵۳۔ اور جبکہ انہی میں زندگی نہ ہوگی تو اس حالت میں وہ زندگی کیونکر عطا کریں گے۔

۵۴۔ پس اے میرے باپ۔ یہ یقینی بات ہے کہ یہ سب معبود اللہ ہرگز نہیں ہیں''

۵۵۔ بڈھا اس بات سے خفا ہو کر کہنے لگا ''اگر تو اس عمر کو پہنچ چکا ہوتا جس میں کہ آدمی سمجھدار ہوتا ہے تو بیشک میں اس بسولے سے

تیرا سر پھاڑ دیتا۔

۵۶۔ لیکن تو چپ رہ اس لئے کہ تجھے سمجھ ہی نہیں۔

۵۷۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا: ''اے میرے باپ اگر معبود انسان کے بنانے پر مدد کرتے ہیں۔ تو آدمی کو یہ کیونکر قدرت ملتی ہے کہ وہ معبود کو بنائے؟

۵۸۔ اور جبکہ معبود لکڑی سے بنائے جاتے ہیں تو لکڑی کا جلانا بڑا گناہ ہے''

۵۹۔ لیکن اے میرے باپ تو مجھ سے کہہ کہ جب تو نے اتنے معبود بنائے ہیں کہ ان کی تعداد یہ ہے پھر کیوں معبودوں نے تیری مدد اس بارہ میں نہیں کی ہے کہ تو بہت سے بیٹے اور دنیا میں بہت ہی طاقتور آدمی ہو جائے''

۶۰۔ پس باپ سخت خفا ہوا جبکہ بیٹے کو یوں کہتے سنا۔

۶۱۔ اور بیٹے نے یہ کہتے ہوئے اپنی بات ختم کی۔

۶۲۔ اے میرے باپ! کیا دنیا زمانہ کے کسی وقت میں بغیر کسی انسان کے بھی پائی گئی ہے؟

''بڈھے نے جواب دیا: ''بیشک!'' اور یہ سوال کیوں کیا؟''

۶۳۔ ابراہیمؑ نے کہا: ''اس لئے کہ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے معبود کس نے بنایا؟''

۶۴۔ تب بڈھے نے کہا: ''جا میرے گھر سے چلا جا اور مجھے چھوڑ دے کہ اس معبود کو جلدی بنالوں اور مجھ سے کوئی بات نہ کر''

۶۵۔ اس واسطے کہ جب تو بھوکا ہوگا تو روٹی کی خواہش کرے گا نہ کہ بات کرنے کی''

۶۶۔ ابراہیمؑ نے کہا: ''بے شک وہ ضرور بڑا معبود ہے۔ اس لئے تو اُسے جس طرح چاہتا ہے کاٹتا ہے اور وہ اپنا کچھ بچاؤ نہیں کرتا''

۶۷۔ تب تو بڈھا غضبناک ہوا اور بولا: ''درحقیق تمام دنیا تو کہتی ہے کہ یہ معبود ہے اور تو اے احمق لڑکے کہتا ہے کہ ہرگز نہیں؟

۶۸۔ پس مجھے اپنے معبودوں کی قسم ہے کہ اگر تو جواں مرد ہوتا تو میں ضرور تجھے مار ڈالتا''

۶۹۔ اور جب کہ یہ بات کہی' ابراہیمؑ کو گھونسے اور لات سے مارا اور اُس کو گھر سے نکال دیا۔

فصل (ا) نمبر ۲۷

{یہ فصل لوگوں پر ہنسنے کا مناسب فعل ہونا اور ابراہیمؑ کی دانائی کو واضح کرتی ہے۔}

ا۔ پس شاگرد بڈھے کی حماقت پر ہنسنے لگے اور ابراہیمؑ کی دانائی سے حیران رہ گئے۔

(ا) سورۃ المجنون۔

۲۔ لیکن یسوع نے ان کو یہ کہتے ہوئے ملامت کی کہ "واقعی تم یہ کہنے والے نبی کی بات بھول گئے ہو (ا) کہ "فوری ہنسی آنے والے رونے کا دھڑکا دلاتی ہے"

۳۔ اور نیز "تُو وہاں نہ جا جہاں ہنسی ہے بلکہ وہاں بیٹھ جہاں کہ لوگ نوحہ کرتے ہیں۔

۴۔ کیونکہ یہ زندگی مصیبت میں کٹتی ہے" پھر یسوع نے کہا "کیا تم نہیں جانتے ہو کہ اللہ نے موسیٰ کے زمانے میں بہت سے آدمیوں کو مصر میں (ا) ڈراونے حیوانوں کی صورت بنا دیا تھا۔

۵۔ کیونکہ انہوں نے دوسرے لوگوں کے ساتھ ہنسی اور ٹھٹھا کیا۔

۶۔ تم اس بات سے پرہیز کرو کہ کسی پر بھی ہنسو۔ اس لئے کہ تم بڑے رونے والے ہو۔ اُس کے سبب سے روؤ گے (ب)

۷۔ شاگردوں نے جواب دیا "درحقیقت ہم تو بڈھے کی حماقت سے ہنسے تھے"

۸۔ تب یسوع نے جواب دیا: "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ہر خیال کا آدمی اپنے ہی خیال کو پسند کرتا ہے (ا) اور وہ اس میں ایک قسم کی خوشی پاتا ہے۔

۹۔ اسی لئے اگر تم احمق نہ ہوتے تو کبھی حماقت سے نہ ہنستے"

۱۰۔ انہوں نے جواب دیا "ہم پر اللہ (ب) کو رحم کرنا چاہیئے۔

۱۱۔ یسوع نے کہا: "ہاں ایسا ہی ہو"

۱۲۔ تب فیلبس نے کہا: "یہ کیونکر واقع ہوا کہ ابراہیمؑ کے باپ نے اپنے بیٹے کو آگ میں جلانا پسند کیا؟"

۱۳۔ یسوع نے جواب دیا: "جبکہ ابراہیمؑ بارہ سال کی عمر کو پہنچا۔ ایک دن اس کے باپ نے اس سے کہا کہ: "کل معبودوں کی عید ہے۔

۱۴۔ اس لئے ہم سب بڑے مندر میں جائیں گے اور ہم اپنے بڑے معبود "بعل" کے لئے کچھ نذرانہ لیجائیں گے۔

۱۵۔ اور تُو اپنے لئے ایک معبود انتخاب کر لے

۱۶۔ کیونکہ تُو اُس سن کو پہنچ گیا ہے کہ تجھے اس سن میں کسی معبود کا اختیار کر لینا مناسب ہے"

۱۷۔ ابراہیمؑ نے واؤد سے جواب دیا "بسرو چشم اے میرے باپ"

۱۸۔ پس وہ صبح سویرے ہی ہر شخص سے پہلے

(ا) کانت طائفة فی زمان موسیٰ یسخرون قوماً و یضحکونهم یبدلون الله تعالیٰ صورتهم لاجل السخریتهم صورة سوء الحیوان. منه

(ب) منه لا تضحک ابداً لانک تبکی

(ا) جاء ۷: ۲ و ۳۔

(ا) الجنس معاً مجنس منه.

(ب) استغفر الله.

مندر کو چلے۔

۱۹۔ لیکن ابراہیمؑ اپنے کپڑے کے نیچے ایک چھپا ہوا بسولہ لئے تھا۔

۲۰۔ پھر جبکہ یہ دونوں مندر میں داخل ہوئے اور مجمع ہو گیا ابراہیمؑ نے اپنے تئیں مندر کے ایک اندھیرے گوشہ میں کسی بت کے پیچھے چھپالیا۔

۲۱۔ اور جبکہ اس کا باپ واپس چلا تو اس نے خیال کیا کہ ابراہیمؑ اس سے پہلے ہی گھر چلا گیا ہے۔ اس سبب سے وہ ابراہیمؑ کو ڈھونڈھنے کے لئے نہیں ٹھہرا۔

فصل نمبر ۲۸ (۱)

۱۔ اور جس وقت ہر ایک آدمی مندر سے چلا گیا کاہنوں نے مندر کو بند کر دیا اور واپس گئے۔

۲۔ تب اس وقت ابراہیمؑ نے بسولہ لیا اور بجز بڑے دیوتا "بعل" کے اور سارے بتوں کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالے۔

۳۔ پھر بسولے کو اس (بڑے دیوتا) کے پیروں کے پاس مورتوں کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑوں کے مابین رکھ دیا جو کہ چور چور ہو کر گر گئے تھے۔ اس لئے کہ وہ بہت پرانے وقتوں کے اور کئی حصوں سے مل کر بنے تھے۔

۴۔ اور جبکہ ابراہیم ہیکل سے نکل رہا تھا اس کو آدمیوں کی ایک جماعت نے دیکھا۔ انہوں نے خیال کیا کہ وہ اندر اس لئے گیا تھا کہ مندر کی کوئی چیز چرائے پس انہوں نے اس کو پکڑ لیا۔

۵۔ اور جس دم اسے لے کر مندر میں پہنچے اور اپنے دیوتاؤں کو چور چور کٹا ہوا دیکھا۔ وہ ہائے ویلا کرتے ہوئے چیخ اٹھے۔ لوگو دوڑو تا کہ ہم اُسے قتل کریں۔ جس نے ہمارے دیوتاؤں کو قتل کیا ہے" تب وہاں تقریباً دس ہزار مرد کاہنوں سمیت دوڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے ابراہیم سے وہ سبب دریافت کیا۔ جس کی وجہ سے اس نے ان کے دیوتاؤں کو توڑا پھوڑا ہے۔

۶۔ ابراہیم نے جواب دیا "درحقیقت تم احمق ہو"

۷۔ "کیا انسان اللہ کو قتل کر سکتا ہے؟" بیشک جس نے ان دیوتاؤں کو قتل کیا ہے وہی بڑا دیوتا ہے۔

۸۔ کیا تم اس بسولے کو نہیں دیکھتے۔ جو کہ اُسی کا اُسی کے قدموں کے پاس پڑا ہے۔

۹۔ "تحقیق وہ اپنے شریک اور نظیروں کو نہیں چاہتا"

۱۰۔ تب اُسی دم ابراہیمؑ کا باپ آپہنچا۔ جس

(۱) سورہ الصفٰت

نے ابراہیمؑ کی باتیں ان لوگوں کے معبودوں کے بارہ میں یاد کیں۔

۱۱۔ اور وہ بسولہ پہچان لیا۔ جس سے ابراہیمؑ نے بتوں کو توڑا تھا۔

۱۲۔ پس وہ چلایا: ''اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ ہمارے معبودوں کو میرے اسی خائن بیٹے نے قتل کیا ہے۔ اس لئے کہ یہ بسولہ میرا ہے''

۱۳۔ اور اس نے وہ تمام باتیں لوگوں کو کہہ سنائیں جو اس کے اور اس کے بیٹے کے مابین ہوئی تھیں۔

۱۴۔ تب قوم نے بہت بڑی مقدار جلانے کی لکڑی کی جمع کی۔

۱۵۔ اور ابراہیمؑ کے ہاتھ اور دونوں پاؤں باندھے۔

۱۶۔ اور اس کو لکڑی کے انبار پر رکھ کر نیچے سے آگ لگادی۔

۱۷۔ پس ناگہاں اللہ نے اپنے فرشتے جبریل کے ذریعہ آگ کو حکم دیا کہ اس کے بندے ابراہیمؑ کو نہ جلانا۔

۱۸۔ اور آگ زور کے ساتھ بھڑکی اور اس نے دو ہزار آدمیوں کے قریب ان لوگوں میں سے جلا ڈالے۔ جنہوں نے ابراہیمؑ پر موت کا حکم لگایا تھا۔

۱۹۔ لیکن ابراہیمؑ سو اس نے اپنے آپ کو بالکل آزاد پایا۔ اس لئے کہ اللہ کا فرشتہ اس کو اُس کے باپ کے گھر کے قریب اٹھا کر لے گیا۔ بغیر اس کے ابراہیمؑ دیکھے کہ اس کو کس نے اٹھایا ہے۔

۲۰۔ اور اس طرح ابراہیمؑ موت سے بچ گیا''

فصل نمبر ۲۹ (۱)

۱۔ اس وقت فیلبس نے کہا: ''کس قدر بڑی ہے یہ رحمت اللہ کی ان لوگوں کے لئے جو اس سے محبت کرتے ہیں۔

۲۔ اے استاد تو ہمیں بتا کہ (ابراہیمؑ) کیونکر خدا کی شناخت تک پہنچا؟''

۳۔ یسوع نے جواب دیا: ''جبکہ ابراہیمؑ اپنے باپ کے گھر کے پاس پہنچا۔ وہ گھر میں جانے سے ڈرا۔

۴۔ اس لئے گھر سے کچھ دور چلا گیا اور ایک کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ جہاں کہ وہ تنہا ہی رہا۔

۵۔ اور اس نے کہا: ''کسی انسان سے بڑھ کر حیات اور قوت والے خدا کا پایا جانا ضروری ہے کیونکہ وہ انسان کو بناتا ہے۔

۶۔ اور انسان بغیر اللہ کے یہ قدرت نہیں رکھتا کہ انسان کو بنائے''

۷۔ تب وہ اس وقت اپنے گرد و پیش دیکھنے

(۱) سورۃ ابراھیم

لگا۔ اور اس نے ستاروں اور چاند و سورج کے بارہ میں غور کیا۔ پس ابراہیمؑ نے گمان کیا کہ یہی اللہ ہیں۔

۸۔ لیکن اس نے اچھی طرح دیکھنے اور ان کی حرکتوں اور تغیرات پر غور کرنے کے بعد کہا "یہ لازمی ہے کہ اللہ پر کوئی حرکت طاری نہ ہو' اور نہ اس کو بدلیاں چھپائیں۔ ورنہ آدمی فنا ہو جائیں گے"

۹۔ اور اسی اثناء میں کہ ابراہیمؑ حیرت میں غرق تھا' اس نے سنا کہ اس کا نام لے کر پکارا جاتا ہے کہ "یا ابراہیم"

۱۰۔ پھر جبکہ وہ مڑا اور کسی کو کسی طرف نہ دیکھا۔ اس نے کہا: "میں نے بیشک سنا ہے" "یا ابراہیم"

۱۱۔ اور اس کے بعد اس نے ویسے ہی دو دفعہ اور اپنا نام پکارا جاتا سنا "یا ابراہیم"

۱۲۔ تب اس نے جواب دیا: "مجھے کون پکارتا ہے؟"

۱۳۔ اس وقت اس نے کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ "وہ میں ہوں اللہ کا فرشتہ جبرئیل"

۱۴۔ پس ابراہیمؑ خوف زدہ ہوا۔

۱۵۔ لیکن فرشتے نے اس کو یہ کہتے ہوئے تسکین کی کہ "اے ابراہیم تو خوف نہ کھا اس لئے کہ تو اللہ کا خلیل (دوست) ہے۔

۱۶۔ کیونکہ جس وقت تو نے لوگوں کے دیوتاؤں کو توڑ کر چور چور کیا (اسی وقت) تجھ کو فرشتوں اور نبیوں کے اللہ نے برگزیدہ کر لیا۔ یہاں تک کہ اب تو حیات کی کتاب میں لکھ دیا گیا ہے" (۱)

۱۷۔ تب ابراہیمؑ نے کہا: "مجھ پر کیا کرنا واجب ہے تاکہ فرشتوں اور پاک نبیوں کے خدا کی عبادت کروں؟"

۱۸۔ فرشتہ نے جواب دیا: "تو اس چشمہ پر جا اور غسل کر۔"

۱۹۔ "کیونکہ اللہ تجھ سے بات کرنا چاہتا ہے"

۲۰۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا "اور مجھ کو کس طرح غسل کرنا مناسب ہے؟"

۲۱۔ تب فرشتہ اس کو ایک خوبصورت لڑکے کی شکل میں دکھائی دیا۔ اور اس نے یہ کہتے ہوئے غسل کیا: "اے ابراہیم! تو خود بھی ایسا ہی کر"

۲۲۔ پھر جبکہ ابراہیمؑ نے غسل کر لیا فرشتہ نے کہا "تو اس پہاڑ پر چڑھ جا کیونکہ اللہ تجھ سے وہاں بات کرنا چاہتا ہے"

۲۳۔ پس ابراہیمؑ پہاڑ پر چڑھ گیا جیسا کہ فرشتہ نے اس سے کہا۔

۲۴۔ اور جبکہ دونوں زانوں کو ٹیک کر بیٹھا اس نے اپنے دل میں کہا "دیکھوں فرشتوں کا خدا مجھ سے کب باتیں کرتا ہے؟"

(۱) فی ۴:۳

۲۵۔ تب اس نے ایک شیریں آواز سنی جو اس کو پکارتی تھی "یا ابراہیم"

۲۶۔ تب ابراہیمؑ نے اس کو جواب دیا "مجھے کون پکارتا ہے؟"

۲۷۔ اس وقت آواز نے جواب دیا: "میں تیرا معبود (۱) ہوں اے ابراہیم"

۲۸۔ لیکن ابراہیمؑ گھبرا گیا اور اس نے اپنا چہرہ یہ کہتے ہوئے زمین پر رکھ دیا کہ: "تیرا بندہ تیری طرف کیونکر کان لگا سکتا ہے۔ بحالیکہ وہ مٹی اور خاک ہے؟ (۱)"

۲۹۔ تب اللہ نے کہا: "تو ڈرمت بلکہ اٹھ بیٹھ کیونکہ میں نے تجھ کو اپنا برگزیدہ بندہ بنالیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تجھ کو برکت دوں اور ایک بڑی قوم بناؤں۔

۳۰۔ اس لئے اب تو اپنے باپ کے گھر اور عزیزوں میں سے نکل جا اور آ کر اس زمین میں سکونت اختیار کر جو کہ میں تجھ کو اور تیری نسل کو عطا کرتا ہوں" (۲)

۳۱۔ پھر ابراہیم نے جواب دیا: "بیشک میں اے پروردگار! ان سب کاموں کو کروں گا لیکن تو میری حفاظت کرتا کہ مجھے کوئی دوسرا معبود ضرر نہ پہنچائے۔

۳۲۔ تب اللہ نے اس سے کہا "میں اللہ یکتا ہوں"

۳۳۔ اور میرے سوا کوئی معبود پرستش کے قابل نہیں (۱)

۳۴۔ میں ضرب لگاتا اور شفا دیتا ہوں۔

۳۵۔ مارتا اور جلاتا ہوں۔

۳۶۔ دوزخ میں اتارتا اور اس سے نکالتا ہوں۔

۳۷۔ اور کوئی بھی یہ قدرت نہیں رکھتا کہ اپنے تئیں میرے ہاتھ سے نجات دلائے (۱)

۳۸۔ پھر اللہ نے ابراہیمؑ کو ختنہ کرانے کا عہد دیا اور اس طرح ہمارے باپ ابراہیمؑ نے اللہ کو پہچانا۔

۳۹۔ اور جبکہ یسوعؑ نے یہ کہا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ یہ کہتے ہوئے اوپر اٹھائے بزرگی اور بڑائی تیرے ہی لئے ہے یا اللہ۔

۴۰۔ چاہیے کہ ایسا ہی ہو۔

فصل نمبر ۳۰

۱۔ اور یسوعؑ "مظال" کے قریب جو ہماری قوم کا ایک تیوہار ہے اورشلیم کو گیا۔

۲۔ پس جبکہ کاتبوں اور فریسیوں نے اس

---

(۱) اللہ احد

(۱) تکوین ۱۸:۲۷ (۲) تکوین ۱۲:۱ و ۲

(۱) قال اللہ لابراہیم انا احد ولا غیراہ۔ منہ

(۱) استثنا ۳۲:۳۱

بات کو معلوم کیا۔ انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ یسوعؑ کو اسی کی باتوں سے گرائیں (۱)

۳۔ اسی لئے ایک فقیہ اس کے پاس یہ کہنے آیا کہ (۲) اے معلم! مجھے کیا کرنا واجب ہے تاکہ میں ابدی زندگی حاصل کر دوں؟

۴۔ یسوعؑ نے جواب دیا۔ "ناموس (تورات) میں کیونکر لکھا گیا ہے؟"

۵۔ فقیہ نے یہ کہہ کر جواب دیا: "تو اپنے پروردگار معبود (الف) اور نزدیکی سے محبت کر۔"

۶۔ تو اپنے اللہ سے ہر چیز سے بالاتر محبت رکھ اپنی تمام تر عقل اور دل کے ساتھ۔

۷۔ "اور اپنے قرابت دار سے مثل اپنی ذات کے محبت کر۔"

۸۔ یسوعؑ نے کہا: "تو نے بہت اچھا جواب دیا۔"

۹۔ "اور میں تجھ سے کہتا ہوں کہ جا اور ایسا ہی کر تیرے لئے ابدی زندگی (حاصل) ہو جائے گی۔"

۱۰۔ تب فقیہ نے یسوعؑ سے کہا اور میرا قرابت دار کون ہے؟

۱۱۔ یسوعؑ نے نظر اٹھا کر جواب دیا: ایک آدمی اورشلیم سے چل کر آرہا تھا کہ اریحا کی جانب جائے جو ایسا شہر ہے کہ اس کی تعمیر لعنت کے تحت میں دوبارہ کی گئی ہے۔ (۱۳)

۱۲۔ پس اس شخص کو چوروں نے راستہ میں پکڑ لیا اور اسے زخمی اور برہنہ کیا۔

۱۳۔ پھر چور چلے گئے اور اس آدمی کو دم توڑتا ہوا چھوڑ گئے۔

۱۴۔ اس کے بعد اتفاق سے اس جگہ ایک کاہن کا گذر ہوا۔

۱۵۔ جب کاہن نے زخمی آدمی کو دیکھا تو وہ بغیر اس کے کہ اس کی مزاج پرسی کرے چلا گیا۔

۱۶۔ اور اسی کاہن کی طرح ایک لاوی بھی بدوں ایک بات کہے ہوئے گزر گیا۔

۱۷۔ اور اتفاق یہ ہوا کہ ایک سامری بھی ادھر سے گزرا۔

۱۸۔ پس جونہی اس نے زخمی کو دیکھا اس پر ترس کھایا اور اپنے گھوڑے سے اترا اور زخمی کو سنبھالا اور اس کے زخم کو شراب سے دھویا اور اس پر کچھ تیل لگایا۔

۱۹۔ اور اس کے بعد کہ اس کے زخم پر مرہم لگا دیا اور اسے تسلی دی۔ اس کو اپنے گھوڑے پر چڑھایا۔

۲۰۔ اور جب شام کو سرا میں پہنچا اس زخمی کو سرا کے مالک کی خبر گیری میں چھوڑ دیا۔

۲۱۔ اور جبکہ صبح کو اٹھا (سرا کے مالک سے) کہا: اس آدمی کی خبر گیری کر اور میں تجھ کو ہر ایک چیز دوں گا۔"

---

(۱) سورة الحب الانسان (۱) متی ۲۲:۱۵ (۱) لوقا ۱۰:۲۵-۳۷ (۳) یشوع ۶:۲۶ و ۱ سلاطین ۱۶:۳۴

۲۲۔ اور اس کے بعد کہ بیمار کو چار ٹکڑے سونے کے سرا کے مالک کے لئے پیش کئے اور کہا: ''تو تسلی رکھ کیونکہ میں بہت جلد لوٹ کر آتا ہوں اور تجھ کو اپنے گھر لے جاتا ہوں۔''

۲۳۔ یسوع نے کہا: ''تو مجھ سے کہہ کر ان دونوں میں سے کون قرابتدار تھا؟''

۲۴۔ فقیہ نے جواب دیا: ''وہ شخص جس نے مہربانی ظاہر کی۔''

۲۵۔ تب یسوع نے کہا: ''بے شک تو نے ٹھیک جواب دیا۔''

۲۶۔ ''پس اب تو چلا جا اور ایسا ہی تو بھی کر۔''

۲۷۔ پس فقیہ اپنا سامنہ لے کر واپس گیا۔

فصل (۱) نمبر ۱۳۱

۱۔ تب اس وقت کاہن یسوع کے قریب آئے (۱) اور انہوں نے کہا: ''اے معلم! کیا قیصر کو جزیہ دینا جائز ہے؟''

۲۔ پس یسوع یہودا سے متوجہ ہو کر بولا۔ ''کیا تیرے پاس کچھ نقد سکے ہیں!''

۳۔ پھر یسوع نے ایک، پیسہ ہاتھ میں لیلیا اور کاہنوں کی طرف توجہ ہو کر ان سے کہا: ''تحقیق اس پیسہ پر ایک تصویر ہے پس تم مجھ سے کہو کہ یہ کس شخص کی تصویر ہے؟''

۴۔ کاہنوں نے جواب دیا: ''قیصر کی تصویر ہے۔''

۵۔ پس یسوع نے کہا: ''اس حالت میں تم وہ چیز جو قیصر کی ہے کو دو اور جو چیز اللہ کی ہے وہ اللہ کو دو۔''

۶۔ تب وہ (کاہن) اپنا سامنہ لے کر واپس گئے۔

۷۔ اور ایک صوبہ دار اس کے نزدیک یہ کہتا ہوا آیا (۱) کہ ''اے سردار! تحقیق میرا بیٹا بیمار ہے پس تو میرے بڑھاپے پر رحم کر۔''

۸۔ یسوع نے جواب دیا۔ ''تجھ پر پروردگار اسرائیل کا اللہ (الف) (معبود) رحم کرے۔''

۹۔ اور جبکہ وہ آدمی واپس جا رہا تھا۔ یسوع نے کہا: ''تو میرا انتظار کر۔''

۱۰۔ کیونکہ میں تیرے گھر کو آ رہا ہوں تا کہ تیرے بیٹے پر دعا پڑھوں۔''

۱۱۔ صوبیدار نے جواب دیا: ''اے سردار! میں اس قابل نہیں ہوں کہ تو خدا کا نبی ہو کر میرے گھر آئے۔''

۱۲۔ میرے لئے تیرا ہی لفظ کافی ہے جو تو نے میرے بیٹے کی صحت یابی کے واسطے زبان سے کہا۔

۱۳۔ کیونکہ تیرے خدا نے تجھے ہر ایک بیماری پر حاکم بنایا ہے۔ جیسا کہ مجھ سے خدا کے فرشتہ

---

(۱) اللہ سلطان (۱) یوحنا ۴: ۵۱-۵۳

(۱) سورۃ یشقی (۱) متی ۲۲: ۱۵-۲۲

نے جواب میں کہا ہے۔"

۱۴۔اس وقت یسوع بہت متعجب ہوا۔

۱۵۔اور اس نے مجمع کی طرف نظر کر کے کہا: "اس اجنبی کو دیکھو کیونکہ اس میں ان سب لوگوں سے زیادہ ایمان ہے جو کہ (بنی) اسرائیل میں پائے گئے ہیں۔" پھر صوبہ دار کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: "جا سلامتی کے ساتھ چلا جا کیونکہ اللہ (الف) نے تیرے بیٹے کو بہ سبب اس بڑے ایمان کے صحت بخش دی جو کہ تجھے عطا کیا ہے۔"

۱۶۔پس صوبیدار اپنی راہ میں چلا گیا۔

۱۷۔(ا) اور وہ راستہ میں اپنے خادموں سے ملا، جنہوں نے اس کو خبر دی کہ اس کا بیٹا بالکل اچھا ہو گیا ہے۔

۱۸۔آدمی نے جواب دیا: "اس کو بخار نے کس گھڑی میں چھوڑا ہے؟"

۱۹۔تب انہوں نے کہا: "پچھلی رات کو چھ بجے اس کا بخار اتر گیا ہے۔"

۲۰۔پس اس شخص کو معلوم ہو گیا کہ تحقیق جس وقت یسوع نے کہا تھا کہ: "تجھ پر پروردگار اسرائیل کا خدا (ب) رحم کرے۔ اسی وقت اس کے بیٹے نے اپنی تندرستی واپس لے لی تھی۔

۲۱۔اسی لئے وہ آدمی ہمارے خدا پر ایمان لے آیا۔

۲۲۔اور جب وہ اپنے گھر میں داخل ہو۔ اس نے اپنے سب دیوتاؤں کو توڑ کر چور چور کرتے ہوئے کہا کہ: "حقیقی اور مصدر حیات خدا اسرائیل کے خدا (الف) کے سوا اور کوئی بھی نہیں۔

۲۳۔اسی واسطے اس نے کہا۔ "میری روٹی کوئی ایسا آدمی نہ کھائے جس نے اسرائیل کے خدا کی عبادت نہ کی ہو۔"

فصل (ب) نمبر ۳۲

۱۔اور ایک شریعت کا اچھا علم رکھنے والے (فقیہ) نے یسوع کو شام کے کھانے میں بلایا (ا) تا کہ وہ اسے آزمائے۔

۲۔پس یسوع وہاں اپنے شاگردوں سمیت آیا۔

۳۔اور بہت سے کاتبوں نے گھر میں اس کا انتظار کیا تا کہ اس کو آزمائیں۔

۴۔پس شاگرد دسترخوان پر بیٹھ گئے بغیر اس کے کہ وہ اپنے ہاتھ دھوئیں۔

۵۔تب کاتبوں نے یہ کہہ کر یسوع کو بلایا کہ: "تمہارے شاگرد ہمارے بزرگوں کی عادتوں کی پیرویوں کا کیوں خیال نہیں کرتے؟

(ا) اللہ معطی (ب) اللہ سلطان (ا) یوحنا ۴:۵۱-۵۳

(ا) الله بن (ابنی) اسرائیل واحد و حق و حی الله. منه (ب) سورة البدعة

(ا) متی ۱۵:۲-۶ و لوقا ۱۱:۳۷-۴۶، ۱۴:۱

انہوں نے قبل اس کے کہ روٹی کھائیں اپنے ہاتھ نہیں دھوئے ہیں۔"

۶۔اس وقت یسوع نے جواب دیا۔"اور میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم نے اپنی رسموں کو محفوظ رکھنے کے لئے (الف) خدا کی شریعت کو کیوں چھوڑ دیا ہے؟ تم غریب باپوں کے بیٹوں سے کہتے ہو کہ: "ہیکل کی نذریں مانو اور چڑھاوے چڑھاؤ۔"

۷۔اور وہ لوگ اس کے سوا نہیں کہ اسی تھوڑی سی پونجی سے نذریں دیتے ہیں جس کے لئے واجب یہ تھا کہ اپنے باپوں کی اس کے ذریعہ سے پرورش کریں۔

۸۔اور جس وقت ان کے باپ کچھ روپے لینا چاہتے ہیں۔اُس وقت بیٹے شور مچاتے ہیں کہ: یہ روپے اللہ کی نذر ہیں۔

۹۔پس اس سبب سے باپوں کو کچھ تنگی پہنچتی ہے۔

۱۰۔اے جھوٹے ریاکار کاتبو! کیا اللہ ان روپیوں کو کام میں لاتا ہے؟

۱۱۔نہیں ہرگز نہیں۔

۱۲۔کیونکہ اللہ کچھ کھاتا نہیں (ب) جیسا کہ وہ اپنے نبی داؤد کی معرفت کہتا ہے (ب) کیا میں بیلوں کا گوشت کھاتا اور بھیڑ بکریوں کا خون پیتا ہوں؟

۱۳۔تو مجھ کو حمد کی قربانی دے اور اپنی نذریں میرے حضور پیش کر۔

۱۴۔اس لئے کہ اگر میں بھوکا ہوں گا تو تجھ سے کچھ بھی نہ مانگوں گا کیونکہ ساری چیزیں میرے ہی ہاتھ میں ہیں اور میرے پاس جنت کی فراوانی ہے۔

۱۵۔اے ریاکارو! تم یہ محض اس لئے کرتے ہوتا کہ اپنی تھیلی بھر لو۔اور اسی واسطے تم سُداب اور پودینہ پر دسواں حصہ محصول لگاتے ہو۔

۱۶۔تم کس قدر بدبخت ہو۔اس لئے کہ تم دوسروں کو تو نہایت ہی صاف اور روشن راستہ دکھاتے ہو اور خود اس پر نہیں چلتے۔☆

۱۷۔اے کاتبو اور فقیہو۔بے شک تم دوسروں کی گردنوں پر ایسے بوجھ رکھتے ہو جن کا اٹھانا طاقت سے بھی باہر ہو۔

۱۸۔لیکن تم خود ان بوجھوں کو اپنی ایک انگلی سے جنبش بھی نہیں دیتے۔"

۱۹۔میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق ہر ایک بدی اس کے سوا کچھ نہیں کہ دنیا میں بزرگوں ہی کے وسیلہ سے داخل ہوئی ہے۔

۲۰۔تم مجھے کہو کہ دنیا میں بت پرستی کو بجز بڑے بوڑھوں کے طریقہ کے اور کس نے داخل کیا؟

(ا) قال عیسیٰ لعلماء منی (بنی) اسرائیل لم تحرفون احکام اللہ تعالیٰ و یتبعون کم (تتبعون) بدعۃ تحدثون کم(ھا؟) من عندکم. منہ (ب) اللہ لایاکل. (ا) زبور۔ا:۱۳، ۱۴، ۱۱، ۱۲

☆ انگریزی ترجمہ کے فٹ نوٹ میں تحریر ہے کہ ایطالی زبان کی عبارت میں دو احتمال نکلتے ہیں۔ایک یہ کہ اور تم خود اس پر نہیں چلتے اور دوسرا یہ کہ تم خود اس کو نہیں دیکھتے"

۲۱۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ ایک بادشاہ اپنے باپ سے بہت محبت رکھتا تھا اور اس کے باپ کا نام ''بعل'' تھا۔

۲۲۔ پس جبکہ باپ مر گیا۔ اس کے بیٹے نے حکم دیا کہ اس کے باپ کا ایک ہم شبیہ بت اس کی تسکین خاطر کے لئے بنایا جائے۔

۲۳۔ اور اس بت کو شہر کے بازار میں نصب کر دیا۔

۲۴۔ اور حکم دیا کہ جو آدمی اس مورت سے پندرہ ہاتھ کے فاصلہ تک اس کے قریب آ جائے وہ امن و پناہ میں ہوگا۔ اور کوئی اس کو مطلق اذیت نہ دے گا اور اسی بنا پر شریروں نے بہ سبب ان فائدوں کے جو انہوں نے اس صورت سے اٹھائے تھے اس کے سامنے گلاب کے اور دیگر پھول پیش کرنا شروع کر دیا۔

۲۵۔ پھر یہ نذریں تھوڑے ہی زمانہ میں روپوں پیسوں اور کھانے کی چیزوں سے بدل گئیں۔ یہاں تک کہ لوگوں نے اس مورت کی عزت و تکریم کے خیال سے اس کو دیوتا کے نام سے موسوم کر دیا۔

۲۶۔ اور یہ چیز عادت و رسم سے بدل کر شریعت بن گئی تا آنکہ ''بعل'' کا بت تمام دنیا میں پھیل گیا۔

۲۷۔ اور تحقیق اللہ نے اس بات (ا) پر (نبی) اشعیا کی وساطت سے یہ کہتے ہوئے تاسف کیا ہے کہ سچ تو یہ ہے کہ یہ قوم میری فضول عبادت کرتی ہے۔ (۲)

۲۸۔ کیونکہ انہوں نے میری وہ شریعت باطل کر دی ہے جو ان کو میرے بندے موسیٰ نے دی تھی اور یہ اپنے بڑوں کی رسموں کی پیروی کرتے ہیں؟

۲۹۔ ''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ناصاف ہاتھوں سے روٹی کھانا کسی انسان کو ناپاک نہیں بناتا کیونکہ جو چیز انسان کے اندر جاتی ہے وہ انسان کو ناپاک نہیں بناتی بلکہ جو چیز انسان کے اندر سے نکلتی ہے وہ انسان کو ناپاک کیا کرتی ہے۔

۳۰۔ تب اس وقت ایک کاتب نے کہا: ''اگر میں خنزیر کا گوشت یا دوسرے نجس گوشت کھاؤں تو کیا یہ میرے ضمیر کو نجس نہ بنا دیں گے؟''

۳۱۔ یسوع نے جواب دیا: ''تحقیق گناہ انسان میں داخل نہیں ہوتا بلکہ وہ انسان کے اندر اور اس کے دل سے نکلتا ہے۔

۳۲۔ اور اسی سبب سے وہ اس وقت نجس ہو جاتا ہے جبکہ کوئی حرام غذا کھائے۔ (ب)

۳۳۔ تب ایک فقیہ نے کہا: ''اے استاد! تو نے بت پرستی کے بارہ میں بہت سی باتیں کیں

(ا) اللہ معبد "معبود" (ب) حزم لحم الخنزیر. منہ
(۱) متی ۱۵: ۷۔۲۰ (۲)

گویا کہ اسرائیل کی قوم کے یہاں کچھ بت ہیں۔

۳۴۔ "اور اس اعتبار پر بلاشبہ تو نے ہمارے ساتھ برا سلوک کیا ہے۔"

۳۵۔ یسوع نے جواب دیا: "تو اچھی طرح جان رکھ کہ آج اسرائیل میں لکڑی کی مورتیں ہرگز نہیں پائی جاتیں۔ لیکن (انسانی) جسموں کی مورتیں موجود ہیں۔"

۳۶۔ تب تمام کاتبوں نے غصہ سے (پیچ و تاب کھا کر) جواب دیا۔ "تو کیا اس حالت میں ہم بت پرست ہیں؟"

۳۷۔ یسوع نے جواب دیا "میں تم سے سچ کہتا ہوں شریعت یہ نہیں کہتی (ا) کہ "عبادت کر" بلکہ دوست رکھ پروردگار اپنے خدا (ا) کو اپنی تمام تر جان سے اور اپنے تمام تر دل سے اور اپنی تمام تر عقل سے۔"

۳۸۔ پھر یسوع نے کہا "آیا یہ صحیح ہے؟"

۳۹۔ تب ہر ایک نے جواب دیا کہ "بے شک یہ ضرور صحیح ہے۔"

فصل نمبر ۳۳ (ب)

۱۔ پھر یسوع نے کہا: "حق یہ کہ ہر ایسی چیز جس کو انسان دوست رکھتا ہے اور اس کے لئے اس کے سوا تمام چیزوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ وہی چیز اس کا معبود ہے۔ (الف)

۲۔ اور یوں ہی پس بلاشبہ زنا کار بت بدچلن عورت ہے اور پرخور اور نشہ باز کا بت اس کا بدن ہے۔

۳۔ اور لالچی کا بت چاندی اور سونا ہے۔

۴۔ اور اسی پر ہر ایک دیگر گنہگار کو قیاس کر لو۔

۵۔ تب اس وقت جس شخص نے یسوع کو دعوت دی تھی اس نے کہا: "اے استاد سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟"

۶۔ یسوع نے جواب دیا: "گھر میں سب سے بڑی تباہی کیا ہے؟"

۷۔ پس ہر ایک آدمی چپ رہ گیا۔

۸۔ پھر یسوع نے اپنی انگلی سے نیو کی طرف اشارہ کیا اور کہا: "جبکہ نیو ہل جائے اس وقت گھر ویران ہو کر گر پڑتا ہے۔

۹۔ لیکن اگر کوئی اور حصہ نیو کے سوا گر پڑے تو اس کی مرمت ممکن ہے۔

۱۱۔ اور اسی وجہ سے میں تم سے کہتا ہوں کہ بتوں کی پوجا ہی سب سے بڑا گناہ ہے۔

۱۲۔ کیونکہ انسان کو بالکل ایمان سے خالی بنا دیتی ہے۔

۱۳۔ پس وہ اس کو اللہ سے بھی الگ کر دیتی

(ا) اللّٰہ سلطان.

(ا) اللّٰہ عبدُ معبود. (ب) سورۃ المشرکین "المشرکین"؟ (ا) استثناء ۶:۵۔

ہے۔ یوں کہ اس کو کچھ روحانی محبت نہیں رہ جاتی (۱)

۱۴۔ لیکن ہر ایک دیگر گناہ آدمی کے واسطے حصول رحمت کی امید باقی چھوڑتا ہے۔

۱۵۔ اور اسی لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ بتوں کی پوجا سب سے بڑا گناہ ہے۔"

۱۶۔ تب سب کے سب آدمی یسوع کی باتوں سے مبہوت ہو کر رہ گئے۔ کیونکہ ان کو معلوم ہو گیا کہ اس کی مطلق تردید نہیں کی جا سکتی۔

۱۷۔ پھر یسوع نے اپنی بات تمام کی۔ "تم اسے یاد کرو جو کہ اللہ نے کہا اور جسے کہ موسیٰ اور یسوع نے ناموس میں لکھا۔ تب تم جان جاؤ گے کہ یہ گناہ کس قدر بڑا ہے۔

۱۸۔ اللہ نے اسرائیل کو مخاطب بنا کر کہا ہے کہ: "تو اپنے لئے ان چیزوں سے جو آسمان میں ہیں اور نہ ان میں سے جو آسمان کے نیچے ہیں کوئی مورت نہ بنا (۱)

۱۹۔ اور نہ ان میں سے جو زمین کے اوپر ہیں اور نہ ان میں سے جو زمین کے نیچے ہیں اس کو بنا۔

۲۰۔ اور نہ ان میں سے جو پانی کے اوپر ہیں اور نہ ان میں سے جو پانی کے نیچے ہیں۔

(۱) لا اکبر من الحرام الا ان یعبد الصنم لانہ یخرج من الدین و یبعد من اللہ تعالیٰ۔ منہ

(۱) خروج ۲۰: ۴۔۶ و تث ۵: ۸ و ۹

۲۱۔ ہر آئینہ میں تیرا معبود قوت والا اور غیرت والا ہوں (ب) (۲) اس گناہ کیلئے باپوں سے اور ان کے بیٹوں سے چوتھی پشت تک انتقام لیا جائے گا۔"

۲۲۔ پس تم یاد کرو کہ کیونکر (۳) جبکہ ہمارے باپ دادا نے گائے بچھڑا بنایا اور اس کی عبادت کی اس وقت یشوع اور لاوی کے سبط نے خدا کے حکم سے تلوار پکڑی اور ایک لاکھ بیس ہزار (۴) (آدمی) قتل کر ڈالے ان لوگوں میں سے جنہوں نے خدا سے کسی رحمت کی خواہش کی۔

۲۳۔ خدا کی گرفت بت پرستوں پر کس قدر سخت ہے (ت)۔"

فصل (ث) نمبر ۳۴

۱۔ اور دروازہ کے آگے ایک آدمی تھا۔ (۱۵) اس کا داہنا ہاتھ اس حد تک سوکھا ہوا تھا کہ اس کے استعمال کی قدرت نہیں رکھتا تھا۔

۲۔ پس یسوع نے اپنے دل کو خدا کی طرف متوجہ کیا اور دعا مانگی پھر کہا: "تم جان رکھو کہ میری باتیں حق ہیں۔ میں کہتا ہوں۔

(ب) اللہ قاوی و غیور (و ذو انتقام (ت) حکم اللہ شدید علی مشرقین (مشرکین) منہ۔

(ث) سورۃ السفلی۔ (۲) خروج ۲۰: ۵ (۳) خروج ۲۲: ۴۔۶، ۲۷، ۲۸ (۴) خروج ۳۲: ۲۸ یونکہ وہاں تین ہزار تعداد ہے اس میں یسوع کا کچھ ذکر نہیں (۵) متی ۲: ۲۰۔۲

"خدا کا نام لے کر (الف) اے مرد اپنا بیمار ہاتھ پھیلا دے۔"

۳۔ تب اس آدمی نے وہ ہاتھ تندرست شدہ پھیلا دیا گویا کہ اس کو کچھ بیماری ہی نہ تھی۔

۴۔ اس وقت ان لوگوں نے اللہ کے خوف سے کھانا شروع کیا۔

۵۔ اور اس کے بعد کہ تھوڑا سا کھالیا۔ یسوع نے یہ بھی کہا: "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ایک شہر کا جلا دینا بیشک اس بات سے بہتر ہے کہ اس میں کوئی خراب عادت (ب) چھوڑ دی جائے۔

۶۔ کیونکہ اس جیسی بات کے سبب سے اللہ ان رئیسوں اور زمین کے بادشاہوں پر غضبناک ہوتا ہے، جن کو کہ اس نے تلوار دی ہے، تاکہ وہ برائیوں کو مٹا دیں (ت)(۱)

۷۔ پھر یسوع (۲) نے اس کے بعد کہا: "جب تو کہیں بلایا جائے تو یاد رکھ کہ اپنے آپ کو سب سے اونچی جگہ پر نہ رکھ۔

۸۔ تاکہ جب صاحب خانہ کا کوئی دوست تجھ سے بڑھ کر آئے تو گھر کا مالک تجھ سے یہ نہ کہے کہ: "اٹھ اور نیچی جگہ میں بیٹھ" بس یہ بات تیرے لئے شرمندگی کی باعث ہو۔

۹۔ بلکہ تو جا اور سب سے حقیر جگہ میں بیٹھ تاکہ وہ شخص جس نے تجھ کو بلایا ہے آئے اور کہے: "اے دوست اٹھ اور یہاں بلند مقام میں بیٹھ۔" پس اس وقت تیرے لئے بڑا فخر ہوگا۔

۱۰۔ کیونکہ جو شخص اپنے آپ کو اوپر اٹھاتا ہے وہ نیچے گرتا ہے اور جو فروتنی کرتا ہے بلند ہوتا ہے۔ (ث)

۱۱۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ شیطان نہیں مارا پڑا، مگر بڑائی کرنے ہی کے گناہ میں (ج)

۱۲۔ جیسا کہ نبی اشعیا اس کو ان کلمات سے ملامت کرتا ہوا کہتا ہے: "تو اے صبح کے ستارے آسمان سے کیونکر گرا؟ اے وہ جو کہ فرشتوں کا جمال تھا اور فجر کی طرح چمکا تھا۔

۱۳۔ حق یہ ہے کہ تیری بڑائی ہی زمین پر گر پڑی۔" (۳)

۱۴۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب انسان اپنی بدبختی کو پہچان جاتا ہے تو وہ یہیں زمین پر ہمیشہ روتا ہے۔

۱۵۔ اور اپنے آپ کو ہر ایک دیگر چیز کی عزت دی گئی ہوگی اور رسول اللہ (ث) کو بھی جس کی روح اللہ نے ہر ایک دیگر چیز سے ساٹھ ہزار سال قبل (ج) پیدا کی ہے۔

(ا) باذن الله. (ب) اولیٰ ان یحرق البلاد من ان یضع فیه بدعة السوء، منه (ت) قهار و معطی.
(۱) روت ۱۳:۴ (۲) لوقا ۱۴:۴-۱۱

(ث) من تواضع رفع الله ومن رفعه توضعه الله. منه (ج) منه ابلیس تکبر و کان من الکافرین.
(۳) اشعیا ۱۴:۱۲

۹۔اور اسی لئے (شیطان) غضبناک ہوا اور اس نے فرشتوں کو یہ کہہ کر ورغلایا کہ

۱۰۔دیکھو عنقریب ایک دن اللہ یہ چاہے گا کہ ہم اس مٹی کو سجدہ کریں اور اس سبب سے تم اس بارہ میں غور کرو کہ ہم روح ہیں اور بیشک یہ مناسب نہیں کہ ہم ایسا کریں۔

۱۱۔اسی سبب سے اللہ نے بہتوں کو چھوڑ دیا۔

۱۲۔(اور) اسی وجہ سے ایک دن جبکہ سب فرشتے اکٹھا ہوگئے تھے اللہ نے کہا کہ "ہر ایک جو مجھ کو پروردگار بنا چکا ہے اس کو واجب ہے کہ فوراً اس مٹی کو سجدہ کرے۔"

۱۳۔پس اس کو سجدہ کیا جنہوں نے اللہ کو دوست رکھا۔

۱۴۔لیکن شیطان اور جو کہ اس جیسے تھے انہوں نے کہا: "اے پروردگار ہم روح ہیں اور اس لئے یہ انصاف کی بات نہیں کہ ہم اس مٹی کے ٹکڑے کو سجدہ کریں۔

۱۵۔اور جبکہ شیطان نے یہ کہا وہ (اسی وقت) ہولناک اور ڈراؤنی صورت کا بن گیا۔

۱۶۔اور اس کی پیروی کرنے والے بڑے بنا دیئے گئے۔

۱۷۔کیونکہ اللہ نے ان کی نافرمانی کی وجہ سے ان کا وہ جمال جو انہیں پیدا کرتے وقت اس نے عطا کیا تھا۔ان سے دور کر دیا۔

۱۸۔پھر جبکہ پاک فرشتوں نے اپنے سر (سجدہ سے) اٹھائے، انہوں نے اس ڈراؤنے پن کی سخت بدنمائی دیکھی جس کی طرف شیطان کی کایا پلٹ گئی تھی۔

۱۹۔اور شیطان کے پیرو اپنے مونہوں کے بل زمین پر خوف کے مارے گر پڑے۔(الف)

۲۰۔تب اس شیطان نے کہا (ب)

"اے پروردگار! تو نے مجھ کو ظلم سے بدصورت بنا دیا ہے۔لیکن میں اس سے خوش ہوں۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جو کچھ تو نے کیا ہے سب کو بگاڑ دوں۔"

۲۱۔اور دوسرے شیطانوں نے کہا کہ: "اے صبح کے ستارے! تو اس کو پرودگار نہ کہہ کیونکہ تو خود ہی پروردگار ہے۔"

۲۲۔اس وقت اللہ نے شیطان کے تابعداروں سے کہا تم توبہ کرو اور اس بات کا اقرار کرو کہ بے شک میں ہی اللہ تمہارا پیدا کرنے والا ہوں۔(ت)

۲۳۔انہوں نے جواب دیا۔"تحقیق ہم تجھ کو سجدہ کرنے سے توبہ کرتے ہیں۔" کیونکہ تو منصف نہیں۔

۲۴۔لیکن شیطان منصف اور بیگناہ ہے اور وہی ہمارا خدا ہے۔"

(ا) بیان سجدہ الملئکۃ (ب) ابلیس تکبر و کان من الکافرین لهذا القصص منه (ت) اللہ خالق.

۲۵۔ تب اللہ نے کہا: ''اے ملعونو! میرے سامنے سے چلے جاؤ۔ اس لئے کہ میرے پاس تمہارے واسطے کوئی مہربانی نہیں ہے۔'' (ث)

۲۶۔ اور شیطان نے چلتے ہوئے مٹی کے ٹکڑے پر تھوک دیا۔

۲۷۔ پس جبریلؑ نے اس تھوک کو تھوڑی سی مٹی کے ساتھ اٹھالیا اور اس سبب سے انسان کے پیٹ میں ناف (ڈھونڈی) بن گئی۔''

فصل نمبر ۳۵ (ا)

۱۔ پس یسوع کے شاگرد فرشتوں کی نافرمانی کی وجہ سے بڑے دہشت زدہ ہو گئے۔

۲۔ تب یسوع نے کہا: ''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو آدمی نماز نہیں پڑھتا پس وہ شیطان سے بھی بڑا ہے۔

۳۔ اور عنقریب اس پر بہت ہی بڑا عذاب وارد ہوگا۔

۴۔ اس واسطے کہ شیطان کے لئے اس کے گرنے سے قبل کوئی عبرت (نصیحت) ڈرنے کے بارہ میں موجود نہ تھی۔

۵۔ اور اللہ نے اس کے لئے کوئی رسول نہیں بھیجا جو اس کو توبہ کی طرف بلاتا۔

۶۔ لیکن انسان (ب) بحالیکہ تحقیق تمام انبیا بجز اس رسول اللہ (ت) کے آچکے ہیں جو کہ جلد تر میرے بعد آئے گا کیونکہ اللہ اسی امر کا ارادہ رکھتا ہے کہ میں اس کے راستے کو صاف کروں۔ بے فکری کے ساتھ بدوں ذرا سے بھی خوف کے یوں زندگی بسر کرتا ہے کہ گویا کوئی خدا موجود ہی نہیں۔ باوجود اس کے کہ اس (انسان) کے لئے بے گنتی مثالیں خدا کے عدل پر ملتی ہیں۔ پس ایسے ہی لوگوں کی نسبت داؤد نبی نے کہا ہے: ''جاہل نے اپنے دل میں کہا کہ کوئی خدا ہی نہیں۔ اسی واسطے وہ بد ہو گئے اور ناپاک بن گئے بغیر اس کے کہ ان میں ایک بھی نیکوکار ہو۔'' (۱)

۷۔ اے میرے شاگردو! تم مسلسل نماز پڑھتے رہو (۲) تا کہ تم کو دیا جائے۔

۸۔ کیونکہ جو مانگتا ہے پاتا ہے۔

۹۔ اور جو کھٹکھٹاتا ہے اس کے لئے کھولا جاتا ہے۔

۱۰۔ اور جو سوال کرتا ہے اس کو دیا جاتا ہے۔

(ا) سورۃ ترک الصلوٰۃ

(ب) وہ ''وھو'' ابن آدم. (ت) حیاء انبیاء اللّٰہ کلھم من قبلی لا رسول اللّٰہ سیجئی من بعدی بعثنی اللّٰہ تعالیٰ ان اصدقہ و اخبر الناس من جئیتہ. منہ

(۱) زبور ۱:۱۴ (۲) متی ۷:۷-۸

۱۱۔اور پہلے انسان اور اس کی بی بی کے مسلسل ایک سو برس تک روتے اور اللہ (ا) سے رحم کی درخواست کرتے رہنے کا غیر ازیں کوئی اور سبب نہیں (تھا)

۱۲۔کیونکہ ان دونوں نے یقیناً معلوم کر لیا تھا کہ وہ اپنے غرور کی وجہ سے کہاں گر پڑے ہیں۔“

۱۳۔اور جبکہ یسوع نے یہ کہا اس نے شکر کیا۔

۱۴۔اور اسی دن اور شلیم میں وہ بڑی بڑی باتیں مشہور ہو گئیں جو کہ یسوع نے کہی تھیں اور وہ خدا کی نشانی جو اس نے نمایاں کی تھی۔

۱۵۔پس قوم نے اللہ کا شکر کیا اور اس کے قدوس نام کو برکت والا مانا۔

۱۶۔لیکن کاتب اور کاہن پس جبکہ انہوں نے معلوم کیا کہ بیشک اس (یسوع) نے بزرگوں کی رسم ورواج کا خاکہ اڑایا ہے تو ان کے دل میں سخت عداوت کی آگ بھڑک اٹھی۔

۱۷۔اور انہوں نے فرعون کی طرح اپنے دل سخت کر لئے۔(ا)

۱۸۔اسی لئے وہ موقع تلاش کرتے رہے تا کہ اس کو قتل کر دیں مگر انہیں ایسا موقع نہیں ملا۔

(ا) آدم توب ذکر ”ذکر توبه آدم؟“

(ا) خروج ۷:۱۳الخ

فصل(ب) نمبر ۳۶

۱۔اور یسوع اور شلیم سے چلا گیا۔

۲۔اردن کے اس جانب والے صحرا کو۔

۳۔پس اس کے شاگردوں نے جو اس کے گرد بیٹھے تھے۔کہا: ”اے استاد! ہم سے بیان کر کہ شیطان اپنے غرور کے سبب کیونکر گر گیا۔

۴۔کیونکہ ہمیں تو یہ معلوم ہے کہ وہ گناہ کی وجہ سے گرا ہے۔

۵۔اور اس لئے کہ وہ ہمیشہ انسان کو بہکاتا تھا تا کہ انسان کوئی بدی کرے۔“

۶۔یسوع نے جواب دیا (۲) جبکہ اللہ نے مٹی کا ایک ٹکڑا پیدا کیا (ت)

۷۔اور اس کو پچیس ہزار سال بغیر اس کے ڈال رکھا کہ کچھ اور کرے۔

۸۔شیطان نے جو کہ کاہن اور فرشتوں کے سردار کے ابتدا تھا بوجہ اس بڑے ادراک کے جو اس کو حاصل تھا معلوم کر لیا کہ بیشک اللہ اسی (مٹی کے) ٹکڑے سے ایک لاکھ اور چوالیس ہزار نبیوں کو بنائے گا۔

۹۔اور تم اپنی نمازوں (دعاؤں) میں کثرت

(ب) سورة سجدة الملئكة (ت) خلق الله طين.

(ا) دیکھو قرآن کی دوسری ساتویں اور دیگر سورتوں میں شیطان کی ذلت اور اس کے اپنے رتبہ سے گر جانے کا بیان۔

کلام کی جانب نظر نہ کرو۔ (۳)

۱۰۔ کیونکہ اللہ قلب (ث) (۴) کی طرف نظر کرتا ہے (ج) جیسا کہ "سلیمان" نے کہا ہے (۵) "اور اے میرے بندے تو مجھے اپنا دل دے۔"

۱۱۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں قسم ہے اللہ کی عمر کی (۱) بے شک بناوٹی ریاکار (۱) بہت کثرت سے شہر کے تمام گوشوں میں نمازیں پڑھتے ہیں تا کہ سب آدمی ان کو دیکھیں اور انہیں ولی سمجھیں۔

۱۲۔ لیکن ان کے دل بدی سے بھرے ہیں۔

۱۳۔ پس وہ اس بات میں جس کو وہ طلب کرتے ہیں درستی پر نہیں۔

۱۴۔ پس یہ ضروری بات ہے کہ تو اپنی نماز میں مخلص ہو جبکہ تو پسند کرے کہ اللہ اس کو قبول کرے۔

۱۵۔ پس تم مجھے کہو کہ کون شخص رومانی حاکم یا ہیرودس سے کلام کرنے جاتا ہے بحالیکہ اس کا قصد اسی کی جانب نہیں ہوتا جس کی طرف وہ جارہا ہے اور نیز اس چیز کی جانب جس کو وہ اس سے طلب کرنے کا پختہ ارادہ رکھتا ہے؟

۱۶۔ مطلق آدمی کوئی نہیں۔

۱۷۔ پس جبکہ انسان ایک آدمی سے بات کرنے کے لئے ایسا کرتا ہے تو اس پر کیا کرنا لازم ہے جبکہ وہ اللہ سے ہمکلام ہو۔

۱۸۔ اور اس سے اپنے گناہوں پر کوئی مہربانی طلب کرے۔ اور تمام ان چیزوں پر جو خدا نے اسے عطا کی ہیں۔ اس کا شکر ادا کرتا ہو (ب)

۱۹۔ "میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ بیشک وہ لوگ جو نماز کو ٹھیک طور سے قائم کرتے ہیں۔ تھوڑے ہیں۔"

۲۰۔ اور اسی لئے شیطان کو ان پر تسلط ہوا۔

۲۱۔ کیونکہ اللہ ان آدمیوں کو پسند نہیں کرتا جو کہ (محض) اپنے مونہوں سے اس کی تکریم کرتے ہیں۔

۲۲۔ جو ہیکل میں اپنے مونہوں ہی سے مہربانی طلب کرتے ہیں۔

۲۳۔ لیکن ان کے دل عدل کے لئے غل مچاتے ہیں۔ (ت)

۲۴۔ جیسا کہ اشعیا نبی نے یہ کہتے ہوئے کلام کیا ہے۔ "اس ناگوار قوم کو میرے پاس سے دور کردے۔"

۲۵۔ اس لئے کہ یہ اپنے مونہوں سے میرا

---

(۱) لا تکثروا الکلام فی الصلوٰۃ لان اللہ تعالیٰ "ینظر قلوبکم منہ. (۲) متی ۶:۷ (۴) سموئیل ۱۶:۷ (ہ) امثال ۲۳:۲۶ (۱) متی ۶:۵

(ب) اللہ وھاب (ت) لایرید اللہ تعالیٰ قوماً یرید و یثنی علیہ رحمۃ من اللہ فی الجوا مع بلسانھم لکن قلوبھم تناوی غضا من اللہ تعالیٰ. منہ

احترام کرتے ہیں مگران کا دل پس وہ مجھ سے دور پڑا ہے۔"(۲)

۲۶۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ بیشک وہ شخص جو کہ بے سوچ سمجھے نماز پڑھنے جاتا ہے وہ اللہ سے مذاق کرتا ہے۔"

۲۷۔ "اور کون ہے جو ہیرودس سے باتیں کرنے جائے گا اور اس کی طرف یعنی پیٹھ پھیروں گا۔(۳)

۲۸۔ اور اس کے روبرو پیلاطس حاکم کی مدح کرے گا۔ جس کو کہ وہ دم مرگ تک برا سمجھتا ہے۔

۲۹۔ کوئی بھی نہیں۔

۳۰۔ "لیکن وہ انسان کہ نماز پڑھنے جاتا اور اپنے آپ کو آمادہ نہیں بناتا اس کا فعل اس سے کم نہیں ہوتا۔

۳۱۔ پس وہ اللہ کی طرف اپنی پیٹھ پھیر دیتا ہے اور شیطان کی جانب اپنا منہ

۳۲۔ کر لیتا ہے کیونکہ اس کے دل میں اس گناہ کی محبت ہے جس سے اس نے توبہ نہیں کی ہے۔"

۳۳۔ پس جبکہ تیرے ساتھ کوئی شخص کچھ بدی کرے اور اپنے منہ سے تجھ کو کہہ دے کہ "مجھے معاف کر۔" اور اپنے دونوں ہاتھوں سے تجھ پر ایک دوتھڑ مارے تو تو اس کو کیونکر معاف کرے گا۔"

۳۴۔ اسی طرح اللہ لوگوں پر رحم کرتا ہے جو اپنے مونہوں سے کہتے ہیں کہ "اے خدا ہم پر رحم کر۔"

۳۵۔ اور اپنے دلوں سے گناہ کو دوست رکھتے اور نئی خطاؤں کی فکر میں رہتے ہیں۔"

فصل نمبر ۳۷ (۱)

۱۔ پس شاگرد یسوع کے کلام سے روئے۔

۲۔ اور انہوں نے یہ کہہ کر اس کی منت کی کہ "اے سید ہم کو سکھا تاکہ ہم کیسے نماز پڑھیں۔"(۱)

۳۔ یسوع نے جواب دیا: "تم سوچو کہ تم اُس وقت کیا کرو گے جبکہ رومانی حاکم تمہیں موت کی سزا دینے کے واسطے تم کو پکڑ لے۔

۴۔ پس تم ایسا ہی اس وقت بھی کرو جبکہ نماز پڑھتے ہو۔

۵۔ اور چاہئے کہ تمہارا کلام ہو(۲)

۶۔ "اے پروردگار ہمارے معبود!

۷۔ تیرا اقدس نام پاک ومقدس ہو۔

۸۔ چاہئے کہ تیرا ملکوت ہم میں آئے۔

۹۔ تاکہ تیری مشیت ہمیشہ نافذ ہو۔

۱۰۔ اور جیسی کہ وہ آسمان میں نافذ ہے چاہئے کہ ویسی ہی زمین پر بھی نافذ ہو(ب)

۱۱۔ ہم کو روز کی روٹی دے۔(ت)

۱۲۔ اور ہمارے گناہ معاف کر(ث)

---

(۱) سورۃ عیسیٰ دعاء "دعاء عیسیٰ" (ب) اللہ سلطان (ت) اللہ رازق (ث) اللہ غفور

(۱) لوقا ۱:۵۔ا۔(۲) متی ۶:۹۔۱۳

(۲) یشعیا ۶:۹۔۱۔(۳) اطالی زبان کے نسخے میں آیا ہے کہ "اور اس کے کندھے آگے کو ہوں۔

۱۳۔ جیسا کہ ہم ان لوگوں کو معاف کرتے ہیں جو کہ ہماری خطا کرتے ہیں۔

۱۴۔ اور ہماری آزمائشوں میں پڑنے کا روادار نہ ہو۔

۱۵۔ لیکن ہم کو شریر سے بچا (ج)

۱۶۔ کیونکہ تو اکیلا ہمارا معبود ہے (ح) ایسا معبود کہ اس کے لئے بزرگی اور اکرام ابد تک واجب ہے۔"

فصل نمبر ۳۸

۱۔ تب یوحنا نے جواب دیا: "اے استاد! کیا ہم کو ویسا ہی غسل کرنا چاہئے جیسا کہ اللہ نے موسیٰ کی زبانی حکم دیا ہے؟"

۲۔ یسوع نے کہا: "کیا تم خیال کرتے ہو (۱) کہ میں اس لئے آیا ہوں اور شریعت اور نبیوں کو باطل کردوں؟"

۳۔ میں تم سے کہتا ہوں (ب) قسم ہے پروردگار کی جان کی (ت) میں نہیں آیا ہوں اس لئے کہ اس کو باطل کروں لیکن اس لئے (آیا ہوں) کہ اس کو محفوظ بناؤں۔

۴۔ کیونکہ ہر ایک نبی نے خدا کی شریعت کی نگہبانی کی ہے اور تمام اس چیز کی کہ اس کے ساتھ اللہ نے دوسرے نبیوں کی زبانی کلام فرمایا ہے۔

۵۔ قسم ہے اللہ کی جان کی (ث) وہ اللہ کہ میری ذات اس کے دربار میں کھڑی ہوگی یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ شخص خدا کو پسندیدہ ہو جو کہ اس کی چھوٹی سے چھوٹی ہدایت کے بھی خلاف کرتا ہے۔

۶۔ لیکن وہ اللہ کے ملکوت میں سب سے چھوٹا ہوتا ہے۔

۷۔ بلکہ اس کا وہاں کوئی حصہ ہی نہیں ہوتا۔ اور میں تم سے یہ بھی کہتا ہوں کہ خدا کی شریعت میں سے ایک حرف کی مخالفت بھی ممکن نہیں ہے مگر بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کرنے کے ساتھ

۸۔ لیکن میں دوست رکھتا ہوں کہ تم اس بات کو ضروری سمجھو کہ ان کلمات کی جو کہ اللہ نے اشعیا نبی (۲) کی زبانی کہے ہیں حفاظت کرو کہ "تم نہاؤ اور بہت پاک بننے والے رہو اپنی فکروں کو میری آنکھ سے دور رکھو۔"

۹۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ سمندر کا تمام پانی اس شخص کو غسل نہیں دے سکتا جو کہ گناہوں کو اپنے دل سے دوست رکھتا ہے۔ اور میں تم

(ج) اللّٰہ حافظ (ح) انت واحد الہ نا (ا) سورۃ الطھارۃ (ب) قال عیسیٰ انا اقول الحق باللّٰہ الحی انا ما جئت ان اغیر الشریعۃ لکن ان اعمل بھا و کذالک جمیع انبیاء اللّٰہ تعالیٰ یعلمون "یعملون"؟ بھا؟. منہ (ت) باللّٰہ حی (ث) منہ طھرہ یبان . "بیان طھرۃ. منہ؟"

(۱) متی ۵:۱۷-۱۹ (۲) اشعیاہ ۱:۱۶

سے یہ بھی کہتا ہوں کہ کوئی آدمی اللہ کی ایک بھی پسندیدہ نماز نہیں پیش کرتا اگر وہ غسل نہ کرے۔

۱۰۔ اور لیکن وہ اپنے نفس پر ایک گناہ بتوں کی عبادت کے مانند بار کرتا ہے۔ (ج)

۱۱۔ "تم حق کے ساتھ مجھے سچا مانو! بیشک جبکہ کوئی آدمی اللہ سے جیسے کہ چاہئے ویسی کوئی دعا مانگتا ہے تو وہ تمام ایسی چیزیں پاتا ہے جو کہ وہ طلب کرتا ہے۔

۱۲۔ موسیٰ خدا کے بندے کو یاد کرو۔ جس نے کہ اپنی دعا سے مصر کو چوٹ لگائی اور بحراحمر کو پھاڑ دیا۔ اور وہاں فرعون اور اس کے لشکر کو ڈوبا دیا (۱)

۱۳۔ یشوع کو یاد کرو۔ جس نے کہ آفتاب کو ٹھہرا دیا تھا۔ (۲)

۱۴۔ اور صموئیل کو جس نے کہ فلسطین والوں کے لشکر میں رعب ڈال دیا (۳) ایسا لشکر کہ بیشمار تھا۔

۱۵۔ اور ایلیا کو جس نے کہ آسمان سے آگ برسادی (۴)

۱۶۔ اور الیشع کو مردہ ہونے کے حال میں قائم رکھا۔ (۵) اور بہتوں کو ان کے سوا پاک نبیوں میں سے جنہوں نے کہ دعا ہی کہ وسیلہ سے سب حاصل کیا جو کچھ کہ مانگا۔

۱۷۔ لیکن ان لوگوں نے اصل میں کوئی چیز خاص اپنی ذات کے لئے نہیں مانگی۔

۱۸۔ بلکہ انہوں نے محض اللہ کو اور اس کی بزرگی کو طلب کیا۔"

فصل نمبر ۳۹ (ب)

۱۔ تب یوحنا نے کہا: "اے معلم! تو نے بہت اچھی بات کہی۔

۲۔ لیکن ہمارے لئے یہ معلوم کرنے کی کسر رہ گئی ہے کہ انسان نے غرور کے سبب سے کیونکر گناہ کیا؟

۳۔ یسوع نے جواب دیا۔ "جبکہ اللہ نے شیطان کو نکال دیا۔

۴۔ اور فرشتہ جبریل نے اس مٹی کے ٹکڑے کو اس مٹی سے پاک کر دیا جس پر شیطان نے تھوک دیا تھا۔

۵۔ تب اللہ (ت) نے ہر جاندار چیز کو ان حیوانات کی قسم سے پیدا کیا جو کہ اڑتے اور جو کہ زمین پر چار پاؤں سے یا پیٹ کے بل چلتے ہیں۔

۶۔ اور دنیا کو ان سب چیزوں کے ساتھ آراستہ بنایا جو اس میں ہیں۔

۷۔ تو ایک دن شیطان جنت کے دروازوں

(ج) من صلی عبدا بلا وضوء کان عندالله حراما مثل عابد الصنم. منه (۱) غرق فرعون ذکر ینهرق فرعون؟

(۱) خروج ۱۴:۱۵ (۲) یشوع ۱۰:۱۲ (۳) سموئیل ۷: ۵-۲ (۴) ۲-سلاطین ۱۰-۱۲ (۵) ۲ سلاطین ۴:۳۲

(ب) سورة آدم (ت) الله خالق

کے قریب پہنچا۔

۸۔ پس اس نے گھوڑوں کو گھاس چرتے دیکھا اور تمہیں آگاہ کیا کہ جس وقت اس مٹی کے پتلے کو جان حاصل ہو جائے گی تو ان پر تنگی اور مصیبت آئے گی۔

۹۔ اسی لئے ان کی مصلحت اس میں ہے کہ اس مٹی کے ٹکڑے کو یوں پامال کر دیں کہ پھر بعد میں وہ کسی کام ہی کا نہ رہے۔

۱۰۔ تب گھوڑے بپھرے اور زور شور کے ساتھ اس مٹی کے ٹکڑے پر جو چنبیلی اور گلاب کے پودوں کے مابین پڑا تھا دوڑنا شروع کیا۔

۱۱۔ تب اللہ نے ووں ہی اس ناپاک مٹی کے حصہ کو جان دے دی جس پر شیطان کا تھوک پڑا تھا اور جسے جبریلؑ نے مٹی کے ٹکڑے سے الگ کر دیا تھا۔

۱۲۔ اور کتا پیدا کر دیا جس نے بھونکنا شروع کر دیا اور گھوڑوں کو ڈرا دیا۔ پس وہ بھاگ گئے۔

۱۳۔ پھر اللہ نے اپنی (طرف سے) انسان کو جان عطا کی (ت) اور اس وقت سب فرشتے یہ راگ گاتے تھے (ث) بزرگ ہے تیرا پاک نام۔

۱۴۔ پس جبکہ آدم اپنے پیروں پر کھڑا ہوا تو اس نے آسمان میں ایک تحریر سورج کی طرح چمکتی دیکھی۔ جس کی عبارت تھی

"لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ (پ)"

۱۵۔ تب آدم نے اپنا منہ کھولا اور کہا: "میں تیرا شکر کرتا ہوں اے میرے پروردگار اللہ (ج) کیونکہ تو نے مہربانی کی پس مجھ کو پیدا کیا۔

۱۶۔ لیکن میں تیری منت کرتا ہوں کہ تو مجھے خبر دے کہ ان کلمات کے کیا معنی ہیں "محمد رسول اللہ" (خ)

۱۷۔ تب اللہ نے جواب دیا۔ "مرحبا ہے تجھ کو اے میرے بندے آدم۔"

۱۸۔ اور میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پہلا انسان ہے جس کو میں نے پیدا کیا (د)

۱۹۔ اور یہ شخص جس کو تو نے دیکھا ہے تیرا ہی بیٹا ہے جو کہ اس وقت کے بہت سے سال بعد دنیا میں آئے گا۔

۲۰۔ اور وہ میرا ایسا رسول (ذ) ہوگا کہ اس کے لئے (ا) میں نے سب چیزوں کو پیدا کیا ہے۔

۲۱۔ وہ رسول کہ جب آئے گا (ہ) دنیا کو ایک روشنی بخشے گا۔

(ت) خلق اللّٰہ آدم (ث) اللّٰہ سلطان

(ث) الا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ (پ) رای آدم علی الجنۃ خطاً من نور یقول ذالک الکلام لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ. (ج) اللّٰہ سلطان (ح) محمد رسول اللّٰہ (خ) بعد فراغ حمد اللّٰہ تعالیٰ سئل آدم بحق محمد رسول اللّٰہ یا ربنا من ھذا منہ (د) وقال اللّٰہ تعالیٰ آدم ھذا یکون من اولادک اذجاء الی الدنیا جاء رسولا من عندنا خلقت المخلوقات لاجلہ (ذ) رسول اللّٰہ (ا) اس کے واسطے سے یوحنا ۱:۳ (ہ) یوحنا ۱:۹

۲۲۔ یہ وہ نبی ہے کہ اس کی روح آسمانی روشنی میں ساٹھ ہزار سال قبل اس کے رکھی گئی تھی کہ میں کسی چیز کو پیدا کروں۔"

۲۳۔ پس آدمؑ نے بمنت یہ کہا کہ "اے پرودگار یہ تحریر مجھے میرے ہاتھ کی انگلیوں کے ناخنوں پر عطا فرما۔"

۲۴۔ تب اللہ نے پہلے انسان کو یہ تحریر اس کے دونوں انگوٹھوں پر عطا کی۔ داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر یہ عبارت (ر) "لا الہ الا اللہ"

۲۵۔ اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر یہ عبارت "محمد رسول اللہ" (الف) (ب)

۲۶۔ تب پہلے انسان نے ان کلمات کو پدری محبت کے ساتھ بوسہ دیا۔

۲۷۔ اور اپنی دونوں آنکھوں سے ملا اور کہا "مبارک ہے وہ دن جس میں کہ تو دنیا کی طرف آئے گا۔"

۲۸۔ پس جبکہ اللہ نے پہلے انسان کو اکیلا دیکھا (ت) اس نے کہا (ا) "یہ اچھی بات نہیں کہ وہ اکیلا رہے۔"

۲۹۔ چنانچہ اسی لئے اس کو سنا دیا۔

۳۰۔ اور ایک پسلی کی ہڈی (اس کے) قلب کی جانب سے لے لی۔

۳۱۔ اور (اس کی جگہ کو) گوشت سے پر کر دیا۔

۳۲۔ پھر اسی پسلی کی ہڈی سے حواء کو پیدا کیا۔

۳۳۔ اور اس کو آدم کی بیوی بنایا۔

۳۴۔ اور دونوں میاں بی بی کو جنت کے سردار مقرر کیا۔

۳۵۔ اور ان سے کہا: "تم دیکھو! میں دونوں کو ہر ایک پھل عطا کرتا ہوں تا کہ تم اس میں سے کھاؤ۔ (۲) سوا سیب اور گندم کے۔"

۳۶۔ پھر کہا تم دونوں اس بات سے سخت پرہیز رکھو کہ ان پھلوں میں سے کچھ کھاؤ (ث)

۳۷۔ اس لئے کہ تم نجس ہو جاؤ گے۔

۳۸۔ پس میں تم کو اس مقام میں رہنے کی اجازت نہ دوں گا بلکہ تم کو یہاں سے نکال دوں گا۔ اور تم دونوں پر بڑی شامت آپڑے گی۔"

فصل (ج) نمبر ۴۰

۱۔ پس جبکہ شیطان کو اس بات کا علم ہوا وہ غصہ سے بھر گیا۔

۲۔ اور جنت کے دروازہ کے نزدیک آیا۔ جہاں کہ ایک ڈراؤنا سانپ نگہبان تھا۔ اس

(ا) لا الہ الا اللہ (ا) محمد رسول اللہ (ب) وضع اللہ تعالیٰ علی ابہام آدم الیمنی لا الوہ الا اللہ مکتوبا و علی ابہامہ الیسری محمد رسول اللہ. منہ (ت) اللہ بصیر

(ا) تکوین (پیدائش) ۲:۱۸

(ث) ولا تقربا شجرة منه (ج) سورة حرّم آدم

(۲) پیدائش ۲:۱۶، ۱۷

کے پاؤں اونٹ کے پاؤں جیسے تھے اور اس کے پیروں کے ناخن ہر جانب سے استرے کی طرح تیز دھار والے تھے (۳) تب دشمن (شیطان) نے اس سانپ سے کہا: ''تو مجھ کو مہربانی سے جنت میں جانے دے۔''

۴۔ سانپ نے جواب دیا: ''میں تجھ کو کیونکر اجازت دوں کہ تو اندر جا کیونکہ اللہ نے تو مجھ کو حکم دیا ہے کہ تجھ سے نکال دوں؟

۵۔ شیطان نے جواب دیا: ''کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ تجھے سے کتنی محبت رکھتا ہے اس لئے کہ اس نے مجھ کو جنت سے باہر کھڑا کر رکھا ہے تا کہ تو ایک پارۂ خاک کی نگہبانی کرے جو کہ انسان ہے؟

۶۔ پس جبکہ تو مجھے جنت میں داخل کر دے گا اس وقت میں تجھے رعب داب والا بنا دوں گا۔ یہاں تک کہ ہر ایک تجھ سے بھاگے گا۔

۷۔ سانپ نے کہا: 'اور میں تجھ کو اندر کیونکر لے چلوں؟''

۸۔ شیطان نے جواب دیا: ''تو تو بہت بڑا ہے اپنا منہ کھول دے۔ میں تیرے پیٹ میں سما جاؤں گا۔

۹۔ پھر جب تو جنت کے اندر جائے۔ مجھے ان دونوں مٹی کے ٹکڑوں کے پاس چھوڑ دینا جو کہ نئے نئے زمین پر چل رہے ہیں۔

۱۰۔ ''تب سانپ نے ایسا ہی کیا۔''

۱۱۔ اور شیطان کو حوا کے پہلو میں لا اتارا کیونکہ آدم اس کا خاوند سو رہا تھا۔

۱۲۔ پس شیطان عورت کے سامنے ایک حسین فرشتہ کی شکل میں نمایاں ہوا اور اس سے کہا (۱) تم دونوں اس سیب اور گندم میں سے کیوں نہیں کھایا کرتے؟''

۱۳۔ حوا نے جواب دیا: ''ہم سے ہمارے اللہ نے کہا ہے کہ اگر ہم اس سے کچھ کھائیں گے تو ہم نجس ہو جائیں اور اس لئے وہ (خدا) ہم کو جنت سے نکال دے گا۔''

۱۴۔ پس شیطان نے جواب دیا کہ: ''اس (خدا) نے سچ نہیں کہا ہے۔''

۱۵۔ اس لئے واجب ہے کہ تو اس بات کو جان رکھے کہ اللہ شریر اور حسد کرنے والا ہے۔

۱۶۔ اور اسی سبب سے وہ اپنے ہمسروں کا متحمل نہیں ہوتا۔

۱۷۔ لیکن وہ ہر ایک سے اپنی بندگی چاہتا ہے۔

۱۸۔ اور اس نے تم دونوں سے یہ بات محض اس لئے کہی ہے تا کہ مبادا تم اس کے مثل و مانند ہو جاؤ۔

۱۹۔ لیکن اگر تو اور تیرا خاوند دونوں میری نصیحت پر عمل کرتے ہو تو ان پھلوں میں سے بھی ویسے ہی کھاؤ، جیسا کہ ان کے سوا پھلوں

(۱) پیدائش۔۳:۶

میں سے کھاتے رہتے ہو۔

۲۰۔اور دوسروں کے تابعدار نہ رہو۔

۲۱۔ بلکہ تم نیک اور بد کو اللہ کی طرح جاننے لگو گے اور جو تم چاہو گے وہ کرو گے۔

۲۲۔ اس لئے کہ تم دونوں خدا کے مانند بن جاؤ گے۔"

۲۳۔تب اس وقت حوا نے ان (پھلوں) میں سے کھایا۔(۲)

۲۴۔اور جس وقت اس کا خاوند بیدار ہوا اسے شیطان کے تمام کہنے کی خبر دی۔

۲۵۔تب اس نے ان پھلوں میں سے جو کچھ حواء نے اس کے آگے رکھ دیا۔ لے کر کھایا۔

۲۶۔ اور اسی اثناء میں کہ کھانا (اس کی حلق کے) نیچے اتر رہا تھا۔ اس (اللہ) کا کہنا یاد آ گیا۔

۲۷۔ اس سبب سے اس نے چاہا کہ کھانے کو روک دے چنانچہ اس نے اپنا ہاتھ اپنی حلق میں وہاں دیا۔ جہاں کہ ہر ایک آدمی کے ایک نشان ہے۔

فصل (۱) نمبر ۴۱

(۱) اس وقت (۱) ان دونوں کو معلوم ہوا کہ وہ تو در حقیقت ننگے تھے۔

۲۔ اس سبب سے وہ شرمائے اور انہوں نے انجیر کے پتے لے کر ایک لباس اپنی برہنگی (چھپانے) کے لئے بنایا۔

۳۔ پھر جبکہ دن ڈھلا۔ اس وقت یکا یک اللہ ان کو دکھائی دیا اور اللہ نے آدم کو یہ کہہ کر پکارا: "آدم تو کہاں ہے؟"

۴۔ پس آدم نے جواب دیا کہ "اے پروردگار! میں تیری حضوری سے چھپ کر بیٹھا ہوں کیونکہ میں اور میری بیوی دونوں برہنہ ہیں۔ اس لئے ہم تیرے سامنے آتے ہوئے شرماتے ہیں۔"

۵۔ تب اللہ نے کہا: "تم سے تمہاری بے گناہی کس نے چھین لی؟ مگر یہ کہ شاید تم نے پھل کھا لیا ہے اور اس کے سبب سے تم نجس ہو گئے ہو۔

۶۔اور تمہارے لئے یہ ممکن نہیں رہا کہ اس کے بعد جنت میں ٹھہرو۔"

۷۔آدم نے جواب دیا: اے پروردگار تحقیق جو بی بی تو نے مجھے دی ہے اس نے چاہا کہ کھاؤں پس میں نے اس میں سے کھا لیا تب اللہ نے عورت سے کہا: تو نے کس لئے اپنے خاوند کو ایک ایسا کھانا دیا؟

۹۔ حوا نے جواب دیا: تحقیق شیطان نے مجھ کو دھوکا دیا پس میں نے کھا لیا"۔

---

(۱) سورة الجزاء آدم واواحی وحیة والشیطان.

(۲) پیدائش ۳:۶(۱) پیدائش ۳:۷-۱۹

۱۰۔ اللہ نے کہا: "وہ مردود یہاں کیونکر داخل ہوا۔"

۱۱۔ حوا نے جواب دیا: "تحقیق سانپ جو کہ جنت کے شمال کے دروازے پر کھڑا رہتا ہے وہ اس (شیطان) کو میرے پہلو میں لے آیا۔"

۱۲۔ تب اللہ نے آدم سے کہا: "زمین تیرے کام سے لعنت کی گئی ہوگی کیونکہ تو نے اپنی بی بی کی بات سنی اور (ممنوع) پھل کھالیا۔

۱۳۔ تا کہ وہ (زمیں) تیرے واسطے گوکھر و اور کانٹے اگائے۔

۱۴۔ اور ضروری ہے کہ تو اپنے منہ کے پسینے سے روٹی کھائے۔

۱۵۔ اور تو یاد کر کہ تو مٹی ہے اور مٹی ہی کی طرف لوٹ کر جائے گا۔"

۱۶۔ اور حوا سے یہ کہہ کر کلام کیا: "اور اے عورت تو جس نے کہ شیطان کی بات مانی

۱۷۔ اور اپنے خاوند کو کھانا دیا ہے۔ مرد کی حکومت کے نیچے رہے گی جو کہ تجھ سے لونڈی جیسا سلوک کرے گا۔

۱۸۔ اور تو تکلیف کے ساتھ اولاد کا بار اٹھائے گی۔

۱۹۔ اور جبکہ اللہ نے سانپ کو بلایا۔ فرشتہ میخائیل کو پکارا جو کہ اللہ کی تلوار (الف) اٹھاتا ہے اور کہا: "پہلے اس خبیث سانپ کو جنت سے نکال باہر کر۔

۲۰۔ اور جب یہ باہر ہو جائے اس وقت اس کے چاروں پاؤں کاٹ ڈال۔

۲۱۔ پس جب یہ چلنے کا قصد کرے تو لازم ہے گھسٹتا ہوا (پیٹ کے بل) چلے۔"

۲۲۔ پھر اللہ نے اس کے بعد شیطان کو بلایا (ب) تو وہ ہنستا ہوا آیا۔

۲۳۔ تب (اللہ نے) اس سے کہا: "اس لئے کہ اے مردود تجھی نے ان دونوں کو دھوکا دیا اور ان کو نجس بنایا ہے۔ میں ارادہ کرتا ہوں کہ وہ نجاست جو ان دونوں اور ان کی تمام اولاد میں ہے۔ اسے تیرے منہ میں بھر دوں۔ جبکہ وہ اس نجاست سے توبہ اور میری عبادت سچے دل سے کریں جس کی وجہ سے وہ نجاست ان میں سے نکل آئے اور تب تو نجاست سے ٹھس جائے گا۔"

۲۴۔ اس وقت شیطان نے ایک خوفناک چیخ ماری۔

۲۵۔ اور کہا: "ہر گاہ کہ تو یہ ارادہ کرتا ہے کہ میری موجودہ حالت سے بھی زیادہ ردی حال میرا بنادے تو میں بھی اب اپنے آپ کو ویسا ہی بناؤں گا جیسا کہ میں ہونے کی قدرت رکھتا ہوں۔"

۲۶۔ تب اللہ نے کہا: "اے لعین (لعنت کئے گئے) میرے سامنے سے چلا جا۔"

۲۷۔ پس شیطان چلا گیا۔

(ا) سیف اللہ. منہ

(ب) لعنۃ علی الشیطان هذا القصص

۲۸۔ پھر اللہ نے آدم اور حوا سے جو دونوں رو پیٹ رہے تھے کہا: "تم دونوں جنت سے نکل جاؤ۔"

۲۹۔ اور اپنے بدنوں کو محنت (اور کوشش) میں ڈالو اور تمہاری امید کمزور نہ ہو۔

۳۰۔ کیونکہ میں تم دونوں کے بیٹے کو ایسی حالت سے بھیجوں گا کہ اس حالت سے تمہاری ذریت (نسل) کے لئے انسان کی جنس پر سے شیطان کا قابو اٹھا دینا ممکن ہوگا۔

۳۱۔ اس لئے کہ میں عنقریب اپنے اس رسول کو (ت) جو کہ جلد ہی آنے والا ہے تمام تر چیزیں عطا کروں گا۔"

۳۲۔ پھر اللہ پوشیدہ ہوگیا۔ اور فرشتہ میخائیل نے ان دونوں (آدم وحوا) کو جنت سے نکال دیا۔

۳۳۔ پس جبکہ آدم نے مڑ کر نگاہ کی اس نے (فردوس کے) دروازہ (کی پیشانی) پر لکھا دیکھا "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" (ث)

۳۴۔ تب وہ اس وقت رویا اور کہا: "اے بیٹے! کاش اللہ یہ ارادہ کرے کہ تو جلد آئے اور ہم کو اس کم بختی و مصیبت سے چھڑائے۔"

۳۵۔ یسوع نے کہا: "یوں شیطان اور آدم نے غرور کی وجہ سے خطا کی۔

۳۶۔ بہرحال ان میں سے ایک نے پس اس لئے کہ اس نے انسان کو حقیر جانا۔

۳۷۔ اور بہرحال دوسرے نے پس اس لئے کہ اس نے اپنے تئیں اللہ کا مانند بنانا چاہا۔"

فصل نمبر ۴۲ (ا)

۱۔ پس اس تقریر کے بعد (یسوع کے) شاگرد روئے۔

۲۔ اور یسوع بھی رو رہا تھا جبکہ انہوں نے بہت سے ایسے آدمیوں کو دیکھا جو اس کی تلاش کے لئے آئے تھے۔

۳۔ کیونکہ کاہنوں کے سرداروں نے اپنے آپس میں مشورہ کیا تھا کہ اس (یسوع) سے یہ کہہ کر سوال کرنے کو بھیجا دہ کہ "تو کون ہے؟"

۴۔ تب یسوع نے اعتراف کیا اور کہا: "سچ یہ ہے کہ میں مسیا نہیں ہوں۔"

۵۔ پس ان لوگوں نے کہا: "آیا تو ایلیا ہے یا ارمیا ہے یا قدیم نبیوں میں سے کوئی نبی ہے؟"

۶۔ یسوع نے جواب دیا۔ "ہرگز نہیں"۔

۷۔ تب انہوں نے کہا: "تو کون ہے؟ ہم سے بتا۔ تا کہ ہم ان لوگوں کے پاس جا کر بیان کر دیں۔ جنہوں نے ہم کو بھیجا ہے۔"

۸۔ اس وقت یسوع نے کہا: "میں ایک آواز شور مچانے والی ہوں تمام یہودیہ میں۔"

(ث) رسولہ منہ(ت) لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ. منہ

(ا) سورۃ بشرہ۔ (ا) مرقس ۱۲:۱۳ و لوقا ۱۱:۴۵

۹۔ (جو کہ) چیختی ہے کہ: "پروردگار کے رسول کا (ب) (ت) راستہ درست کرو جیسا کہ اشعیا میں لکھا ہوا ہے (۲)

۱۰۔ انہوں نے کہا: "جبکہ تو نہ مسیح ہے نہ ایلیا نہ کوئی اور نبی تو پھر کیوں نئی تعلیم کی بشارت دیتا ہے (منادی کرتا ہے) اور اپنے آپ کو مَسِیّا سے بہت بڑھ کر شاندار بتاتا ہے؟"

۱۱۔ یسوع نے جواب دیا (ا) تحقیق خدا کی نشانیاں جو اللہ میرے ہاتھ سے نمایاں کرتا۔ وہ ظاہر کرتی ہیں کہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا کا ارادہ ہوتا ہے۔

۱۲۔ اور میں اپنے آپ کو اس کا مانند نہیں شمار کرتا ہے جس کی نسبت تم کہہ رہے ہو۔

۱۳۔ کیونکہ میں اس کے لائق بھی نہیں ہوں کہ اس رسول اللہ (ا) کے جوتے کے بند یا نعلین کے تسمے کھولوں جس کو تم مَسِیّا کہتے ہو۔

۱۴۔ وہ جو کہ میرے پہلے پیدا کیا گیا اور اب میرے بعد آئے گا۔

۱۵۔ اور وہ بہت جلد کلام حق کے ساتھ آئے گا اور اس کے دین کی کوئی انتہا نہ ہوگی (ب)

۱۶۔ پس لاوی اور کاتب ناکامی کے ساتھ واپس چلے گئے۔

۱۷۔ اور انہوں نے سب باتیں کاہنوں کے ان سرداروں سے جا کر کہیں جنہوں نے کہا کہ: "بیشک شیطان اس کی پشت پر ہے اور وہ ہر چیز کو اس پر پڑھ کر سناتا جاتا ہے۔"

۱۸۔ پھر یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہا (۲) "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ہماری قوم کے سردار اور بڑے بڑے آدمی میری بربادی کی تاک میں ہیں۔"

۱۹۔ تب بطرس نے کہا تو اب اس کے بعد اورشلیم کو مت جا۔"

۲۰۔ یسوع نے اس سے کہا: "تو بیشک احمق ہے اور یہ نہیں جانتا کہ تو کیا کہہ رہا ہے؟"

۲۱۔ پس تحقیق مجھ پر لازم ہے کہ بہت سی سختیوں کو اٹھاؤں۔

۲۲۔ کیونکہ بیشک اسی طرح پر تمام نبیوں اور اللہ کے پاک بندوں نے برداشت کیا ہے۔

۲۳۔ لیکن تُو مت ڈر اس لئے کہ ایک جماعت ہماری ساتھی اور ایک گروہ ہمارا دشمن پایا جاتا ہے (۳)

۲۴۔ اور جبکہ یسوع نے یہ کہا وہ چلا اور طابور (۴) پہاڑ کی طرف گیا۔

(ب) سائلوا بنی اسرائیل بعیسیٰ من انت قال عیسیٰ انا موۃ انادی یحطروا (یحضروا) طریق رسول اللہ لانہ سیجیئ. منہ (ت) رسول اللہ (ا) رسول اللہ۔ (ب) قال عیسیٰ لا ینبغی لی ان یخدم نعلین رسول اللہ لانہ خلق من قبلی و سیجیئ من بعدی و دینہ باق ابدا' منہ

(۲) یوحنا ۱: ۱۹-۲۷ (ا) یوحنا ۵: ۳۶۔

(۲) متی ۱۶: ۲۲-۲۳ مرقس ۱۸: ۱۳-۳۳۔ (۳) ۲-سلاطین ۶: ۱۶؟ و متی ۱۲: ۳۰ (۴) متی ۱: ۱۷۔ در حقیقت یہ ہے کہ جس پہاڑ پر یسوع چڑھا تھا۔ اس کا کوہ "طابور" ہونا انجیلوں کی تالیف کے زمانہ سے بعد میں متعین ہوا ہے۔"

۲۵۔اور اس کے ساتھ بطرس[1] اور یعقوب اور یوحنا اس کا بھائی مع اس شخص کے جو اس (کتاب) کو لکھ رہا ہے (پہاڑ پر) چڑھ گئے۔

۲۶۔تب وہاں ان سبھوں کے اوپر ایک بڑا نور چمکا۔

۲۷۔اور اس (یسوع) کے کپڑے سفید برف جیسے ہوگئے۔

۲۸۔اور اس کا چہرہ سورج کی مانند دمکنے لگا۔

۲۹۔اور ناگہاں موسیٰ اور ایلیا دونوں کے یسوع سے اس بارہ میں گفتگو کرنے لگے جو آئندہ ہماری قوم اور مقدس شہر پر واقع ہونے والا ہے۔

۳۰۔تب بطرس نے یہ کہہ کر بات کی: ''اے پروردگار اچھا ہے کہ یہیں رہیں۔''

۳۱۔ پس اگر تو چاہے تو ہم تین سائبان بنائیں۔ ایک تیرے واسطے ایک موسیٰ کیلئے اور دوسرا ایلیا کے واسطے اور اسی دوران میں کہ وہ بات کررہا تھا اس کو ایک سفید بادل کے ٹکڑے نے ڈھانپ لیا۔

۳۲۔اور لوگوں نے ایک آواز کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''میرے اس خادم کو دیکھو جس سے میں خوش ہوا ہوں۔

۳۳۔اس کی باتیں سنو (اطاعت کرو)''

۳۴۔تب شاگرد دوڑ گئے اور وہ اپنے مونہوں کے بل زمین پر یوں گر پڑے کہ گویا وہ مردے ہیں۔

۳۵۔تب یسوع اُترا اور اس نے اپنے شاگردوں کو یہ کہہ کر اٹھایا۔ ''تم نہ ڈرو اس لئے کہ اللہ تم سے محبت (ا) کرتا ہے۔ اور تحقیق اس نے یہ اس واسطے کہا ہے تاکہ تم میری بات پر ایمان لاؤ۔''

فصل (ب) نمبر ۴۳

ا۔اور یسوع ان آٹھ شاگردوں کے پاس اُتر کر آیا جو کہ نیچے اس کا انتظار کررہے تھے۔

۲۔اور چار نے آٹھ کو وہ کل قصہ سنایا جو کہ انہوں نے دیکھا تھا (ا) اور اس طرح اس دن ان کے دلوں سے یسوع کے بارہ میں ہر ایک شک زائل ہوگیا۔ مگر یہودا اسخریوطی کے دل سے جو کہ کسی بات پر ایمان ہی نہیں لاتا تھا (شک نہ گیا)

۴۔اور یسوع پہاڑ کے دامن (تلیٹھی) پر بیٹھ گیا۔ اور ان سب آدمیوں نے جنگل کے پھلوں میں سے کھایا۔ اس لئے کہ ان کے پاس روٹی نہ تھی۔

۵۔اس وقت اندراس نے کہا: ''تحقیق تو نے ہم سے مسیّا کی نسبت بہت سی چیزیں بیان کی ہیں لہٰذا مہربانی کر کے ہم سے تمام چیزوں کی تصریح کردے۔''

۶۔پس یسوع نے جواب دیا: ''ہر شخص جو کہ

---

[1] بائبل کے موجودہ اردو تراجم میں یہ نام ''پطرس'' آیا ہے۔ خالد

(ا) اللّٰہ محب (ب) ھذا سورۃ فی خلق رسول اللّٰہ۔ (ا) اسکوٹی باب ۱۱ آیت ۹ کے مضمون سے مقابلہ کر کے دیکھو۔

کام کرتا ہے سوا اس کے نہیں کہ کسی ایسی غرض کے لئے کام کرتا ہے جس میں کچھ آرام پاتا ہے۔

۷۔ اسی لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ بیشک بیشک اللہ چونکہ درحقیقت کامل ہے (ت) اس کو آرام یا غناء کی کچھ حاجت نہیں ہے۔

۸۔ کیونکہ غنا خود اس کے پاس ہی ہے۔

۹۔ اور یوں جب اس نے عمل کا ارادہ کیا سب چیز سے پہلے اپنے رسول (ث) کی روح پیدا کی۔ وہ رسول جس کے سبب سے تمام چیزوں کے پیدا کرنے کا قصد کیا۔ (ج)

۱۰۔ تا کہ مخلوقات خوشی اور اللہ سے برکت پائے۔

۱۱۔ اور اُس کا رسول (۳) اُس کی تمام خلائق سے خوش ہو جس کے لئے خدا نے یہ مقدر کیا ہے کہ وہ اُس کے بندے ہوں۔

۱۲۔ اور کس لئے اور کیا یہ یونہی ہوا مگر اس لئے کہ اللہ نے اس کا ارادہ کیا؟

۱۳۔ "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک نبی جب وہ آتا ہے تو وہ فقط ایک ہی قوم کے لئے اللہ کی رحمت کی نشانی اٹھا کر لاتا ہے۔

۱۴۔ اور اسی وجہ سے ان انبیاء کا کلام اس قوم سے آگے نہیں بڑھا۔ جس کی جانب وہ بھیجے گئے تھے۔

۱۵۔ لیکن رسول اللہ (ا) جب آئے گا اللہ اس کو وہ چیز عطا کرے گا (ب) جو کہ اس کے ہاتھ کی انگشتری کی مانند ہے۔

۱۶۔ پس وہ زمین کی ان تمام قوموں کے لئے خلاص اور رحمت لائے گا۔ جو کہ اس کی تعلیم کو قبول کریں گی۔

۱۷۔ اور عنقریب وہ ظالموں پر ایک زور کے ساتھ آئے گا۔

۱۸۔ اور بتوں کی عبادت کو مٹا دے گا کہ شیطان ذلیل وخوار ہوگا۔

۱۹۔ کیونکہ اللہ نے ابراہیمؑ سے ایسا ہی وعدہ کیا ہے اور کہا ہے: "تو دیکھ کہ میں تیری نسل سے تمام زمین کے قبیلوں کو برکت دوں گا اور جس طرح کہ تو نے اے ابراہیم بتوں کو توڑ کر پارہ پارہ کر دیا ہے ویسے ہی تیری نسل کرے گی۔"

۲۰۔ یعقوب نے جواب دیا: "اے استاد! ہم کو بتا کہ یہ عہد کس سے کیا گیا ہے؟"

۲۱۔ اس لئے کہ یہود کہتے ہیں کہ (یہ عہد) اسحٰق سے ہوا ہے۔

۲۲۔ اور اسمٰعیلی کہتے ہیں کہ اسمٰعیل سے"

۲۳۔ یسوع نے جواب دیا: "داؤد کس کا بیٹا تھا اور کس کی نسل سے؟"

(ت) اللّٰہ کامل (ث) اول خلق اللّٰہ روح رسولہ (ج) اللّٰہ مقدر۔

(ا) رسول اللّٰہ۔

(ب)

۲۴۔ یعقوب نے کہا: ''اسحٰق کی اولاد سے کیونکہ اسحٰق یعقوب کا باپ تھا اور یعقوب یہود کا باپ جس کی نسل سے داؤد ہے۔''

۲۵۔ تب اس وقت یسوع نے کہا (ا) اور جب رسول اللہ (پ) آئے گا تو وہ کس کی نسل سے ہوگا؟''

۲۶۔ شاگردوں نے جواب دیا: ''داؤد کی نسل سے۔''

۲۷۔ تب یسوع نے جواب دیا: ''تم اپنے آپ کو دھوکے میں نہ ڈالو۔''

۲۸۔ کیونکہ داؤد اس کو روح میں یہ کہتے ہوئے ''رب'' کے نام سے پکارتا ہے (۲) ''اللہ نے میرے رب نے کہا کہ تو میرے داہنے جانب بیٹھ تاکہ میں تیرے دشمنوں کو تیرے پامال کرنے کی جگہ بناؤں۔

۲۹۔ تیرا رب تیرے نیزے کو بھیجے گا جو کہ تیرے دشمنوں کے وسط میں غلبہ والا ہوگا۔''

۳۰۔ پس جبکہ رسول اللہ (ا) جس کو تم مَسِیًا (ب) داؤد کا بیٹا کہتے ہو۔ یہی ہوگا تو پھر داؤد اس کو رب کیوں کر کہتا۔

۳۱۔ تم مجھے سچا مانو کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ: ''تحقیق عہد اسمٰعیل کے ساتھ کیا گیا ہے،

نہ کہ اسحاق کے ساتھ۔''

فصل (ت) نمبر ۴۴

ا۔ تب شاگردوں نے کہا: ''اے معلم! موسیٰ کی کتاب میں یونہی کہا گیا ہے کہ عہد اسحاق سے کیا گیا ہے؟'' (۲)

۲۔ یسوع نے آہ سرد بھر کر جواب دیا: ''یہی لکھا ہوا ہے''۔

۳۔ لیکن موسیٰ نے اس کو نہیں لکھا ہے اور نہ یشوع نے۔

۴۔ بلکہ ہمارے احبار (دینی عالموں) نے (ث) جو کہ خدا سے نہیں ڈرتے۔

۵۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم فرشتہ جبریل کے کلام میں غور کرو گے تو تم کو ہمارے کاتبوں اور فقیہوں کی بد باطنی کا علم ہو جائے گا۔

۶۔ کیونکہ فرشتے نے کہا: ''اے ابراہیمؑ عنقریب تمام دنیا جان لے گی کہ اللہ تجھ سے کیسی محبت کرتا ہے (ث)

۷۔ مگر دنیا کو تیری اللہ کے ساتھ محبت کیونکر معلوم ہو۔

۸۔ یقیناً تجھ پر واجب ہے کہ تو خدا کی محبت

(ا) اسکو انجیل میں متی باب ۲۲: آیت ۴۱ تا ۴۵ کے مضمون سے مقابلہ کر کے دیکھو (۲) زبور ۱۱۰: ۱

(ت) هذا سورة احمد محمد رسول الله (ث) اليهود يحرفون الكلم من بعده النصارى كذالك يحرفون في الانجيل (ث). الله محب

(۲) روت ۹: ۷ و گلاطیون ۴: ۲۳ و ۲۸ و پیدائش ۱۷: ۲۱

کے لئے کچھ کرے۔"

۹۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا: "یہ خدا کا بندہ مستعد ہے کہ جو خدا کا ارادہ ہو وہی کرے۔"

۱۰۔ تب اس وقت اللہ نے ابراہیمؑ سے کہا: "تو (۳) اپنے پہلو ٹھے بیٹے اسمٰعیل کو لے اور پہاڑ پر چڑھ جا، تاکہ اس کو قربانی کے طور پر پیش کرے۔ (ج)

۱۱۔ پس اسحاق کیونکر پہلوٹھا ہو سکتا ہے حالانکہ جب وہ پیدا ہوا تھا۔ اس وقت اسمٰعیل (د) کی عمر سات (۴) سال کی تھی۔

۱۲۔ تب اس وقت شاگردوں نے کہا: "بے شک فقیہوں کا دھوکا صاف ظاہر ہے۔"

۱۳۔ اس لئے تو ہی ہم سے سچ سچ کہہ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ تو خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔" (۱)

۱۴۔ تب یسوعؑ نے جواب دیا: "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بے شک شیطان ہمیشہ خدا کی شریعت کو باطل کرنے کا ارادہ کیا کرتا ہے۔

۱۵۔ پس اسی لئے اس نے اور اس کے پیروؤں اور ریاکاروں اور برے کام کرنے والوں نے آج تمام چیزوں کو ناپاک کر دیا ہے۔

۱۶۔ پہلوں نے جھوٹی تعلیم کے ذریعہ سے اور دوسروں نے رندانہ طرزِ زندگی سے۔

۱۷۔ یہاں تک کہ قریب قریب حق کا تو وجود ہی (ب) نہیں رہ گیا۔

۱۸۔ تباہی ہے ریاکاروں کے لئے کیونکہ اس دنیا کی مدح عنقریب ان پر اہانت سے بدل جائے گی اور جہنم میں عذاب ہو جائے گی۔

۱۹۔ اور اسی لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ بیشک رسول اللہ (ت) ایک روشنی ہے (ث) (ج) جو تقریباً تمام مصنوعات باری کو مسرور کرے گا۔

۲۰۔ کیونکہ وہ فہم اور مشورت کی روح (۱) سے آراستہ ہے۔

۲۱۔ حکمت اور قوت کی روح سے۔

۲۲۔ خوف اور محبت کی روح سے۔

۲۳۔ بینش اور اعتدال کی روح سے۔

۲۴۔ (وہ) محبت اور رحمت کی روح سے آراستہ ہے۔

۲۵۔ عدل اور تقویٰ کی روح سے۔

۲۶۔ لطف اور صبر کی روح سے، ایسی روحیں کہ منجملہ ان کے اس رسول نے اللہ سے سہ چند حصہ اس کا پالیا ہے جو کہ اللہ نے اپنی تمام مخلوقات کو عطا کی ہیں (ح)

۲۷۔ وہ کیسا مبارک زمانہ ہے جس میں کہ یہ (رسول) دنیا میں آئے گا۔

(ج) ذکر اسماعیل قربان (د)

(۱) اللّٰـه ...... (۳) پیدائش ۲۲:۳ (۴) پیدائش ۱۷:۲۵ میں آیا ہے کہ وہ چودہ سال عمر کے تھے

(ب) یحرفون الکلم من بعد مواضعہ و بعدہ النصاری یحرفون والانجیل (ت) رسول اللہ (ث) احمد (ج) فی لسان عرب احمد فی لسان عمران منے فی لسان لاتن کنسلاترد فی لسان روم بازکل تس. (ح)

(۱) یشعیاہ ۱۱:۲

۲۸۔تم مجھے سچا مانو ہر آئینہ میں اس کو دیکھا اور اس کے سامنے عزت وحرمت کو پیش کیا۔ (اس کی تعظیم کی) ہے۔جیسا کہ اس کو ہر ایک نبی نے دیکھا ہے۔

۲۹۔کیونکہ اللہ ان (نبیوں) کو اس (رسول) کی روح بطور پیشینگوئی کے عطا کرتا ہے۔

۳۰۔اور جبکہ میں نے اس کو دیکھا میں تسلی سے بھر کر کہنے لگا: ''اے محمد (د) اللہ تیرے ساتھ ہو۔اور مجھ کو اس قابل بنائے کہ میں تیری جوتی کا تسمہ کھولوں۔

۳۱۔کیونکہ اگر میں یہ (شرف) حاصل کرلوں تو بڑا نبی اور اللہ کا قدوس ہو جاؤں گا (ر) ''س''

۳۲۔اور جبکہ یسوع نے اس بات کو کہا اس نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

فصل (۱) نمبر ۴۵

۱۔پھر فرشتہ جبریل یسوع کے پاس آیا اور اس سے اس قدر صاف صاف باتیں کیں کہ ہم نے بھی اس کی آواز یہ کہتے ہوئے سنی کہ:

''اٹھ اور اور شلیم کو جا۔''

۲۔پس یسوع روانہ ہوا اور شلیم کی جانب چلا۔

۳۔اور سبت کے دن ہیکل میں داخل ہوا اور قوم کو تعلیم دینی شروع کی۔

۴۔تب قوم کاہنوں کے سردار اور کاہنوں سمیت دوڑ کر ہیکل کو آئی جو کہ یسوع کے پاس یہ کہتے ہوئے آئے: ''اے تعلیم دینے والے! ہم سے کہا گیا ہے کہ تو ہمارے حق میں بری بات کہتا ہے اس لئے تو ڈرتا رہ کہ تجھ کوئی بدی نہ آ پڑے۔''

۵۔یسوع نے جواب دیا: ''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میں ریاکاروں کی نسبت بری بات کہتا ہوں۔لہٰذا اگر تم ریاکار ہو تو بے شک میں تمہاری بابت کہتا ہوں۔''

۶۔تب انہوں نے کہا: ''ریاکار کون ہے تو ہم سے صاف صاف کہہ۔''

۷۔یسوع نے کہا: ''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق ہر وہ آدمی جو کہ کوئی نیک کام اس لئے کرتا ہے کہ تا کہ لوگ اسے دیکھیں پس وہ ریاکار ہے۔

۸۔کیونکہ اس کا عمل دل تک جس کو کہ لوگ دیکھتے کچھ اثر نہیں کرتا اس واسطے وہ اس (دل) میں ہر ایک ناپاک خیال اور ہر ایک گندہ خواہش چھوڑ دیتا ہے۔(ب)

۹۔کیا تم جانتے ہو کہ ریاکار کون ہے؟

۱۰۔وہ ایسا آدمی ہے جو کہ اپنی زبان سے اللہ کی عبادت کرتا ہے اور دل سے آدمیوں کی

(د) اللہ وهاب (مرحبا محمد (ص) قال عیسیٰ رایت رسول اللہ فنا دیت وقلت یا محمد ان یسرنی المنا فقون اللہ اخلم نعلیک فاذا اکون اعظم الانبیاء)منہ

(۱) سورۃ المنافقون۔

(ب) ان المنا فقو ن یخشون۔منہ

عبادت کرتا ہے۔

۱۱۔ درحقیقت وہ سرکش ہے اس لئے کہ جب وہ مر جائے گا ہر ایک جزا (بدلہ) سے خسارہ میں رہے گا۔ (ت)

۱۲۔ کیونکہ نبی داؤد اسی بارہ میں کہتا ہے (۱) ''تم ہرگز سرداروں اور ان آدمیوں پر بھروسہ نہ کرو، جن میں کچھ بھی اخلاص نہیں کیونکہ موت کے وقت ان کے خیالات بھی فنا ہو جاتے ہیں۔''

۱۳۔ بلکہ وہ موت سے پہلے ہی اپنے آپ کو نیک بدلہ سے محروم دیکھ لیتے ہیں۔

۱۴۔ اس لئے کہ ''انسان'' جیسا کہ اللہ کے نبی (۲) ایوب نے کہا ہے۔ ''غیر ثابت ہے اسی سبب سے وہ ایک حال پر قرار پذیر نہیں رہتا۔''

۱۵۔ پس اگر آج اس نے تیری مدح کی ہے تو کل تیری مذمت کرتا ہے۔

۱۶۔ اور جبکہ آج وہ تجھ کو انعام دینے کا ارادہ کرتا ہے تو کل تجھ سے چھین لیتا ہے۔

۱۷۔ اس حالت میں ریاکاروں کے لئے تباہی ہے کیونکہ ان کا بدلہ باطل ہے (۱)

۱۸۔ اللہ کی جان کی قسم (ب) ہے وہ اللہ کہ میں اس کے حضور میں کھڑا ہوں گا۔ تحقیق ریاکار چور ہے۔

۱۹۔ اور ناشکر گزاری کا مرتکب ہوتا ہے اس لئے کہ وہ شریعت کو نیک بن کر دکھائے گا ذریعہ بناتا ہے۔

۲۰۔ اور اس خدا کی بزرگی کو چراتا ہے جو کہ اکیلا حمد اور بزرگی کا ابد تک مالک ہے۔

۲۱۔ پھر میں تم سے کہتا ہوں کہ ریاکار کے کچھ ایمان ہی نہیں (ت)

۲۲۔ اس لئے کہ اگر وہ اس بات پر ایمان رکھتا کہ اللہ ہر چیز کو دیکھتا ہے (ث) اور یہ کہ وہ (اللہ) گناہ کی سزا خوفناک دیتا ہے بیشک وہ اپنے اس دل کو پاک و صاف کر لیتا جسے کہ گناہ سے اسی لئے بھرا رکھتا ہے کہ اس کے ایمان نہیں (ج)

۲۳۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ''تحقیق ریاکار ایک قبر کی طرح ہے (۱) جو کہ اوپر سے سفید ہے۔

۲۴۔ مگر وہ (اندر سے) سڑاہند اور کیڑے مکوڑوں سے بھری ہے۔

۲۵۔ اس واسطے اگر تم اے کاہنو! اللہ کی اس لئے عبادت کرتے ہو کہ اس نے تم کو پیدا کیا ہے۔ (ح) اور وہ تم سے اس بات کو طلب کرتا ہے تو میں تمہاری بدی نہیں کرتا کیونکہ تم اللہ کے

(ت) ان المنفقین لا یعلمون (۱) زبور ۱۴۶: ۳، ۴
(۲) یوحنا ۱۴: ۲
(۱) ان المنافقین لا یعلمون. منہ
(ب) باللہ حیّ. منہ

(ت) ان المنافقین لکافرون (ث) اللہ بصیر کل شی "اللہ بصیر بکل شی"؟ (ج) ان المنفقین لفاسقون (ح) اللہ خالق
(۱) متی ۲۳: ۲۷۔

خادم ہو۔

۲۶۔لیکن اگر تم ہر ایک چیز نفع اٹھانے کے لئے کرتے ہو۔

۲۷۔اور ہیکل میں ویسی ہی خرید و فروخت کرتے ہو جیسی کہ بازار میں۔

۲۸۔اس کا کچھ حساب نہ کرتے ہوئے کہ اللہ کی ہیکل نماز ادا کرنے کا گھر ہے نہ کہ تجارت کرنے کا گھر (۲) اور تم اس کو چوروں کو گھر بنائے ڈالے ہو۔ (۳)

۲۹۔اور جب کہ تم ہر ایک چیز کو اس لئے کرتے ہو تا کہ آدمیوں کو رضامند بناؤ۔

۳۰۔اور تم نے اللہ کو اپنی عقل سے نکال ڈالا ہے۔

۳۱۔تب میں تم سے چیخ کر کہتا ہوں کہ بیشک تم شیطان کی اولاد ہو۔

۳۲۔نہ ابراہیمؑ کے بیٹے (۴) جس نے کہ خدا کی محبت میں اپنے باپ کا گھر چھوڑ دیا۔

۳۳۔اور راضی تھا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر دے۔

۳۴۔خرابی ہے تمہارے لئے اے کاتبو! اور فقیہو! جبکہ تم ایسے ہو کیونکہ اللہ تم سے کہانت کو لے لے گا۔

(خ) سورۃ الیوم السبت. (۲) یوحنا ۲:۱۶
(۳) متی ۲۱:۱۳ (۴) یوحنا ۸:۳۳-۳۴

فصل (خ) نمبر ۴۶

۱۔اور یسوع نے یہ بھی کہا کہ (۵) ”میں تم کو ایک اور مثال سناتا ہوں۔

۲۔ایک گھر کے مالک نے انگور کی بیل لگائی اور اس کی باڑھ دی تا کہ اسے جانور پامال نہ کریں۔

۳۔اور اس کے بیچ میں شراب نچوڑنے کا کولہو اور گھر بنایا۔

۴۔اور اس تاکستان کو باغبانوں کے سپرد کیا۔

۵۔اور جبکہ شراب جمع کرنے کا وقت آپہنچا۔ مالک نے اپنے غلاموں کو بھیجا۔

۶۔باغبانوں نے ان دیکھا تو انہوں نے بعض کو ڈھیلوں سے مارا اور چند کو زندہ جلادیا اور کئی دوسروں کا پیٹ چھری سے پھاڑ ڈالا۔

۷۔اور ان باغبانوں نے کئی مرتبہ یہ فعل کیا۔

۸۔پس اب تم مجھ سے یہ کہو کہ تاکستان کا مالک باغبانوں سے کیا سلوک کریگا؟“

۹۔پس ہر ایک نے جواب دیا کہ: ”بیشک وہ ان باغبانوں کو بری طرح ہلاک کریگا۔اور انگورستان کو دوسرے باغبانوں کے سپرد کریگا“

۱۰۔اسی لئے یسوع نے کہا: ”کیا تم نہیں جانتے ہو کہ تاکستان وہ اسرائیل کا گھرانہ ہے۔اور باغبان یہودا کی قوم اور اورشلیم (۱)؟

۱۱۔تباہی ہے تمہارے لئے اس واسطے کہ اللہ غضبناک ہے (الف) تم پر۔

(ا) اللہ قہار . (۱) یشعیاہ ۵:۷؟

۱۲۔ کیونکہ تم نے بہت سے اللہ کے نبیوں کو قتل کر ڈالا ہے یہانتک کہ اَخاب کے زمانہ میں ایک شخص بھی ایسا نہیں پایا گیا اللہ کے قدوسیوں کو دفن کرتا۔"

۱۳۔ اور جبکہ یسوع نے یہ کہا، کاہنوں کے سرداروں نے اس کے پکڑ لینے کا ارادہ کیا۔ مگر وہ عام آدمیوں سے ڈر گئے (۲) جنہوں نے کہ یسوع معظم خیال کیا تھا۔

۱۴۔ پھر یسوع نے ایک عورت کو دیکھا (۳) جس کا سر اس کی پیدائش کے وقت سے زمین کی جانب جھکا ہوا تھا۔

۱۵۔ پس کہا: "اے عورت! تو اپنا سر اوپر اٹھا ہمارے اللہ کے نام سے (ب) تا کہ یہ لوگ جانیں کہ میں درحقیقت سچ کہتا ہوں اور یہ کہ خدا چاہتا ہے کہ وہ میرے قول کو پھیلائے۔

۱۶۔ تب اسی وقت عورت تندرست ہو کر خدا کی بڑائی بیان کرتی ہوئی سیدھی ہو گئی۔

۱۷۔ پس کاہنوں کے سردار یہ کہہ کر غل مچانے لگے کہ: "یہ آدمی ہرگز خدا کی جانب سے بھیجا ہوا نہیں ہے۔

۱۸۔ اس لئے کہ یہ سبت کا خیال نہیں رکھتا کیونکہ اس نے آج کے دن ایک بیمار کو تندرست بنا دیا ہے۔

۱۹۔ یسوع نے جواب دیا، "آگاہ: رہو پھر تم ہی مجھے بتاؤ کہ آیا کہ تمہارے لئے سبت کے دن باتیں کرنا حلال نہیں ہے اور دوسروں کی تجارت کے لئے دعا کا پیش کرنا؟"

۲۰۔ اور تم میں سے کون ہے اگر اس کا گدھا سبت کے دن ایک گڑھے میں گر پڑے (۱) تو وہ اس کو سبت کے دن نہ نکالے؟"

۲۱۔ ایک بھی نہیں!

۲۲۔ پس آیا میں اسرائیل میں سے ایک لڑکی کو تندرست بنانے کے سبب سے سبت کا توڑنے والا ہوں گا؟"

۲۳۔ حق یہ ہے کہ تحقیق یہاں تمہاری مکاری جان لی گئی۔

۲۴۔ کتنے یہاں کے حاضرین ایسے لوگوں میں سے ہیں جو کہ غیروں کی آنکھ میں تنکا پڑنے سے خوف دلاتے ہیں (۲) حالانکہ خود ان کی آنکھوں میں شہتیر ہے:

۲۵۔ ایسے لوگ کس قدر زیادہ ہیں۔ جو چیونٹی سے تو ڈرتے ہیں مگر ہاتھی کی کچھ پرواہ نہیں کرتے؟"

۲۶۔ اور جبکہ یہ کہا یسوع ہیکل سے باہر نکل گیا

۲۷۔ لیکن کاہن اپنے آپس میں غصہ سے پیچ و تاب کھانے لگے۔

۲۸۔ کیونکہ انہوں نے اسکو پکڑنے اور اور اس

(ب) باذن اللہ .

(۲) متی ۲۱:۴۶۔ اس لوقا ۱۳:۱۰۔۱۶

(۱) متی ۱۲:۱۱ (۲) ۷:۴، ۵

سے کوئی کسر نکالنے کی ویسی قدرت نہیں پائی جیسی کہ ان کے باپ دادوں نے اللہ کے قدوس کے بارے میں پائی تھی۔

فصل نمبر ۴۷ (ا)

۱۔اور یسوع اپنی خدمتِ نبوت کے دوسرے سال میں اورشلیم سے روانہ ہوا۔

۲۔اور نائین کو گیا۔

۳۔اور جبکہ وہ شہر کے دروازہ کے قریب پہنچا (۳) شہر کے آدمی ایک بیوہ ماں کے اکلوتے بیٹے کی لاش قبر کی طرف اٹھائے جا رہے تھے۔

۴۔اور ہر ایک آدمی اس پر توجہ کرتا تھا۔

۵۔پس جبکہ یسوع پہنچا لوگوں نے جانا کہ تحقیق جو آیا ہے وہ یسوع جلیل کا نبی ہے (۴) پس اس سبب سے وہ آگے بڑھے اور اس سے میت کے لئے منت سے یہ چاہا کہ اس کو زندہ اٹھا کر کھڑا کر دے کیونکہ وہ بیشک نبی ہے۔

۶۔اور یسوع کے شاگردوں نے بھی ایسا ہی کیا

۷۔اور یسوع بہت ڈرا۔

۸۔اور اس نے اپنے دل کو اللہ کی طرف متوجہ بنا کر کہا: ''اے رب مجھکو دنیا سے اٹھا لے۔

۹۔اس لئے کہ دنیا دیوانی ہے اور وہ اس کے قریب ہیں کہ مجھے اللہ کہنے لگیں'، اور جبکہ یہ کہا وہ رویا۔

۱۰۔تب اس وقت فرشتہ جبریل آیا۔

۱۱۔اور کہا: ''اے یسوع! تو مت ڈر اس لئے کہ اللہ نے تجھ کو ہر ایک بیماری پر قوت عطا کی ہے (ب)

۱۲۔یہانتک کہ بلاشبہ تو جس چیز کو بھی اللہ کے نام سے (ا) بخشیگا وہ تماستر اور پوری ہو جائے گی۔

۱۳۔تب یسوع نے ٹھنڈا سانس لے کر کہا: ''اے معبود قدیر و رحیم تیری ہی مشیت پوری ہو (ب)

۱۴۔اور جبکہ یہ کہا وہ میت کی ماں کے نزدیک گیا اور اس سے مہربانی کے ساتھ بولا: ''اے عورت تو مت رو''۔

۱۵۔پھر مردے کا ہاتھ تھام لیا اور کہ: ''اے جوان! میں تجھ سے خدا کا نام لے کر کہتا ہوں (ت) کہ تندرست ہو کر اٹھ کھڑا ہو''

۱۶۔پس لڑکا جی اٹھا۔

۱۷۔اور سب کے سب لوگ یہ کہتے ہوئے خوف سے بھر گئے کہ: ''تحقیق اللہ نے ہمارے مابین ایک بڑے نبی کو قائم کیا ہے اور اپنے گروہ کی خبر گیری فرمائی ہے۔

(ا) سورۃ النجر ج الموت من الحی (۳) لوقا ۷: ۱۲ (۴) انگریزی عبارت کی ترکیب ایسی گڑبڑھ کہ صاف سمجھ میں نہیں آتی' مترجم

(ب) الله محطی (ا) باذن الله

(ب) الله قدیر و برحمن

(ت) سورة المجوسی .

فصل (ج) نمبر ۴۸

۱۔ اس وقت یہودیوں میں رومانیوں کی فوج موجود تھی۔

۲۔ کیونکہ ہمارے شہر ہمارے پچھلے بزرگوں کے گناہوں کے سبب سے ان کے مطیع تھے۔

۳۔ اور رومانیوں کا معمول تھا کہ ہر وہ شخص جو کہ قوم کو کسی قسم کا فائدہ پہنچانے والا نیا کام کرتا اسے وہ معبود کہتے اور اس کی عبادت کرتے۔

۴۔ پس جبکہ چند یہ سپاہی نائین میں تھے انہوں نے ایک کو دوسرے کے بعد یہ کہتے ہوئے ملامت کی: "تحقیق تمہارے ایک دیوتا نے تمہاری زیارت کی ہے اور تم اس کی کچھ خاطر داری نہیں کرتے ہو؟ حق تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دیوتا ہماری ملاقات کو آتے تو ہم انہیں اپنا تمام مال واسباب دے دیتے۔

۵۔ اور تم دیکھتے ہو کہ ہم اپنے دیوتاؤں سے کس قدر ڈرتے ہیں، کیونکہ ہم ان مورتوں کو اپنے پاس کی بہترین چیز دے دیتے ہیں۔"

۶۔ پس شیطان نے اس ڈھنگ کی گفتگو سے یہاں تک وسوسہ دلایا کہ اس نے نائین کی قوم میں ایک ہل چل برپا کر دی۔

۷۔ لیکن یسوع نائین میں نہیں ٹھہرا بلکہ کفر ناحوم جانے کے لئے پلٹ گیا۔

۸۔ اور نائین میں اختلاف اس حد تک پہنچا کہ اس کی وجہ سے ایک گروہ نے کہا کہ: "تحقیق وہ شخص جس نے کہ ہم سے ملاقات کی وہی ہمارا اللہ ہے۔"

۹۔ اور دوسروں نے کہا کہ بیشک اللہ دیکھا نہیں جاتا (ح) پس اس کو کسی آدمی نے نہیں دیکھا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے بندے موسیٰ نے بھی نہیں دیکھا لہٰذا وہ اللہ نہیں بلکہ وہ یقیناً اس کا بیٹا ہے۔"

۱۰۔ اور چند دوسروں نے کہا: "وہ نہ تو اللہ ہے اور نہ اللہ کا بیٹا۔ کچھ بھی نہیں۔ اس لئے کہ اللہ کے جسم ہی نہیں کہ وہ بال بچوں والا ہو۔ بلکہ یہ اللہ کا بھیجا ہوا ایک بڑا نبی ہے۔"

۱۱۔ اور شیطان کا وسوسہ اس حد کو پہنچا کہ قریب ہوا کہ یہ ہماری قوم پر یسوع کی خدمت نبوت کے تیسرے سال میں بڑی تباہی کھینچ لائے۔

۱۲۔ اور یسوع کفرناحوم کو گیا۔

۱۳۔ پس جب اس کو شہر کے رہنے والوں نے پہچانا۔ انہوں نے اپنے سب بیماروں کو اکٹھا کیا (ا) اور انہیں اس دالان کے سامنے کے حصہ میں رکھا جس جگہ کہ یسوع اور اس کے شاگرد اترے ہوئے تھے۔

(ج) سورۃ

(ح) اللہ لاتدرکہ ابصار (ا) مرقس ۱:۳۲

۱۴۔ پھر یسوع کو بلایا اور اس سے ان بیماروں کی تندرستی کے لئے منت کی۔

۱۵۔ تب یسوع کو بلایا۔ اور اس سے ان بیماروں میں سے ہر ایک پر یہ کہتے ہوئے اپنا ہاتھ ڈالا: ''اے اسرائیل کے معبود! اپنے مقدس نام سے (۱) اس بیمار کو تندرستی عطا کر پس وہ تندرست ہو گئے۔

۱۶۔ اور سبت کے دن یسوع مجمع میں داخل ہوا۔ پس تمام قوم وہاں دوڑی گئی تا کہ اس کی باتیں سنے۔

فصل (ب) نمبر ۴۹

۱۔ اس دن کاتبوں نے داؤد کی زبور پڑھی جس جگہ کہ داؤد کہتا ہے (۲) جب کبھی میں کوئی وقت پاتا ہوں عدل کرنے کا حکم دیتا ہوں''

۲۔ اور انبیاء (تورایت) کے پڑھے جانے کے بعد یسوع سیدھا کھڑا ہو گیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے چپ رہنے کا اشارہ کیا اور اپنا منہ کھول کر یوں گفتگو کی۔ ''بھائیو! تم نے یقیناً وہ بات سن لی ہے جو کہ ہمارے باپ داؤد نبی نے کہی کہ بیشک اس نے جب کبھی کوئی وقت پایا عدل کرنے کا حکم دیا ہے۔

۳۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ درحقیقت بہت سے آدمی حکم دیتے ہیں تو غلطی کرتے ہیں۔

۴۔ اور اس کے سوا نہیں کہ وہ اسی امر میں حکم دیتے ہوئے غلطی کرتے ہیں جو کہ ان کی خواہشوں کے موافق نہ ہو۔

۵۔ اور لیکن جو چیز کہ ان کی خواہشوں کے موافق ہو۔ اس کا فیصلہ وہ قبل از وقت کر دیتے ہیں۔

۶۔ اسی طرح ہمارے باپ دادا کا معبود اپنے نبی داؤد کی زبان سے ہم کو پکارتا اور کہتا ہے: ''اے آدمیو! تم عدل کے ساتھ حکومت کرو (۳)''

۷۔ پس وہ لوگ کیسے کمبخت ہیں جو کہ سڑکوں کے موڑوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور اس کے سوا ان کا کوئی کام نہیں ہوتا کہ راستہ چلنے والوں پر کہتے ہوئے حکم لگائیں۔

۸۔ کہ ''یہ حسین ہے اور وہ بدصورت اور یہ اچھا ہے وہ برا''۔ ان کے لئے خرابی ہے۔ اس لئے کہ وہ مواخذہ کا عصا اس کے ہاتھ سے اٹھا لیتے ہیں جو کہ کہتا ہے۔ ''بیشک میں دیکھنے والا اور حکم کرنے والا ہوں (۱) اور میں اپنی بزرگی کسی کو ہرگز نہیں دیتا۔''

۹۔ میں تم سے سچ کہتا ہوا کہ بلاشبہ یہ لوگ اس

---

(۱) الله بن (بنی) اسرائیل مازند (ب) الله شهید الله حکیم (۲) زبور ۷۵:۲

(۱) یحکم الله (۳) زبور ۵۸:۱۶ از بور مذکور میں ۱۶ ویں آیت قطعاً نہیں ہے صحیح عدد آیت ''۱'' ہے

چیز کی گواہی دیتے ہیں جس کو انہوں نے نہ کبھی دیکھا ہے اور نہ سنا ہے۔

۱۰۔ اور فیصلے دینے والے ہیں بدوں اس کے کہ وہ قاضی مقرر کیے جائیں۔

۱۱۔ اور تحقیق وہ اصلی سبب سے زمین پر اللہ کی دونوں آنکھوں کے سامنے برے سمجھے گئے ہیں وہ اللہ کہ عنقریب آخرت کے روز ان لوگوں سے سخت خوفناک مواخذہ کرے گا۔

۱۲۔ خرابی ہے تمہارے لئے تباہی ہے تمہارے لئے تم ہی وہ لوگ ہو کر بدی کی مدح کرتے ہو اور برائی کو نیکی کہتے ہو (۱)

۱۳۔ اس لئے کہ تم اللہ پر اس بات کا حکم لگاتے ہو کہ وہ خطاوار ہے حالانکہ وہ نیکی کا پیدا کرنے والا ہے۔

۱۴۔ اور شیطان کو یوں بے گناہ بتاتے ہو گویا کہ وہ نیکوکار ہے۔ حالانکہ وہی ہر ایک برائی کی جڑ ہے۔

۱۵۔ پس تم سوچو کہ تم پر کونسی سزا واقع ہو گی اور بیشک اللہ کے مواخذہ میں پڑنا (ب) خوفناک امر ہے اور عنقریب وہ اس وقت ان لوگوں پر آپڑے گا جو کہ رواپوں پیسوں کی وجہ سے گنہگار کو بے خطا بنا دیتے ہیں۔

۱۶۔ اور یتیموں اور بیواؤں کے دعویٰ میں فیصلہ نہیں دیتے (۲)

۱۷۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق شیطانوں تک کے ان لوگوں کے مواخذہ میں پڑنے سے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔

۱۸۔ کیونکہ وہ بیحد خوفناک ہوگا۔

۱۹۔ اے قاضی مقرر کئے گئے انسان تو کسی دوسری چیز کی طرف نظر نہ کر۔

۲۰۔ نزدیکی رشتہ داروں کی جانب اور نہ دوستوں کی طرف اور نہ عزت و بزرگی کی جانب اور نہ کسی کی طرف۔

۲۱۔ بلکہ فقط خدا کے ڈر سے اسی حق کی جانب نظر رکھ جس کا بڑی کوشش کے ساتھ طلب کرنا تجھ پر واجب ہے۔

۲۲۔ کیونکہ وہی تجھ کو اللہ کے مواخذہ سے بچائے گا۔

۲۳۔ مگر میں تجھ کو ڈراتا ہوں کہ بیشک جو شخص بدوں رحم کے کچھ سزا دیتا ہے۔ وہ (خود بھی) بغیر رحم کے سزا دیا جائے گا۔

فصل (ت) نمبر ۵۰

۱۔ اے انسان! جو کہ تو اپنے غیر کو عیب لگاتا ہے۔

۲۔ مجھ کو بتا آیا تو نہیں جانتا کہ تمام آدمیوں کی پیدائش ایک ہی مٹی سے ہے۔

۳۔ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ کوئی بھی نیکوکار نہیں

(ب) یحکم اللہ (۱) یشعیاہ ۵: ۲۰ (۲) شیعیاہ ۱: ۲۳

(ت) سورۃ الظالمین۔

پایا جاتا مگر اللہ (ا) یکتا (ا)

۴۔ اسی واسطے ہر ایک آدمی جھوٹا اور گنہگار رہوا۔

۵۔ اے انسان تو مجھے سچا مان کہ بیشک تو جبکہ اپنے غیر کو کسی گناہ پر سزا دیتا ہے۔ تو بلاشبہ تیرے دلمیں اسی گناہ میں سے وہ چیز ہے کہ تو اس پر سزا دیا جاتا ہے۔

۶۔ فیصلہ دینا کیسا سخت خطرناک ہے ظالمانہ فیصلہ کے سبب سے ہلاک ہوئے۔

۷۔ وہ لوگ کس کثرت سے ہیں جو اپنے ظالمانہ فیصلہ کے سبب سے ہلاک ہوئے۔

۸۔ پس شیطان نے انسان پر اس بات کا حکم کیا کہ وہ اس سے بڑھ کر ناپاک ہے۔

۹۔ اسی سبب سے اس نے اللہ اپنے خالق (ب) کی نافرمانی کی۔

۱۰۔ یہی وہ گناہ ہے کہ شیطان نے اس سے توبہ نہیں کی۔ اس لئے کہ مجھ کو اس بات کا علم ہے بسبب اس کے کہ میں نے اس سے باتیں کی ہیں۔

۱۱۔ اور تحقیق ہمارے دونوں پہلے ماں باپوں نے شیطان کی دلچسپی کا حکم لگایا۔

۱۲۔ بس وہ اسی سبب سے جنت سے نکال دیئے گئے۔

۱۳۔ اور انہوں نے اپنی تمام نسل پر (یہی) حکم لگا دیا۔

۱۴۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ قسم ہے اللہ کی زندگانی کی (ت) وہ اللہ کہ میں اس کے حضور میں کھڑا ہونگا کہ بیشک باطل حکم ہی تمام گناہوں کا باپ ہے (ث)

۱۵۔ کیونکہ کوئی شخص ایسا نہیں جو کہ بدوں ارادہ کے گناہ کرتا ہے۔

۱۶۔ اور نہ کوئی شخص اس چیز کا ارادہ کرتا ہے، جسے جانتا نہیں۔

۱۷۔ اس حالت میں اس گنہگار کے لئے تباہی ہے جو کہ اپنے فیصلہ میں یہ حکم لگاتا ہے کہ خطا نیکی ہے اور نیکی بدی۔

۱۸۔ جو کہ اسی سبب سے نیکوکاری کو چھوڑ دیتا اور گناہ کو پسند کر لیتا ہے۔

۱۹۔ بیشک اس پر ایسا سخت قصاص وارد ہوگا جو برداشت کی طاقت سے باہر ہو جبکہ اللہ دنیا سے جواب طلب کرنے آئے گا۔

۲۰۔ کس قدر کثرت سے ہیں وہ لوگ جو کہ ظالمانہ حکم کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔

۲۱۔ اور کتنے زیادہ ہیں وہ لوگ جو کہ ہلاک ہونے کے قریب ہو چکے ہیں۔

۲۲۔ فرعون (۲) نے موسیٰ اور قوم اسرائیل پر کفر کا حکم لگایا۔

۲۳۔ اور شاول نے داؤد پر حکم لگایا کہ وہ موت

(ا) لا خیر الا اللہ (ب) (ا) اللہ خالق . (ا) لوقا ۱۸: ۱۹

(ت) باللہ حی (ث) باللہ حی حکم السؤام الحرام منہ

(۲) خروج ۵: ۸ (۳) ا۔ سموئیل ۱۸: ۹۔

کا مستحق ہے۔
۲۴۔اوراخی اب (۴) نے ایلیا پر حکم لگایا۔
۲۵۔اور بنوخذ نصر (۵) نے ان تین لڑکوں پر جنہوں نے کہ ان کے جھوٹے معبودوں کی پوجا نہیں کی تھی۔
۲۶۔اور شیخان نے سوستہ (۶) پر حکم لگایا۔
۲۷۔اور تمام بت پرست سرداروں نے نبیوں پر حکم لگایا۔
۲۸۔اللہ کا حکم کس قدر ہیبتناک ہے۔
۲۹۔حکم لگانیوالا ہلاک ہوتا ہے اور جس پر حکم لگایا گیا وہ نجات پالیتا ہے۔
۳۰۔اور اے انسان یہ بات کس سبب سے؟ اگر اس وجہ سے نہیں کہ وہ لوگ ظلم کی راہ جھلا کر بے گناہ پر حکم لگاتے ہیں۔
۳۱۔کس قدر سخت تھا نیکوں کا نزدیک ہونا ہلاکت سے۔
۳۲۔اس لئے کہ انہوں نے باطل حکم لگایا۔
۳۳۔ یہ بات یوسف کے بھائیوں (کے قصہ) سے واضح ہوتی ہے جنہوں نے کہ اس کو مصریوں کے ہاتھ بیچ ڈالا تھا (۱)
۳۴۔اور ہارون مریم (۲) موسیٰ کی بہن اور بھائی کے قصے) سے جن دونوں نے اپنے بھائی پر حکم لگایا۔

(۴) اسلاطین ۱۸: ۱۷ (۵) دانیال ۲: ۱۹ (۶)
سوستہ ۳۴: ۱۵ پیدائش ۲۷: ۳۷ (۲) گنتی ۱۲: ۱

۳۵۔اور ایوب کے تین دوستوں (۳) (کے قصہ) سے جنہوں نے کہ اللہ کے بے گناہ دوست ایوب پر حکم لگایا۔
۳۶۔اور داؤد نے مفیبوشت (۴) اور اوریا (۵) پر حکم لگایا۔
۳۷۔اور کورش (۶) نے حکم لگایا کہ دانیال شیروں کی غذا بنے۔
۳۸۔اور بہت سے دیگر آدمی اسی کے سبب سے موت کے منہ پر پہنچ گئے۔
۳۹۔اسی واسطے میں تم سے کہتا ہوں کہ تم الزام نہ لگاؤ پس الزام نہ لگائے جاؤ (۱) (۷)
۴۰۔پس جبکہ یسوع نے اپنا کلام ختم کیا بہت سے آدمیوں نے اپنے گناہوں پر روتے دھوتے توبہ کی اور انہوں نے خواہش کی کہ کاش وہ سب چیزیں چھوڑ دیتے اور اس کی پیروی کرتے۔
۴۱۔لیکن یسوع نے کہا: "تم اپنے گھروں ہی میں نہ رہو۔
۴۲۔اور گناہ کو چھوڑ دو۔
۴۳۔اور اللہ کی عبادت ڈر کے ساتھ کرو پس تم اسی سے خلاصی پاؤ گے۔
۴۴۔اس لئے کہ میں خدمت لینے کو نہیں آیا بلکہ خدمت کرنے کو آیا ہوں۔ (۸)

(۱) من لا یحکم علیٰ الا یحکم علیہ غیرہ۔ منہ
(۳) ایوب ۴۔ (۴) ۲ سموئیل ۱۶: ۴ (۵) سموئیل ۱۱: ۱۵
(۶) دانیال ۶: ۱۶ اور داریوس (۷) متی ۷: ۱ (۸)
متی ۲۰: ۲۸۔

۴۵۔اور جبکہ یہ بات کہی وہ مجمع اور شہر میں سے نکل گیا۔

۴۶۔اور جنگل میں اکیلا رہا تا کہ دعا مانگے کیونکہ وہ (یسوع) تنہائی کو بہت پسند کیا کرتا تھا۔

فصل (ب) نمبر ۵۱

۱۔اس کے بعد کہ یسوع خدا سے دعا مانگ چکا۔اس کے شاگرد اس کے پاس آئے۔اور انہوں نے کہا: ''اے تعلیم دینے والے ہم دو باتیں معلوم کرنے کے شائق ہیں۔

۲۔ان میں سے ایک یہ ہے کہ تو نے شیطان سے کیونکر بات چیت کی حالانکہ تو اسی کے ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ اس (شیطان) نے توبہ نہیں کی ہے؟

۳۔اور دوسری بات یہ ہے کہ (قیامت) باز پرس کے دن اللہ حساب کرنے کیونکر آئے گا؟

۴۔یسوع نے جواب دیا: ''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میں نے جب شیطان کی ذلت کا حال معلوم کیا اس پر ترس کھایا۔اور انسان کی جنس پر کڑھا جس کو کہ وہ شیطان بہکاتا ہے تا کہ یہ گناہ کرے۔

۵۔اسی لئے میں نے اللہ کے جناب میں دعا کی اور اس کے واسطے روزہ رکھا جس نے اپنے فرشتہ جبریل کی وساطت سے میرے ساتھ یہ کلام کیا۔

۶۔کہ ''اے یسوع! تو کیا طلب کرتا ہے اور تیری غرض کیا ہے؟''

۷۔میں نے جواب دیا: ''اے رب! تو جانتا ہے کہ وہ کونسی چیز ہے کہ شیطان اس کا سبب ہوا؟ اور یہ کہ اس کے بہکانے کے ذریعہ سے بہتیرے آدمی ہلاک ہوتے ہیں۔

۸۔اور وہ (شیطان) تیری ہی خلقت ہے اے رب! جس کو کہ تو نے پیدا کیا۔

۹۔پس اے رب اس پر رحم کر'' اللہ نے جواب دیا: ''اے یسوع دیکھ میں اس سے درگزر کروں گا۔

۱۰۔اب تو اس کو اس بات پر آمادہ بنا کہ وہ صرف اتنا کہہ دے کہ ''اے رب میرے معبود! بیشک میں نے خطا کی ہے پس تو مجھ پر رحم کر''

۱۱۔تو میں اس کو معاف کر دوں گا اور اسے اس کے پہلے حال کی طرف پھیر لاؤں گا''۔

۱۲۔یسوع نے کہا: ''جب میں نے اس بات کو سنا بیحد خوش ہوا یہ یقین کر کے بیشک میں نے یہ صلح کرادی ہے۔

۱۳۔اسی لئے میں نے شیطان کو بلایا اور وہ یہ کہتا ہوا آیا: ''اے یسوع! مجھے تیرے لئے کیا

(ب) سورۃ الشیطن بلا ترب. منہ .

کرنا واجب ہے؟"

۱۴۔ میں نے جواب دیا: "اے شیطان تو جو کچھ کرے اپنے ہی لئے کر۔

۱۵۔ کیونکہ میں تیری خدمت کا خواہاں نہیں۔

۱۶۔ اور تجھ کو میں نے محض اس کام کے لئے بلایا ہے۔ جس میں تیری بھلائی ہے۔"

۱۷۔ شیطان نے جواب دیا: "جبکہ تو مجھ سے خدمت لینا نہیں چاہتا تو میں بھی تجھ سے خدمت لینا پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ میں تجھ سے زیادہ بزرگ ہوں۔

۱۸۔ پس تو ہرگز اس قابل نہیں کہ میری خدمت کرے۔ تو اے وہ شخص جو کہ مٹی ہے لیکن میں پس میں روح ہوں۔"

۱۹۔ پس میں نے کہا: "اس کو چھوڑ دو اور مجھ سے یہ کہہ کہ آیا یہ اچھا نہیں ہے کہ تو پھر اپنے پہلے جمال اور ابتدائی حال کی جانب پلٹ آئے۔

۲۰۔ بحالیکہ تجھ کو معلوم ہے کہ فرشتہ میخائیل تجھے قیامت کے دن اللہ کی تلوار (پل) سے ایک لاکھ ضربیں لگائے گا۔

۲۱۔ اور تجھ کو ہر ایک وار سے دس جہنموں کا عذاب پہنچے گا۔"

۲۲۔ شیطان نے جواب دیا: "عنقریب ہم اس دن دیکھ لیں گے کہ ہم دونوں میں سے کس نے زیادہ کام کیا ہے۔

۲۳۔ پس بیشک میرے لئے بہت سے (مددگار) فرشتوں میں سے اور سخت طاقتور بت پرستوں میں سے ہوں گے جو کہ اللہ کو بدحواس بنادیں گے۔(۱)

۲۴۔ اور اس کو معلوم ہو جائے گا کہ اس نے ایک ناپاک مٹی کے پتلے کی وجہ سے مجھے نکال باہر کرنے میں کس بڑی غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔"

۲۵۔ اس وقت میں نے کہا: "اے شیطان! تو بیشک اوچھی عقل والا ہے۔ اس لئے تو نہیں جانتا کہ تو کیا کہہ رہا ہے؟"

۲۶۔ تب شیطان نے مذاق اڑاتے ہوئے اپنا سر ہلایا اور کہا: "اب آ اور چاہیئے کہ ہم اس مصالحت کو میرے اور اللہ کے مابین پوری کریں۔

۲۷۔ اور اے یسوع تو ہی بتا کہ کیا کرنا واجب ہے؟ کیونکہ تیری تو عقل ٹھکانے ہے۔"

۲۸۔ میں نے جواب دیا: "فقط دو کلمے کہنا واجب ہے۔"

۲۹۔ شیطان نے پوچھا: "اور وہ دونوں کیا ہیں؟"

۳۰۔ میں نے جواب دیا: "وہ دونوں یہ ہیں۔ "میں نے خطا کی مجھ پر رحم کر"

۳۱۔ پس شیطان نے کہا: "بیشک میں اس مصالحت کو خوشی سے قبول کروں گا۔ جبکہ اللہ انہی دونوں کلموں کو مجھ سے کہے۔"

(۱) سیف اللہ

ایطالی زبان کے نسخہ میں عبارت گول مول ہے۔ صاف مطلب سمجھ میں نہیں آ سکا۔

۳۲۔ تب میں نے کہا: "اے لعین! ابھی میرے سامنے سے دور ہو جا۔
۳۳۔ اس لئے کہ تو گنہگار اور ہر ایک ظلم و خطا کا موجد ہے۔
۳۴۔ مگر اللہ عادل خطاؤں سے پاک ہے"
۳۵۔ پس شیطان غل مچاتا ہوا واپس گیا۔ اور اس نے کہا "اے یسوع بات یوں نہیں ہے مگر تو جھوٹ بولتا ہے تا کہ اللہ کو خوش کرے"
۳۶۔ یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہا: "اب تم دیکھو کہ وہ کہاں رحمت پائے گا۔"
۳۷۔ شاگردوں نے جواب دیا: "ہرگز نہیں اے رب اس لئے کہ اس نے توبہ نہیں کی ہے۔
۳۸۔ بہرحال اب تو ہم کو خدا کے حساب کرنے سے آگاہ کر"

فصل نمبر ۵۲ (ب)

۱۔ "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اللہ کی عدالت کا دن بڑا پُر رعب ہوگا۔ ایسا کہ درگاہ الٰہی سے نکالے ہوئے (گنہگار) دس جہنموں کو اس بات پر فوقیت دیں گے کہ وہ جا کر خدا کا سخت غضب کے ساتھ ان سے کلام کرنا سنیں (ت)
۲۔ وہ لوگ کہ ان پر تمام مخلوقات گواہی دے گی۔
۳۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تنہا نکالے ہوئے (گنہگار) ہی ڈرنے والے نہ ہوں گے بلکہ پاک ذاتیں اور اللہ کے برگزیدہ اشخاص بھی (یونہی تھراتے ہوں گے)
۴۔ یہاں تک کہ ابراہیمؑ اپنی نیکوکاری پر بھروسہ نہ کرے گا۔
۵۔ اور ایوبؑ کو اپنی بے گناہی کے بارہ میں کوئی اعتماد نہ ہوگا۔
۶۔ اور میں کیا کہہ رہا ہوں؟ بلکہ تحقیق رسول اللہ (ا) کو بھی خوف ہوگا۔
۷۔ کیونکہ اللہ (ب) اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اپنے رسول کو یادداشت کی قوت سے خالی بنا دے گا۔ (ت)
۸۔ یہاں تک کہ وہ یاد نہ کرے گا کہ کیونکر اللہ نے اسکو ہر ایک چیز عطا کی ہے۔
۹۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں دل سے باتیں کرتا ہوا کہ ہر آئینہ میرے بھی رونگٹے کھڑے ہوں گے اس لئے کہ دنیا مجھ کو معبود کہے گی۔
۱۰۔ اور مجھ پر لازم ہوگا کہ اس کے لئے حساب پیش کروں (جوابدہی کروں)
۱۱۔ اللہ کی زندگانی کی قسم ہے (ث) وہ اللہ کہ میری جان اس کے حضور میں کھڑی ہونے

(ا) اللہ عادل بلا ذنوب (ب) سورة القیمة.
(ت) اللہ قھار

(ا) رسول اللہ (ب) اللہ ذھل (ت) رسولہ (ث) باللہ حی.

والی ہے۔ کہ بیشک میں بھی ایک فنا ہونے والا آدمی ہوں تمام انسانوں جیسا۔

۱۲۔ علاوہ اس کے کہ میں اگرچہ اللہ نے مجھ کو بیماروں کی تندرستی اور گنہگاروں کی اصلاح کے لئے اسرائیل کے گھرانے پر نبی بنا کر مقرر کیا ہے۔ اللہ کا خادم (ج) ہوں۔

۱۳۔ اور تم لوگ اس بات پر گواہ رہو کہ میں کیونکر ان شریروں کو برا سمجھتا ہو جو میرے دنیا سے چلے جانے کے بعد میری انجیل کے حق کو شیطان کے کام سے باطل کر دیں گے۔

۱۴۔ مگر میں خاتمہ (دنیا) سے کچھ پہلے واپس آؤں گا۔

۱۵۔ اور میرے ساتھ اخنوع ۱ اور ایلیا (ہوں گے)

۱۶۔ اور ہم سب ان شریروں پر گواہی دیں گے جنکی آخرت پر لعنت کی گئی ہوگی۔"

۱۷۔ اور اس کے بعد کہ یسوع نے یوں کلام کیا اس نے آنسو بہائے۔

۱۸۔ پس اس کے شاگرد بھی اونچی آواز سے روئے اور انہوں نے یہ کہتے ہوئے شور مچایا: "اے پروردگار معبود! تو معاف کر اور اپنے بے گناہ خادم پر رحم کر۔"

۱۹۔ تب یسوع نے جواب میں کہا: "آمین' آمین"

(ج) قال عیسیٰ انا عبداللہ. منہ

۱ غالباً "حنوک علیہ السلام" مراد ہیں۔ ح

فصل نمبر ۵۳

۱۔ یسوع نے کہا: "قبل اس کے کہ وہ دن آئے دنیا پر ایک بڑی تباہی (ا) وارد ہوگی۔

۲۔ اور ایک خونریز پیس ڈالنے والی لڑائی چھڑے گی۔

۳۔ پس باپ اپنے بیٹے کو قتل کرے گا اور بیٹا اپنے باپ کو قوموں کی جتھا بندیوں کے سبب سے۔

۴۔ اور اسی وجہ سے شہر اجڑ جائیں گے اور ملک چٹیل میدان ہو جائیں گے۔

۵۔ اور بکثرت جان لینے والی وبائیں واقع ہوں گی۔ یہاں تک کہ وہ شخص بھی نہ ملے گا جو مردوں کو قبرستانوں میں اٹھا کر لے جائے۔ بلکہ (لاشیں) جانوروں کی غذا بننے کے لئے ڈال دی جائیں گی۔

۶۔ اور جو لوگ زمین پر باقی رہیں گے اللہ ان پر قحط بھیجے گا۔ پس روٹی سونے سے بھی بڑھ کر قیمتی ہو جائے گی۔

۷۔ تب لوگ سب قسمیں ناپاک چیزوں کی کھائیں گے۔

۸۔ ہائے کمبختی (اس) زمانہ کی جس میں کہ قریب قریب ایک کو بھی یہ کہتے نہ سنا جائے گا

(ح) سورۃ القیامۃ (ا) متی ۲۴: ۶۔ ۳۱

کہ: ''میں نے گناہ کیا ہے پس اے اللہ! مجھ پر رحم کر(۱)''

۱۰۔ بلکہ لوگ خوفناک آوازوں کے ساتھ ابد تک مبارک بزرگ رہنے والے (اللہ) کی ناشکری کریں گے۔

۱۱۔ اور اس کے بعد جبکہ وہ دن نزدیک آنے لگے گا' پندرہ دن کی بابت تک ہر روز زمین کے رہنے والوں پر ایک ڈرانے والی نشانی آئے گی۔

۱۲۔ پس پہلے دن میں سورج آسمان میں اپنے دورہ کرنے کی جگہ کے اندر بغیر روشنی کے چلے گا۔

۱۳۔ بلکہ وہ سیاہ ہوگا کہ کپڑے کی رنگت کی طرح۔

۱۴۔ اور روز دردناک آواز نکالتا ہوگا جیسے کہ کوئی باپ کسی دم توڑتے ہوئے بیٹے پر درد سے روتا ہو۔

۱۵۔ اور دوسرے دن چاند خون سے بدل جائے گا۔

۱۶۔ اور زمین پر مینہ کی طرح خون (برستا) آئے گا۔

۱۷۔ اور تیسرے دن ستارے آپس میں یوں لڑتے ہوئے دیکھے جائیں گے جیسے دشمنوں کا ایک لشکر۔

۱۸۔ اور چوتھے روز چھوٹے چھوٹے پتھر اور بڑی بڑی چٹانیں باہم جانی دشمنوں کی طرح ٹکرائیں گی۔

۱۹۔ اور پانچویں دن ہر ایک جڑی بوٹی خون روئے گی۔

۲۰۔ اور چھٹے دن سمندر میں ایسا جوش آئے گا کہ وہ بغیر اپنی جگہ سے کچھ ہٹے ہوئے ایک سو پچاس ہاتھ کی بلندی تک اونچا ہو جائے گا۔

۲۱۔ اور سارے دن ایک دیوار کی طرح کھڑا رہے گا۔

۲۲۔ اور ساتویں روز معاملہ برعکس ہوگا۔ پس وہ (سمندر) نیچے کو اتر جائے گا یہاں تک کہ تقریباً نظر ہی نہ آئے گا۔

۲۳۔ اور آٹھویں دن میں چڑیاں اور خشکی اور تری کے جانور ایک دوسرے پر چل پڑیں گے اور وہ غل و شور مچاتے ہوں گے۔

۲۴۔ اور نویں روز ایک خوفناک ژالہ باری ہوگی یوں کہ وہ بہت تیزی سے جانیں تلف کرے گی۔ اور قریب قریب اس سے جانداروں کا دسواں حصہ بھی نجات نہ پائے گا۔

۲۵۔ اور دسویں دن ڈراؤنی گرج اور چمک آئے گی۔ پس ایک تہائی پہاڑ پھٹ کر اور پارہ پارہ ہو کر رہ جائیں گے۔

۲۶۔ اور گیارہویں دن ہر ایک دریا الٹا بہے گا اور پانی نہیں خون بہتا ہوگا۔

(۱) اللہ معطی.

۲۷۔اور بارہویں اور روز ہر ایک مخلوق روئے اور چیخے گی۔

۲۸۔اور تیرہویں دن آسمان یوں لپیٹا جائے گا جیسے کاغذ کا تختہ۔

۲۹۔اور وہ آگ برسائے گا یہاں تک کہ ہر جاندار مر جائے گا۔

۳۰۔ اور چودہویں دن ایسا خوفناک زلزلہ آئے گا کہ پہاڑوں کی چوٹیاں چڑیوں کی طرح ہوا میں اڑتی پھریں گی۔

۳۱۔اور تمام زمین بالکل کف دست میدان بن جائے گی۔

۳۲۔ اور پندرہویں روز پاک فرشتے مر جائیں گے۔

۳۳۔اور کوئی زندہ (ا) باقی نہ رہ جائے گا۔مگر اللہ اکیلا کہ اسی کے لئے بزرگی اور برتری ہے"

۳۴۔ اور جبکہ یسوع نے یہ کہا: " اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے منہ پر مارا۔

۳۵۔ پھر زمین پر سر دے مارا اور کہا: "ہر وہ شخص ملعون ہو جو کہ میرے اقوال میں اس بات کو درج کرے کہ میں اللہ کا بیٹا ہوں" پس شاگردان باتوں کے (سنتے) وقت مردوں کی طرح (بیجان سے ہوکر) گر پڑے۔

۳۶۔ تب یسوع نے ان کو یہ کہتے ہوئے اٹھایا: "ہمیں اس وقت اللہ سے ڈرنا چاہیئے اگر ہم یہ ارادہ کریں کہ اس دن میں خوف نہ کھائیں۔"

فصل نمبر ۵۴ (ب)

۱۔ پس جبکہ یہ علامتیں گزر جائیں گی دنیا کو چالیس سال تک تاریکی ڈھانپ لے گی کہ اس میں کوئی زندہ (ت) بجز اللہ کے جو کہ اکیلا ہے نہ ہوگا ایسا اللہ کہ اسی کے لئے بزرگی اور بڑائی ہے ابد تک۔

۲۔اور جبکہ چالیس سال گزر جائیں گے تب اللہ اپنے رسول کو زندہ کرے گا۔ جو کہ اس وقت بھی سورج کی طرح نکلے گا مگر یہ کہ وہ چمکتا ہوگا ہزار سورجوں کی طرح۔

۳۔پس وہ بیٹھے گا اور کوئی بات نہ کرے گا اس لئے کہ وہ بدحواس جیسا ہوگا۔

۴۔اور اللہ چار فرشتوں کو بھی اٹھائے گا جو کہ اللہ کے نزدیکی ہیں (ا) اور وہ رسول (ث) اللہ کو تلاش کریں گے۔

۵۔ پھر جب اس کو پا جائیں گے اس کی جگہ کے چاروں کونوں پر اس کے محافظ بن کر کھڑے ہو جائیں گے۔

۶۔ بعد ازاں اللہ تمام فرشتوں کو زندگی بخش

(ا) اللہ حی ابد ا۔

(ب) سورة القيمة (ت) الله ابدا حی (ث) رسول الله

(ا) یعنی جبریل میخائیل۔رافائیل اور اوریل

دے گا جو کہ شہد کی مکھیوں کی طرح آ کر رسول اللہ کے گرد حلقہ کر لیں گے۔

۷۔ اور اس کے بعد اللہ اپنے جملہ نبیوں کو جان دے گا۔ جو سب کے سب آدم کے پیچھے ہو کر آئیں گے۔

۸۔ پس وہ رسول اللہ (ج) کا ہاتھ اپنے آپ کو اس کی نگہبانی و امداد کے جائے پناہ میں رکھتے ہوئے چومیں گے۔

۹۔ پھر اللہ اس کے بعد اپنے تمام برگزیدہ (بندوں) کو زندہ کرے گا جو کہ شور مچائیں گے کہ: "اے محمد (ح) ہم کو یاد کر"۔

۱۰۔ پس رسول اللہ (کے دل) میں انکی چیخ و پکار سے رحم کو جنبش ہوگی۔

۱۱۔ اور وہ ڈرتے ڈرتے غور کرے گا کہ ان کے چھٹکارے کے لئے کیا کرنا لازم ہے؟

۱۲۔ پھر اللہ اس کے بعد کل مخلوق کو زندہ (ا) کرے گا۔ پس وہ اپنے ابتدائی وجود کی جانب واپس آ جائے گی۔

۱۳۔ اور ان میں سے ہر ایک کو نطق کی قوت بھی سابقہ حالت کے علاوہ ہوگی۔

۱۴۔ ازاں بعد اللہ سب (اپنے حضور سے) نکالے ہوؤں کو زندہ کرے گا جن کے اٹھتے ہی اللہ کی کل خلقت ان کی بدصورتی سے ڈر جائے گی۔

(ج) رسول اللہ () یا محمد (ا) اللہ معطی

۱۵۔ اور وہ نکالے ہوئے چلائیں گے کہ: "اے پروردگار ہمارے معبود (ب) تو ہمیں اپنی رحمت سے (محروم) نہ چھوڑ"

۱۶۔ اور اس کے بعد اللہ شیطان کو (زندہ کر کے) اٹھائے گا۔ وہ شیطان کہ تمام مخلوق اس کی طرف نظر کرتے ہی اس کی ڈراؤنی صورت کے دکھاوے سے ڈر کے مارے مردہ جیسی ہو جائے گی۔

۱۷۔ پھر یسوع نے کہا: "میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس دن اس ڈراؤنی حالت کو نہ دیکھوں۔

۱۸۔ تحقیق اکیلا رسول (ا) اللہ ان نظاروں سے خوف نہ کھائے گا کیونکہ وہ (ت) اللہ یکتا کے سوا اور کسی سے نہیں ڈرتا۔

۱۹۔ اس وقت فرشتہ دوسری مرتبہ نرسنگھا بجائے گا۔ پس سب کے سب اس کے نرسنگھے کی آواز سے وہ یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوں گے: "اے خلائق! حساب دینے کے لئے آؤ۔ کیونکہ تمارا خالق تم سے حساب لینا چاہتا ہے۔"

۲۰۔ تب اس وقت آسمان کے بیچ میں وادی یہوشافاط (۲) کے اوپر ایک چمکدار تخت (۳) دکھائی دے گا کہ اس پر سفید بادل کا ٹکڑا سایہ

(ب) اللہ سلطان (ت) اللہ ربکم -- (ا)

(۱) کرنتھ: ۱۵:۵۲ (۲) یوائل ۳:۲'۲'۱۲ (۳) مکاشفہ ۲۰:۱۱

کئے ہے۔

۲۱۔ پس اب فرشتے شور کریں گے: ''پاک ہے تو معبود ہمارا تو ہی ہے جس نے ہم کو پیدا کیا۔ اور ہم کو شیطان کے (جال میں) گرنے سے بچالیا۔''

۲۲۔ اس وقت رسول (ا) اللہ ڈرے گا اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ ایک نے بھی اللہ سے ویسی محبت نہیں کی ہے (ث) جیسی کہ لازم ہے۔

۲۳۔ کیونکہ جو شخص صراف کے ذریعہ سے سونا کا ٹکڑا لیوے واجب ہے کہ اس کے پاس ساٹھ پیسے ہوں۔

۲۴۔ پس جبکہ اس کے پاس ہی پیسہ ہو تو وہ یہ قدرت نہیں رکھتا کہ اسکو صراف سے بدلے۔

۲۵۔ مگر جبکہ اللہ کا (ا) رسول ڈرے تب بدی سے بھرے ہوئے بدکار کیا کریں گے؟''

فصل (ث) نمبر ۵۵

۱۔ اور رسول اللہ ان تمام نبیوں کو جمع کرنے جائے گا جن سے کہ وہ یہ خواہش کرے گا کہ وہ اس کے ساتھ چلیں تا کہ اللہ کے جناب میں مومنوں کے لئے منت کریں۔

۲۔ پس ہر ایک خوف کی وجہ سے عذر کرے گا۔

۳۔ اور قسم ہے اللہ کی زندگانی کی (ا) کہ بے شک میں بھی وہاں نہ جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں جو کچھ کہ جانتا ہوں۔

۴۔ اور جس وقت کہ اللہ اس بات کو دیکھے گا وہ اپنے رسول (ب) کو یاد دلائے گا کہ کیونکر اس نے سب چیزوں کو اس کی محبت کے لئے پیدا کیا ہے۔

۵۔ تب اس (رسول) کا خوف جاتا رہے گا اور وہ محبت اور ادب کے ساتھ عرش کی طرف بڑھے گا اور فرشتے گاتے ہوں گے: ''برکت والا ہے تیرا اقدس نام اے اللہ ہمارے معبود''

۶۔ اور جبکہ وہ عرش کے نزدیک آ پہنچے گا۔ اللہ اپنے رسول (ت) کے لئے یوں پردہ کھول دے گا جیسے کہ ہر ایک دوست (ا) اپنے دوست کے لئے ملاقات پر لمبی مدت گزرنے کے بعد (دروازہ کھول دیتا ہے)

۸۔ اور رسول اللہ پہلے بات چیت کی ابتداء کر کے کہے گا: ''میں تیری عبادت اور تجھ سے محبت کرتا ہوں اے میرے معبود۔

۹۔ اور اپنے تمام دل اور جان سے تیرا شکر کرتا ہوں۔

۱۰۔ کیونکہ تو نے ارادہ کیا پس مجھ کو پیدا کیا تا کہ میں تیرا بندہ بنوں۔

(ث) (ث) سورۃ القیامۃ

(ا) (ا)

(ا) بااللہ حی (ب) رسولہ (ت) رسول اللہ (ا) خروج ۳۳:۱۱

۱۱۔اور تو نے ہر چیز کو میری محبت کے سبب سے پیدا کیا تا کہ میں ہر چیز کی وجہ سے اور ہر چیز کے اندر اور ہر چیز سے بڑھ کر تجھ سے محبت کروں۔

۱۲۔پس چاہیئے کہ اے میرے معبود تیری تمام مخلوقات تیری حمد کرے"

۱۳۔اس وقت تمام اللہ کی مخلوقات کہے گی: "اے رب ہم تیرا شکر کرتے ہیں برکت والا ہے تیرا قدوس نام"

۱۴۔میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق شیطان اور شیطان کے ساتھ نکالے گے سب اس وقت یہاں تک روئیں گے کہ ان میں سے ایک ایک کی آنکھ سے اُردن کے پانی سے زیادہ تر پانی جاری ہوگا۔

۱۵۔اور اللہ اپنے رسول (ج) سے یہ کہہ کر کلام کرے گا کہ "خوب آیا تو اے میرے امانتدار بندے۔

۱۶۔پس تو مانگ تجھ کو ہر چیز ملے گی"

۱۷۔تب رسول اللہ جواب دے گا "اے رب تو یاد کر کہ تو نے جب مجھ کو پیدا کیا اس وقت کہا تھا کہ بیشک تو نے ارادہ کیا ہے کہ دنیا اور جنت اور فرشتوں اور آدمیوں کو میری محبت میں پیدا کیا ہے تا کہ وہ میرے ساتھ تیری بندگی بیان کریں۔ میں جو کہ تیرا بندہ ہوں۔

۱۸۔اسی لئے تیری جناب میں منت کرتا ہوں اے پروردگار معبود رحیم اور عادل (ح) یہ کہ تُو اپنا وعدہ اپنے بندے کے ساتھ یاد کر۔"

۱۹۔تب اللہ ایک ایسے دوست کی مانند جو اپنے دوست سے ہنسی کرتا ہو یہ جواب دے گا اور کہے گا کہ: "کیا تیرے پاس اس بات پر کچھ گواہ بھی ہیں اے میرے دوست محمد (ا)

۲۰۔پس وہ ادب کے ساتھ کہے "بیشک اے رب!"

۲۱۔تب اللہ کہے گا: "جا اور ان کو بلا کر لا اے جبریل"

۲۲۔پس جبریل رسول (ب) اللہ کے پاس آ کر کہے گا: "اے سید تیرے گواہ کون کون ہیں؟"

۲۳۔تب رسول (ت) اللہ جواب دے گا وہ یہ ہیں آدم اور ابراہیم اور اسماعیل اور موسیٰ اور داؤد اور یسوع مریم کا بیٹا"

۲۴۔پس فرشتہ جا کر مذکورہ بالا گواہوں کو پکارے گا جو کہ وہاں ڈرتے ڈرتے حاضر ہوں گے۔

۲۵۔پھر جبکہ وہ حاضر ہو جائیں گے اللہ ان سے کہے گا: "کیا تم اس بات کو یاد رکھتے ہو جسے میرے رسول نے ثابت کیا ہے؟"

۲۶۔پس وہ جواب دیں گے: "اے پروردگار کیا چیز؟" تب اللہ کہے گا "یہ کہ میں نے سب

(ج)سلطان اللہ الرحمن و عادل .

(ح)(ا)محمد "حبیب؟"اللہ (ب) کتاب موسی و کتاب داود و کتاب عیسیٰ بن مریم علیہم السلام (ت)فی القبلة ذکر

چیزیں اس کی محبت میں پیدا کی ہیں تا کہ تمام مخلوقات اس کے ساتھ میری حمد کرے"

۲۷۔ اس وقت ہر ایک ان میں سے جواب دے گا: "اے رب! ہمارے پاس تین گواہ ہم سے بڑھ کر (معتبر) ہیں (ث)

۲۸۔ پس اللہ جواب دے گا: "اور وہ تینوں گواہ کون کون ہیں؟"

۲۹۔ تب موسیٰ کہے گا: "پہلا (گواہ) وہ کتاب ہے جو کہ تو نے مجھے عطا کی ہے۔"

۳۰۔ اور داؤد کہے گا: "دوسرا (گواہ) وہ کتاب ہے جو کہ تو نے مجھے دی"۔

۳۱۔ اور یہ شخص (ج) جو کہ تم سے باتیں کر رہا ہے کہے گا کہ: "اے رب تحقیق تمام دنیا کو شیطان نے بہکا دیا اس لئے اس نے کہا کہ میں تیرا بیٹا تھا اور تیرا شریک۔

۳۲۔ لیکن وہ کتاب جو کہ تو نے مجھے دی ہے۔ اس نے کہا ہے کہ فی الحقیقت میں تیرا بندہ ہی ہوں۔

۳۳۔ اور یہ کتاب اس بات کا اقرار کرتی ہے کہ جس کو کہ تیرے رسول نے ثابت کیا ہے۔ (ح)"

۳۴۔ تب اس وقت رسول اللہ (ث) گفتگو کرے گا اور کہے گا: "یونہی وہ کتاب کہتی ہے جو کہ اے رب تو نے مجھے عطا کی ہے"

۳۵۔ پس جس وقت کہ رسول اللہ (خ) یہ کہے گا۔ اللہ (اس سے) یہ کہہ کر کلام کرے گا کہ "تحقیق جو کچھ میں نے اس وقت کیا ہے محض اس لئے کیا ہے کہ ہر ایک کو میرا تجھ سے محبت کرنے کا درجہ معلوم ہو جائے"

۳۶۔ اور یوں کہنے کے بعد اللہ اپنے رسول کو (د) ایک لکھا ہوا نوشتہ دے گا جس کے اندر کل اللہ کے برگزیدہ لوگوں کے نام ہوں گے (ذ)

۳۷۔ اسی لئے کل مخلوق اللہ کی یہ کہتے ہوئے سجدہ کرے گی کہ: "اکیلے تیرے ہی لئے ہے اے ہمارے رب بزرگی اور احسان کیونکہ تو نے ہی ہم کو اپنے رسول کو بخشا ہے (ا)

فصل (ب) نمبر ۵۶

۱۔ اور اللہ اس نوشتہ کو کھولے گا جو کہ اس کے رسول کے ہاتھ میں ہے۔

۲۔ پس اس کا رسول اس کے اندر (لکھے ہوئے) کو پڑھے گا اور سب فرشتوں اور نبیوں اور تمام برگزیدہ لوگوں کو پکارے گا۔

۳۔ اور ہر ایک کی پیشانی پر (ا) رسول

(ث) (ج) رسولک (ح) رسول اللّٰہ (ث)

(خ) رسول اللّٰہ. (د) رسولہ (ذ) الی القیامة ذکر الکتاب محمد علیہ السلام (ا) رسولہ (ب) سورۃ القیامۃ (ا) ---: ۳ و ۴: ۴

اللہ (ت) کی علامت لکھی ہوگی اور نوشتہ میں جنت کی بندگی لکھی جائے گی۔

۴۔ تب اس وقت ہر ایک خدا کے داہنے جانب (۲) کی طرف ہو کر گزرے گا۔ ایسا جانب راست کہ رسول اللہ اس کے نزدیک ہوگا۔

۵۔ اور انبیاء اس (رسول اللہ) کے پہلو میں بیٹھیں گے۔

۶۔ اور پاک آدمی (اولیا) انبیاء کے پہلو میں بیٹھیں گے۔

۷۔ اور مبارک لوگ پاک آدمیوں کے پہلو میں۔

۸۔ تب اس وقت فرشتہ نرسنگھا بجائے گا اور شیطان کو جواب دہی کے لئے بلائے گا۔

فصل (ث) نمبر ۵۷

۱۔ تب اس وقت یہ بدبخت آئے گا۔ اور ساری مخلوق سخت حقارت کے ساتھ اس کی شکایت کرے گی۔

۲۔ اس وقت اللہ فرشتہ میخائیل کو بلائے گا پس وہ (فرشتہ) اس (شیطان) کو اللہ کی تلوار (ج) سے ایک لاکھ چوٹیں مارے گا۔

۳۔ اور ہر ایک چوٹ کہ اس سے شیطان مارا جائے گا۔ دس جہنموں کی گرانی رکھتی ہوگی۔

۴۔ اور وہ پہلا شخص ہوگا جو کہ ’ہاویہ‘ میں ڈالا جائے گا۔

۵۔ پھر فرشتہ اس (شیطان) کے پیرووں کو بلائے گا اور وہ سب (بھی) شیطان ہی کی مانند حقارت اور شکایتوں کے مورد ہوں گے۔

۶۔ اور اس وقت فرشتہ میخائیل خدا کے حکم سے بعض کو سو چوٹیں اور کسی کو پچاس اور چند کو بیس اور کئی کو دس اور بعضوں کو پانچ مارے گا۔

۷۔ پھر سب کے سب ہاویہ میں اتار دیئے جائیں گے۔ اس لئے کہ اللہ ان سے کہے گا: ”تحقیق جہنم تمہارا ٹھکانا ہے اے ملعونو!“

۸۔ پھر اس کے بعد حساب دینے کے لئے کل کافر اور نکالے گئے لوگ بلائے جائیں گے۔

۹۔ پس ان پر پہلے تمام وہ مخلوقات کھڑی ہوگی جو کہ انسان سے کمتر درجہ کی ہے گواہ بن کر اللہ کے سامنے کہ ان لوگوں نے کیونکر انسان کی عبادت کی ہے۔

۱۰۔ اور کیونکر ان لوگوں نے اللہ اور اس کی خلقت کے ساتھ جرم کیا ہے۔

۱۱۔ اور نبیوں میں سے (بھی) ہر ایک ان پر گواہ بن کر اٹھے گا۔

۱۲۔ تب اللہ ان پر جہنم کے شعلوں (سے جلائے جانے) کا حکم (نافذ) فرمائے گا۔

(ت) اذا کان یوم القیامۃ یحشر جمیع المومنین یکتب علی جبھتھم بالنور دین رسول اللہ۔ منہ (ث) سورۃ الغضب اللہ علی الشیطان و علی الکفار فی القیامۃ

(ج) سیف اللہ (۲) متی ۲۵:۳۳۔

۱۳۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بیشک نہ کوئی کلمہ(ا) اور نہ کوئی خیال باطل میں سے (ایسا نہیں) ہے (کہ) اس خوفناک دن میں اس پر جزا نہ دی جائے۔

۱۴۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق بالوں کا کرتہ آفتاب کی طرح چمکے گا اور ہر ایک جوں جو کسی آدمی پر اللہ کی محبت میں (پڑی) ہوگی۔ وہ آبدار موتی سے بدل جائے گی۔

۱۵۔ وہ مسکین لوگ جنہوں نے دل سے سچی مسکنت کے ساتھ اللہ کی خدمت کی تھی بیشک برکت دیئے جانے والے ہیں سہ چند اور چار چند۔

۱۶۔ اس لئے کہ وہ اس دنیا میں دنیا کے مشغلوں سے خالی رہتے ہیں۔ پس ان سے بدیں سبب بہت سے گناہ دور کر دیئے جاتے ہیں۔

۱۷۔ اور وہ اس دن میں اس بات کے لئے مجبور نہ کئے جائیں گے کہ وہ حساب پیش کریں کہ انہوں نے دنیا کی دولت کو کیونکر خرچ کیا ہے۔

۱۸۔ بلکہ وہ بسبب اپنے صبر کے اور اپنی مسکنت (ا) کے نیک بدلہ دیئے جائیں گے۔

۱۹۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق اگر دنیا اس بات کو جان لے تو بے شک وہ بالوں کے کرتے کو 'ارجوان' پر اور جوں کو سونے پر اور روزہ رکھنے کو عمدہ دعوتوں پر فضیلت دے۔

۲۰۔ اور جبکہ سب کا حساب ختم ہو جائے گا اللہ اپنے رسول سے کہے گا۔ "اے میرے دوست! تو دیکھ کہ ان کی شرارت کس قدر بڑی تھی۔

۲۱۔ پس میں نے جو کہ ان کا پیدا کرنے والا ہوں کل مخلوقات کو ان کی خدمت کے لئے مطیع بنایا۔ پھر انہوں نے ہر شے میں میری اہانت کی۔

۲۲۔ اس لئے اب انصاف اور پورا انصاف یہ ہے کہ میں ان پر رحم نہ کروں۔"

۲۳۔ تب رسول (ب) جواب دے گا: "حق ہے اے رب ہمارے بزرگ (ت) معبود۔ بے شک کوئی ایک دوست اور بندوں میں سے یہ قدرت نہیں رکھتا کہ تجھ سے ان پر کوئی مہربانی طلب کرے۔

۲۴۔ اور میں تیرا ہی بندہ سب سے پہلے ان کے بارہ میں انصاف طلب کرتا ہوں۔"

۲۵۔ اور اس سے بعد کہ (رسول اللہ) یہ بات کہے گا ان (گنہگار کفار) کے خلاف فرشتے اور انبیاء سب کے سب اللہ کے برگزیدوں سمیت مل کر شور کریں گے۔ بلکہ میں برگزیدوں ہی کو کیوں کہوں۔

۲۶۔ میں بے شک تم سے سچ کہتا ہوں کہ ڈاس اور مکھیاں اور پتھریاں اور ریت بے شک بدکاروں سے پناہ مانگتی اور انصاف کا قائم کرنا طلب کرتی ہے۔

۲۷۔ اس وقت اللہ (ا) انسان سے کمتر درجہ

(ا) رسالہ (ا) متی ۱۲:۳۶

(ب) رسول اللہ (ت) اللہ سلطان (ا) اللہ سلطان

کے ہر زندہ جان کو مٹی کی طرف لوٹا دے گا۔

۲۸۔ اور بدکاروں کو جہنم کی طرف بھیجے گا جو اپنے چلنے کے دوران میں دوبارہ اس مٹی کو دیکھیں گے۔ جس کی جانب کتے اور گھوڑے اور دیگر ناپاک جانوروں کی بازگشت ہوتی ہے۔

۲۹۔ تب وہ اس وقت کہیں گے کہ "اے پروردگار (ب) معبود ہم کو بھی اس مٹی میں لوٹا (ملا) دے۔" (ت) مگر ان کی یہ درخواست پوری نہ کی جائے گی۔"

فصل (ث) نمبر ۵۸

۱۔ اور اسی اثناء میں کہ یسوع باتیں کر رہا تھا شاگرد تلخی کے ساتھ روئے۔

۲۔ اور یسوع نے بہت سے آنسو بہائے۔

۳۔ اور اس کے بعد کہ یوحنا رویا۔ اس نے کہا: "اے تعلیم دینے والے! ہم چاہتے ہیں کہ دو باتیں جانیں۔

۴۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ رسول (ج) اللہ بحالیکہ وہ رحم سے بھرا ہوا ہے۔ ان نکالے ہوؤں پر اس دن ترس نہ کھائے حالانکہ یہ بھی اسی مٹی سے بنے ہیں جس سے کہ وہ رسول اللہ بنا ہے۔

۵۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ میخائیل کی تلوار کی گرانی دس جہنموں کی مانند ہونے کے کیا معنی ہیں؟

۶۔ یسوع نے جواب دیا: "کیا تم نے نہیں سنا ہے جو کہ داؤد نبی کہتا ہے کہ کیونکہ نیکوکار گنہگاروں کی ہلاکت سے ہنستا۔ پس وہ گنہگار سے تمسخر کرتا ہے۔ ان کلموں کے ساتھ کہتے ہوئے "میں نے اس انسان کو دیکھا جو اپنی طاقت اور دولتمندی پر بھروسہ کرتا اور اللہ کو بھول گیا ہے۔ (ح)"

۷۔ پس میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق ابراہیمؑ اپنے باپ سے ٹھٹھا کرے گا۔ اور آدمؑ تمام نکالے ہوؤں سے (ا)

۸۔ اور یہ محض اس لئے ہوگا کہ برگزیدہ لوگ کامل اور اللہ کے ساتھ ایک ہو کر اٹھیں گے۔

۹۔ یہاں تک کہ ان کی عقلوں میں ذرا سا خیال بھی اس کے عدل کے خلاف نہ پیدا ہوگا۔

۱۰۔ اور اسی واسطے ان میں سے ہر ایک عدل ہی کا قائم کرنا طلب کرے گا۔ اور خاص کر رسول اللہ۔

۱۱۔ قسم ہے اللہ کی زندگانی کی (ا) جس کے

(ب) یا سلطان (ت) یوم ینظر المرء ماقدمت یداہ ویقول کافر یالیتنی کنت ترابا (ث) سورۃ العادل (ج) رسول اللہ

(ح) یومئذ لا تنفع الشفاعۃ الا من اذن الرحمن ورضی لہ قولا۔ منہ (ا) زبور ۵۲: ۷۔ "انگریزی نسخہ میں ہے کہ اس سے ٹھٹھا کرتا ہے۔" مترجم۔ (ا) باللہ حی۔

حضور میں مجھے کھڑا ہونا ہے باوجود اس کے کہ میں اس وقت جنس انسانی پر ترس کھانے کی وجہ سے رو رہا ہوں۔ بیشک میں اس دن میں ان لوگوں کے لئے جو کہ میرے کلام کی حقارت کرتے ہیں۔ بغیر کسی مہربانی کے انصاف کا مطالبہ کروں گا۔

۱۲۔ اور خاص کر وہ لوگ جو کہ میری انجیل کو ناپاک کرتے ہیں۔"

فصل (ب) نمبر ۵۹

۱۔ "اے میرے شاگردو! تحقیق جہنم ایک ہی ہے اور اس کے اندر لعنتیوں کو ہمیشہ ہمیشہ تک عذاب دیا جائے گا۔

۲۔ مگر یہ کہ اس کے سات طبقے یا حصے ہیں (ث) کہ ان میں سے ایک نسبت دوسرے کے زیادہ گہرا ہے۔

۳۔ اور جو شخص کہ اس کے دور ترین گہرائی کے حصے میں جائے گا۔ اس کو بہت ہی سخت سزا ملے گی۔

۴۔ اور باوجود اس بات کے پھر بھی میرا کہنا فرشتہ میخائیل کی تلوار کے بارہ میں سچ ہے اس لئے کہ جو شخص صرف ایک ہی گناہ کرتا ہے وہ ایک ہی جہنم کا مستحق ہوتا ہے اور جو کہ دو گناہ کرتا ہے وہ دو جہنموں کا مستحق ہوتا ہے۔

۵۔ پس اسی لئے نکالے ہوئے آدمی بحالیکہ وہ ایک ہی جہنم میں ہوں ایسی سزا محسوس کریں گے کہ گویا وہ اس کے اعتبار سے دس جہنموں میں ہیں یا سو میں یا ہزار میں۔

۶۔ اور اللہ جو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (ت) اپنی قوت اور اپنے عدل سے شیطان کو ایسا بنا دے گا کہ وہ اس قسم کا عذاب برداشت کرے کہ گویا وہ دس لاکھ جہنموں میں ہے اور باقی لوگوں میں سے ہر ایک اپنے گناہ کے اندازہ پر (سزا بھگتے گا)"

۸۔ تب اس وقت بطرس نے کہا "اے تعلیم دینے والے! حق یہ ہے کہ اللہ کا عدل بہت بڑا ہے اور تحقیق آج اس تقریر نے تجھ کو ماندہ کر دیا ہے۔

۹۔ اس لئے ہم تیری منت کرتے ہیں تو آرام کر لے اور کل ہم کو خبر دینا کہ جہنم کس چیز کے مشابہ ہے"

۱۰۔ یسوع نے جواب دیا: "اے بطرس تو مجھ سے کہتا ہے کہ آرام لے اور تو نہیں جانتا اے بطرس کہ تو کیا کہہ رہا ہے ورنہ ہرگز ایسا نہ کہتا۔

۱۱۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق آرام اس دنیا میں اس کے سوا نہیں کہ وہ تقویٰ کے لئے زہر ہے اور ایسی آگ ہے جو کہ ہر ایک بھلے کو

(ب) سورۃ عذاب شدید

(ا) انگریزی نسخہ میں اس کا ترجمہ کرے ما گوشے کیا گیا ہے۔

(ت) اللہ قدیر علیٰ کلہ

کھا جاتی (جلا ڈالتی) ہے۔

۱۲۔ کیا تم اس وقت بھول گئے ہو کہ کیونکر سلیمان! اللہ کے نبی اور تمام نبیوں نے کاہلی اور سستی کو برا بتایا ہے۔

۱۳۔ یہ حق ہے جو کہ کہتا ہے کہ ''کاہل آدمی (۱) سردی کے خوف سے کاشت نہیں کرتا پس وہ اسی سبب سے گرمی میں بھیک مانگتا ہے۔ (ب)

۱۴۔ اسی لئے کہا ہے (۲) جو کچھ تیرا ہاتھ کرنے کی قدرت رکھتا ہے تو اس کو بغیر آرام لینے کے کر''۔

۱۵۔ اور ایوب اللہ کا نیکوکار تر دوست کیا کہتا ہے کہ ''جس طرح چڑیا اڑنے کے لئے پیدا کی گئی ہے (ویسے ہی) انسان کام کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ (۳)

۱۶۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ہر چیز سے زیادہ آرام سے بچتا ہوں۔

فصل (ت) نمبر ۶۰

۱۔ جہنم ایک ہی ہے اور وہ جنت کے خلاف ہے جس طرح کہ جاڑا گرمی کے برعکس اور ٹھنڈک سوزش کے مخالف ہے۔

۲۔ پس اسی لئے اس شخص پر جو کہ جہنم کی تکلیف و مصیبت کا حال بیان کرے۔ یہ واجب ہے کہ اس نے جنت اللہ کی نعمتوں (کی جگہ) کو دیکھا ہو۔

۳۔ خرابی ہے اس اللہ کے عدل سے لعنت کی گئی جگہ کے لئے بسبب کافروں اور نکالے ہوئے ہوؤں کی لعنت کے۔

۴۔ ایسے لوگ کہ ان کی بابت ایوب (۴) اللہ کے دوست نے کہا ہے کہ: ''وہاں کوئی ترتیب نہیں ہے۔ بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کا خوف ہے''

۵۔ اور اشعیا نبی (۵) نکالے ہوئے کے بارہ میں کہتا ہے کہ ''بے شک ان کی (آگ کی) بھڑک کبھی نہیں بجھتی اور ان کا دھواں کبھی نہیں مرتا (مٹتا) (ث)''

۶۔ اور ہمارے باپ داؤد نے (۶) روتے ہوئے کہا ہے کہ: ''اس وقت ان پر چمکیں اور کڑکیں اور گندھک برسائی جائیں گی اور سخت تیز ہوا (چلائی جائیں گی)''

۷۔ بربادی ہے ان بدبخت گنہگاروں کے لئے اس وقت مزیدار گوشتوں' قیمتی کپڑوں اور نرم گدوں کے تختوں اور نرم و سریلے

(ب) قال سلیمان حال التبل ان لا یشغل فی الشتاء لخوف البرد لکن عند الصیف یدور علی الناس لا جل الصدقة (ت) سورة جهنم (۱) امثال ۲۰:۴ (۲) واعظ ۹:۱۰ (۳) ایوب ۵:۷

(ث) لاندفع النار ابدا ورد وما لا تموت ابدا. منه

(۱) ایوب ۱۰:۲۲ (۵) یسعیاء ۶۶:۲۴ (۶) زبور ۱۱:۶

راگوں کی تانوں سے ان کی کراہت کس قدر سخت ہوگی۔

۸۔ وہ چیز کس قدر کٹھن ہے جو کہ ان کو (از قسم) بھوک ٹیس پیدا کرنے والے شعلوں جلانے والے انگاروں۔

۹۔ اور دردناک عذاب کے مع سخت تلخ رونے کے ان کو بدحال بنائے گی" پھر یسوع نے افسوس کے ساتھ کراہ کر کہا: "حق یہ ہے کہ ان کے لئے یہ اچھا تھا کہ کاش وہ پیدا نہ کئے گئے ہوتے بہ نسبت اس کے کہ وہ اس دردناک عذاب کو برداشت کریں۔

۱۰۔ تم ایک ایسے شخص کا تصور کرو جو اپنے بدن کے ہر ایک عضو میں تکلیف بھگت رہا ہے اور وہاں کوئی ایسا آدمی نہیں جو اس کی حالت پر افسوس کرے۔ بلکہ سب کے سب اور اس کی ہنسی اڑاتے ہیں۔

۱۱۔ تم مجھے بتاؤ کہ کیا یہ دردناک رنج نہ ہوگا"

۱۲۔ تب شاگردوں نے جواب دیا: "بڑا سخت رنج۔"

۱۳۔ پس یسوع نے کہا: "تحقیق یہ ہے جہنم کی آسائش۔

۱۴۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اللہ ان تمام تکلیفوں کو جنہیں انسانوں نے اس دنیا میں برداشت کیا ہے۔ اور ان مصائب کو جنہیں انسان روز قیامت تک برداشت کریں گے۔ سب کو ایک پلڑے میں رکھے اور دوسرے پلڑے میں جہنم کی تکلیف کی فقط ایک گھڑی کو رکھ دے تو بلاشبہ نکالے گئے۔ دنیا کی تکالیف کو پسند کریں گے۔

۱۵۔ کیونکہ دنیا کی تکلیفیں انسان کے ہاتھ سے آتی ہیں (ا) لیکن دوسری تکالیف شیطانوں کے ہاتھ سے ملتی ہیں جن کو کہ کچھ بھی مہربانی نہیں آتی ہے۔

۱۶۔ پس کس قدر سخت ہے وہ (آگ) جس سے کہ بدبخت گنہگار جلیں گے۔

۱۷۔ اور کتنا کڑا ہے وہ کڑکڑاتا ہوا جاڑا جس کی ٹھہران کے لئے ہلکی نہ کی جائے گی۔

۱۸۔ کس قدر زور کی ہے دانتوں کے بجنے کی آواز اور رونا اور چلانا۔

۱۹۔ اس لئے کہ (دریائے) اردن کا پانی ان آنسوؤں سے بدرجہا کم ہے جو کہ ہر لحظہ میں ان (دوزخیوں) کی آنکھوں سے بہیں گے۔

۲۰۔ اور وہاں ان کی زبانیں کل مخلوقات کو مع اپنے باپ اور ماں اور اپنے ابد تک مبارک خالق کے سب کو برا کریں گے"

فصل (ب) نمبر ۶۱

۱۔ اور جبکہ یسوع نے یہ کہا خود اس نے اور اس کے شاگردوں نے اللہ کی شریعت کے مطابق جو کہ موسیٰ کی کتاب میں لکھی ہوئی ہے غسل

(ا) وہ ابن آدم. (ب) سورۃ الغافلون

کیا۔

۲۔ پھر انہوں نے نماز پڑھی اور جبکہ شاگردوں نے یسوع کو اس قدر رنجیدہ دیکھا تو انہوں نے اس سے کچھ بات ہی نہیں کی بلکہ ان میں سے ہر ایک اس کے کلام سے خوفزدہ (اور دہلا ہوا) رہا۔

۳۔ پھر یسوع نے عشاء (کی نماز) کے بعد اپنا دہن کھولا اور کہا: "کون سا کسی خاندان کا باپ (۱) سوئے گا۔ بحالیکہ اس نے جان لیا ہے کہ تحقیق ایک چور نے اس کے گھر میں نقب لگانے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے؟

۴۔ ہرگز کوئی نہیں۔

۵۔ بلکہ وہ رات بھر جاگے گا۔ اور چور کو قتل کرنے پر تیار ہو کر استادہ رہے گا۔

۶۔ کیا پس تم اس بات کو نہیں جانتے ہو کہ شیطان ایک دہڑ دکنے والا شیر ہے (۲) کہ اس شخص کو ڈھونڈھتا ہوا پھرتا ہے جس کو شکار بنائے۔

۷۔ پس وہ ارادہ کرتا ہے کہ انسان کو گناہ میں مبتلا کرے۔ (ت)

۸۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق انسان جبکہ تاجر سے تحدی (کوئی دعویٰ) کرتا ہے وہ اس دن سے نہیں ڈرتا کیونکہ وہ اچھی طرح آمادہ رہتا ہے۔

۹۔ ایک آدمی تھا (۳) جس نے اپنے پڑوسیوں کو کچھ روپے دیئے تاکہ وہ ان سے سوداگری کریں اور نفع کو انصاف کی نسبت سے بانٹ لے۔

۱۰۔ پس ان میں سے بعض نے اچھی طرح تجارت کی یہاں تک کہ انہوں نے روپیوں کو دو چند کر لیا۔ مگر بعضوں نے روپیوں کو اس شخص کے دشمن کی خدمت میں استعمال کیا جس نے کہ انہیں روپے دیئے تھے اور اس کے حق میں بری باتیں کیں۔

۱۱۔ پس تم مجھ سے بتاؤ کہ کیا حال ہوگا جبکہ وہ شخص قرضداروں سے حساب لے گا۔

۱۲۔ بیشک بغیر کسی شبہ کے وہ ان لوگوں کو اچھا بدلہ دے گا جنہوں نے کہ اچھی تجارت کی ہے۔

۱۳۔ مگر وہ دوسروں سے اپنے غصہ کو برا بھلا کہنے کے ساتھ ٹھنڈا کرے گا۔

۱۴۔ پھر وہ ان سے شریعت کے موافق بدلہ لے گا۔

۱۵۔ قسم ہے اللہ کی زندگانی کی (ث) جس کے حضور میں میری جان استادہ ہوگی کہ ہر آئینہ پڑوسی (ج) وہ اللہ ہے جس نے انسان کو ہر وہ چیز دی (ح) ہے جو اس کے پاس ہے مع خود زندگی کے۔

یہاں تک کہ بیشک اگر وہ (انسان) اس

(ت) فمثل اسد ان يتحرك الى اليمين والشمال لاجل الصيد كذلك مثل الشيطان يتحرك بين المؤمنين ان يلويهم عن الطريق المستقيم. نه (۱) لوقا ۱۲: ۳۹ ـ (۲) ا پطرس ۵: ۸

(ث) بالله حی (ج) الله قادر (ح) الله معطی (۳) لوقا ۱۹: ۱۳

دنیا میں اچھی زندگی بسر کرے تو اللہ کے لئے بزرگی ہوگی اور انسان کے واسطے جنت کی عزت ہوگی۔

۱۷۔اس لئے کہ جو آدمی اچھی زندگی گزارتے ہیں وہ اپنے روپیوں کو نمونہ بن کر دو چند کر لیتے ہیں۔

۱۸۔کیونکہ جب ان کو گنہگار لوگ نمونہ دیکھتے ہیں تو وہ توبہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

۱۹۔اور اسی لئے (اللہ) ان لوگوں کو جو اچھی زندگی گزارتے ہیں بہت بڑی جزا دیگا۔

۲۰۔مگر تم مجھ سے بتاؤ کہ ان گنہگاروں کی کیا سزا ہوگی۔ جو اپنے گناہوں سے اس چیز کا صفایا کئے ڈالتے ہیں جو کہ اللہ نے انہیں عطا کی ہے (ا) بذریعہ اس کے کہ اپنی زندگی کو خدا کے دشمن شیطان کی خدمت میں صرف کرتے اللہ کی ناشکری کرتے اور دوسروں سے برائی کرتے ہیں؟"

۲۱۔شاگردوں نے کہا "بے شک وہ (سزا) بے حساب ہوگی۔"

فصل (ب) نمبر ۶۲

۱۔پھر یسوع نے کہا: "جو شخص چاہتا ہے کہ اچھی زندگی بسر کرے اس پر لازم ہے کہ اس تاجر کی مثال کی پیروی کرے جو اپنی دکان کو بند کر دیتا ہے اور رات اور دن بڑی کوشش کے ساتھ اس کی نگہبانی کرتا ہے۔

۲۔اور اس کے سوا نہیں کہ وہ اپنے خرید کردہ مال کو محض نفع کی خواہش سے بیچتا ہے۔

۳۔اس لئے کہ اگر اس کو معلوم ہوتا کہ وہ اس میں ٹوٹا اٹھائے گا تو ہرگز نہ بیچتا۔ یہاں تک کہ اپنے حقیقی بھائی سے بھی نہیں۔

۴۔پس تم پر واجب ہے کہ ایسا ہی کرو اس لئے کہ تمہاری جان ہی اصل میں سوداگر ہے

۵۔اور بدن دکان ہے۔

۶۔پس اسی وجہ سے جو چیز اس جان تک جو اس کے وسیلہ سے باہر سے آتی ہے وہی اس جان کے ساتھ بیچی اور خرید کی جاتی ہے (ا)

۷۔اور روپیہ پیسہ محبت ہے۔

۸۔پس تم اب یہ دیکھو کہ اپنی محبت کے ساتھ کسی ذرا سے بھی ایسے خیال کو نہ بیچو اور مول لو جس سے تم یہ قدرت نہ رکھتے ہو کہ کوئی منافع پاؤ۔

۹۔بلکہ یہ ہونا چاہیئے کہ دل کا خیال زبان کی گفتگو اور اعضاء کا کام سب کچھ اللہ کی محبت کے لئے ہو۔

(ا) اللہ وہاب (ب) سورۃ الحب

(ا) ایطالی زبان کے نسخہ میں عبارت گول مول سی ہے۔ صاف مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔ مترجم

۱۰۔ کیونکہ تم اسی امر سے اس دن (قیامت) میں امن پاؤ گے۔

۱۱۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بیشک بہت سے آدمی غسل کرتے اور نماز کے لئے جاتے ہیں۔

۱۲۔ اور بہت سے آدمی روزہ رکھتے اور صدقہ دیتے ہیں اور بہت سے آدمی مطالعہ کرتے اور دوسروں کو خوشخبری سناتے ہیں' حالانکہ ان کی عاقبت خدا کے نزدیک بری ہے۔

۱۳۔ اس لئے کہ وہ جسم کو پاک کرتے ہیں نہ کہ قلب کو۔

۱۴۔ گوشتوں (کے کھانے) سے باز رہتے ہیں اور اپنے دلوں کو گناہوں سے لبریز کیا کرتے ہیں۔

۱۵۔ اور دوسروں کو ایسی چیزیں دیتے ہیں جو خود ان کے لئے کچھ فائدہ بخش نہیں ہیں تاکہ نیکی کے میدان میں جلوہ گر ہوں۔

۱۶۔ وہ مطالعہ کرتے ہیں تاکہ یہ معلوم کریں کہ کس طرح باتیں کیا کرتے ہیں تاکہ اس لئے کہ عمل کریں۔

۱۷۔ دوسروں کو ان چیزوں سے منع کیا کرتے ہیں جن کو خود آپ کیا کرتے ہیں۔

۱۸۔ اور یوں وہ اپنی زبانوں کے سبب سے جواب دہی میں لئے جائیں گے۔

۱۹۔ قسم ہے اللہ کی جان (۱) کی کہ تحقیق یہ لوگ اللہ کو اپنے دلوں کے ساتھ نہیں پہچانتے

(۱) باللہ الحی۔

۲۰۔ اس لئے کہ اگر یہ اس کو پہچانتے تو ضرور اس سے محبت کرتے۔

۲۱۔ اور جبکہ تمام وہ چیز جو انسان کے لئے ہے۔ اللہ کی طرف سے اس پر بخشش ہے اس پر لازم تھا کہ وہ ہر شے کو اللہ کی محبت میں صرف کرتا"

فصل (ب) نمبر ۶۳

۱۔ اور کچھ دن کے بعد یسوع سامریوں کے ایک شہر کی طرف گذرا (۱) پس ان لوگوں نے اسے اجازت نہیں دی کہ وہ شہر میں داخل ہو اور کوئی روٹی اس کے شاگردوں کے ہاتھ نہیں بیچی۔

۲۔ تب اس وقت یعقوب اور یوحنا نے کہا: "اے معلم! کیا تو یہ نہیں چاہتا کہ ہم اللہ سے منت کریں تاکہ وہ ان لوگوں پر آسمان سے ایک آگ بھیجے؟"

۳۔ یسوع نے جواب دیا: تحقیق تم نہیں جانتے ہو کہ کون سی روح تمہیں ایسا کہنے پر آمادہ بناتی ہے۔

۴۔ تم یاد کرو کہ اللہ نے (شہر) نینوی کے ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا۔ اس لئے کہ اس نے اس (ت) شہر میں (۲) ایک آدمی بھی ایسا

(ب) سورۃ الصبرات' یونس قصص ذکر.

(۱) لوقا ۹: ۵۲۔۵۵' (۲) یوحنا ۴: ۲

نہ پایا۔ جو اللہ سے ڈرتا اور (یہ ایسا شہر تھا کہ) اس نے شر (بدی) کا درجہ یہاں تک پہنچ گیا تھا کہ اللہ نے یونان (یونس) نبی کو اس شہر کی طرف بھیجنے کے لئے بلایا۔

۵۔ تو وہ قوم کے ڈر سے طرطوس کی طرف بھاگ نکلا۔

۶۔ تب اللہ نے اس کو سمندر میں ڈال دیا۔

۷۔ پس اسے ایک مچھلی نگل گئی اور اس کو نینویٰ کے پاس ہی اگل دیا۔

۸۔ پس جبکہ اس نے وہاں بشارت دی قوم توبہ کی طرف متوجہ ہوئی۔

۹۔ تب اللہ ان پر مہربان ہو گیا۔

۱۰۔ "خرابی ہے ان لوگوں کے لئے جو کہ عذاب کو طلب کرتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ عذاب ان ہی پر وارد ہوتا ہے۔

۱۱۔ کیونکہ ہر ایک انسان خدا کے غضب (ث) کا مستحق ہوتا ہے۔

۱۲۔ ہاں پس تم مجھ کو بتاؤ کہ آیا یہ شہر اس قوم کے ساتھ تم نے پیدا کیا ہے؟ بیشک تم پاگل ہو؟

۱۳۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔

۱۴۔ اس لئے کہ اگر ساری مخلوقات جمع ہو جائے تو بھی اس کو یہ بات نہ حاصل ہو کہ وہ ایک نئی لکھی کسی معدوم چیز سے پیدا کرے اور خلق (ج) سے یہی مراد ہے۔

۱۵۔ پس جبکہ اللہ مبارک جس نے کہ اس شہر کو پیدا کیا ہے۔ اس کی پرورش (خبری گیری) کرتا ہے۔ تو کس لئے تم اس کی تباہی چاہتے ہو۔

۱۶۔ تو نے کیوں نہیں کہا کہ: "اے معلم! کیا تو چاہتا ہے کہ ہم اپنے پروردگار معبود (ا) سے منت کریں کہ وہ اس قوم کو توبہ کی طرف توجہ دلائے؟"

۱۷۔ سچ یہ ہے کہ تحقیق یہی وہ کام ہے جو کہ میرے ایک شاگرد کے لائق ہے کہ وہ اللہ سے ان لوگوں کے لئے منت کرے جو کہ کوئی بڑا کام کرتے ہیں۔

۱۸۔ ایسا ہی کیا تھا ہابیل نے (ب) جبکہ اس کو اس کے بھائی قائین کی طرف سے لعنت کے گئے نے قتل کیا۔

۱۹۔ اور ایسا ہی کیا ابراہیمؑ نے (ا) اس فرعون سے جس نے اس سے اس کی بی بی چھین لی تھی۔

۲۰۔ پس اسی لئے اس کو اللہ کے فرشتے نے قتل نہیں کیا۔ بلکہ اس کو ایک بیماری سے ضرب پہنچائی۔

(ث) اللہ ذو انتقام.

(ج) ان جمع المخلوقات جمعالا یقدرون ان یخلقن ذبابا بلا شیء .منه (ا) اللہ سلطان (ب) ذکو جاہل قاتل (ا) لے بیمار ڈال دیا

۲۱۔ اور زکریا نے ایسا ہی کیا جبکہ وہ ہیکل میں قتل کیا گیا (۲) بدکار بادشاہ کے حکم سے
۲۲۔ اور ایسا ہی کیا ہے ارمیا اور اشعیا اور حزقیل اور دانیال اور داؤد اور تمام اللہ کے دوستوں اور پاک نبیوں نے۔
۲۳۔ تم مجھے بتاؤ کہ اگر کوئی بھائی پاگل ہو جائے تو کیا تم اس لئے قتل کر دو گے کہ اس نے کوئی بری بات کہی ہے یا جو شخص اس کے نزدیک گیا اسے مارا ہے؟
۲۴۔ سچ یہ ہے کہ تم ہرگز ایسا نہ کرو گے بلکہ یقیناً ارادہ کرو گے کہ اس کی تندرستی اس کے موافق مرض دواؤں کے ذریعہ سے واپس لاؤ۔

فصل (ت) نمبر ۶۴

۱۔ قسم ہے اللہ کی جان (ث) کی جس کے جناب میں میری روح کو حاضر ہونا ہے کہ تحقیق گنہگار بے شک بیمار عقل والا ہے جبکہ وہ کسی انسان کو اذیت دے۔
۲۔ پس تم مجھ کو بتاؤ کہ آیا کوئی شخص اپنے دشمن کی چادر پھڑوانے کے لئے اپنا سر پھوڑ لے گا۔
۳۔ پس وہ شخص کیونکر درست عقل والا ہوگا جو کہ اللہ کے مقابلہ میں اس لئے خود اپنا سر جدا کر دے تا کہ اپنے جسم کو نقصان پہنچائے (ژ)
۴۔ اے انسان تو مجھ کو بتا کہ تیرا دشمن کون ہے (ج)؟
۵۔ اس کے سوا کوئی اور بات نہیں کہ وہ دشمن تیرا جسم ہے اور ہر ایسا شخص جو تیری تعریف کرتا ہے۔ پس اسی سبب سے اگر تو صحیح العقل ہوگا تو بیشک ان لوگوں کا ہاتھ چومے گا جو کہ تجھ کو عیب لگاتے ہیں۔
۶۔ اور ان لوگوں کو تحفے پیش کرے گا جو کہ تجھ پر زیادتی کرتے اور تجھے خوب مارتے پیٹتے ہیں۔
۷۔ اے انسان یہ اس لئے کہ تو اس زندگی میں اپنی خطاؤں کی وجہ سے جس قدر ایذا دیا جائے گا اور بدنام ہوگا اسی قدر یہ بدنامی اور ایذا تجھ پر قیامت کے دن کم ہوگی (۱) مگر اے انسان تو مجھ کو بتا کہ جب دنیا نے پاک لوگوں اور اللہ کے نبیوں کو بحالیکہ وہ نیک سیرت تھے ستایا اور بدنام کیا تو یہی دنیا اے گنہگار تیرے ساتھ کیا کرے گی؟
۸۔ اور جبکہ ان (نبیوں) نے ہر چیز کو اپنے ستانے والوں کے لئے دعا کرتے ہوئے صبر

(ت) سورة الصبرت (ث) باللہ حی

(۲) قابل ۲ ایام ۲۴: ۲۲ ان حوالوں کا عہد ناموں میں پتا نہیں، محمد حلیم ج ہیکل مندر یا کنبہ

(ج) اخبرني يا بني آدم هل تعرف الصحيح من عدوك نفسك ومن يمدحك منه (ژ) عربی ترجمہ کی عبارت پیچیدہ ہے۔ مطلب صاف سمجھ میں نہیں آتا۔ محمد حلیم مترجم (۱) مقدار مايكون لك اذيا ذالا لم والا ضطراب في الدنيا بعصيانك يكون لك لا لم في الاخرة اقل. منه

کے ساتھ برداشت کیا۔ تو ایسے میں اے انسان تو جو کہ جہنم کا مستحق ہے کیا کرے گا؟

۹۔ اے میرے شاگردو! تم مجھے بتاؤ کہ آیا تم نہیں جانتے کہ شمعائی (ا) نے اللہ کے بندے داؤد نبی کو لعنت کی اور اسے پتھروں سے مارا۔ اس داؤد نے ان لوگوں سے کیا کہا جنہوں نے چاہا تھا کہ شمعائی کو قتل کر دیں۔

۱۰۔ اے یواب تیری کیا مراد ہے تا کہ تو چاہتا ہے کہ شمعائی قتل کر دیا جائے۔

۱۱۔ اسے چھوڑ دے کہ وہ مجھ کو لعنت کرے کیونکہ بات اس اللہ کے ارادہ سے (ہو رہی) ہے جو کہ بہت جلد اس لعنت کو برکت سے بدل دے گا۔

۱۲۔ اور یوں ہی ہوا۔ اس لئے کہ اللہ نے داؤد کا صبر دیکھا (ب) اور اس کو اس کے بیٹے بشالوم کی ایذا ہی سے چھڑا دیا۔

۱۳۔ حق یہ ہے کہ کوئی پتا بغیر ارادہ اللہ کے نہیں ہلتا۔

۱۴۔ پس جبکہ تو کسی تنگی میں ہو تو اس چیز کی مقدار میں جس کو تو نے برداشت کیا ہے فکر نہ کر اور نہ اس شخص کے بارہ میں جس نے کہ تجھ سے کوئی برائی کی ہے۔

۱۵۔ بلکہ تو سوچ کہ تو اس بات کا کس قدر مستحق ہے کہ تجھے شیطانوں کے ہاتھ سے جہنم میں مصیبت پہنچے (ث) تیرے گناہوں کے سبب سے۔

۱۶۔ بیشک تم لوگ اس شہر پر اس لئے کینہ رکھتے ہو کہ اس نے ہم کو قبول نہیں کیا اور ہمارے ہاتھ کوئی روٹی نہیں بیچی۔

۱۷۔ تم مجھے بتاؤ کہ آیا یہ لوگ تمہارے غلام ہیں؟

۱۸۔ کیا تم نے ہی یہ شہر ان کو بخشا ہے؟

۱۹۔ کیا تم نے ہی ان کو انکے گندم دیئے ہیں

۲۰۔ یا تم نے گندم کے کاٹنے میں ان کو مدد دی ہے؟

۲۱۔ نہیں اور ہرگز نہیں!

۲۲۔ اس لئے تم اس ملک میں پردیسی اور فقیر ہو۔

۲۳۔ پس اس وقت وہ کیا چیز ہے جو کہ تو کہتا ہے؟

۲۴۔ تب دونوں شاگردوں نے جواب دیا "اے سید! بے شک ہم دونوں نے غلطی کی ہے پس اللہ کو ہم پر رحم کرنا چاہیئے (ا)

۲۵۔ پس یسوع نے جواب دیا "چاہیئے کہ ضرور ایسا ہی ہو۔

(ب) اللہ بصیر (ا) ۲ سموئیل ۱۴: ۵۔ ۱۲

(ث) اذا کنت فی البلا لا تفکر البلاء وما سبد لکن تفکر ما یفعل لک الزبانی بعصیہ نک (منہ)

(ا) استغفر اللہ۔ منہ

فصل (ب) نمبر ۶۵

۱۔ اور عید نسح نزدیک آ گئی (۱) اس لئے یسوع اور اس کے شاگرد اورشلیم کو گئے۔

۲۔ اور وہ ایک حوض کی طرف گیا جو بیت حِسرا (۲) کہلاتا ہے۔

۳۔ اور ایسا ہی حمام کہا گیا ہے کیونکہ اللہ کا فرشتہ ہر روز پانی کو ہلاتا تھا۔ اور جو شخص پانی کے جوش مارنے کے بعد سب سے پہلے اس میں داخل ہوتا تھا وہ ہر قسم کے مرض سے صحت پاتا تھا۔

۴۔ اسی لئے بیماروں کی ایک بڑی تعداد تالاب کے کنارے ٹھہری رہتی تھی۔ جس کے پانچ سائبان تھے۔

۵۔ پس یسوع نے وہاں ایک لنجے آدمی کو دیکھا جسے وہاں اڑتیس سال ایک پرانی بیماری میں گذر گئے تھے۔

۶۔ پس جبکہ یسوع خدا کے الہام کے ذریعہ اس بات سے واقف تھا وہ مریض پر مہربان ہوا اور اس سے کہا: ''کیا تو چاہتا ہے کہ اچھا ہو جائے؟''

۷۔ لنجے نے جواب دیا: ''اے سردار میرے پاس کوئی آدمی (ایسا) نہیں کہ وہ مجھے پانی میں ڈال دے۔ جبکہ فرشتہ اس کو ہلاتا ہے بلکہ جس وقت کہ میں آتا ہوں میرے سے پہلے دوسرا اُترتا اور اس کے اندر داخل ہو جاتا ہے''

۸۔ تب یسوع نے اپنی دونوں آنکھیں آسمان کی طرف اٹھائیں اور کہا: ''اے پروردگار ہمارے معبود (ت) اور ہمارے باپ دادا کے معبود اس لنجے پر رحم کر''

۹۔ اور جبکہ یسوع نے یہ کہا اسی کے ساتھ لنجے سے کہا: ''اللہ کے نام سے (ث) اے بھائی تندرست ہو جا اٹھ اور اپنے بستر کو اٹھا لے''

۱۰۔ تب اس وقت لنجا اللہ کی حمد کرتا اٹھ کھڑا ہوا۔

۱۱۔ اور اس نے اپنا بستر اپنے دونوں کندھوں پر اٹھالیا اور اللہ کی حمد کرتا ہوا اپنے گھر کو گیا۔

۱۲۔ تب جن لوگوں نے اس کو دیکھا وہ چلائے کہ: ''بے شک یہ سبت کا دن ہے پس تیرے لئے حلال نہیں ہے کہ تو اپنے بستر کو اٹھائے۔

۱۳۔ پس اس نے جواب دیا کہ: ''تحقیق جس شخص نے مجھ کو تندرست کیا ہے اسی نے مجھ سے کہا کہ ''اپنا بستر اٹھا اور اپنے گھر کا راستے لے''

۱۴۔ تب اس وقت انہوں نے اس سے پوچھا

(ب) سورة الحوض.

(۱) یوحنا ۵:۱۔۱۶ (۲) یوحنا ۵:۱

(ت) اللہ سلطان (ث) باذن اللہ

کہ: ''وہ کون شخص ہے؟''

۱۵۔ لنجے نے جواب دیا: ''میں اس کا نام نہیں جانتا''

۱۶۔ اس وقت انہوں نے اپنے آپس میں کہا: ''ضرور ہے کہ وہ یسوع ناصری ہوگا''

۱۷۔ اور دوسروں نے کہا: ''ہرگز نہیں! کیونکہ وہ اللہ کا قدوس ہے لیکن جس شخص نے یہ کام کیا ہے۔ پس وہ گنہگار ہے۔ اس لئے کہ اس نے سبت کو توڑا ہے''

۱۸۔ اور یسوع ہیکل میں گیا۔ پس ایک بڑا ہجوم اس کے نزدیک آیا تا کہ اس کا کلام سنے۔

۱۹۔ تب کاہن لوگ اس بات کی وجہ سے حسد کی آگ سے جل اٹھے۔

فصل نمبر ۶۶ (۱)

۱۔ اور ایک کاہن یسوع کے پاس یہ کہتا ہوا آیا کہ: ''اے نیک معلم! تو اچھی اور حق تعلیم دیتا ہے۔

۲۔ اس لئے ہم کو بتا کہ وہ بدلہ کیا ہے، جس کو کہ اللہ ہمیں جنت میں دے گا؟''

۳۔ یسوع نے جواب دیا: ''تو مجھکو نیک کہتا ہے (۱) حالانکہ تو نہیں جانتا ہے کہ کوئی نیک نہیں ہے مگر اللہ اکیلا (ب) جیسا کہ ایوب

(۲) اللہ کے دوست نے کہا ہے کہ ''وہ بچہ جس کی عمر ایک دن کی ہے ہرگز پاک وصاف نہیں بلکہ فرشتے بھی اللہ کے سامنے گناہ سے پاک نہیں اور یہ بھی کہا کہ ''(۳) تحقیق جسم غلطی اور گناہ کو یوں جذب کرتا اور چوس لیتا ہے جیسے کہ اسفنج کا ٹکڑا (ت) پانی کو۔''

۵۔ پس کاہن اس وجہ سے چپ ہوگیا کیونکہ وہ ناکام رہا۔

۶۔ اور یسوع نے کہا: ''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ باتیں کرنے سے بڑھ کر خطرناک چیز کوئی نہیں۔

۷۔ اس لئے کہ سلیمان نے یوں کہا ہے: ''زندگی اور موت یہ دونوں زبان کی حکومت کے تحت میں ہیں (ث) (۴)

۸۔ اور وہ اپنے شاگردوں کی جانب متوجہ ہوا اور کہا: ''ان لوگوں سے ڈرتے رہو جو کہ تمہیں مبارک کہتے ہیں کیونکہ وہی تم کو دھوکا دیتے ہیں (ا)

۹۔ پس زبان ہی سے شیطان نے ہمارے سب سے پہلے ماں باپ دونوں کو مبارک کہا مگر اس کے کلام کا انجام مصیبت تھی۔

---

(۱) سورۃ الحمد۔ (۱۱) لوقا ۱۸:۹

(ب) لا خیر الا اللّٰہ (ت) قال ایوب احم الانسان یا خذ الحوم وسائر الخبائث مثل منکر یا خذ الماء. منہ (ث) قال سلیمان حیاتک ومماتک فی لسانک منہ.

(۲) ایوب ۱۵:۱۴، ۱۵ (۳) ایوب ۱۵:۱۶ (۴) امثال ۱۸:۲۱

(ا) الحذر من یمدحک لانہ یغرک من طریق الحق منہ

۱۰۔ایسے ہی مصر کے حکیموں نے بھی فرعون کو برکت والا کہا۔
۱۱۔ اسی طرح جلیات نے فلسطین والوں کو مبارک بتایا۔
۱۲۔ یوں ہی چار سو جھوٹے نبیوں نے اخاب (۱) کو مبارک کہا۔
۱۳۔ مگر ان کی تعریف نہ تھی لیکن باطل پس تعریف کئے گئے تعریف کرنے والوں سمیت ہلاک ہو گئے۔
۱۴۔اسی لئے اللہ نے بے کسی سبب کے اشعیا نبی کی زبانی نہیں کہا ہے کہ ''اے میری قوم بے شک وہ لوگ جو کہ تجھ کو مبارک بتاتے ہیں وہ تجھ کو دھوکا دیتے ہیں۔(۱)
۱۵۔ تباہی ہے تمہارے لئے اے کاتبو! اور فریسیو۔
۱۶۔ تباہی ہے تمہارے واسطے اے کاہنو اور لادیو اس لئے کہ تم نے پروردگار کے ذبیحہ کو خراب کر دیا ہے۔
۱۷۔ یہاں تک کہ جو لوگ ذبیحے (قربانیاں) پیش کرتے آتے ہیں وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ بھی انسان کی طرح پکا ہوا گوشت کھاتا ہے۔''

فصل (ب) نمبر ۶۷

۱۔اس لئے کہ تم ان سے کہتے ہو: ''تم لوگ اپنی بھیڑ بکریوں اور بیلوں اور بھیڑ کے بچوں میں سے اپنے اللہ کی ہیکل کے لئے لاؤ اور تم ہی سب کو نہ کھا جاؤ بلکہ اپنے اللہ کو بھی اس چیز میں سے کچھ حصہ۔ وہ جو کہ اس نے تم کو دی ہے۔''
۲۔مگر تم ان کو قربانی کی اصلیت سے آگاہ نہیں کرتے کہ بیشک وہ اس زندگی کی شہادت ہے جو کہ اللہ نے ہمارے باپ ابراہیمؑ کے بیٹے پر انعام فرمائی تھی۔
۳۔ تاکہ ہمارے باپ ابراہیمؑ کا ایمان اور (اس کی وہ) عبادت مع اس کے ساتھ اللہ کی جانب سے پکے کئے گئے وعدوں کے اور اس برکت کے جو اسے بخشی گئی تھی فراموش نہ کی جائے۔
۴۔مگر اللہ حزقیل نبی کی زبانی کہتا ہے کہ (۳) مجھ سے اپنی یہ قربانیاں دور رکھو کیونکہ تمہاری قربانیاں میرے نزدیک ناپسند ہیں (ت)
۵۔(اس لئے) کہ وہ وقت قریب آرہا ہے جس میں یہ بات پوری ہو جائے گی جس کی نسبت ہمارے اللہ نے ہوشع نبی (۱) کی زبانی یوں ارشاد کیا ہے کہ ''بے شک میں غیر پسندیدہ قوم کو پسندیدہ قوم کہوں گا''۔!

(ب)سورۃ القربان (۲)؟یسعیاہ ۱:۱۱

(ت)قال اللہ للیھود فی الغضب ارفع قربانکم لانہ عندنا خبث. منہ (۳)یسعیاہ ۱۵:۱۱ وارمیاہ ۶:۔ اہوسیع ۲:۲۳ !

۶۔ اور جیسا کہ حزقیل نبی (کی کتاب) میں کہتا ہے: "عنقریب اللہ اپنی قوم کے ساتھ ایک ایسا نیا پیمان کرے گا (۱) جو کہ اس پیمان کی مانند نہیں ہے جسے کہ تمہارے باپ دادا کو عطا کیا تھا۔ پس انہوں نے اس اقرار کو پورا نہیں کیا (۲) اور عنقریب ان سے ایک دل جو پتھر کا ہے۔ لے لے گا اور ان کو نیا دل عطا کرے گا (۳)

۷۔ اور یہ سب اس لئے ہوگا کہ تم اس وقت خدا کی شریعت کے موافق نہیں چلتے ہو۔ اور تمہارے پاس کنجی ہے اور تم نہیں کھولتے بلکہ یقیناً راستہ کو ان لوگوں پر بند کرتے ہو جو کہ اس میں چلتے ہیں۔ (۴)

۸۔ اور کاہن نے واپس جانے کا ارادہ کیا تاکہ کاہنوں کے سردار کو جو ہیکل کے پاس کھڑا تھا سب باتوں کی خبر دے۔

۹۔ مگر یسوع نے کہا: "تو ٹھہر جا! کیونکہ میں تیرے سوال کا جواب دوں گا۔"

فصل (ب) نمبر ۶۸

۱۔ "تو نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ میں تجھے خبر دوں کہ اللہ جنت میں ہمیں کیا عطا کرے گا۔

۲۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق وہ لوگ جو کہ مزدوری کی فکر کرتے ہیں۔ کام کے مالک سے محبت نہیں رکھتے۔

۳۔ پس وہ چرواہا کہ اس کے پاس بکریوں کا ایک ریوڑ ہے جبکہ بھیڑیئے کو آتا دیکھتا ہے اس ریوڑ کی حفاظت کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے۔

۴۔ اور اجرت پر کام کرنے والا اس کے برخلاف کہ اس نے جس وقت بھیڑیئے کو دیکھا بکریوں کو چھوڑا اور بھاگ گیا (۵)

۵۔ قسم ہے اللہ کی جان کی (ت) وہ کہ میں اس کے حضور میں کھڑا ہوں گا۔ کاش اگر ہمارے باپ دادا کا معبود تمہارا (بھی) معبود ہوتا تو ہرگز تمہارے دل میں یہ خیال (ہی) نہ آتا کہ تم کہو "مجھے اللہ کیا عطا کرے گا؟"

۶۔ بلکہ تم کہتے جیسا کہ اس کے نبی داؤد نے کہا ہے کہ: "میں اللہ کو کیا دوں اس چیز کا نیک بدلہ دینے کے لئے جو کہ اس نے مجھے عطا کی ہے"

۷۔ میں تمہارے لئے ایک مثال دیتا ہوں (۶) تاکہ تم سمجھو۔

۸۔ ایک بادشاہ تھا۔ اس کو راستہ میں ایک آدمی مل پڑا جس کو چوروں نے کہ اسے موت تک پہنچانے والے کاری زخم لگائے تھے۔ بالکل ننگا بوجا بنا دیا تھا۔

(۱) ذکر غیر شریعة (ب) سورة بنی اسرائیل
(۲) ارمیاه ۳۱:۳۱، ۳۲ (۳) حزقیل ۲۶:۳۶
(۴) لوقا ۱۱:۵۲۔
(ت) اللہ حی (۵) یوحنا ۱۰:۱۲ (۶) زبور ۱۱۶:۱۲

۹۔ پس بادشاہ نے اس پر ترس کھایا اور اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اس شخص کو شہر میں اٹھا لے چلو اور اس کی خبر گیری کرو۔ پس غلاموں نے پوری کوشش سے یہ کام کیا۔

۱۰۔ اور بادشاہ کو زخمی آدمی سے بڑی محبت ہو گئی یہاں تک کہ اس نے اپنی بیٹی اسے بیاہ دی اور اس کو اپنا وارث بنا لیا۔

۱۱۔ پس اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ یہ بادشاہ نہایت رحمدل تھا۔

۱۲۔ لیکن آدمی نے غلاموں کو مارا پیٹا اور دواؤں کے استعمال سے سستی کی اور اپنی بی بی کو ذلیل کیا اور بادشاہ کے بارے میں بری بات کہی اور اس کے عالموں کو اس کی نافرمانی پر آمادہ کیا۔

۱۳۔ اور (خود اس کا یہ حال تھا) جبکہ بادشاہ اس سے کسی کام کو کہتا تو یہ دریافت کرتا "وہ بدلہ کیا ہے جو کہ بادشاہ مجھے دے گا؟"

۱۴۔ پس بادشاہ نے اس جیسے ناشکرے کے ساتھ اس وقت کیا کیا جبکہ یہ بات سنی؟"

۱۵۔ تب سبھوں نے جواب دیا! "خرابی ہے اس کے لئے کیونکہ بادشاہ نے اس سے ہر چیز چھین لی اور اس کی بری درگت بنائی"

۱۶۔ پس اس وقت یسوع نے کہا: 'اے کاہنو اور کاتبو اور فریسیو اور تو بھی اے کاہنوں کے سردار! جو کہ میری آواز کو سن رہا ہے۔ میں تمہارے لئے اس بات کا اعلان کرتا ہوں جو کہ اللہ نے اپنے نبی اشعیا (۳) کی زبانی تم سے کہی ہے کہ "میں نے بہت سے غلاموں کو پرورش کیا اور ان کی شان بڑھائی۔ لیکن انہوں نے میری اہانت کی۔"

۱۷۔ تحقیق بادشاہ وہ بیشک ہمارا اللہ ہے جس نے (بنی) اسرائیل کو اس دنیا میں مصیبت سے بھرا پایا۔

۱۸۔ تو اسے اپنے بندوں یوسف موسیٰ اور ہارون کے سپرد کیا جنہوں نے اس کی خبر گیری کی۔

۱۹۔ اور اس کو ہمارے معبود نے بہت دوست رکھا یہاں تک کہ اس نے اسرائیل کی قوم ہی کے لئے مصر کو تباہ کیا فرعون کو سمندر میں ڈبا دیا اور ایک سو بیس (۴) بادشاہوں کو کنعان اور مدین والوں میں سے ہلاک کیا۔

۲۰۔ اور اسے اپنی شریعتیں دے کر اس کو ان سب شہروں کا وارث بنا دیا جن میں کہ ہماری قوم رہتی ہے۔

۲۱۔ لیکن اسرائیل نے کیسا کام کیا؟

۲۲۔ اس نے کتنے ایک نبیوں کو قتل کیا؟

۲۳۔ کتنی نبوتوں کو ناپاک کیا؟

۲۴۔ کیونکہ اس نے خدا کی شریعت کو نہیں مانا۔

۲۵۔ کتنے اور کتنے آدمی اس سبب سے اللہ سے

---

(۱) لوقا ۵:۲ (۲)۔ یسعیاہ ۱:۲۔

(۳) یشوع ۱۲:۲۴ (مگر انکی تعداد وہاں ۳۱ ہے (۴)

پھر گئے اور گئے تا کہ بتوں کی عبادت کریں۔ تمہارے ہی گناہ سے اے کاہنو!

۲۶۔ پس تم کس قدر اللہ کی اپنے چلن سے اہانت کرو گے اور اب مجھ سے دریافت کرتے ہو کہ: "اللہ ہم کو جنت میں کیا دے گا؟"

۲۷۔ پس تم پر واجب تھا کہ مجھ سے پوچھو کہ: "وہ کونسا برا بدلہ ہے جس کو اللہ تمہیں جہنم میں دے گا۔ اور تم پر سچی توبہ کے لئے کیا کرنا واجب ہے تا کہ اللہ تم پر رحم کرے۔

۲۸۔ پس یہی بات ہے جو میں تم سے کہتا ہوں اور اسی مقصد سے میں تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں۔"

فصل (۱) نمبر ۶۹

۱۔ "قسم ہے اللہ کی جان کی (ب) وہ اللہ کہ اس کے حضور میں میں کھڑا ہوں گا کہ تحقیق تم مجھ سے خوشامد نہ پاؤ گے بلکہ حق (سچی بات)

۲۔ اسی لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ توبہ کرو۔ اور اللہ کی طرف رجوع لاؤ۔ جیسا کہ ہمارے باپ دادا نے گناہ کرنے کے بعد کیا۔ اور اپنے دلوں کو سخت نہ بناؤ۔"

۳۔ تب کاہن لوگ اس تقریر کے کینہ کی وجہ سے برافروختہ ہوئے۔ لیکن انہوں نے قوم کے ڈر کے مارے زبان سے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔"

۴۔ اور یسوع اپنے سلسلہ کلام کو جاری رکھ کر کہتا گیا کہ: "اے فقیہو اور کاتبوں اور فریسیو اور تم (بھی) اے کاہنو! مجھے بتاؤ کہ

۵۔ تم البتہ گھوڑوں کی تو شہسواروں کی طرح خواہش کرتے ہو مگر تم لڑائی میں جانے کی رغبت نہیں کرتے۔

۶۔ البتہ تم خوشنما کپڑوں کے بارہ میں عورتوں کے مانند خواہش رکھتے ہو۔ لیکن تم سوت کاتنے اور بچوں کی پرورش کرنے میں رغبت نہیں کرتے۔

۷۔ البتہ تم کھیت کی پیداوار کے خواہشمند ہو مگر زمین کے بونے کی طرف رغبت نہیں کرتے۔

۸۔ بیشک تم سمندر کی مچھلیوں میں رغبت رکھتے ہو۔ لیکن ان کے شکار کرنے میں رغبت نہیں کرتے۔

۹۔ البتہ تم جمہوری حکومت والوں کی طرح بزرگی میں راغب ہو۔ مگر تم جمہوری حکومت کے بہم کرنے میں کچھ توجہ نہیں کرتے۔

۱۰۔ اور بلاشبہ تم وہ ایک اور سب سے پہلے پہلوں کے کاہنوں کی طرح خواہش رکھتے ہو مگر تم سچائی کے ساتھ اللہ کی خدمت کرنے میں کچھ رغبت نہیں کرتے۔

۱۱۔ اس حالت میں تمہارے ساتھ کیا کرے

(۱) سورۃ ذکوٰۃ (ب) باللہ حی

گا۔ بحالیکہ تم یہاں (دنیا میں) تمام بھلائیوں کے اندر رغبت رکھتے ہو بغیر کسی ذرا سی خرابی کے۔

۱۲۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بیشک اللہ تم کو ضرور ایک ایسی جگہ دے گا جس میں تمہارے لئے ہر ایک خرابی بلا کسی ذرا سی بھلائی کے ہوگی۔"

۱۳۔ اور جبکہ یسوع نے اس بات کو مکمل کر دیا۔ اس وقت اس کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس کے اندر ایک شیطان تھا (ا) اور وہ نہ بولتا تھا۔ نہ دیکھتا تھا اور نہ سنتا تھا۔

۱۴۔ پس جبکہ یسوع نے ان کے ایمان کو دیکھا۔ اس نے اپنی دونوں آنکھیں آسمان کی طرف اٹھائیں اور کہا: "اے پروردگار ہمارے باپ دادا کے معبود (ا) تو اس بیمار پر رحم کر اور اس کو تندرستی عطا کرتا کہ یہ قوم معلوم کرلے کہ بیشک تجھی نے مجھ کو بھیجا ہے۔"

۱۵۔ اور جس وقت یسوع نے یہ کہا اس وقت روح کو یہ کہہ کر حکم دیا کہ وہ چلا جائے۔ "ہمارے پروردگار (ب) اللہ کے نام کی طاقت سے اے شریر تو (اس) آدمی کے پاس سے بھاگ جا۔"

۱۶۔ تب روح چلی گئی اور گونگے نے باتیں کیں اور اس نے اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا۔

۱۷۔ پس اس بات سے بہت آدمی خوفزدہ ہوگئے۔ لیکن کاتبوں نے کہا: "اس کے سوا کچھ اور نہیں کہ وہ یسوع شیطانوں کو شیطانوں کے سردار "بعلز بوب" کے زور سے نکال دیتا ہے۔

۱۸۔ تب یسوع نے کہا۔ "ہر ایک ملک جس کے آپس میں پھوٹ ہو تباہ ہو جاتا اور ایک گھر دوسرے گھر پر گر پڑتا ہے۔

۱۹۔ پس جبکہ شیطان کو شیطان نکلتا ہو تو اس (شیطان) کی سلطنت کیونکر ثابت رہی۔

۲۰۔ اور اگر تمہارے بیٹے شیطان کو اس کتاب کے ذریعہ سے نکالتے ہیں جو کہ انہیں سلیمان نبی نے دی ہے تو وہی گواہی دیتے ہیں کہ بیشک میں شیطان کو اللہ کی قوت سے نکالتا ہوں۔ قسم ہے اللہ کی جان کی (ث) تحقیق ناشکری کرنا روح القدس پر اس کی کوئی بخشش نہیں ہے نہ اس دنیا میں اور نہ دوسرے جہان میں۔

۲۲۔ اس لئے کہ شریر اپنے آپ کو جان بوجھ کر اور اپنی مرضی سے ملعون کراتا ہے (ژ)

۲۳۔ اور جبکہ یسوع نے یہ کہا۔ وہ ہیکل سے باہر چلا گیا۔

۲۴۔ تب عام آدمیوں نے اس کو بڑا بزرگ مانا

(ا) اللہ سلطان (ب) باذن اللہ (ا) متی ۱۲:۲۲۔۳۱

(ث) باللہ حی (ژ) انگریزی نسخہ میں ہے "اپنے اختیار سے لعنت کو جانتا ہو کر" اور اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے فعل کے سبب سے خدا کے دربار سے دور رکھا جائے۔ مترجم

اس واسطے کہ انہوں نے ان سب بیماروں کو حاضر کیا جن کو وہ جمع کر سکے۔ پس یسوع نے دعا مانگی اور ان سب بیماروں کو ان کی تندرستی عطا کی۔

۲۵۔اسی وجہ سے اورشلیم میں رومانی سپاہیوں نے اس دن عام آدمیوں کو شیطانی وسوسہ سے بھڑکانا شروع کیا۔ یہ کہتے ہوئے کہ بیشک یسوع اسرائیل کا معبود ہے۔ تحقیق وہ اس لئے آیا ہے کہ اپنی قوم کی خبر لے۔

فصل نمبر ۷۰ (۱)

۱۔اور یسوع فسح کے بعد اورشلیم سے واپس گیا اور وہ فیلبس کے قیصریہ ا کی حدود میں داخل ہوا (۱)

۲۔تب اس نے اپنے شاگردوں سے اس کے بعد کہ فرشتہ جبرئیل نے اس کھلبلی سے جو عام لوگوں میں برپا ہوگئی تھی ڈرادیا تھا یہ کہہ کر دریافت کیا کہ "لوگ میری نسبت کیا کہتے ہیں؟"

۳۔شاگردوں نے جواب میں کہا: بعض کہتے ہیں کہ تو ایلیا ہے اور دوسرے ارمیا (بتاتے ہیں) اور لوگ نبیوں میں سے ایک نبی (کہتے ہیں)؟"

۴۔یسوع نے جواب میں کہا۔"اور خود تمہارا میرے بارے میں کیا قول ہے؟"

۵۔بطرس نے جواب دیا کہ:"تو مسیح اللہ کا بیٹا ہے"

۶۔تب اس وقت یسوع برہم ہوا اور اس کو غصہ کے ساتھ یہ کہتے ہوئے جھڑکا:"میرے پاس سے چلا جا (۲) اس لئے کہ تو شیطان ہے اور مجھ سے برا سلوک کرنے کا قصد رکھتا ہے۔

۷۔پھر گیارہ (شاگردوں) کو یہ کہتے ہوئے ڈرایا کہ:"خرابی ہے تمہارے لئے اگر تم نے اس بات کو سچ جانا۔ اس لئے کہ میں نے اللہ کی طرف سے اس شخص پر ایک بہت بڑی لعنت پائی ہے جو اس کو سچ جانے"

۸۔اور یسوع نے ارادہ کیا کہ بطرس کو اپنے پاس سے دور کر دے۔

۹۔تب اس وقت گیارہ (شاگردوں) نے یسوع سے اس کیلئے منت کی۔ پس اس نے اس (بطرس) کو دور نہیں کیا۔

۱۰۔مگر اس نے بطرس کو بھی یہ کہہ کر جھڑکا: کہ "خبردار۔ جو تو نے دوسری دفعہ ایسی بات کہی اس لئے کہ اللہ تجھ کو ملعون کر دے گا"

۱۱۔تب بطرس رویا اور اس سے کہا:"اے سید بیشک میں نے حماقت سے یہ بات کہی ہے پس تو اللہ سے منت کر کہ وہ مجھے بخش دے"

---

(۱) سورۃ اللعنۃ علی النصاریٰ (۱) اس عبارت کا متی باب ۱۶: آیت ۲۰ کے مضمون سے مقابلہ کرو۔ ا قیصریہ فیلپی

(۲)

۱۲۔ پھر یسوع نے کہا: "جبکہ ہمارے معبود نے یہ ارادہ نہ کیا کہ وہ اپنی ذات کو اپنے بندے موسیٰ کے لئے ظاہر کرے اور نہ ایلیا کے لئے جس نے اس سے بہت ہی محبت کی اور نہ کسی نبی کے واسطے بھی۔ تو کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ اللہ اپنی ذات کو اس بے ایمان قوم پر ظاہر کرے گا۔

۱۳۔ بلکہ آیا تم یہ نہیں جانتے کہ تحقیق اللہ نے ایک ہی لفظ سے (ا) تمام چیزوں کو عدم سے پیدا کیا اور یہ کہ تمام آدمیوں کی پیدائش ایک مٹی کے ٹکڑے سے ہے؟ پس اس صورت میں اللہ کیونکر کسی انسان کے مشابہ ہوگا؟

۱۴۔ تباہی ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے تئیں دھوکہ دینے کا موقع شیطانوں کو دیتے ہیں"

۱۵۔ اور جبکہ یسوع نے یہ کہا اس نے اللہ سے بطرس کے لئے منت کی۔ اور گیارہ (شاگرد) اور بطرس روتے اور کہتے تھے "اے مبارک پروردگار ہمارے معبود (ب) البتہ ایسا ہی ہونا چاہیئے۔

۱۶۔ اور یسوع اس کے بعد (وہاں سے) واپس ہوا اور جلیل کی طرف چلا گیا۔ اس غلط خیال کو فرو کرنے کے لئے جو کہ اس کے بارہ میں عام لوگوں کے دلوں میں جگہ پکڑ چلا تھا۔

(ا) خلق اللہ کل شی فی کلام واحد بلا شی منہ (ب) یا اللہ سلطان۔

فصل (ت) نمبر ۱۷

۱۔ اور جبکہ یسوع اپنے ملک میں پہنچا (ا) تمام جلیل کے علاقہ میں مشہور ہو گیا کہ تحقیق یسوع نبی ناصرہ میں آ گیا ہے۔

۲۔ تب اس وقت لوگوں نے کوشش کے ساتھ بیماروں کی تلاش کی اور ان کو یسوع کے پاس حاضر لائے بحالیکہ وہ اس سے وسیلہ ڈھونڈھتے تھے کہ ان بیماروں پر اپنا ہاتھ پھیر دے۔

۳۔ اور مجمع بہت ہی کثیر تھا یہاں تک کہ ایک مالدار آدمی جس کو سن کا عارضہ تھا جبکہ اس کا دروازہ میں داخل کرنا ممکن نہ ہوا تو وہ اس گھر کی چھت پر چڑھا دیا گیا۔ جس کے اندر یسوع تھا اور اس نے لوگوں کو چھت اتار دینے کا حکم دیا اور ایک چادر پر یسوع کے سامنے لٹکا دیا گیا۔

۴۔ تب یسوع ایک لمحہ بھر تک متردد رہا پھر اس نے کہا: "اے بھائی! تو نہ ڈر۔ اس لئے کہ تیرے گناہ تجھے بخشے گئے"

۵۔ پس ہر ایک اس بات کے سننے سے بددل ہوا اور انہوں نے کہا: "یہ کون شخص ہے جو کہ گناہوں کو معاف کرتا ہے؟"

۶۔ تب اس وقت یسوع نے کہا: "قسم ہے اللہ

(ت) سورۃ الیغفر (ا) مرقس ۲: ۱-۱۲۔

کی جان کی تحقیق میں ہرگز گناہوں کے بخشنے پر قدرت نہیں رکھتا ہوں اور نہ کوئی دوسرا (آدمی) مگر اللہ اکیلا بخشتا ہے۔(۱)

۷۔ لیکن اللہ کے خادم کی طرح میں قدرت رکھتا ہوں کہ اس سے دوسروں کے گناہ کے لئے وسیلہ چاہوں۔

۸۔ اسی سبب سے میں نے اس کی جناب میں اس بیمار کے واسطے توسّل کیا ہے اور بیشک میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ نے میری دعا کو قبول کرلیا ہے۔

۹۔ اور تا کہ تم حق کو معلوم کرو میں اس آدمی سے کہتا ہوں کہ: ''ہمارے باپ دادا کے اللہ (ب) کے نام (کی برکت) سے ابراہیم اور اس کے بیٹوں کے اللہ (کے نام کی برکت) سے تندرست ہوکر اٹھ کھڑا ہو۔''

۱۰۔ اور جبکہ یسوع نے یہ کہا۔ بیمار تندرست ہوکر کھڑا ہوگیا اور اس نے اللہ کی بزرگی بیان کی''

۱۱۔ تب اس وقت عام آدمیوں نے یسوع سے وسیلہ ڈھونڈا تا کہ وہ اللہ سے ان مریضوں کے واسطے توسّل کرے جو کہ (گھر کے) باہر تھے۔

۱۲۔ پس اس وقت یسوع ان کی جانب نکلا پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا۔

۱۳۔ ''اے پروردگار فوجوں کے معبود۔ حیّ (زندہ) معبود۔ حقیقی معبود۔ قدوس معبود۔ جو کہ (کبھی) نہ مرے گا (ت) ہاں تو ان پر رحم کر۔

۱۴۔ تب ہر ایک نے جواب میں کہا آمین

۱۵۔ اور اس کے بعد کہ یہ کہا گیا یسوع نے اپنے دونوں ہاتھ بیماروں پر رکھے۔ پس ان سبھوں نے اپنی تندرستی پالی۔

۱۶۔ پس اس وقت انہوں نے اللہ کی بڑائی یہ کہتے ہوئے کی کہ: ''تحقیق اللہ نے اپنے نبی کی معرفت ہماری خبر گیری کی۔ اس لئے کہ بیشک اللہ نے ہمارے واسطے ایک بڑا نبی بھیجا ہے۔''

فصل (ث) نمبر ۷۲

۱۔ اور رات کو یسوع نے پوشیدہ طور سے اپنے شاگردوں کے ساتھ یہ کہہ کر گفتگو کی کہ:

۲۔ ''میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ بیشک شیطان ارادہ رکھتا ہے کہ وہ تم کو گیہوں کی طرح چھانے[1] (۱)

۳۔ لیکن میں نے تمہارے واسطے اللہ سے عرض کیا ہے۔ پس تم میں سے ہلاک نہ ہوگا مگر وہ شخص جو کہ میرے لئے پھندے بچھاتا ہے۔''

۴۔ اور یسوع نے اس کے سوا نہیں کہ یہ بات یہوداکی نسبت کہی تھی۔ کیونکہ فرشتہ جبریل نے

(۱) قال عیسیٰ اقسمت (اقسمت ؟) باللہ الحی انا لا اقدر ان یغفر ذنبا من ذنوب لا یغفر الذنوب الا اللہ. منه (ب) باذن اللہ.

(ث) سورۃ العلامۃ رسول اللہ (۱) لوقا ۲۲: ۳۱-۳۲

[1] انگریزی اردو انجیل میں اسکا ترجمہ ''پھٹکے گا'' کیا گیا ہے۔ مترجم

اس سے کہہ دیا تھا کہ کیونکہ یہودا کی کاہنوں کے ساتھ سازش تھی اور اس نے کاہنوں کو تمام یسوع کی باتوں کی خبر کر دی تھی۔

۵۔ تب وہ شخص جو کہ اس (انجیل) کو لکھ رہا ہے (آنکھوں میں) آنسو بھرے ہوئے یہ کہتا نزدیک گیا کہ: "اے معلم! مجھے بتا کہ وہ کون شخص ہے جو تجھے حوالہ کر دے گا؟"

۶۔ یسوع نے جواب میں کہا: "اے برنباس! یہ ہرگز وہ وقت نہیں ہے جس میں کہ تو اسے پہچانے گا مگر شریر عنقریب ہی اپنے آپ کو ظاہر کر دے گا۔ اس لئے کہ میں اب بہت جلد دنیا سے جاؤں گا۔"

۷۔ تب اس وقت حواری یہ کہتے ہوئے روئے: "اے معلم! تو ہمیں کس لئے چھوڑ دے گا۔ کیونکہ ہمارے واسطے یہ زیادہ مناسب ہے کہ ہم مر جائیں بہ نسبت اس کے کہ تو ہمیں چھوڑ جائے۔"

۸۔ یسوع نے جواب دیا: "تمہارے دل بے چین نہ ہوں اور تم نہ ڈرو۔ (ا)

۹۔ اس لئے کہ ہرگز میں ہی وہ نہیں ہوں کہ جس نے تم کو پیدا کیا ہے۔ بلکہ اللہ جس نے تم کو پیدا کیا ہے تمہاری حفاظت کرے گا (ا)

۱۰۔ باقی رہا میرا خاص معاملہ سو میں یہ تحقیق اس لئے آیا ہوں کہ رسول اللہ (ب) کے واسطے جواب جلد دنیا کے لئے ایک خلاص (چھٹکارے کا ذریعہ) لے کر آئے گا۔ راستہ صاف کروں۔

۱۱۔ لیکن تم اس بات سے ڈرتے رہو کہ دھوکا دیئے جاؤ۔ اس واسطے کہ بعد میں بہت سے جھوٹے نبی (۲) آئیں گے جو میرے کلام کو اخذ کر لیں گے اور میری انجیل کو ناپاک بنائیں گے"

۱۲۔ تب اس وقت اندر اس نے کہا: "اے معلم! ہمارے لئے کوئی نشانی بتا تا کہ ہم اس (رسول) کو پہچانیں"

۱۳۔ یسوع نے جواب دیا: "بے شک وہ تمہارے زمانہ میں نہ آئے گا بلکہ تمہارے بعد کئی برسوں کے (گذرنے پر) جس وقت کہ میری انجیل باطل کر دی جائے گی اور قریب قریب تیس مومن بھی نہ پائے جائیں گے۔

۱۴۔ اس وقت میں اللہ دنیا پر رحم کرے گا پس وہ اپنے اس رسول کو بھیجے گا (ت) جس کے سر پر ایک سفید ابر کا ٹکڑا قرار پذیر ہوگا۔ اسکو ایک اللہ کا برگزیدہ پہچانے گا اور وہی اسے دنیا پر ظاہر کرے گا۔

۱۵۔ اور وہ (رسول) بدکاروں پر بڑی قوت کے ساتھ آئے گا اور بتوں کی پوجا کو دنیا سے نابود کر دے گا۔

۱۶۔ اور میں اس بات کو راز کی طرح کہتا ہوں۔ کیونکہ اسی (رسول) کے ذریعہ سے اس

(ا) اللہ خالق و حافظ (ب) رسول اللہ

(ا) یوحنا ۱۴: ۲۷۔

(ت) اللہ مرسل (۲) متی ۲۴: ۱۱

کا اعلان ہوگا اور اللہ کی بڑائی کی جائے گی۔ اور میری سچائی ظاہر ہوگی۔

۱۷۔ اور عنقریب وہ (رسول) ان لوگوں سے انتقام لے گا جو کہتے ہیں کہ میں انسان سے بڑھ کر ہوں۔

۱۸۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق چاند اس کو اس کے بچپن میں سلانے کے لئے لوریاں دے گا اور جب وہ (رسول) بڑا ہوگا تو وہ اس (چاند) کو اپنی دونوں ہتھیلیوں سے پکڑ لے گا (۱)

۱۹۔ پس چاہیئے کہ دنیا اس کا انکار کرنے سے ڈرے اس لئے کہ وہ بت پرستوں کو قتل کرے گا۔

۲۰۔ پس تحقیق موسیٰ اللہ کے بندے نے (۲) اس سے بہت ہی زیادہ قتل کیا ہے اور یشوع نے ان شہروں کو باقی نہیں چھوڑا۔ جنہوں نے اس کو جلا دیا اور بچوں کو قتل کیا تھا۔

۲۱۔ اس لئے کہ پرانا زخم اس کے لئے گرم لوہے سے داغنا استعمال کیا جاتا ہے۔

۲۲۔ اور وہ ایک ایسے حق کے ساتھ آئے گا جو تمام نبیوں (کے حق) سے واضح تر ہوگا۔ اور وہ اس کو ملامت کرے گا۔ جو دنیا میں اچھا سلوک (برتاؤ) نہ کرے۔

۲۳۔ اور ہمارے باپ دادا کے شہر کے برج خوشی کی وجہ سے ایک دوسرے کو مبارکباد دیں گے۔

۲۴۔ پس جس وقت کہ بتوں کی پوجا کا زمین سے دور ہونا دیکھا جائے گا اور یہ اقرار کیا جائے گا کہ بیشک میں بھی تمام انسانوں جیسا ایک انسان ہوں۔ تو میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق اللہ کا نبی (۱) اسی وقت آئے گا۔

فصل (ب) نمبر ۳۷

۱۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق جس وقت شیطان یہ جاننے کا قصد کرے گا کہ آیا تم اللہ کے دوست ہو اور وہ تم سے اپنا مقصد حاصل کرنے کی قدرت پا جائے گا تو وہ تمہیں ڈھیل دے گا کہ تم اپنی خواہشوں کے موافق چلتے رہو۔ اس لئے کہ کوئی بھی اس کے شہروں پر حملہ نہیں کرتا۔ (۲)

۲۔ لیکن جبکہ اس کو علم ہوگا کہ تم اس کے دشمن ہو تب وہ ہر ایک سختی کو کام میں لائے گا تاکہ تمہیں ہلاک کرے۔

۳۔ مگر تم نہ ڈرو۔ اس لئے کہ شیطان تم سے ویسا ہی مقابلہ کرے گا جیسا کہ ایک بندھا

---

(۱) قرآن مجید کی سورۃ ۵۴ کی پہلی مبہم آیت دیکھو (خلیل سعادت) (۲) انگریزی ترجمہ کی عبارت خبط ہے۔ پرانا آ گیا۔ اس سے شیطان مراد لیتا ہے۔ (خلیل سعادت)

(۱) رسول اللہ ﷺ (ب) سورۃ توکیل.
(۲)

ہوا کتا مقابلہ کرتا ہے۔ اس واسطے کہ اللہ نے میری دعا سن لی ہے۔

۴۔ یوحنا نے جواب میں کہا: ''اے معلم! ہم کو خبر دے کہ پرانا آزمایا گیا (۳) انسان کی تاک میں کیونکر کھڑا ہوتا ہے۔ اور فقط ہمارے ہی لئے نہیں بلکہ ان لوگوں کے لئے بھی جو آگے چل کر انجیل پر ایمان لائیں گے۔ (۱)''

۵۔ یسوع نے جواب دیا: ''تحقیق یہ شریر چار طریقوں سے تجربہ کرتا ہے۔

۶۔ پہلا طریقہ یہ ہے کہ جس وقت وہ خود وسوسوں کے ذریعہ سے تجربہ کرتا ہے۔

۷۔ اور دوسرا اس وقت جبکہ وہ باتوں اور کاموں کے ذریعہ اپنے خادموں کی وساطت سے آزماتا ہے۔

۸۔ تیسرا یہ کہ جس وقت وہ جھوٹی تعلیم کے ساتھ آزمائش کرتا ہے۔

۹۔ چوتھے یہ کہ جس وقت وہ جھوٹے خیالات دلا کر تجربہ کرتا ہے۔

۱۰۔ اس حالت میں انسانوں پر واجب ہے کہ وہ بہت ڈرتے ہیں اور خاص کر اس لئے کہ اس شیطان کا ایک مددگار انسان کے جسم ہی کا ایک حصہ ہے جو کہ گناہ کو ویسا ہی پسند کرتا ہے جیسا کہ بخار کا مریض پانی کو۔

۱۱۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق جب انسان اللہ سے ڈرے گا وہ ہر چیز پر فتحیاب ہوگا جیسا کہ داؤد (۲) اللہ کا نبی کہتا ہے:

۱۲۔ ''اللہ (ا) تجھ کو اپنے ان فرشتوں کی توجہ کے سپرد کر دے گا جو کہ تیرے راستوں کی حفاظت کرے گا (ب) تاکہ شیطان تجھ کو ٹھوکر نہ کھلائے۔

۱۳۔ ایک ہزار تیرے بائیں جانب سے گر جائیں گے اور دس ہزار تیرے داہنے جانب سے تاکہ وہ تیرے قریب نہ آئیں۔ (ت)''

۱۴۔ اور نیز ہمارے اللہ نے بڑی محبت کے ساتھ (ث' ج) اسی ذکر کئے گئے داؤد کی زبانی وعدہ کیا ہے کہ وہ ہماری حفاظت کرگا۔ یہ کہتے ہوئے کہ (۳) میں تجھ کو ایسی سمجھ دوں گا جو تجھے دانا بنائے گی۔ اور جہاں جہاں تو اپنے راستوں میں چلے گا۔ میں اپنی آنکھ کو تجھ پر پڑنے والی بناؤں گا۔ (ح)

۱۵۔ لیکن میں کیا کہوں؟

۱۶۔ تحقیق (اللہ نے) اشعیا کی زبانی کہا ہے (۴) ''کیا ماں اپنے رحم کے بچہ کو بھولتی ہے؟

---

(۳) (۱) یوحنا ۱۷: ۲۰۔

(ا) اللہ مرسل (ب) النحل اللہ تعالیٰ ملئکۃ علی المومنین بحفظ طرقهم' منہ (ت) قال اللہ المومنین عسیٰ ان یقع علی اشمالهم الف بلاء وعلی یمینهم عشرۃ ولکن لا یمسکم. منہ (ث) اللہ محب اللہ رحل (وعد) (ث' ج) قال اللہ فی الزبور المومنین عطینا کم العقل لیرشد کم الا طرق الحق واین تذ هبتم انا ناظر علیکم. منہ (ح)

(۲) زبور ۹۱: ۱۱' ۱۲' ۱۳ (۳) زبور ۳۲: ۸ (۴) یسعیاہ ۴۹: ۱۵

مگر میں تجھ سے کہتا ہوں کہ گو وہ بھول جائے لیکن میں تجھ کو نہ بھلاؤں گا (خ)"

۱۷۔ اس حالت میں تم مجھے بتادو کہ کون شخص شیطان سے ڈرے گا جبکہ فرشتے اس کے نگہبان ہوں اور اللہ حی (د) اس کا حامی ہو؟

۱۸۔ اور اسی کے ساتھ بھی ضروری ہے جیسا کہ نبی سلیمان (۱) کہتا ہے کہ "اے میرے بیٹے جو کہ اللہ سے ڈرنے والا ہوگیا ہے تو آزمائشوں کے لئے مستعد ہو جا۔"

۱۹۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق انسان پر لازم ہے کہ وہ اس صراف کی مثال کی پیروی کرے جو کہ سکوں کا اندازہ کرتا ہے (ایسے ہی انسان) اپنے خیالات کی جانچ کرتا رہے تاکہ وہ اپنے خالق (ب) کی جانب غلطی نہ کرے۔

فصل (ت) نمبر ۴۷

۱۔ دنیا میں ایک قوم تھی اور اب بھی ہے جو کہ گناہوں کی کچھ پروا نہیں کرتی اور وہ لوگ بیشک بہت بڑی گمراہی پر ہیں۔

۲۔ تم مجھے بتاؤ کہ شیطان نے کیونکر خطا کی؟

۳۔ بیشک اس نے فقط یہ خیال کرتے ہی غلطی کی کہ وہ انسان سے بہت بڑی شان والا ہے۔

۴۔ اور سلیمان نے غلطی کی کیونکہ اس نے اس بارہ؟ میں سوچا کہ تمام اللہ کی مخلوقات کو دعوت میں بلائے۔ پس اس کی غلطی کی اصلاح ایک چھوٹی سی مچھلی نے کردی جبکہ یہ کل وہ چیز کھا گئی جو اس (سلیمان) نے بہم کی تھی۔

۵۔ اسی لئے بلاوجہ نہ تھا جو کہ ہمارا باپ داؤد (۲) کہتا ہے "انسان کا اپنی ذات کی بڑائی کی خواہش کرنا اسے آنسوؤں کی ندی میں اتار دیتا ہے۔"

۶۔ اسی سبب سے اللہ اپنے نبی اشعیا کی زبانی پکار کر کہتا ہے (۳) تم اپنے شریر خیالوں کو میری آنکھ سے دور کردو"

۷۔ اور سلیمان کس مقصد کی آرزو کرتا ہے۔ (۴) جبکہ وہ کہتا ہے کہ "اپنے دل کی پوری طرح حفاظت کر"

۸۔ قسم ہے اللہ کی جان (ث) کی اور اللہ کہ میری جان اس کے حضور میں استادہ ہوگی۔ ان برے خیالات کے بارہ میں ہر چیز کہی جاتی ہے جو کہ گناہ کے ارتکاب پر باعث ہوتے ہیں اس لئے کہ گناہ کا ارتکاب بغیر خیال کے ممکن نہیں ہے۔

۹۔ ہاں تم مجھے بتاؤں کہ جب بونے والے نے انگور کی بیل لگائی تو کیا وہ پودہ کو گہری تہ پر

(خ) قال سبحانه و تعالیٰ للمومنین هل یمکن انتسی المحامل و الحمل فی بطانه (بطنها) دان اصل (اصلا؟) تلتق وانا لا انسیتکم. منه (د) باللّٰه حی (ب) للّٰه خالق (ت) سورة الشکر (۱) (جا) ۲: ۱

(ث) باللّٰه حی۔ (۲) زبور ۸۴: ۵-۶ (۳) یسعیاہ ۱: ۱۶ (۴) مثال ۴: ۲۳۔

نہ بوئے گا؟

۱۰۔ بیشک اور شیطان ایسا ہی کرتا ہے کہ وہ جس وقت گناہ (کا بیج) بوتا ہے آنکھ یا کان ہی کے پاس نہیں ٹھہر جاتا بلکہ قلب تک پہنچ جاتا ہے جو اللہ کے قرار پذیر ہونے کی جگہ ہے۔(ج)

۱۱۔ جیسا کہ اللہ نے اپنے بندے موسیٰ کی زبانی کلام فرما کر کہا ہے (۵) تحقیق میں ان کے اندر سکونت اختیار کرتا ہوں تاکہ وہ میری شریعت (کی راہ) میں چلیں۔

۱۲۔ "ہاں! تم ہی مجھے بتاؤ کہ اگر بادشاہ ہیرودیس تمہارے ذمے یہ بات ڈال دے کہ تم ایک ایسے گھر کی حفاظت کرو جس میں وہ رہنا چاہتا ہے تو آیا تم اس کے دشمن بیلاطس کے واسطے اس گھر میں داخل ہونا یا اس کا وہاں اپنا اسباب رکھنا مباح کردو گے؟

۱۳۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔

۱۴۔ پس یقیناً تم پر واجب ہے کہ تم شیطان کے لئے اپنے دلوں میں داخل ہونا مباح نہ بناؤ اور اس کو اپنے خیالات اس میں نہ رکھنے دو۔

۱۵۔ کیونکہ اللہ نے تمہیں تمہارا دل اس لئے دیا ہے (۲) کہ تم اس کی نگہبانی کرو اور وہ اللہ کا مسکن ہے۔(ب)

۱۶۔ تم اب خیال کرو کہ صراف سکوں کو کس طرح دیکھتا ہے کہ آیا اس میں قیصر کی تصویر درست ہے اور کیا چاندی کھری ہے یا کھوٹی اور آیا وہ سکہ مقررہ چکن کا ہے۔

۱۷۔ اسی لئے وہ اس سکہ کو اپنے ہاتھ میں بہت الٹتا پلٹتا ہے۔

۱۸۔ اے پاگل عالم تو اپنے کام میں کیسا پکا ہے۔ یہاں تک کہ تو دن کے اخیر میں اللہ کے بندوں پر سستی اور کاہلی کرنے کے بارے میں جھڑکیاں ڈالتا اور سختی کیا کرتا ہے۔ اس لئے کہ تیرے خادم بلا کسی شک کے اللہ کی خدمتوں سے زیادہ (۱) حکومت کرنے والے ہیں (۲)

۱۹۔ تم مجھے بتاؤ کہ اس صورت میں کون شخص ہے جو کسی خیال کو یوں جانچتا ہے جیسے کہ صراف چاندی کے سکوں کے ایک ٹکڑے کو جانچا کرتا ہے؟

۲۰۔ کوئی بھی نہیں"

فصل (ت) نمبر ۵۷

۱۔ تب اس وقت یعقوب نے کہا: "اے معلم! خیال کی آزمائش سکوں کے ٹکڑوں کی جانچ سے کیونکر مشابہ ہوتی ہے؟"

(ج) قلب بیت اللہ (۵) لاویو ۲۶:۱۱......

(ا) اللہ معطی (ب) قلب بیت اللہ (۲)

سورۃ التمثیل۔(۱) لوقا ۱۶:۱۸ (۲) عربی ترجمہ کی عبارت ایسی گڑبڑ ہے کہ صاف مطلب سمجھ میں نہیں آتا مجبوراً محض لفظی ترجمہ کردیا گیا ہے۔

۲۔ یسوع نے جواب میں کہا: "تحقیق خیال میں اچھی چاندی محض تقویٰ ہے۔ اس لئے کہ ہر ایک خیال جو تقویٰ سے خالی ہو وہ شیطان کی طرف سے آتا ہے۔

۳۔ اور صحیح تصویر (۳) وہ اس کے سوا کچھ اور نہیں کہ پاک آدمیوں اور نبیوں کا نمونہ ہے وہ نمونہ کہ اس کی پیروی ہم پر واجب ہے اور خیال کا وزن وہ سوائے اس کے نہیں کہ اللہ کی محبت ہے۔ ایسی محبت کہ اسی کے بموجب ہر چیز کا کرنا واجب ہے۔

۴۔ اور اسی سے دشمن یہاں تمہارے پڑوس میں ایسے خیالات لاتا ہے جو تقویٰ کے منافی ہوتے ہیں۔ دنیا کے مطابق تاکہ بدن کو فاسد کرے اور دنیا کی محبت کے مطابق تاکہ اللہ کی محبت کو خراب بنا دے۔"

۵۔ برتولوماؤس نے جواب میں کہا: "اے معلم! ہم کیونکر تھوڑی فکر کریں تاکہ آزمائش میں نہ پڑیں؟"

۶۔ یسوع نے جواب دیا "تمہیں دو چیزیں لازم ہیں۔

۷۔ اول یہ کہ تم کام کی بہت مشق کرو۔

۸۔ اور دوم یہ کہ باتیں کم کیا کرو۔

۹۔ اس لئے کہ کاہلی ایک چہ بچہ ہے جس میں ایک نجس برائی اکٹھا ہوا کرتی ہے۔

۱۰۔ اور بہت کثرت سے باتیں کرنا ایک اسفنج کا ٹکڑا ہے جو کہ گناہوں کو اٹھاتا (جذب کرتا) ہے۔

۱۱۔ پس لازم ہے کہ تمہارا کام صرف بدن ہی سے کام لینے پر قاصر نہ رہے۔ بلکہ واجب ہے کہ دل بھی نماز میں مشغول رہے۔

۱۲۔ اس لئے کہ واجب ہے کہ وہ (دل) کبھی نماز سے جدا نہ ہو۔

۱۳۔ میں تم کو ایک مثال دیتا ہوں۔

۱۴۔ ایک آدمی بدو تھا اسی سبب سے کسی ایک نے ان لوگوں میں سے جو اس کو پہچانتے تھے یہ قبول نہیں کیا کہ وہ اس کے کھیتوں کو بوئے۔

۱۵۔ پس اس نے شریر کی کہاوت کہی کہ: "میں بازار کو جاتا ہوں (۱) تاکہ کاہلوں اور بے مصرف لوگوں کو پاؤں تو وہ آئیں تاکہ میرے انگورستان کو جوتیں۔

۱۶۔ تب یہ آدمی اپنے گھر سے نکلا اور اس نے بہت سے بے مصرف مفلس پردیسیوں کو پایا۔ پس ان کے گفتگو کی اور انہیں اپنے انگورستان کو لے گیا۔

۱۷۔ لیکن وہ لوگ جنہوں نے کہ اس کو جان لیا تھا۔ اور پہلے اس کے ساتھ کام کر چکے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی وہاں نہ گیا۔

---

(۳) تصویر سے یہاں وہ تصویر ہے۔ جو روپیہ پیسے پر ہوا کرتی ہے ۸ (خلیل)

(۱) متی ۲۰:۳ مثل ابو کریقی۔

۱۸۔ پس جو کہ بدوہ ہے وہ شیطان ہے۔

۱۹۔ اس لئے کہ وہ ایک کام تو دیتا ہے لیکن اس کی خدمت میں انسان کا معاوضہ ہمیشہ ہمیشہ کی آگ ہوتی۔

۲۰۔ پس وہ اسی لئے جنت سے نکلا ہے اور کام کرنے والوں کو ڈھونڈھتا پھرتا ہے۔

۲۱۔ اور وہ اس کے سوا نہیں کہ اپنے کام کے لئے کاہلوں ہی کو لیتا ہے وہ کوئی کیوں نہ ہوں اور خاص کر ان لوگوں کو جو اسے نہیں پہچانتے۔

۲۲۔ اور بدی سے بھاگنے کے لئے مطلق یہی کافی نہیں ہوتا کہ انسان اس کو پہچان لے تاکہ اس سے نجات پائے۔ بلکہ نیک کاموں کا کرنا واجب ہے اس پر غالب آنے کے لئے۔

فصل (۱) نمبر ۶۷

۱۔ میں تمہیں ایک مثال دیتا ہوں (۲)

۲۔ ایک مرد کے تین انگورستان تھے جن کو اس نے تین باغبانوں کو اجرت پر دیا۔

۳۔ اور چونکے پہلے کو یہ معلوم نہ تھا کہ انگورستان کی کھیتی کیونکر ہوتی ہے۔ اس لئے انگور کی بیلوں نے پتوں کے سوا اور کچھ بھی نہ نکالا۔

۴۔ لیکن دوسرے نے تیسرے کو تعلیم دی کہ انگور کی بیلوں کا کیونکر بونا واجب ہے۔

۵۔ پس اس نے اس کی باتوں کو توجہ سے سنا اور اپنے انگورستان کو بویا۔ جیسا کہ دوسرے نے اس کو ہدایت کی تھی۔ پس اسکا انگورستان بہت کثرت سے پھل لایا۔

۶۔ لیکن دوسرے نے اپنے انگورستان کی کاشت یونہی چھوڑ دی۔ وہ اپنے وقت کو فقط باتوں ہی میں صرف کرتا رہا۔

۷۔ پس جبکہ انگورستان کے مالک کو لگان ادا کرنے کا وقت آیا پہلے نے کہا: ''اے جناب! میں نہیں جانتا ہوں کہ آپ کا انگورستان کیونکر بویا جاتا ہے اس لئے اس سال میرے کوئی پیداوار ہی نہیں ہوئی''

۸۔ تب آقا نے جواب میں کہا: ''اے احمق! کیا تو دنیا میں اکیلا رہتا ہے۔ اس لئے تو نے میرے دوسرے باغبان سے مشورہ تک نہ کیا جو کہ بخوبی جانتا ہے کہ زمین کس طرح جوتی جاتی ہے؟ پس تجھ پر میرے حق کا ادا کرنا واجب ہے''

۹۔ اور جبکہ یہ کہا اسے قید خانہ میں مشقت کرنے کا حکم دیا یہاں تک کہ وہ اپنے آقا کو ادا کرے جس نے کہ اس نا تجربہ کاری پر رحم کھا کر اسے یہ کہتے ہوئے چھوڑ دیا: ''تو چلا جا کیونکہ میں یہ نہیں چاہتا کہ تو اب سے بعد میرے انگورستان میں کام کرے۔ اور تیرے واسطے یہی کافی ہے کہ میں تجھ کو اپنا یا فتنی قرض عطا کئے دیتا ہوں۔

۱۰۔ ''اور دوسرا آیا جس سے کہ آقا نے کہا:

(۱) سورۃ العلیم مثلاہ (۲) ابو کریقی کی دوسری مثال اور متی ۲۱: ۲۸ لوقا ۱۹: ۱۱

"خوش آمدی اے باغبان! وہ پھل کہاں ہیں جن کے ادا کرنے کے لئے تو میرا مقروض ہے۔

۱۱۔ اور یہ یقینی ہے کہ جب تو اچھی طرح جانتا تھا کہ انگور کی بیلوں کو کس طرح درست بنایا جاتا ہے تو ضرور وہ انگورستان جو میں نے تجھ کو اجرت پر دیا ہے البتہ بہت سے پھل لایا ہوگا۔"

۱۲۔ تب دوسرے نے جواب دیا: "اے آقا! تحقیق آپ کا انگورستان کمزور ہو رہا ہے کیونکہ میں نے درختوں کی کانٹ چھانٹ نہیں کی، اور نہ زمین کو جوتا اور انگورستان کچھ پھل نہیں لایا ہے۔ اس لئے میں قدرت نہیں رکھتا کہ تجھے دوں"

۱۳۔ پھر آقا نے تیسرے باغبان کو بلایا اور اس سے حیرت کے ساتھ کہا: "تو نے مجھ سے یہ کہا ہے کہ جس شخص کو میں نے دوسرا انگورستان ٹھیکہ پر دیا تھا۔ اس نے تم کو اس انگورستان کا پوری طرح جوتنا بونا سکھایا ہے جسے میں نے تم کو ٹھیکہ پر دیا۔

۱۴۔ پس یہ کیونکر ممکن ہے کہ جو انگورستان میں نے اس کو ٹھیکہ پر دیا ہے وہ کچھ بھی پھل نہ لائے۔ حالانکہ زمین ایک ہی ہے"؟

۱۵۔ "تیسرے باغبان نے جواب میں کہا: "اے آقا! حقیقت یہ ہے کہ انگورستان صرف باتوں ہی سے نہیں جوتا بویا جاتا۔ بلکہ جو اس کو اجارہ پر لینا چاہے اس پر لازم ہے کہ ہر روز اس میں ایک کرتے کا پسینہ خشک کرے۔

۱۶۔ اور اے آقا آپ کے باغبان کا انگورستان کیونکر پھل لائے۔ بحالیکہ وہ باغبان باتوں میں وقت کھونے کے سوا کچھ نہیں کرتا ہے"

۱۷۔ اور اے آقا! اس میں شک نہیں کہ اگر وہ اپنے قول پر عمل بھی کرتا تو البتہ تجھے انگورستان کے پانچ سال کا لگان ادا کر دیتا اس لئے کہ میں جو کہ بہت باتوں پر قادر نہیں ہوں تجھے دو سال کا لگان دیا ہے"

۱۸۔ تب آقا خفا ہوا اور باغبان سے حقارت کے ساتھ کہا: "تو اب تو نے بیشک ایک بڑا بڑا کام کیا ہے درختوں کے نہ کاٹنے چھانٹے اور بیلوں کے درست نہ بنانے میں پس اس حالت میں تیرے لئے مجھ پر بہت بڑا بدلہ ہے"

۱۹۔ پھر اس نے اپنے نوکروں کو پکارا اور اس باغبان کو بغیر کسی رحم کے مارنے کا حکم دیا۔

۲۰۔ اس کے بعد اسے زندان میں ایک خشک مزاج خادم کی زیر نگرانی رکھا جو اس کو ہر روز مار لگاتا تھا۔

۲۱۔ اور مطلق ارادہ نہ کیا کہ اس کے دوستوں کی سفارش کی وجہ سے اس کو چھوڑ دے۔

فصل نمبر ۷۷ (۱)

۱۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق بہت سے آدمی حساب کے دن اللہ سے کہیں گے (۱)

(۱) سورۃ العلیم فاسق (۱) لوقا ۱۳: ۲۶

کہ اوراس کی تعلیم دی ہے۔
۲۔ مگر خود پھر ان کے برخلاف یہ کہہ کر چیخیں گے کہ: ''جبکہ تم نے دوسروں کو ہدایت کی تھی تو اب تم نے اپنی زبان ہی سے اپنے آپ کو گنہگار بنادیا ہے اے گناہ کرنے والو!''
۳۔ یسوع نے کہا: ''قسم ہے اللہ کی جان کی (ب) تحقیق جو شخص حق کو جانتا اور اس کے برعکس کام کرتا ہے اس کو بڑا دردناک عذاب دیا جائے گا یہاں تک کہ قریب قریب شیطان بھی اس کے حال پر ترس کھائیں گے (ت)
۴۔ ہاں تم مجھے بتاؤ کہ اللہ نے ہم کو شریعت محض جاننے کے لئے دی ہے یا اس پر عمل کرنے کے واسطے؟
۵۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک علم کی غایت یہی حکمت ہے کہ ''تو جو کچھ جانتا ہے اس پر عمل بھی کر''
۶۔ ''تم مجھے بتاؤ کہ اگر کوئی دسترخوان پر بیٹھا ہو اور اپنی دونوں آنکھوں سے مرغوب کھانا دیکھے مگر وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے گندی چیزیں چن لے اور انہیں کھا جائے تو کیا وہ پاگل نہ ہوگا؟
۷۔ تب شاگردوں نے کہا۔ ''ہاں بیشک''
۸۔ اس وقت یسوع نے کہا: ''تو بیشک اے انسان جو کہ اپنی عقل سے آسمان کو پہچانتا اور اپنے ہاتھوں سے زمین کو پسند کرتا ہے البتہ تو ہی تمام پاگلوں سے بڑھ کر پاگل ہے۔
۹۔ تو جو کہ اپنے ادراک سے اللہ کو پہچانتا اور اپنی خواہش سے دنیا کی رغبت کرتا ہے۔
۱۰۔ تو جو کہ اپنے ادراک سے جنت کی لذت دار چیزوں کو جانتا اور اپنے کاموں سے جہنم کی بدبختی کو اختیار کرتا ہے۔
۱۱۔ بے شبہ تو ایک بہادر سپاہی ہے اے وہ شخص جو کہ تلوار کو پھینک دیتا اور (خالی) میان کو اٹھاتا ہے تا کہ لڑنے لگے۔
۱۲۔ کیا تم لوگ نہیں جانتے ہو کہ جو شخص اندھیرے میں چلتا ہے وہ روشنی کی خواہش کرتا ہے نہ صرف اسے لئے کہ اس کو دیکھے بلکہ اس واسطے کہ سیدھی راہ کو دیکھے پس وہ امن کے ساتھ۔ تک چلا جائے۔
۱۳۔ اے عالم تو کس قدر بدبخت ہے جس کے لئے ہزار مرتبہ حقیر گنا جانا اور برا سمجھا جانا واجب ہے۔ اس لئے کہ ہمارے اللہ نے ہمیشہ یہ چاہا کہ اس کو اپنے پاک نبیوں کے واسطے سے سیدھے راستے کی پہچان دے تا کہ وہ اپنے وطن اور آرام کی جگہ تک چلا جائے۔
۱۴۔ مگر اے شریر تو فقط جاننے ہی سے باز نہ رہا بلکہ وہ کیا جو اس سے بھی برا ہے تُو نے نور کی

(ب) قال عیسیٰ باللہ الحی من علم الحق ویعمل خلاف کان له عذابا شدیدا عسیٰ ان یرحم الشیطان له منه (ت) اللہ معطی.

حقارت کی۔

۱۵۔ تحقیق اونٹ کی مثل صحیح ہوئی کہ وہ صاف پانی پینے کی طرف رغبت نہیں کرتا ہے اس لئے کہ وہ نہیں چاہتا ہے کہ اپنے بدنما چہرے کو دیکھے۔

۱۶۔ ایسا ہی وہ نیک آدمی کرتا ہے جو کہ بدی کرتا ہے۔

۱۷۔ کیونکہ وہ روشنی کو برا جانتا ہے تاکہ اپنے کاموں کو نہ پہچانے۔

۱۸۔ لیکن وہ شخص جس کو کوئی حکمت دی جائے اور وہ اس پر ہی کفایت نہ کرے کہ کوئی اچھا کام کرے بلکہ اس سے بھی برا کرے کہ اس حکمت کو بدی میں کام لائے تو اس کے سوا نہیں کہ وہ آدمی اس شخص کے مشابہ ہے جو بخششوں کو بخشش کرنے والے کے قتل کے واسطے ہتھیار کے طور پر استعمال کرتا ہے۔

فصل (۱) نمبر ۷۸

۱۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق اللہ نے شیطان کے غلطی کرنے پر شفقت نہیں کی مگر باوجود اس کے اس نے آدم کے غلطی کرنے پر شفقت فرمائی۔

۲۔ اور یہی بات تمہارے لئے کافی ہے کہ تم اس شخص کی بدحالی کو جان لو جو کہ نیکی کو جانتا اور پھر بدی کرتا ہے۔

۳۔ تب اس وقت اندروس نے کہا "اے معلم! اچھا ہے کہ اس جیسی حالت میں غلطی کرنے کی نسبت علم کو چھوڑ دیا جائے۔"

۴۔ یسوع نے جواب میں کہا اگر دنیا بدوں آفتاب کے اچھی ہوتی اور انسان بغیر دونوں آنکھوں کے اور نفس بدوں ادراک کے (اچھا ہوتا) تو اس صورت میں نادانی بھی اچھی ہوگی۔

۵۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ روٹی چند روزہ زندگی کو ویسا فائدہ نہیں دیتی جیسا کہ علم ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی کو فائدے دیتا ہے

۶۔ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ بیشک اللہ نے علم (حاصل کرنے) کا حکم فرمایا ہے۔

۷۔ اسلئے کہ اللہ یوں کہتا ہے: "تو اپنے شیوخ سے سوال کر وہ تجھے علم دیں گے (۲)

۸۔ اور اللہ شریعت کی بابت کہتا ہے (۳) "تو میری ہدایت کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ اور جس وقت تو بیٹھے اور جس وقت چلے اور ہر وقت میں اس پر شیدا رہ۔"

۹۔ پس اس وقت تمہارے لئے ممکن ہے کہ تم یہ معلوم کر و کہ آیا نہ جاننا اچھا ہے یا برا۔

۱۰۔ تحقیق جو شخص حکمت کی حقارت کرتا ہے

(۱) سورۃ النور القلوب۔ منہ

(۱) یوحنا ۳:۲۰ (۲) استثنا ۶:۷، ۸، ۱۱:۱۹

البتہ وہ بد بخت ہے اس لئے کہ ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی کا خسارہ اٹھائیگا۔

۱۱۔ تب یعقوب نے کہا: ''اے معلم! ہم جانتے ہیں کہ ایوب نے کسی دینے والے سے علم نہیں حاصل کیا اور نہ ابراہیمؑ نے اور باوجود اس کے تحقیق وہ دونوں ''پاک آدمی اور دو نبی تھے''۔

۱۲۔ یسوعؑ نے جواب دیا: ''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو شخص دولہا کے گھر والوں میں سے ہوتا ہے وہ شادی کی محفل میں بلایا نہیں جاتا اس لئے کہ وہ تو اسی گھر میں رہتا ہے جس میں شادی ہے بلکہ گھر سے دور والے بلائے جاتے ہیں۔

۱۳۔ پس کیا تم نہیں جانتے ہو کہ تحقیق اللہ کے نبی اللہ کی نعمت اور رحمت کے گھر ہی میں ہیں۔

۱۴۔ پس اللہ کی شریعت ان کے اندر ظاہر ہے جیسا کہ داؤد ہمارا باپ کہتا ہے اس بارہ میں (۴) کہ: ''تحقیق اس لیے کہ اللہ کی شریعت اس کے دل میں ہے پس وہ اس کا راستہ نہیں ڈھونڈھتا''۔

۱۵۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق ہمارے معبود نے جب انسان کو پیدا کیا تو اس کو فقط نیکوکار ہی نہیں پیدا کیا۔ بلکہ اس کے قلب میں ایک روشنی بھی رکھ دی جو اسے یہ دکھاتی ہے کہ بیشک اس کو اللہ کی خدمت کرنا سزاوار ہے۔

۱۶۔ پس اگرچہ یہ نور گناہ کے بعد تاریک ہو گیا ہو۔ لیکن وہ بجھتا نہیں۔

۱۷۔ اس لئے کہ ہر ایک قوم کو خدا کی عبادت میں ایک طرح کی رغبت ہے۔ باوجود اس کے کہ انہوں نے اللہ کو چھوڑ دیا۔ اور جھوٹے بیکار معبودوں کی عبادت کی ہے۔

۱۸۔ اسی سبب سے واجب ہوا کہ انسان خدا کے نبیوں سے تعلیم حاصل کرے۔ اس لئے کہ وہ نور جوان کو اپنے وطن جنت کی طرف جانے کا راستہ اللہ کی عبادت کے ذریعہ سے بتاتا ہے۔ صاف عیاں ہے۔

۱۹۔ جیسا کہ وہ شخص جس کے آنکھوں میں آشوب ہوا اس کو پکڑ کر لے چلنا اور اس کی دوا کرنا واجب ہے۔

فصل نمبر ۷۹ (۱)

۱۔ یعقوب نے جواب میں کہا: ''انبیاء کیونکر تعلیم دیں گے بحالیکہ وہ مردہ ہیں۔

۲۔ اور کیونکر وہ شخص جانے گا۔ جس کو انبیاء کی کوئی پہچان ہی نہیں؟''

۳۔ تب یسوعؑ نے جواب دیا۔ تحقیق ان کی تعلیم قلمبند کی گئی ہے۔ پس اس کا دیکھنا واجب ہے۔ اس لئے کہ تحریر تیرے لئے بمنزلہ نبی

(۴) زبور ۳۷:۳۱۔

(۱) سورۃ رالحة الرحمہ ؟)الہ .

کے ہے۔

۴۔ میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ جو شخص نبوت کی توہین کرتا ہے وہ صرف نبی ہی کی توہین نہیں کرتا بلکہ اس اللہ کی بھی توہین کرتا ہے جس نے کہ اس نبی کو بھیجا ہے (ب) (ا)

۵۔ لیکن وہ چیز جو کہ ایسی قوموں کے ساتھ خاص ہے کہ وہ نبی کو جانتی ہی نہیں تو میں تم سے کہتا ہوں کہ بیشک اگر ان ملکوں میں کوئی آدمی یوں زندگی بسر کرتا رہا کہ جیسا کہ اس کا دل اس سے کہے وہ اسی کو کرے اور کہ دوسروں کے ساتھ وہ کام نہ کرے جس کو کہ وہ خود دوسروں سے اپنی نسبت پسند نہیں کرتا۔ اپنے نزدیکی کو وہ چیز دیتا رہے جسے خود دوسروں سے لینا چاہتا ہے۔ تو اللہ کی رحمت اس جیسے آدمی سے کنارہ نہ کرے گی؟

۶۔ اسی لئے اللہ اپنی رحمت سے اپنی شریعت کو اس کے لئے موت کے وقت ظاہر کرے گا اور اسے دے گا۔ (ت) اگرچہ وہ اس کے قبل نہ تھی۔

۷۔ اور شاید کہ تمہارے دل میں یہ خیال آئے کہ تحقیق اللہ نے شریعت اس لئے دی ہے کہ وہ شریعت سے محبت کرتا ہے (ث)

۸۔ تو حق یہ ہے کہ البتہ یہ (خیال) غلط ہے بلکہ اللہ نے اپنی شریعت اس واسطے دی ہے تا کہ انسان اللہ کی محبت میں اچھا کام کرے۔

۹۔ پس جبکہ اللہ کسی انسان کو پائے کہ وہ اس کی محبت کے سبب اچھا کام کرتا ہے تو کیا تم خیال کرتے ہو کہ اللہ اس کو ذلیل و رسوا کرے گا؟ نہیں اور ہرگز نہیں بلکہ اس کو ان لوگوں سے زیادہ پیار کرے گا جن کو کہ شریعت عطا کی ہے۔

۱۰۔ میں تمہیں ایک مثال سناتا ہوں: "ایک آدمی کی بہت سی املاک تھی۔ اسی املاک میں سے ایک خشک اور بنجر زمین بھی تھی۔ جو نہیں اگاتی تھی مگر ایسی چیزیں جن میں کوئی پھل نہ آتا تھا۔

۱۱۔ اور اسی اثناء میں کہ وہ ایک روز اسی بنجر زمین کے بیچ سے جا رہا تھا۔ اس کو بے پھل روئیدگیوں ہی کے اندر ایک مزیدار پھل والا پودا بھی مل پڑا۔

۱۲۔ تب اس آدمی نے اس وقت کہا: "اس درخت میں ایسے لذیذ پھل یہاں کیونکر آ گئے؟

۱۳۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ یہ بھی باقی بے ثمر درختوں کے ساتھ کاٹ کر آگ میں جلا دیا جائے"۔

۱۴۔ پھر اس نے اپنے خادموں کو بلا کر حکم دیا کہ اس پودے کو یہاں سے کھود کر اس کے باغ میں لگا دیں۔

۱۵۔ پھر تم سے کہتا ہوں کہ اسی طرح ہمارا معبود

(ب) اللّٰہ مرسل (ت) اللّٰہ معطی.

(ث) هل ظننت ان اللّٰه تعالیٰ ارسل الشریعة لاجل الشریعة لالا ارلرها لک (ارسلنک لک) عبادة مر (ا)۱۹:۱۰

ان لوگوں کو جونیکی کرتے ہیں دوزخ کی آگ سے حفاظت کرے گا(ا) خواہ وہ کہیں ہو۔

فصل(ت) نمبر ۸۰

۱۔تم مجھے بتاؤ کہ آیا ایوب سرزمین عوص (۱) اور بت پرستوں کے مابین رہنے کے سوا کہیں اور رہا تھا؟

۲۔اور موسیٰ طوفان کے زمانہ کی نسبت کیونکر لکھتا ہے؟

۳۔تم مجھے بتاؤ۔

۴۔وہ لکھتا ہے: "تحقیق نوحؑ نے اللہ کے ہاں ایک نعمت پائی (۲)

۵۔ہمارے باپ ابراہیمؑ کا والد ایسا تھا کہ وہ ایمان ہی نہیں رکھتا تھا۔کیونکہ وہ جھوٹے بت بناتا اور ان کی عبادت کیا کرتا تھا۔

۶۔اور لوط (۳) بڑے آدمیوں کے مابین زمین پر رہتا رہا۔

۷۔اور بیشک بن خذ نصر نے دانیال کو قیدی بنالیا بحالیکہ وہ بچہ تھا نیز اور عزریا اور میشائیل (۴) سمیت جن کی کہ عمر دو سال سے زائد نہ تھی جبکہ وہ قید کئے گئے۔اور پرورش کے لئے بت پرست خادموں کے ایک مجمع میں۔

۸۔قسم ہے اللہ کی جان کی (ث) جس طرح آگ خشک چیزوں کو جلا کر آگ بنا دیتی ہے بغیر کسی فرق کے زیتون، سرو اور کھجور کے درختوں میں، ویسے ہی ہمارا معبود ہر ایسے شخص پر رحم کرتا ہے جو نیک کام کرے۔کوئی امتیاز نہیں کرتا۔یہودی سکینی۔یونانی یا اسماعیلی کے مابین (۵)

۹۔لیکن اے یعقوب تیرا دل یہیں نہ جم جائے۔اس لئے کہ جس وقت اللہ نبی کو بھیجے گا (ج) تجھ پر حتمًا یہ مترتب ہوگا کہ تو اپنے (اس) حکم کو بدل دے اور نبی کی پیروی کرے۔

۱۰۔نہ یہ کہ تو کہے "وہ کیوں ایسا کہتا ہے؟ وہ کیوں امر و نہی کرتا ہے؟" بلکہ تو کہہ کہ "اللہ ایسا ہی چاہتا ہے اور اللہ ایسا ہی حکم دیتا ہے"

۱۱۔آگاہ رہ کہ اللہ نے موسیٰ سے کیا کہا جبکہ (بنی) اسرائیل نے موسیٰ کی اہانت کی؟ تحقیق انہوں نے تیری بے عزتی نہیں کی ہے بلکہ انہوں نے خود میری بے حرمتی کی ہے (۱)

۱۲۔"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بیشک کسی آدمی پر بھی واجب نہیں ہے کہ وہ اپنی زندگی کا زمانہ باتیں کرنے اور پڑھنا سیکھنے ہی میں صرف کرے۔بلکہ یہ سیکھنے میں کہ وہ کیونکر اچھی طرح کام کرے۔

---

(۱) اللہ حافظ (ب) سورۃ العلیم (ت) ایوب و نوح و ابراھیم دانیال ذکر

(۱) ایوب ۱:۱ (۲) پیدائش ۸:۶ (۳) پیدائش ۱۲:۱۳۔ (۴) دانیال ۶:۱

(ث) اللہ حی (ج) اللہ مرسل۔

(۵) کو ۳:۱۱۔ (۱) اسموئیل ۸:۷ و خروج ۸:۱۶

۱۳۔ ہاں تم ہی بتاؤ کہ ہیرودس کا کون سا خادم اس کی رضامندی نہیں چاہتا یوں کہ اس کی خدمت پوری مستعدی سے کرے۔

۱۴۔ تباہی ہے اس عالم کے واسطے جو ارادہ کرتا ہے کہ اس بدن کو خوش بنائے جو کہ مٹی اور گوبر کے سوا کچھ اور نہیں اور نہیں ارادہ کرتا۔ بلکہ بھول جاتا ہے۔ اس اللہ کی خدمت کو جس نے کہ ہر ایک چیز پیدا کی (اور جو کہ) ہمیشہ ہمیشہ تک بزرگ ہے"۔

فصل (۱) نمبر ۸۱

۱۔ "تم مجھے بتاؤ۔ آیا کاہنوں پر یہ بات کوئی بڑی غلطی شمار کی جائے گی کہ وہ اللہ کی شہادت کا تابوت زمین پر گرادیں بحالیکہ وہ اس کے حامل ہیں؟"

۲۔ "تب شاگرد کانپ گئے۔ جبکہ انہوں نے اس بات کو سنا۔ اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ اللہ نے عزہ (۲) کو مار ڈالا ہے (ب) اس لئے کہ اس نے اللہ کے تابوت کو غلطی سے چھولیا تھا۔

۳۔ پس انہوں نے کہا: "بے شک یہ بہت بڑی غلطی ہے"

۴۔ تب یسوع نے کہا: "قسم ہے اللہ کی جان کی (ت) کہ اللہ کے اس کلمہ کو بھول جانا جس کے ذریعہ سے اللہ نے سب چیزوں کو پیدا کیا ہے (ث) اور جس کے ذریعہ سے وہ تیرے لئے ابدی زندگی پیش کرے گا۔ البتہ یہ بہت بڑا گناہ ہے"۔

۵۔ اور جبکہ یسوع نے یہ کہا اس نے دعا مانگی اور اپنی دعا کے بعد کہا: "یہ واجب نہیں کہ ہم کل سامرہ کی طرف عبور کریں (گذریں) اس لئے کہ مجھ سے قدوس اللہ کے فرشتے نے یونہی کہا ہے"

۶۔ اور یسوع ایک دن کی صبح کو سویرے ہی ایک کنویں پر پہنچا۔ جس کو کہ یعقوب نے بنایا اور اسے اپنے بیٹے یوسف کو (ا) بخش دیا تھا۔

۷۔ اور جب یسوع سفر سے تھک گیا اس نے اپنے شاگردوں کو شہر میں بھیجا تا کہ وہ کچھ کھانا مول لائیں۔

۹۔ تب یسوع نے عورت سے کہا: مجھے دے تا کہ میں پیوں۔

۱۰۔ عورت نے جواب دیا: "تو شرماتا بھی نہیں کہ تو عبرانی ہو کر مجھ سے پانی پینے کو مانگتا ہے بحالیکہ میں سامری عورت ہوں؟"

(۱) سورۃ الماء (ب) اللہ یعذب (۲) ا سموئیل ۶:۷

(ث) منہ خلق اللہ فی کلام واحد کل شیء۔ یوحنا ۱:۴۔۲۰

۱۱۔ یسوع نے جواب دیا: "اے عورت اگر تو یہ جانتی ہوتی کہ تجھ سے کون پانی مانگتا ہے تو البتہ تو (خود) اس سے پانی مانگتی"

۱۲۔ عورت نے جواب میں کہا: "تو مجھے پینے کو کیونکر دے گا۔ بحالیکہ تیرے پاس نہ کوئی برتن ہے اور نہ رسی تا کہ اس کے ذریعہ سے تو پانی کھینچے اور کنواں گہرا ہے"

۱۳۔ یسوع نے جواب دیا: "اے عورت! جو شخص اس کنوے کا پانی پیتا ہے اسے پھر دوبارہ پیاس لگتی ہے لیکن جو آدمی وہ پانی پیتا ہے جو کہ میں اس کو دیتا ہوں پس وہ کبھی پیاسا نہیں ہوتا بلکہ پیاسوں کو پینے کے لئے دیتا ہے۔ اس حیثیت سے کہ وہ ابدی زندگی کو پہنچ جاتے ہیں۔

۱۴۔ پس عورت نے کہا: "اے سید تو اپنے اس پانی میں سے مجھے بھی دے۔

۱۵۔ یسوع نے جواب دیا: "جا اور اپنے شوہر کو بلا لا اور میں تم دونوں کو دوں گا تا کہ دونوں پیو"

۱۶۔ عورت نے کہا: "میرے کوئی شوہر ہی نہیں"

۱۷۔ یسوع نے جواب دیا: "تو نے اچھا کہا سچ یہ ہے کہ تیرے پانچ شوہر تھے اور جو کہ اب تیرے ساتھ ہے۔ وہ تیرا شوہر نہیں؟"

۱۸۔ پس جبکہ عورت نے یہ بات سنی وہ گھبرا گئی اور بولی۔ اے سید! میں اس بات سے خیال کرتی ہوں کہ تو نبی ہے"

۱۹۔ اس لئے تجھ سے منت کرتی ہوں کہ مجھے خبر دے (اس بات سے جو حسب ذیل ہے) "بتحقیق عبرانی لوگ صیہون کے پہاڑ پر اس ہیکل کے اندر دعا مانگا کرتے ہیں جس کو کہ سلیمان نے اور شلیم میں تعمیر کیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ بتحقیق اللہ کی نعمت اور رحمت (۱) وہیں پائی جاتی ہے نہ کسی اور جگہ میں۔

۲۰۔ مگر ہماری قوم پس وہ ان ہی پہاڑوں پر سجدہ کرتے اور کہتے ہیں کہ فقط سامرہ کے پہاڑوں ہی پر سجدہ کرنا واجب ہے۔ پس اصلی سجدہ کرنے والے کون لوگ ہیں؟"

فصل (۱) نمبر ۸۲

۱۔ اس وقت یسوع نے ایک آہ کی اور یہ کہتا ہوا رو دیا: "خرابی ہے تمہارے لئے اے یہودیہ کے شہرو کیونکہ تم یہ کہتے ہوئے فخر کرتے ہو کہ (۱) "خدا کی ہیکل خدا کی ہیکل" اور زندگی یوں بسر کرتے ہو کہ گویا کوئی اللہ ہی نہیں لذتوں اور دنیا کی کمائیوں میں ڈوبے ہوئے۔

۲۔ پس تحقیق یہ عورت تم پر قیامت کے دن جہنم میں جانے کا حکم لگائے گی۔

۳۔ کیونکہ یہ عورت تلاش کرتی ہے کہ کیونکر اللہ

---

(۱) اللہ ھدی ورحمن (۱) سورۃ اکبلت (القبلہ؟ والصلوۃ رسول اللہ (۱) ارمیاہ ۷:۴

کے نزدیک کوئی نعمت اور رحمت پائی جاتی ہے"

۴۔ پھر عورت کی طرف متوجہ ہوا اور کہا (۲) "اے عورت! بیشک تم سامری لوگ اس چیز کو سجدہ کرتے ہو جس کو تم جانتے نہیں لیکن ہم عبرانی لوگ اسے سجدہ کرتے ہیں جس کو ہم جانتے ہیں۔

۵۔ میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق اللہ روح اور حق ہے اور واجب ہے کہ اس کے لئے روح اور حق کے ساتھ سجدہ کیا جائے (ب)

۶۔ اس لئے کہ اللہ کا عہد اس کے سوا کچھ اور نہیں کہ اورشلیم کے اندر اور سلیمان کی ہیکل ہی میں لیا گیا ہے نہ کسی دوسری جگہ میں۔

۷۔ مگر تو مجھے سچا سمجھ (ت) کہ بیشک ایک ایسا وقت آئے گا کہ اللہ اپنی رحمت اس وقت میں دوسرے شہر کے اندر دے گا اور تب اس کے لئے ہر جگہ میں حق کے ساتھ سجدہ کرنا ممکن ہوگا اور اللہ (ث) ہر جگہ میں اپنی رحمت سے حقیقی نماز کو قبول کرے گا"

۸۔ عورت نے جواب دیا: "تحقیق ہم مسیا (ج) کے منتظر ہیں۔ پس جب وہ آئے گا ہمیں تعلیم دے گا۔"

۹۔ یسوع نے جواب میں کہا: "اے عورت کیا تو جانتی ہے کہ مسیا ضرور آئے گا؟"

۱۰۔ اس نے جواب دیا: "ہاں اے سید!"

۱۱۔ اس وقت یسوع کا چہرہ چمک اٹھا اور اس نے کہا: "اے عورت مجھے دکھائی دیتا ہے کہ تو ایمان والی ہے۔

۱۲۔ پس تو اب معلوم رکھ کہ تحقیق مسیا پر ہی ایمان لانے سے اللہ کا ہر ایک برگزیدہ خلاصی پائے گا۔

۱۳۔ اس حالت میں یہ واجب ہے کہ تو مسیا کی آمد کو جانے"

۱۴۔ عورت نے کہا: "شاید تو ہی مسیا ہے اے سید!"

۱۵۔ یسوع نے جواب دیا: "حق یہ ہے کہ میں ہی اسرائیل کے گھرانے کی طرف خلاص کا نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

۱۶۔ لیکن میرے بعد جلد ہی مسیا (ا) اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا (ا) تمام دنیا کے لئے آئے گا وہ مسیا کہ اللہ نے اسی کی وجہ سے دنیا کو پیدا کیا ہے۔

۱۷۔ اور اس وقت تمام دنیا میں اللہ کو سجدہ کیا جائے گا (ب) اور رحمت حاصل کی جائے گی یہاں تک کہ جوبلی کا سال جو اس وقت ہر سو برس پر آتا ہے (۲) مسیا اس کو ہر سال ہر ایک جگھ میں بنا دے گا

(ب) اللہ حق و معبد (ت) غیر کلمت بعد الانجیل فی زمان ختم الانبیاء ذکر .منه (ث) اللہ معبد (ج) رسول .(۲) یوحنا ۴:۲۱-۲۶

(ا) اللہ مرسل (ب) رسول اللہ معبد (ا) یعنی محمد (صلعم) جیسا کہ اگلے بیانات سے معلوم ہوتا ہے۔ (۲) یہودی جوبلی ہر پچاس سال میں ایک بار آتی تھی۔ دیکھو لاویین ۲۵:۱۱ اور پوپ کی جوبلی جو ہر سو سال بعد آتی تھی ظاہر یہ ہوتا ہے کہ وہ ۱۳۰۰ء میں مقرر ہوئی اور بعد ازاں گھٹا کر پچاس سال کر دیگئی ۱۳۵۰ء میں۔

۱۸۔ اس وقت عورت نے اپنا گھڑا چھوڑ دیا اس شہر کی طرف دوڑ گئی تا کہ اس سب بات کو جو اس نے یسوع سے سنی ہے اوروں سے کہے۔

فصل (ت) نمبر ۸۳

۱۔ اور اسی دوران میں کہ عورت یسوع سے باتیں کر رہی تھی یسوع کے شاگرد آئے اور انہوں نے تعجب کیا کہ وہ یوں ایک عورت سے باتیں کر رہا تھا (۳)

۲۔ مگر باوجود اس کے اس سے ایک نے بھی نہ کہا کہ: تو کس لئے یوں ایک سامری عورت سے کلام کر رہا تھا۔"

۳۔ پس جبکہ عورت چلی گئی شاگردوں نے کہا "اے معلم آ اور کھانا کھا"

۴۔ یسوع نے جواب دیا: "واجب ہے کہ میں دوسرا کھانا کھاؤں"

۵۔ تب شاگردوں نے ایک دوسرے سے کہا "شاید کہ کسی مسافر نے یسوع سے بات کی اور وہ اس لئے کچھ کھانا ڈھونڈ ھنے گیا ہے۔

۶۔ پس انہوں نے اس شخص سے جو یہ لکھ رہا ہے یہ کہہ کر دریافت کیا کہ "اے برنباس! کیا یہاں کوئی ایسا آدمی تھا جو معلم کے لئے کھانا لا سکے؟"

۷۔ تب اس لکھنے والے نے جواب دیا: "یہاں کوئی نہ تھا بجز اس عورت کے جس کو تم نے دیکھا تھا اور جو کہ یہ خالی برتن پانی سے بھرنے کے لئے لائی تھی"۔ پس شاگرد حیران اور یسوع کے کلام کے نتیجے کے منتظر بن کر کھڑے رہے۔

۹۔ اس وقت یسوع نے کہا "تحقیق تم لوگ نہیں جانتے ہو کہ البتہ اصلی کھانا وہ اللہ کی مرضی پر عمل کرنا ہے۔

۱۰۔ اس لئے کہ روٹی (۴) ہی کچھ وہ چیز نہیں جو کہ انسان کو قوت دیتی اور اسے زندگی بخشتی ہی ہے' بلکہ (یقیناً وہ) چیز اللہ کا کلام ہے اس کے ارادہ سے۔

۱۱۔ پس اسی سبب سے پاک فرشتے کچھ نہیں کھاتے (۱) بلکہ وہ اللہ کے ارادہ سے زندہ رہتے اور غذا پاتے ہیں۔

۱۲۔ اور ایسے ہی ہم اور موسیٰ (۱) اور ایلیا (۲) اور ایک دوسرا چالیس دن اور چالیس راتیں بغیر کسی کھانے کے ٹھہرے رہے"

۱۳۔ پھر یسوع نے اپنی دونوں آنکھیں اوپر اٹھائیں اور کہا "فصل کب کٹے گی؟"

۱۴۔ شاگردوں نے جواب میں کہا: "تین مہینے کے بعد"

۱۵۔ یسوع نے کہا "تم اس وقت دیکھو کہ کس

(ت) سورۃ البداءۃ (۳) یوحنا ۴: ۲۷۔۴۲

(۱) منہ الملائکۃ لایکل (۴) استثنا ۸: ۳، متی ۴: ۴

(۱) خروج ۳۴: ۱۸ (۲) ۱سلاطین ۱۹: ۸۔

طرح دانوں سے سفید ہورہے ہیں۔

۱۶۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ درحقیقت آج ایک بڑی کٹائی پائی جاتی ہے۔ جو چنی جاتی ہے۔

۱۷۔ اور اس وقت ایک ایسی بڑی جماعت کی طرف اشارہ کیا جو کہ اسے دیکھنے آئی تھی۔

۱۸۔ اس لئے کہ عورت جس وقت شہر میں داخل ہوئی اس نے تمام شہر کو یہ کہہ کر کھلبلی میں ڈال دیا کہ "لوگو! آؤ اور ایک نئے نبی مرسل (ب) من اللہ کو دیکھو اسرائیل کے گھرانے کی جانب"

۱۹۔ اور اس عورت نے سب جو کچھ کہ اس نے یسوع سے سنا تھا ان سے بیان کیا۔

۲۰۔ پس جبکہ وہ لوگ وہاں آئے انہوں نے یسوع سے منت کی کہ وہ ان کے پاس ٹھہرے۔

۲۱۔ تب وہ شہر میں گیا اور وہ دو دن ٹھہر کر سب بیماروں کو شفا اور اللہ کی ملکوت سے خصوصیت رکھتی ہوئی تعلیم دیتا رہا۔

۲۲۔ اس وقت شہر والوں نے اس عورت سے کہا "بے شک ہم اس کے کلام اور نشانیوں پر بہ نسبت اس کے جو تو نے ہم سے کہا زیادہ ایمان رکھتے ہیں۔

۲۳۔ اس لئے کہ وہ سچ مچ خدا کا قدوس ہے اور ان لوگوں کی خلاصی کے لئے بھیجا گیا نبی جو کہ اس پر ایمان لاتے ہیں"۔

۲۴۔ اور آدھی رات کی نماز کے بعد شاگرد یسوع کے قریب گئے۔

۲۵۔ تب یسوع نے ان سے کہا "یہی رات مسیا رسول اللہ (ت) کے زمانہ میں سالانہ جوبلی ہوگی جو کہ اس وقت ہر سو برس پر آتی ہے (ث)

۲۶۔ اس لئے میں نہیں چاہتا ہوں کہ ہم سور ہیں بلکہ یہ کہ ہم سو مرتبہ اپنے سر کو جھکاتے ہوئے نماز پڑھیں۔ اپنے قدیر رحیم (ج) معبود کے لئے سجدہ کریں جو کہ ابد تک مبارک ہے۔

۲۷۔ پس چاہیئے کہ ہم ہر دفعہ کہیں "اے ہمارے یکتا معبود (ح) میں تیرا اقرار کرتا ہوں اور جو کہ تیرے لئے کوئی ابتدا نہیں ہے اور نہ تیری کوئی انتہا ہوگی (ا)

۲۸۔ اس لئے کہ تو نے ہی اپنی رحمت سے سب چیزوں کو ان کی ابتدا دی ہے اور اپنے عدل سے سب کو انتہا دے گا۔

۲۹۔ زمانوں میں تیرا کوئی مشابہ نہیں۔

۳۰۔ اس لئے کہ تو اپنی بے پایاں بخشش کے ساتھ ہرگز کسی حرکت اور کسی عارض کا نشانہ نہیں ہے۔

(ب) اللّٰہ مرسل .

(ت) رسول اللّٰہ (ثد ان صلاۃ البراء ۃ کانہ فی قدیم الزکان تجی برائس کل ماۃ مرۃ واحدۃ وفی زمن الرسول تکون فی کل سنۃ . منہ

(ج) اللّٰہ قدیر والرحمن (ح) اللّٰہ احدو قدیم وباقی (ا) اللّٰہ قدیم وباقی

۳۱۔ تو ہم پر رحم کر کیونکہ تو نے ہی ہم کو پیدا کیا ہے اور ہم تیرے ہی (قدرت کے) ہاتھ سے بنائے ہوئے ہیں (ب)"

فصل (ت) نمبر ۸۴

۱۔ اور جبکہ یسوع نے یہ دعا مانگی اس نے کہا "ہمیں اللہ کا شکر کرنا چاہیئے اس لئے کہ اس نے ہم کو اس رات میں ایک بڑی رحمت عطا کی ہے (ث)

۲۔ کیونکہ وہ اس زمانہ کو پھر واپس لایا۔ جس کا اس رات میں گذرنا لازم ہے اس لئے کہ تحقیق ہم نے یکجہتی کے ساتھ رسول (ج) اللہ کے ہمراہ دعا مانگی۔

۳۔ اور تحقیق میں نے اسکی آواز سنی ہے"

۴۔ پس جبکہ شاگردوں نے یہ سنا وہ بہت شادمان ہوئے اور انہوں نے کہا "اے معلم! ہم کو اس رات میں کچھ ہدایتوں کی تعلیم دے"

۵۔ تب یسوع نے کہا: "کیا تم نے کسی مرتبہ بھی بلکسم میں غلیظ ملا ہوا دیکھا ہے؟"

۶۔ پس انہوں نے جواب میں کہا' اے سید! نہیں بیشک کوئی ایسا پاگل نہیں پایا جائے گا۔ جو اس کام کو کرے"

۷۔ تب یسوع نے کہا۔ "اب میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ تحقیق دنیا میں وہ آدمی پائے جاتے ہیں جو اس سے سخت تر پاگل ہیں۔ اس لئے کہ وہ اللہ کی عبادت کو دنیا کی خدمت سے ملا جلا دیتے ہیں۔

۸۔ یہاں تک کہ بہت سے ان آدمیوں میں سے جو کہ بغیر کسی ملامت کے زندگی بسر کرتے ہیں وہ بھی شیطان سے دھوکا دیئے گئے۔

۹۔ اور اسی اثناء میں کہ وہ نماز پڑھتے تھے۔ انہوں نے اپنی نماز کے ساتھ دنیا کے کاروبار کو ملا لیا۔ پس وہ اس وقت میں اللہ کی نظر میں بڑے اور ناپسندیدہ ہوگئے تم مجھے بتاؤ کہ آیا جب تم نماز کے لئے غسل کرتے ہو اس وقت اس بات سے ڈرتے ہو کہ تمہیں کوئی ناپاک چیز چھو جائے؟ ہاں بڑی تاکید کے ساتھ۔

۱۰۔ لیکن جب تم نماز پڑھتے ہو۔ اس وقت کیا کرتے ہو؟

۱۱۔ بیشک تم اپنے نفس کو اللہ کی رحمت کے ذریعہ (ا) گناہوں سے دھوتے ہو۔

۱۲۔ کیا تم اس وقت چاہتے ہو بحالیکہ تم نماز پڑھ رہے ہو کہ دنیا کی چیزوں کے بارہ میں باتیں کرو؟

۱۳۔ تم اس بات سے بچو کہ ایسا کرو۔

۱۴۔ اس لئے کہ ہر ایک دنیا کی بات کہنے والے کے نفس پر شیطان کا غلیظ بنجاتی ہے"

۱۵۔ پس شاگرد کانپ اٹھے اس لئے کہ یسوع

(ب) اللہ اکبر اللہ الرحمن وعادل وسبحان .

(ت) سورۃ المخلص (ث) اللہ وھاب

(ج) رسول اللہ

(ا) من ۔الصلوٰۃ (دح طھرۃ

نے ان سے روحانی جوش کے ساتھ کلام کیا تھا۔

۱۶۔ اور انہوں نے کہا "اے معلم! ہم کیا کریں جبکہ کوئی دوست ہم سے باتیں کرنے آ جائے اور ہم نماز پڑھ رہے ہوں؟"

۱۷۔ یسوع نے جواب دیا "اس کو انتظار کرنے دو۔ اور اپنی نماز کامل کر لو"

۱۸۔ تب برتولوماوس نے کہا "لیکن اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ دوست نے جس وقت دیکھا کہ ہم اس سے باتیں نہیں کرتے تو وہ ناخوش ہو کر چلا گیا"

۱۹۔ یسوع نے جواب دیا "اگر وہ خفا ہوا تو میری بات سچ مانو کہ تحقیق وہ ہرگز تمہارا سچا دوست نہیں ہے اور نہ مومن ہی ہے بلکہ کافر اور شیطان کا ساتھی ہے۔

۲۰۔ تم مجھے بتاؤ کہ جب تم ہیرودس کے اصطبل کے کسی ایک غلام سے باتیں کرنے جاؤ اور اس کو پاؤ کہ وہ ہیرودس کے دونوں کانوں میں چپکے چپکے کچھ کہتا ہے تو کیا اگر وہ تم کو منتظر بنائے تو تم خفا ہو جاؤ گے؟

۲۱۔ ہرگز نہیں۔ اور یقیناً نہیں بلکہ تم اس امر سے خوش ہو گے کہ اپنے دوست کو بادشاہ کا مقرب دیکھو"

۲۲۔ پھر یسوع نے کہا "کیا یہ صحیح ہے؟"

۲۳۔ شاگردوں نے جواب میں کہا "بیشک یہ بالکل حق ہے"

۲۴۔ پھر یسوع نے کہا "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق ہر شخص جو نماز پڑھتا ہے وہ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ اللہ سے باتیں کرتا ہے۔

۲۵۔ پس کیا یہ درست ہوگا کہ تم آدمیوں سے باتیں کرنے کے لئے اللہ سے باتیں کرنا چھوڑ دو؟

۲۶۔ کیا تمہارے دوست کو مناسب ہوگا کہ وہ اس سبب سے تم سے خفا ہو جائے کہ تم اللہ کی حرمت اس سے زیادہ کرتے ہو؟

۲۷۔ میری بات سچ مانو کہ اگر وہ اس لئے ناخوش ہوا کہ تم نے اس کو انتظار کرایا ہے پس اس کے سوا اور کوئی بات نہیں کہ وہ شیطان کا اعلیٰ درجہ کا خادم ہے۔

۲۸۔ اس لئے یہی وہ بات ہے جس کی شیطان کو تمنا ہے کہ آدمیوں کے لئے اللہ کو چھوڑ دیا جائے۔

۲۹۔ قسم ہے اللہ کی جان کی (ا) بیشک ہر ایسے شخص پر جو اللہ سے ڈرتا ہو یہ واجب ہے کہ وہ ہر ایک نیک کام میں دنیا کے کاموں سے بالکل جدا ہو جائے تاکہ نیک کام خراب نہ ہو۔"

فصل (ب) نمبر ۸۵

۱۔ یسوع نے کہا "جبکہ کسی آدمی نے کوئی برا

(ا) باللہ حی (ب) سورۃ فرق بین الحبیب والعدو۔

کام کیا یا بڑی بات کہی اور کوئی اس کی صلاح کرنے گیا اور ایسے کام سے منع کرنے کو تو یہ شخص کیا کرتا ہے؟"

۲۔ شاگردوں نے جواب دیا "بیشک وہ اچھا کرتا ہے کیونکہ وہ اس اللہ کی خدمت کرتا ہے جو کہ ہمیشہ برائی کو روکنے کا مطالبہ کرتا ہے جس طرح سے کہ تحقیق آفتاب ہمیشہ اندھیرے کو دور بھگا دینے کے درپے رہتا ہے"

۳۔ تب یسوع نے کہا "اور میں تم سے کہتا ہوں کہ تحقیق اس کے برعکس جب کوئی آدمی کسی اچھے کام کو کرے یا اچھی بات کہے تو جو آدمی کسی وسیلہ سے کہ اس میں اس نیک کام سے کوئی افضل بات نہ ہو اس آدمی کو روکنے یا باز رکھنے کا ارادہ کرے پس اس کے سوا کچھ اور نہیں کہ وہ شیطان کی خدمت کرتا ہے بلکہ اس کا رفیق بنتا ہے۔

۴۔ اس لئے کہ شیطان کسی چیز کی فکر نہیں رکھتا سوائے ہر نیک بات کو روکنے کے۔

۵۔ "مگر میں تم سے اس وقت کیا کہتا ہوں؟

۶۔ میں تم سے وہی کہتا ہوں جو کہ سلیمان (۱) نبی اللہ کے قدوس اور دوست نے کہا ہے کہ ہر ایک ہزار آدمیوں میں سے جن کو تم جانتے ہو ایک ہی تمہارا سچا دوست ہوتا ہے"

۷۔ تب متی نے کہا "تو کیا اس حالت میں ہم یہ قدرت ہی نہیں رکھتے کہ کسی سے محبت کریں؟"

۸۔ یسوع نے جواب دیا "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے یہ ہرگز روا نہیں ہے کہ کسی چیز کو ناپسند کرو مگر گناہ کو۔

۹۔ یہاں تک کہ تم یہ قدرت بھی نہیں رکھتے ہو کہ شیطان سے بحیثیت اس کے خدا کی مخلوق ہونے کے عداوت رکھو۔ بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ اللہ کا دشمن ہے کیا تم جانتے ہو کہ یہ کس لئے؟

۱۰۔ میں تمہیں بتاتا ہوں۔

۱۱۔ اس لئے کہ وہ (شیطان) اللہ کی مخلوق ہے۔ اور اللہ نے جس چیز کو پیدا کیا ہے وہ اچھی اور کامل ہی ہے (۱)

۱۲۔ پس اس لئے جو شخص مخلوق کو ناپسند کرتا ہے وہ خالق کو بھی پسند نہیں کرتا۔

۱۳۔ مگر سچا دوست ایک خاص چیز ہے اس کا ملنا آسان نہیں لیکن اس کا ہاتھ سے کھو دینا آسان ہے۔

۱۴۔ اس لئے کہ سچا دوست اس شخص پر کسی اعتراض کو گوارا نہ کرے گا۔ جس سے اس کو سخت محبت ہو۔

۱۵۔ تم ڈرتے رہو اور ہوشیار ہو جاؤ اور اس کو ہرگز دوست نہ بناؤ جو کہ اس سے محبت نہیں کرتا جس سے تم محبت کرتے ہو۔

۱۶۔ پس تم جان لو کہ سچا دوست سے کیا مراد ہے؟

۱۷۔ سچے دوست سے بجز پاک نفس آدمی کے

۱۸۔ اور یونہی جس طرح کہ یہ نادر بات ہے کہ

---

(۱) امثال ۱۸: ۲۴

(۱) ماخلق اللہ الا بالحق .منه

انسان کسی ایسے ہوشیار اور دانا طبیب کو پائے جو بیماریوں کو پہچانتا اور ان میں دوا کا استعمال کرنا سمجھتا ہو اسی طرح ایسے سچے دوستوں کا پایا جانا بھی نادر ہوتا ہے جو بیہودگیوں کو جانتے اور یہ سمجھتے ہوں کہ نیکی کی رہنمائی کس طرح کریں۔

۱۹۔ مگر اس مقام پر ایک خرابی ہے اور وہ یہ ہے کہ بہت سے آدمیوں کے سچے دوست ایسے ہیں کہ وہ اپنے دلی دوست کی بیہودگیوں سے چشم پوشی کرتے ہیں۔

۲۰۔ اور کئی دوسرے ان کو معذور رکھتے ہیں

۲۱۔ اور بعض اور دنیاوی وسیلہ کے ساتھ ان کا بچاؤ کرتے ہیں۔

۲۲۔ اور ایسے دلی دوست بھی پائے جاتے ہیں جو اوپر بیان شدہ دلی دوستوں سے بدتر ہیں یہ اپنے دلی دوستوں کو گناہ کا ارتکاب کرنے کی دعوت اور اس بارہ میں ان کو مدد دیتے ہیں اور ان کی آخرت ان کی کمینگی کی مانند ہوگی۔

۲۳۔ تم اس بات سے بچتے رہو کہ ان جیسے لوگوں کو دلی دوست بناؤ۔

۲۴۔ اس لئے کہ وہ درحقیقت اپنی جان کے دشمن اور قاتل ہیں۔

فصل (ب) نمبر ۸۶

۱۔ "تیرے دلی دوست کو ایسا دوست ہونا چاہیئے جو کہ خود بھی ویسے ہی اصلاح کو قبول کرے جیسا کہ وہ تیری اصلاح کرنا چاہتا ہے۔

۲۔ اور جس طرح کہ وہ یہ چاہتا ہے کہ تو اللہ کی محبت میں ہر چیز کو چھوڑ دے پس اس پر بھی لازم ہے کہ وہ بھی اس کو خدا کی عبادت کے لئے چھوڑ دینے پر راضی ہو۔

۳۔ "مگر مجھے بتا کہ جب انسان یہی نہیں جانتا کہ وہ اللہ سے کیونکر محبت کرے تو اسے کیونکر معلوم ہوگا کہ وہ اپنے آپ سے کس طریقہ پر محبت کرے۔

۴۔ اور یہ کیسے جانے گا کہ دوسروں سے کس طرح محبت رکھے جبکہ وہ خود اپنے آپ سے محبت کرنے کا طریقہ نہیں جانتا؟

۵۔ حق یہ ہے کہ یہ البتہ غیر ممکن امر ہے۔

۶۔ پس جبکہ تو اپنا کوئی دلی دوست چنے (اس لئے کہ جس کے کوئی دوست ہی نہ ہو وہ بڑا فقیر ہے) تو پہلے نہ اس کے اچھے نسب کو دیکھ نہ اس کے عمدہ خاندان کو' نہ اس کے اچھے گھرانے کو' نہ اس کے نفیس کپڑوں کو' نہ اس کی اچھی صورت کو اور نہ اس کی شیریں باتوں کو بھی۔ کیونکہ تو (اس وقت میں) آسانی سے دھوکا کھا جائے گا۔

۷۔ بلکہ تو دیکھ کہ وہ اللہ سے کیونکر ڈرتا ہے اور کس طرح زمین کی چیزوں کو حقیر سمجھتا ہے اور کیا وہ ہمیشہ نیک کاموں کو کس طرح دوست رکھتا ہے اور خاص طور پر کیونکر وہ اپنے جسم کو برا جانتا ہے۔ پس (اس وقت) تجھ پر سچے دلی دوست کا پانا سہل ہو جائے گا (۱)

(ب) سورۃ الحبیب (الحبیب)

۸۔ تُو ایک خاص طور پر دیکھ کہ آیا وہ اللہ سے ڈرتا اور دنیا کی فضولیات کو حقیر سمجھتا ہے۔ اور کیا وہ ہمیشہ نیک کاموں میں منہمک رہتا ہے اور اپنے جسم کو ایک خونخوار دشمن کی طرح برا خیال کرتا ہے؟

۹۔ اور تجھ پر یہ واجب نہیں کہ تو اس جیسے دلی دوست سے یوں محبت کرے کہ بس اسی کی ذات میں تیری محبت منحصر رہے کیونکہ تو بت پرست ہوگا۔

۱۰۔ بلکہ اس سے ایسی محبت رکھ جیسی محبت کہ اس عطیہ سے ہونی چاہیئے جو تجھے اللہ نے بخشا (ب) ہے۔ پس اللہ اس کو بہت بڑی مہربانی سے خوشنما کردے گا (۱)

۱۱۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جس شخص نے کوئی سچا دوست پالیا وہ جنت کی ایک خوشی پاگیا۔ بلکہ وہ دوست جنت کی کنجی ہے۔

۱۲۔ فدایوس نے جواب میں کہا ''لیکن اگر اتفاق سے کسی آدمی کو ایسا دلی دوست ملے جو اے معلّم تیرے کہنے پر منطبق نہ ہو۔ تو اس پر کیا کرنا واجب ہے؟ کیا اس کو لازم ہے کہ اس دوست کو چھوڑ دے۔''

۱۳۔ یسوع نے جواب دیا: ''اس شخص پر وہی کرنا واجب ہے جو کہ ملاح جہاز کے ساتھ کرتا ہے کہ وہ جب تک اس سے کوئی فائدہ دیکھتا ہے اس کو چلاتا رہتا ہے مگر جس وقت اس میں کوئی خسارہ پایا اسے ترک کردیتا ہے۔

۱۴۔ ایسا ہی تجھ کو اپنے سے بڑے دلی دوست کے ساتھ کرنا واجب ہے۔

۱۵۔ پس تو اس کو ان چیزوں میں چھوڑ دے جن میں کہ وہ تیرے لئے رکاوٹ بنے اگر تو یہ پسند نہیں کرتا ہے کہ تجھ کو اللہ کی رحمت پر چھوڑ دے (ث)

فصل نمبر ۸۷ (۱)

۱۔ ''دنیا کے لئے ٹھوکروں سے تباہی ہے'' (۱)

۲۔ یہ ضروری ہے کہ ٹھوکریں لگیں کیونکہ دنیا گناہ میں مقیم ہے۔ (۲)

۳۔ مگر خرابی ہے اس انسان کے لئے جس کے سبب سے ٹھوکر لگتی ہے۔

۴۔ انسان کے واسطے یہ اچھا ہے کہ وہ اپنے گلے میں چکی کا پاٹ لٹکا کر سمندر کی گہرائی میں ڈوب مرے بہ نسبت اس کے کہ وہ اپنے پڑوسی کو ٹھوکر لگائے۔

۵۔ جبکہ تیری آنکھ تیرے لئے ٹھوکر ہو تو اسے نکال پھینک' اس لئے کہ یہ تیرے لئے اچھا ہے

(ا) منه حق حيب بيان (بيان حيب الحق؟)

(ب) الله بوهاب (ا) لاطینی زبان کے نسخہ کی عبارت مبہم ہے

(ت) اذا كان حيب يقصد ان يغرك (يحيدك؟) عن طريق المستقين (المستقيم) اتركه ان لم تروا بترك رحمة الله . منه (ا) سورة المنافق.

(۱) متی ۱۸: ۶۔۹ (۲) ایوب ۵: ۱۹

کہ تو جنت میں کانا بن کر داخل ہو۔ بہ نسبت اس کے کہ دوزخ میں دو آنکھوں والا ہو کر جائے۔

۶۔ اگر تجھے تیرا ہاتھ یا پاؤں ٹھوکر لگوائے تو ان دونوں کے ساتھ بھی ایسا ہی (سلوک) کر اس واسطے کہ تیرے لئے اچھا ہے کہ تو آسمان کے ملکوت میں لنجا یا لولا داخل ہو بہ نسبت اس کے کہ تو جہنم میں جائے اور تیرے دو ہاتھ اور پاؤں ہوں۔"

۷۔ تب سمعان موسوم بہ بطرس نے کہا "اے سید! کیونکر واجب ہے کہ میں یہ کروں؟ حق یہ ہے کہ میں تو تھوڑے ہی زمانہ میں بالکل دست و پا بریدہ ہو جاؤں گا۔

۸۔ یسوع نے جواب دیا: "اے بطرس جسمانی حکمت کو نکال پھینک تو حق کو فوراً پا جائے گا۔

۹۔ اس لئے کہ جو تجھ کو تعلیم دیتا ہے۔ وہ تیری آنکھ ہے۔ اور جو کام میں تیری کسی چیز میں خدمت کرتا ہے وہ تیرا ہاتھ ہے۔

۱۰۔ پس جس وقت کہ ایسی چیزیں گناہ پر ابھارنے والی ہوں تو ان کو چھوڑ دے۔

۱۱۔ اس لئے کہ تیرے واسطے یہ اچھا ہے کہ تو جنت میں جاہل۔ فقیر اور تھوڑے عملوں والا ہو کر داخل ہو۔ اس کی بہ نسبت کہ تو بڑے بڑے کاموں کے ساتھ دوزخ میں جائے بحالیکہ تو حکمت والا اور امیر ہے۔

۱۲۔ پس تو اپنے آپ سے ہر ایسی چیز کو دور پھینک دے جو تجھے اللہ کی عبادت سے روکتی ہے۔ جس طرح کہ انسان ہر اس چیز کو جو اسکی نگاہ کو روکتی ہے (ب) الگ ڈال دیتا ہے۔

۱۳۔ اور جبکہ یسوع نے یہ کہا بطرس کو اپنے پہلو میں بلایا اور اس سے کہا (۳) جب تیرا بھائی تیری خطا کرے تو جا اور اس سے صلح کر لے۔

۱۴۔ پس جبکہ اس نے صلح کر لی تو خوش ہو جا کیونکہ تو نے اپنے بھائی کو نفع میں پایا۔

۱۵۔ اور اگر وہ صلح نہ کرے تو جا اور دو گواہ بلا کر پھر بھی اس سے صلح کر۔

۱۶۔ لیکن اگر وہ صلح نہ کرے تو کنیسہ کو اس کی خبر کر دے۔

۱۷۔ پس جب وہ اس وقت بھی صلح نہ کرے تو کافر سمجھ۔

۱۸۔ اور اسی لئے اس گھر کی چھت کے نیچے نہ رہ جس میں کہ وہ رہتا ہے۔

۱۹۔ اور اس میز پر ہرگز کھانا نہ کھا جس پر کہ وہ بیٹھتا ہے۔

۲۰۔ اور اس سے بول مت۔

۲۱۔ یہاں تک کہ اگر تو یہ جانے کہ وہ چلتے وقت اپنا قدم کہاں کہاں رکھتا ہے۔ تو اپنا قدم وہاں نہ رکھ"

---

(۳) متی ۱۸:۱۵۔۱۷۔

فصل نمبر ۸۸ (۱)

۱۔ مگر تو اس بات سے ڈرتا رہ کہ اپنے آپ کو اس سے بڑھ کر سمجھے۔

۲۔ بلکہ تجھ پر یوں کہنا واجب ہے "بطرس! بطرس!! بے شک گو خدا تیری مدد نہ کرتا تو البتہ تو اس سے بڑا ہی ہوتا۔"

۳۔ بطرس نے جواب میں کہا "مجھ پر کیونکر واجب ہے کہ میں اس کی اصلاح کروں؟"

۴۔ تب یسوع نے جواب دیا "اسی طریقہ سے جس کو کہ تو اپنی ذات کے لئے دوست رکھتا ہے کہ اس سے تیری اصلاح کی جائے۔

۵۔ پس جیسا کہ تو چاہتا ہے کہ تیرے ساتھ بردباری کا برتاؤ ہو ویسے ہی دوسروں سے برتاؤ کر۔

۶۔ اے بطرس مجھے سچا مان اس لئے کہ میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ تو جتنی مرتبہ اپنے بھائی کی مہربانی کے ساتھ اصلاح کرے گا تو اللہ سے ایک رحمت کو حاصل کرتا رہے گا۔ اور تیرے الفاظ کچھ پھل لائیں گے۔

۷۔ لیکن اگر تو نے اس کو سنگدلی کے ساتھ کیا تو اللہ کا عدل تجھ سے سختی کے ساتھ بدلہ لے گا اور تیرا عمل کوئی پھل نہ لائے گا۔

۸۔ اے بطرس! تو مجھے بتا کہ آیا مثلاً فقیر آدمی ان مٹی کی پکی ہوئی ہانڈیوں کو جن میں وہ اپنا کھانا پکاتے ہیں۔ پتھروں یا لوہے کے ہتھوڑوں سے دھوتے ہیں۔

۹۔ نہیں اور ہرگز نہیں بلکہ گرم پانی سے

۱۰۔ پس ہانڈیاں لوہے سے چور چور ہو جاتی ہیں اور لکڑی کی چیزوں کو آگ جلا دیتی ہے۔ لیکن انسان پس وہ مہربانی سے دوست ہوتا ہے۔

۱۱۔ پس جبکہ تو اپنے بھائی کی اصلاح کرلے تو اپنے دل سے کہہ "اگر اللہ میری مدد نہ کرے تو میں ان سب کاموں سے بدتر کام کرنے والا ہوں جو اس (بھائی) نے آج کئے ہیں۔"

۱۲۔ بطرس نے جواب میں کہا (۱) اے معلم! میں اپنے بھائی کو کتنی دفعہ معاف کروں؟"

۱۳۔ یسوع نے جواب دیا "اسی تعداد کے موافق کہ تو اپنے لئے معافی چاہتا ہے۔

۱۴۔ تب بطرس نے کہا: "کیا دن میں سات مرتبہ؟"

۱۵۔ یسوع نے جواب دیا "میں فقط سات مرتبہ نہیں کہتا بلکہ تو اس کو ہر روز (۱) سات ستر مرتبہ معاف کر۔

۱۶۔ کیونکہ جو معاف کرتا ہے اسے معافی دی جاتی ہے اور جو نزدیک ہوتا ہے۔ وہ نزدیک بنایا جاتا ہے۔

---

(۱) سورۃ العادل ۔

(۱) متی ۱۸: ۲۱، ۲۲۔ (۱) عفو عصی ذاخیک (عن بخیک) فی کل یوم سبع سبعین مرۃ ان عفوہ یعفی منا۔ منہ

۱۷۔ اس وقت لکھنے والے نے کہا تباہی ہے سرداروں کے لئے اس واسطے کہ وہ جہنم میں جائیں گے"

۱۸۔ پس یسوع نے اس کو یہ کہہ کر ملامت کی "اے برنباس! تحقیق تو احمق ہو گیا ہے اس لئے کہ تو نے ایسی بات کہی۔

۱۹۔ میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ بدن کے لئے حمام گھوڑے کے واسطے لگام اور کشتی کے لئے پتوار کا ہتھا ہرگز اتنا ضروری نہیں جس قدر کے ملک کے واسطے رئیس کی ضرورت ہے۔

۲۰۔ کس سبب سے اللہ نے موسیٰ یشوع۔ سموئیل۔ داؤد اور سلیمان اور بہت سے دوسروں کو حکم دیا (ب) کہ وہ احکام صادر کریں۔

۲۱۔ اس کے سوا کچھ اور نہیں کہ اللہ نے ان جیسے لوگوں کو گناہوں کی بیخ کنی کے لئے تلوار عطا کی (ا)"

۲۲۔ تب اس وقت اس لکھنے والے نے کہا "معافی اور سزا دہی کا حکم کیونکر صادر کرنا واجب ہے؟"

۲۳۔ یسوع نے جواب دیا "اے برنباس! ہر ایک آدمی قاضی نہیں ہوتا اس لئے کہ یہ حق اکیلے قاضی ہی کو حاصل ہے کہ وہ دوسروں سے جواب طلب کرلے۔

۲۴۔ اور قاضی پر واجب ہے کہ وہ مجرم سے بدلہ لے جیسے کہ باپ اپنے بیٹے کے کسی بگڑے ہوئے عضو کو کاٹنے کا حکم دیتا ہے تاکہ وہ سارے بدن کو نہ بگاڑ ڈالے"

فصل (ت) نمبر ۸۹

۱۔ بطرس نے کہا "مجھے اپنے بھائی کو توبہ کرنے کے لئے کتنی مہلت دینا واجب ہے؟"

۲۔ یسوع نے جواب دیا "جس قدر کہ تو اپنے لئے مہلت چاہتا ہے۔

۳۔ بطرس نے جواب میں کہا "اس بات کو ہر ایک نہیں سمجھتا پس تو ہم سے پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر"

۴۔ تب یسوع نے جواب دیا "تو اپنے بھائی کو اس وقت تک مہلت دے جب تک کہ اللہ اسے مہلت دیتا رہے (ا)"

۵۔ بطرس نے کہا "لوگ اس کو بھی نہ سمجھیں گے"

۶۔ یسوع نے جواب میں کہا "اسے اس وقت تک مہلت دے جب تک کہ باز آنے کا وقت رہے"

۷۔ تب بطرس اور باقی شاگرد غمگین ہوئے اس لئے کہ انہوں نے مراد نہیں سمجھی۔

۸۔ اس وقت یسوع نے کہا "کاش اگر تمہارے پاس صحیح ادراک ہوتا اور تم یہ جانتے کہ خود تم ہی گنہگار ہو تو مطلق تمہارے دل میں

(ب) اللہ معطے (ا) رومیوں ۱۳: ۴۔

(ت) سورۃ الکریم (ا) اللہ صبر صبور

یہ خیال ہی نہ آتا کہ تم اپنے دلوں سے گنہگار پر مہربانی کو بالکل نکال باہر کرو۔

۹۔ اور اسی لئے میں تم سے صریحاً کہتا ہوں کہ گنہگار کو اس وقت تک توبہ کرنے اور باز آنے کی مہلت دینا واجب ہے جب تک کہ اس کے دم میں دم رہے اور وہ اپنے دانتوں کے پیچھے سے سانس لیتا رہے۔

۱۰۔ کیونکہ ہمارا قدیم رحیم (ب) اللہ اس کو ایسی ہی مہلت دیتا ہے۔

۱۱۔ تحقیق اللہ نے (ت) یہ نہیں کہا ہے کہ ''بیشک میں گنہگار کو اس گھڑی میں معافی دیتا ہوں جس میں کہ وہ روزہ رکھتا' صدقہ دیتا' نماز پڑھتا اور حج ادا کرتا ہے۔''

۱۲۔ اور یہ وہ بات ہے جس کو بہت سے لوگوں نے ادا کیا ہے بحالیکہ ان پر ہمیشہ ہمیشہ کی لعنت کی گئی ہے۔

۱۳۔ مگر اللہ نے کہا ہے (ا) کہ ''جس گھڑی میں کہ گنہگار اپنے گناہوں پر پشیمان ہوتا ہے (یا ان پر روتا ہے) (میں) اس کے گناہ کو (بھول جاتا ہوں) پس بعد میں اس کو یاد ہی نہیں کرتا'' پھر یسوع نے کہا ''کیا تم سمجھے؟''

۱۴۔ شاگردوں نے جواب دیا ''ہم نے کچھ سمجھا اور کچھ نہیں''

۱۵۔ یسوع نے کہا ''وہ کیا بات ہے جس کو تم نے نہیں سمجھا ہے؟''

۱۶۔ تب انہوں نے جواب دیا ''بہت سے ایسے لوگوں کے ملعون ہونے کو جنہوں نے روزہ رکھنے کے ساتھ ہی نماز بھی ادا کی۔

۱۷۔ اس وقت یسوع نے کہا ''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق بناوٹ کرنے والے مکار آدمی اور قومیں اللہ کے دوستوں سے بہت زیادہ نماز پڑھتی اور صدقہ دیتی اور روزہ رکھتی ہیں۔

۱۸۔ مگر چونکہ ان کے ایمان ہی نہیں تھا اس لئے انہوں نے توبہ کرنے کی قدرت نہیں پائی اور بدیں سبب وہ ملعون ہوگئے۔

۱۹۔ پس اس وقت یوحنا نے کہا: ہم نے جان لیا کہ ایمان کیا ہے؟ اللہ سے محبت کرنا''

۲۰۔ یسوع نے جواب میں کہا ''تحقیق اب ہمارے فجر کی نماز پڑھنے کا وقت آ گیا ہے۔

۲۱۔ تب وہ سب اٹھے اور انہوں نے غسل کیا اور ہمارے خدا سے (ا) دعا مانگی جو کہ ابد تک مبارک ہے''

فصل (ب) نمبر ۹۰

۱۔ پس جبکہ نماز ختم ہو چکی یسوع کے شاگرد کے قریب آ بیٹھے اور یسوع نے اپنا دہن کھول کر

(ب) اللہ صبر قدیر والرحمٰن. (ت) اللہ غفور. (ا) خروج ۱۸: ۲۷

(ا) اللہ الرحمٰن (ب) سورۃ الاسلا.

کہا" اے یوحنا تو نزدیک آ اس لئے کہ آج میں تجھ کو ہر اس چیز کا جواب دوں گا۔ جو تو دریافت کرے گا۔

۳۔ ایمان ایک مہر ہے کہ اللہ اس کے ذریعہ اپنے پسندیدہ بندوں پر مہر لگا دیتا ہے اور یہ وہی انگشتری ہے جو اللہ نے اپنے رسول کو عطا کی ہے ایسا رسول کہ ہر ایک برگزیدہ نے ایمان کو اس کے ہاتھوں سے لیا ہے۔ پس ایمان ایک ہی ہے (ت) جیسا کہ اللہ ایک ہی ہے (ث)

۴۔ اسی لئے جبکہ اللہ نے ہر چیز کے پہلے اپنے رسول (ج) کو پیدا کیا اسے ہر چیز کے قبل ایمان دیا جو کہ بمنزلہ اللہ کی صورت اور اس کی کل مصنوعات اور اس کے فرمان کے ہے۔

۵۔ پس مومن اپنے ایمان کے ساتھ ہر چیز کو بہ نسبت اس کو اپنی آنکھ سے دیکھنے کے زیادہ صاف دیکھتا ہے۔

۶۔ اس لئے کہ دونوں آنکھیں کبھی غلطی کرتی ہیں بلکہ قریب قریب ہمیشہ ہی غلطی کرتی رہتی ہیں۔

۷۔ مگر ایمان پس وہ ہرگز غلطی نہیں کرتا اس لئے کہ اس کی بنیاد اللہ اور اس کا کلمہ ہے۔

۸۔ تو مجھے سچا مان کہ تحقیق ایمان ہی سے ہر اللہ کے برگزیدہ کو خلاصی ملتی ہے۔

۹۔ اور یہ یقینی ہے کہ بغیر ایمان کے کوئی آدمی اللہ کو راضی نہیں کر سکتا۔ (۱)

۱۰۔ اسی لئے شیطان یہ کوشش نہیں کرتا کہ وہ روزے، نماز اور خیرات اور حج کو مٹا دے، بلکہ وہ کافروں کو ان باتوں پر اکساتا رہتا ہے۔ اس واسطے کہ وہ انسان کو بدون کوئی مزدوری پانے کے کام میں مصروف دیکھنے سے خوش ہوتا ہے۔

۱۱۔ البتہ وہ اپنی تمام کوشش اس بات پر صرف کرتا ہے کہ ایمان کو باطل کر دے۔ اسی سبب سے خاص طور پر واجب ہے کہ ایمان پر ترغیب دلانے کی بھی کوشش کی جائے۔

۱۲۔ اور اس بات کا محفوظ ترین طریقہ یہ ہے کہ تو "کیوں" کا لفظ چھوڑ دے۔ اس لئے اسی "کیوں" نے انسان کو جنت سے نکالا۔ اور آدم کو ایک خوبصورت فرشتہ سے ڈراونی صورت کا شیطان بنا دیا۔"

۱۳۔ تب یوحنا نے کہا: بلکہ "کیوں" کو کس طرح چھوڑ دیں۔ یہ تو علم کا دروازہ ہے؟"

۱۴۔ یسوع نے جواب دیا۔" لیکن یسوع نے بات کو زیادہ کیا۔

۱۶۔ جبکہ تو نے یہ جان لیا کہ اللہ نے فی الحقیقت کچھ کہا ہے۔ تب اے انسان تو کون ہوتا ہے جو کرید کرتا ہے۔ تو نے یہ کیوں کہا کہ

(ت) اسلام دین بیان (بیان دین الاسلام ؟)

(ث) اللہ احد (ج) اول ماخلق اللہ رسول اللہ

(۱) روزوں کے دن

اے اللہ تو نے ایسا کیوں کیا؟

۱۷۔ کیا مٹی کا برتن اپنے بنانے والے سے مثلاً یہ کہتا ہے کہ "تو نے مجھے پانی بھرنے کے لئے کیوں بنایا اور بلسم بھرنے کے لئے کیوں نہ بنایا؟"

۱۸۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک تجربہ میں واجب ہے کہ تم اس کلمہ کے ساتھ قوی بنو۔ اور کہو: "جزیں نیست کہ اللہ نے ایسا کہا ہے" "جزیں نیست کہ اللہ نے ایسا کیا ہے" جزیں نیست کہ اللہ ایسا ارادہ کرتا ہے"

۱۹۔ اس لئے کہ اگر تو یہ کرے گا تو امن میں زندگی بسر کرے گا۔"

فصل (ا) نمبر ۹۱

۱۔ اور اسی زمانہ میں تمام یہودیہ کے اندر ایک بڑی بے چینی یسوع کی وجہ سے پیدا ہوگئی۔

۲۔ کیونکہ رومانی سپاہیوں نے شیطان کی کارفرمائی سے عبرانیوں کو یہ کہہ کر بھڑکا دیا کہ "یسوع ہی اللہ ہے جو کہ ان کی خبر گیری کرنے آیا ہے۔

۳۔ اس بات کے سبب سے بڑا فتنہ برپا ہوا۔ یہاں تک کہ کل یہودیہ چالیس دن (ا) کی مدت تک سلح بند ہوگئی۔ باپ کے مقابلہ پر بیٹا اور بھائی کے مقابلہ پر بھائی کھڑا ہوا۔

۴۔ اس لئے کہ ایک فریق نے کہا کہ "یسوع ہی اللہ ہے جو دنیا میں آ گیا ہے"

۵۔ اور دوسرے فریق نے کہا کہ "یہ ہرگز نہیں بلکہ وہ اللہ کا بیٹا ہے"

۶۔ اور دوسروں نے کہا کہ: "یہ بھی نہیں اس لئے کہ اللہ کو بشر سے کوئی مشابہت ہی نہیں۔ اسی وجہ سے وہ جنتا نہیں بلکہ تحقیق یسوع ناصری اللہ کا نبی (ا) ہے۔

۷۔ اور یہ (ہنگامہ) ان بڑی بڑی نشانیوں سے پیدا ہوا جن کو یسوع نے (نمایاں) کیا تھا۔

۸۔ تب کاہنوں کے سردار پر لازم آیا کہ وہ قوم کو تسکین دینے کے لئے ایک گاڑی میں سوار ہو بحالیکہ وہ اپنا کہنوتی لباس پہنے تھا اور اللہ کا قدوس نام "تتاغرامات" (ب) اس کی پیشانی پر تھا۔

۹۔ اور یونہی حاکم بیلاطس اور ہیرودس بھی سوار ہوئے۔

۱۰۔ تب مزبہ میں اس بات کے پیچھے تین فوجیں جمع ہوئیں۔ ہر ایک فوج ان میں سے دو دو لاکھ تلوار بند مردوں کی تھی۔

۱۱۔ پس ہیرودس نے ان سے بات کی مگر انہوں نے سکون نہیں اختیار کیا۔

۱۲۔ پھر حاکم اور کاہنوں کے سردار نے یہ کہتے

(ا) سورۃ انقفت اکبر (اکبر الفتن) (ا) روزوں کے دن

(ا) اللہ سبحان (ب) اسم عظیم فی بن (بنی) اسرائیل لسان عمران تناغرامات .منہ

ہوئے کلام کیا کہ: بھائیو! تحقیق یہ فتنہ شیطان کے کام نے بھڑکایا ہے۔ اس لئے کہ یسوع زندہ ہے اور ہمیں واجب ہے کہ اس کے پاس جا کر اس سے دریافت کریں کہ وہ اپنی بابت کوئی شہادت پیش کرے اور یہ کہ ہم اس پر اس کی بات کے موافق ایمان لائیں۔

۱۳۔ تب اس بات ان کا جوش فرو ہوا اور انہوں نے اپنے ہتھیار اُتار ڈالے اور یہ کہتے ہوئے ایک دوسرے سے گلے ملے کہ: ''بھائی! مجھے معاف کرو''

۱۴۔ پس اس دن میں ہر ایک نے یہ نیت باندھ لی کہ وہ یسوع پر اسی کے موافق ایمان لائے گا جو کہ یسوع کہے گا۔

۱۵۔ اور حاکم اور کاہنوں کے سردار نے اس شخص کے لئے بڑے بڑے انعام پیش کئے جو کہ آوے اور ان کو خبر دے کہ یسوع کہاں ہے۔

فصل (ت) نمبر ۹۲

۱۔ پس اسی زمانہ میں ہم سب اور یسوع سینا کے پہاڑ پر پاک فرشتہ کے کہنے پر عمل کرنے کی وجہ سے گئے۔

۲۔ اور وہاں یسوع نے مع اپنے شاگردوں کے چالیس دنوں کو محفوظ بنایا (۲)

۳۔ پس جبکہ یہ دن گذر گئے یسوع اردن کے دریا کے قریب آیا تا کہ اورشلیم کو جائے۔

۴۔ تب اس کو ان لوگوں میں سے ایک نے دیکھ لیا جو اس بات پر ایمان رکھتے تھے کہ یسوع ہی اللہ ہے۔

۵۔ پس وہ اسی جگہ جگھ سے بڑی خوشی کے ساتھ چلایا کہ: ''تحقیق ہمارا اللہ آیا ہے''

۶۔ اور جس وقت وہ شہر میں پہنچا سارے شہر کو یہ کہہ کر سر پر اٹھالیا کہ: ''لو ہمارا معبود آتا ہے اے اورشلیم اس کی پیشوائی کو تیار ہو جا!''

۷۔ اور ان سے بیان کیا کہ وہ یسوع کو دریائے اردن کے پاس دیکھ آیا ہے۔

۸۔ تب شہر سے ہر ایک چھوٹا اور بڑا نکلا تا کہ وہ سب یسوع کو دیکھیں۔

۹۔ یہاں تک کہ شہر خالی ہو گیا کیونکہ عورتوں نے اپنے بچوں کو گود میں اٹھالیا اور یہ بھول گئیں کہ اپنے ساتھ کچھ سامان کھانے کا لیں

۱۰۔ پس جبکہ اس بات کا علم حاکم اور کاہنوں کے سردار کو ہوا وہ دونوں سوار ہو کر نکلے اور انہوں نے ایک قاصد ہیرودس کے پاس بھیجا

۱۱۔ تب وہ بھی سوار ہو کر نکلا تا کہ قوم کا ہنگامہ ٹھنڈا کرنے کے لئے یسوع سے ملاقات کرے۔

۱۲۔ پس ان سبھوں نے دو دن یسوع کو اردن کے پاس صحرا میں تلاش کیا۔

(ت) سورۃ النصار (۲) شاید یہ مراد ہے کہ روزے رکھے (ترجم)

۱۳۔اور تیسرے دن اسکو دوپہر کے وقت پایا جبکہ وہ اور اس کے شاگرد نماز کے لئے وضو کر رہے تھے۔کتاب موسیٰ (کی ہدایت) کے مطابق۔

۱۴۔تب یسوع پریشان ہوا۔جبکہ اس نے بڑی بھاری بھیڑ کو دیکھا جس نے کہ لوگوں سے زمین کو ڈھانپ لیا تھا۔

۱۵۔اور اس نے اپنے شاگردوں سے کہا ''شاید کہ شیطان نے یہودیہ میں کوئی فتنہ برپا کرا دیا ہے۔

۱۶۔اللہ شیطان سے اس غلبہ اور طاقت کو چھین لے جو شیطان کو گنہگاروں پر حاصل ہے''

۱۷۔جبکہ یسوع نے یہ کہا وہ عام خلقت کے قریب گیا۔

۱۸۔پس جس وقت ان لوگوں نے یسوع کو پہچانا وہ چلانے لگے: ''اے ہمارے اللہ! تو خوب آیا''۔اور اسکو سجدہ کرنے لگے جیسے کہ اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔

۱۹۔تب یسوع نے ایک ٹھنڈا سانس لیا اور کہا: ''اے پاگلو! تم میرے پاس سے دور ہو جاؤ۔اس لئے کہ میں ڈرتا ہوں کہ زمین اپنا منہ کھولے اور مجھ کو اور تم سب کو تمہارے ناپسندیدہ کلام کی وجہ سے نگل جائے!''

۲۰۔اس لئے قوم ڈر گئی اور وہ رونے لگی۔

فصل (۱) نمبر ۹۳

۱۔اس وقت یسوع نے اپنا ہاتھ چپ رہنے کا اشارہ کرنے کے طور پر اٹھایا۔

۲۔اور کہا اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تم اے اسرائیلیو بڑی گمراہی میں پڑ گئے ہو۔اس لئے کہ تم نے مجھ کو خدا کہا ہے۔بحالیکہ میں انسان ہوں۔

۳۔اور میں اس بات کی وجہ سے ڈرتا ہوں کہ اللہ مقدس شہر پر کوئی وبا نازل کردے (اور) اس کو غیر ملک والوں کے حوالہ کردے (تاکہ) وہ اسے (اپنا) غلام بنانے کی خواہش کریں۔

۴۔جس شیطان نے تم کو اس بات کے ساتھ فریب دیا ہے' اس پر ہزار لعنتیں کی گئی ہیں؟

۵۔اور جس وقت یسوع نے یہ بات کہی اس نے اپنے چہرہ پہ دو ہتڑ مارا۔

۶۔پس اس کے بعد ہی بڑی فریادوزاری پیدا ہوگئی۔یہاں تک کہ کسی نے وہ بات نہیں سنی جو کہ یسوع نے کہی۔

۷۔تب اسی سے اس نے دوسری دفعہ اپنا ہاتھ چپ رہنے کا اشارہ کرنے کے لئے بلند کیا۔

۸۔اور جب قوم کا رونا دھونا رکا تو اس نے

(۱) سورۃ الاقرار

دوبارہ کہا:

۹۔ میں آسمان کے سامنے گواہی دیتا ہوں اور تمام چیزیں جو زمین پر ہیں ان کو گواہ بناتا ہوں کہ تحقیق میں ان سب (باتوں) سے بری ہوں جو کہ تم نے کہیں۔

۱۰۔ اس لئے میں ایک آدمی' ایک انسانی فنا ہونے والی عورت سے پیدا ہوا ہوں اور اللہ کے حکم کا نشانہ ہوں (ا) تمام دیگر آدمیوں کی مانند کھانے اور سونے کی تکلیف سہنے والا ہوں اور سردی اور گرمی کی آفت (انگیز کرتا ہوں)

۱۱۔ اسی لئے (ب) جس وقت اللہ آئے گا (ت) تاکہ (وہ مخلوق) محاکمہ کرے (اس وقت) میرا کلام مثل ایک کاٹنے والی تلوار کے ہوگا جو ہر ایسے شخص کو چیر ڈالے گا کہ وہ ایمان رکھتا ہو کہ میں (یسوع) انسان سے زیادہ بڑا ہوں۔

۱۲۔ اور جن کو یسوع نے یہ کہا اس نے سواروں کا ایک دستہ دیکھا پس وہ اس سے جان گیا کہ والی مع ہیرودس اور کاہنوں کے سردار کے آرہے ہیں۔

۱۳۔ تب یسوع نے کہا: "شاید کہ یہ بھی پاگل ہی ہوگئے ہیں"

۱۴۔ پس جبکہ والی (حاکم) ہیرودس اور کاہنوں کے سردار سمیت وہاں پہنچا۔ یہ سب سواریوں سے اُتر کر پیادہ ہوگئے۔

۱۵۔ اور یسوع کے گرد احاطہ کرلیا۔ یہاں تک کہ فوج کے جوان عام لوگوں کو ہٹانے پر قادر نہ ہوئے جو کہ یہ چاہتے تھے کہ یسوع کو کاہن کے ساتھ باتیں کرتے سنیں۔

۱۶۔ تب یسوع تعظیم کے ساتھ کاہن کے نزدیک آیا مگر یہ ارادہ کرتا تھا کہ یسوع کو سجدہ کرے۔

۱۷۔ پس یسوع نے اونچی آواز سے کہا۔ "خبردار! اے اللہ حی (ث) کے کاہن تو کیا کر رہا ہے؟ خدا کا گناہ نہ کر۔

۱۸۔ کاہن نے جواب میں کہا: "تحقیق یہودیہ تیری نشانیوں اور تعلیم کے سبب سے بے چین ہوگئی ہے۔ وہ سب آدمی کھلے طور سے کہہ رہے ہیں کہ تو ہی خدا ہے۔ پس میں قوم کی وجہ سے مجبور ہوا کہ رومانی حاکم اور بادشاہ ہیرودس کے ساتھ یہاں تک آؤں۔

۱۹۔ پس ہم اپنے تہ دل سے تجھ سے امید کرتے ہیں کہ تو اس فتنہ کو جو تیرے ہی سبب سے برپا ہوا ہے فرو کرنے پر راضی ہوگا۔

۲۰۔ اس لئے کہ ایک فریق کہتا ہے کہ تو ہی اللہ ہے اور دوسرا (یہ کہتا ہے) کہ تو اللہ کا بیٹا ہے

(ا) حکم اللہ (ب) قال عیسیٰ اذا حکم اللہ یوم القیم فاذا کلا منا مثل سیف تقنیع (سیف یقطع) لمن یعتقد انا فضلا علی الناس. منہ (ت) اللہ حکیم.

(ث) باللہ حی.

اور ایک اور فریق (کہتا ہے) کہ تو نبی ہے"

۲۱۔ یسوع نے جواب میں کہا: "اور اے کاہنوں کے سردار تو نے ہی کیوں نہیں فتنہ کو فرو کیا؟

۲۲۔ کیا تو بھی دیوانہ ہو گیا؟

۲۳۔ کیا نبوتیں اور اللہ کی شریعتیں سب ملیامیٹ ہو گئیں۔ اے بدبخت یہودیہ جس کو کہ شیطان نے گمراہ کر دیا ہے"؟

فصل نمبر ۹۴ (ا)

۱۔ اور جبکہ یسوع نے یہ کہا وہ لوٹا اور (دوبارہ) کہا" بے شک میں آسمان کے سامنے گواہی دیتا ہوں اور ہر ایک زمین پر رہنے والے کو گواہ بناتا ہوں کہ تحقیق میں ان سب باتوں سے بے تعلق ہوں جو لوگوں نے میری نسبت کہی ہیں کہ میں (یسوع) انسان سے بڑھ کر ہوں۔

۲۔ اس لئے کہ میں ایک انسان ایک عورت (کے بطن) سے پیدا ہوا ہوں اور اللہ کے حکم کا نشانہ ہوں (ب) مثل تمام دیگر آدمیوں کے زندگی بسر کرتا ہوں عام تکلیفوں کا نشانہ بن کر۔

۳۔ قسم ہے اللہ کی جان کی (ت) وہ اللہ کہ میری جان اس کے حضور میں استادہ ہوگی۔ اے کاہن تو نے فی الواقع اس بات کو کہہ کر جو کہ تو نے کہی ہے بڑی خطا کی ہے۔

۴۔ اللہ اس مقدس شہر پر مہربانی فرمائے (ث) تاکہ اس پر کوئی بڑی آفت اس گناہ کی وجہ سے نہ آئے۔

۵۔ تب اس وقت کاہن نے کہا: "اللہ ہم کو معاف کرے اور تو بھی ہمارے لئے دعا کر"

۶۔ پھر حاکم اور ہیرودس نے کہا: "اے سید! بے شک یہ غیر ممکن ہے کہ کوئی وہ کام کرے جس کو کہ تو کرتا ہے۔ پس اس لئے ہم نہیں سمجھتے کہ تو کیا کہتا ہے"

۷۔ یسوع نے جواب میں کہا کہ "تحقیق جو کچھ تو کہتا ہے۔ بے شک اللہ انسان کے ساتھ نیکی کرتا ہے جیسا کہ شیطان بدی کرتا ہے۔

۸۔ اس لئے کہ انسان ایک دوکان کے مثل ہے جو شخص اس میں اپنی مرضی سے داخل ہوتا ہے وہی اس کے اندر کام اور خرید و فروخت کرتا ہے۔

۹۔ مگر اے حاکم تو مجھے بتا کہ اور اے بادشاہ تو بھی کہ تم دونوں یہ اس لئے کہتے ہو کہ تم ہماری شریعت سے ناواقف ہو۔ کیونکہ اگر تم دونوں ہمارے خدا (ا) کا عہد و پیمان (ا) پڑھو گے تو دیکھو گے کہ موسیٰ نے اپنی لاٹھی کے ذریعہ دریا (کے پانی) کو خون سے اور غبار کو جوؤں سے اور

(ا) سورۃ المومنین (ب) اللہ حکیم (ت) اللہ حی '

(ا) بلا علیٰ فرعون و غرق ذکر 'منہ (ا) خروج ۷

بارش کو طوفان سے اور روشنی کو اندھیرے سے بدل دیا۔

۱۰۔ مصر کی زمین پر مینڈک اور ٹڈیاں بھیجیں پس زمین ڈھانپی گئی اور پہلونٹوں کو مار ڈالا اور دریا کو پھاڑا اور اس میں فرعون کو ڈوبایا۔

۱۱۔ بحالیکہ میں نے اس میں سے کوئی چیز نہیں کی۔

۱۲۔ اور ہر شخص اقرار کرتا ہے کہ موسیٰ اس وقت اس کے سوا کچھ اور نہیں کہ ایک مردہ آدمی ہے۔

۱۳۔ اور یشوع نے سورج کو روک دیا۔ (۲) اور اردن (کے دریا) کو پھاڑا۔ درحالیکہ یہ دونوں کام ایسے ہیں کہ میں نے ان کو اب تک نہیں کیا ہے۔

۱۴۔ اور ہر شخص تسلیم کرتا ہے کہ یشوع اس وقت جزیں نیست کہ ایک مردہ آدمی ہے۔

۱۵۔ اور الیاس نے بظاہر آسمان سے آگ اتاری (۳) اور مینہ اتارا (۴) اور یہ دونوں کام ایسے ہیں کہ میں نے ان کو نہیں کیا۔

۱۶۔ اور ہر شخص اقرار کرتا ہے کہ الیاس بیشک آدمی ہے۔

۱۷۔ بہت سے دوسروں نے نبیوں' پاک لوگوں اور اللہ کے دوستوں میں سے اللہ کی قوت کے وسیلہ سے ایسے کام کیے کہ ان کی کنہ کو ایسے لوگوں کی عقلیں ہرگز نہیں پہنچتیں

جو کہ ہمارے اللہ (ب) قدیر رحیم ابد تک مبارک کو نہیں جانتے۔

فصل (ت) نمبر ۹۵

۱۔ اور اسی بنا پر حاکم اور کاہن اور بادشاہ نے یسوع سے منت کی کہ وہ کسی اونچی جگہ پر چڑھ کر قوم سے باتیں کرے۔ ان کو تسکین دینے کیلئے۔

۲۔ اس وقت یسوع ان بارہ پتھروں میں سے ایک پتھر پر چڑھا۔ جن کی بابت یشوع نے بارہ قبیلوں کو انہیں اردن کے وسط سے لے لینے کا تب حکم دیا تھا جبکہ اسرائیل کو وہاں سے بغیر اس کے عبور کرایا تھا کہ ان کی جوتیاں تر ہوں (۱)

۳۔ اور بلند آواز سے کہا: ''ضروری ہے کہ ہمارا کاہن ایک اونچی جگہ پر چڑھے۔ جہاں سے کہ وہ میری بات کی درستی جتانے کا موقع پائے''

۴۔ تب اسی سے کاہن بھی وہیں چڑھ گیا۔

۵۔ پس یسوع نے اتنی صفائی کے ساتھ کہ ہر ایک اس کے سننے پر قادر ہو۔ اس سے کہا ''تحقیق زندہ خدا (۱) کے عہد (۲) اور اس کے پیمان میں لکھا ہے کہ ہمارے اللہ کی کوئی

---

(۲) یشوع' ۱۰: ۱۲-۱۴ (۳) اسلاطین ۱۸: ۳۸' ۳۹ (۴) اسلاطین ۱۸: ۴۱۔

(ب) اللّٰہ قدیر علیٰ کل شی والرحمن (ت) سورۃ لاالہ الااللّٰہ .(۱) اللّٰہ حی ''

(۱) یشوع ۴: ۸ (۲) زبور ۹: ۴

ابتدا نہیں (ب) اور نہ اس کی انتہا ہوگی (ت)

۶۔ کاہن نے جواب میں کہا: "بے شک وہاں ایسا ہی لکھا ہے"

۷۔ تب یسوع نے کہا "تحقیق وہاں لکھا ہے کہ بے شک ہمارے قدیر اللہ (ث) نے فقط اپنے حکم ہی سے (ج) (۳) کل چیزوں کو پیدا کیا ہے"

۸۔ کاہن نے جواب میں کہا کہ: "بے شک وہ ایسا ہی ہے"

۹۔ تب یسوع نے کہا: "وہاں لکھا ہوا ہے کہ بے شک اللہ دیکھا نہیں جاتا (د) اور وہ انسان کی عقل سے پوشیدہ ہے (ذ) اس لئے کہ وہ جسم نہیں رکھتا (ر) اور مرکب نہیں نہ متغیر ہوتا ہے (ز)"

۱۰۔ پس کاہن نے کہا "بے شک وہ ایسا ہی ہے۔ فی الحقیقت"

۱۱۔ تب یسوع نے کہا: "وہاں لکھا ہوا ہے کہ کیونکہ آسمانوں کا آسمان اس کی سمائی نہیں رکھتا (۴) اس لئے کہ ہمارا معبود غیر محدود ہے (س)"

۱۲۔ کاہن نے کہا "اے یسوع سلیمان نبی نے ایسا ہی کہا ہے۔

۱۳۔ یسوع نے کہا: "وہاں لکھا ہوا ہے کہ تحقیق اللہ کو کوئی حاجت نہیں اس لئے نہ وہ کھاتا ہے نہ سوتا ہے اور نہ اسکو کوئی نقص حاصل ہوتا ہے (ش)

۱۴۔ کاہن نے کہا: "بے شک وہ ایسا ہی ہے"

۱۵۔ یسوع نے کہا "وہاں لکھا ہوا ہے کہ تحقیق ہمارا اللہ ہر جگہ میں ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں (ا) جو کہ ا مارتا ہے اور شفا دیتا ہے اور سب جو کچھ کہ چاہتا ہے کرتا ہے (ا)"

۱۶۔ کاہن نے کہا "ایسا ہی لکھا گیا ہے"

۱۷۔ تب اس وقت یسوع نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا "اے رب ہمارے معبود (ب) یہی میرا وہ ایمان ہے جسکو کہ میں تیرے دربار عدالت میں ہر اس شخص پر شاید بتا کر لاؤں گا جو کہ اس کے خلاف ایمان رکھتا ہے"

۱۸۔ پھر وہ قوم کی طرف متوجہ ہوا اور کہا "تم لوگ توبہ کرو۔ کیونکہ تم اپنی خطا کو اس تمام بات سے پہچانتے ہو۔ جس کو کہ کاہن نے کہا ہے کہ وہ بیشک ابد تک اللہ کے عہد موسیٰ کی کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔

۱۹۔ پس تحقیق میں ایک دکھائی دینے والا آدمی اور مٹی کا پتلا ہوں جو زمین پر چلتا اور تمام دیگر

(ب) اللّٰه قدير (ت) اللّٰه باقٍ (ث) اللّٰه خلق (ج) خلق اللّٰه كل شيٍ في كلام واحد. منه (د) اللّٰه لاتدركه الا بصار دون الله خفي (د) لابدن له رز "لايخاف الله (س) اللّٰه عظيم (۳) زبور ۳۳:۶

(ش) اللّٰه غني. يوشع نبی (ا) قال عيسىٰ لاغير اله الا اله نا. منه (ب) اللّٰه سلطان (ا) استثنا ۳۲:۳۹

ا۔ یعنی صدمہ یا بیماری میں مبتلا کرتا ہے یہ لفظ ضرب کا ترجمہ ہے مترجم

آدمیوں کی طرح فنا ہونے والا ہے۔

۲۰۔اور یہ کہ میری ایک ابتدا تھی۔اور میرے لئے ایک انتہا ہوگی اور تحقیق میں قدرت نہیں رکھتا کہ ایک مکھی کو بھی از سرِ نو پیدا کروں"

۲۱۔اس وقت قوم نے روتے ہوئے شور مچایا اور کہا "اے رب ہمارے اللہ (ت) تحقیق ہم نے تیری خطا کی پس تو ہم پر رحم کر (ث)

۲۲۔اور ان میں سے ہر ایک نے یسوع سے منت کی کہ وہ مقدس شہر کے امن کے لئے دعا کرے تا کہ اللہ کہیں اسے اپنے غضب میں نہ دھکیل دے کہ قومیں اس کو پامال کر دیں (ج)

۲۳۔تب یسوع نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور مقدس شہر کے واسطے اور خدا کی قوم کے لئے دعا کی درحالیکہ ہر ایک چلا کر کہہ رہا تھا۔

"ایسا ہی ہو۔آمین۔"

فصل (ح) نمبر ۹۶

۱۔اور جس وقت دعا ختم ہو چکی کاہن نے بلند آواز سے کہا۔"اے یسوع ٹھہر جا اس لئے کہ ہم پر واجب ہے کہ ہم جانیں تو کون ہے اپنی قوم کی تسکین کے لئے۔"

۲۔یسوع نے جواب دیا:"میں یسوع مریم کا بیٹا ہوں (ا) ایک مرے ہوئے آدمی داؤد کی نسل سے ہوں اور اللہ سے ڈرتا اور یہ درخواست کرتا ہوں کہ بندگی اور عزت خدا کے سوا اور کسی کو نہ دی جائے۔"

۳۔کاہن نے جواب میں کہا۔"موسیٰ کی کتاب میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ہمارا اللہ عنقریب ہمارے لئے مسیا (ب) کو بھیجے گا جو کہ ہمیں اللہ کے ارادہ کی خبر دینے آئے گا اور دنیا کے لئے اللہ کی رحمت لائے گا۔

۴۔اسی لئے ہم تجھ سے امید کرتے ہیں کہ تو ہمیں بتا کہ آیا تو ہی وہ اللہ کا مسیا (ت) ہے جس کے ہم منتظر ہیں؟"

۵۔یسوع نے جواب دیا' حق یہ ہے کہ اللہ نے ایسا ہی وعدہ کیا ہے۔مگر میں وہ نہیں ہوں۔اس لئے کہ وہ مجھ سے پہلے پیدا کیا گیا ہے اور میرے بعد آئے گا (ا)

۶۔کاہن نے جواب میں کہا"ہم تیری باتوں اور تیری نشانیوں سے بہرحال یہ اعتقاد کرتے ہیں کہ تو ضرور نبی اور اللہ کا قدوس ہے۔

۷۔اس لئے میں تجھ سے تمام یہودیہ اور (بنی) اسرائیل کے نام سے یہ امید کرتا ہوں کہ تو ہمیں اللہ کے واسطے یہ بتا دے کہ مسیا کس کیفیت سے آئے گا؟"

(ت) اللہ سلطان (ث) استغفر اللہ

(ج) اللہ قہار (ح) سورۃ المبشر

(ا) قال عیسیٰ بن مریم (ب) اللہ مرسل رسول رسول (ا) یوحنا ۱:۱۵۔

۸۔ یسوع نے جواب دیا۔ اس اللہ کی جان (ث) کی قسم ہے جس کے حضور میں میری جان استادہ ہوگی کہ درحقیقت میں وہ مسیا نہیں ہوں جس کا کہ تمام زمین کے قبیلے انتظار کرتے ہیں جیسا کہ اللہ نے ہمارے باپ ابراہیم سے یہ کہہ کر وعدہ کیا ہے کہ یہ میں تیری ہی نسل سے زمین کے کل قبائل کو برکت دوں گا"

۹۔ مگر جب اللہ مجھ کو دنیا سے اٹھا لے گا تب شیطان دوسری دفعہ ملعون فتنہ کو پھر یوں اٹھائے گا کہ غیر متقی کو یہ اعتقاد کرنے پر آمادہ بنائے گا کہ میں (یسوع) اللہ ہوں یا اللہ کا بیٹا

۱۰۔ پس اس کے سبب سے میرا کلام اور میری تعلیم نجس ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ قریب قریب تیس مومن بھی باقی نہ رہیں گے۔

۱۱۔ اس وقت اللہ دنیا پر رحم کرے گا اور اپنے اس رسول کو بھیجے گا کہ اسی کے لئے سب چیزیں پیدا کی ہیں۔

۱۲۔ وہ ہی کہ جنوب سے قوت کے ساتھ آئے گا (ج) اور بتوں اور بتوں کی پوجا کرنے والوں کو ہلاک کرے گا۔

۱۳۔ اور شیطان سے اس کی وہ حکومت چھین لے گا۔ جو اسے انسانوں پر حاصل ہے۔

۱۴۔ اور وہ ان لوگوں کی نجات کے لئے جو اس پر ایمان لائیں گے اللہ کی رحمت لائے گا۔

(ث) باللہ حی (ج) لسان لاتن لودابلیس (۲) پیدائش ۲۲:۸

۱۵۔ اور جو اس کے کلام پر ایمان لائے گا وہ مبارک ہوگا۔

فصل (۱) نمبر ۹۷

۱۔ اور باوجود اس کے کہ میں اس کی جوتی کا تسمہ کھولنے کا بھی مستحق نہیں ہوں (۱) میں نے اللہ کی طرف سے نعمت اور رحمت کے طور پر یہ (رتبہ) حاصل کیا ہے کہ اسکو دیکھوں"

۲۔ تب اس وقت کاہن نے حاکم اور بادشاہ سمیت یہ کہتے ہوئے جواب دیا کہ: "اے یسوع اللہ کے قدوس تو اپنے دل کو پریشان نہ کر اس لئے کہ یہ فتنہ ہمارے زمانہ میں دوسری دفعہ پیدا نہ ہوگا۔

۳۔ اس لئے کہ ہم عنقریب مقدس رومانی شیوخ کو ایک بادشاہی حکم صادر کرنے کے لئے لکھ دیں گے کہ اب سے بعد کوئی آدمی تجھے اللہ یا اللہ کا بیٹا نہ کہے"

۴۔ تب اس وقت یسوع نے کہا (ب) تحقیق تمہارا کلام مجھ کو تسلی نہیں دیتا۔ اس لئے کہ ایک ایسا اندھیرا آنے والا ہے جس میں کہ تم روشنی کی امید ہی کیا کرو گے۔

۵۔ مگر میری تسلی اس رسول کے آنے میں ہے جو کہ میرے بارہ میں ہر جھوٹے خیال کو محو

(۱) سورۃ محمد رسول اللہ '(۱) زبور ۱:۷ (ب) قال عیسی صفاتنا جنۃ رسول اللہ لانہ اذجاء فی الہ یا برفع انقاء واطوس ال ۱ الدنیا لغاوتیہ یضبط جمع للدینا۔ منہ

کر دے گا۔ اور اس کا دین پھیلے اور تمام دنیا میں عام ہو جائے گا کیونکہ اللہ نے ہمارے باپ ابراہیمؑ سے یوں ہی وعدہ کیا ہے۔

۶۔ اور جو چیز مجھ کو تسلی دیتی ہے وہ یہ ہے کہ اس رسول کے دین (ت) کی کوئی حد نہیں اس لئے کہ اللہ اس کو درست و محفوظ رکھے گا (ث)"

۷۔ کاہن نے جواب میں کہا: "کیا رسول اللہ (ج) کے آنے کے بعد اور رسول بھی آئیں گے؟"

۸۔ یسوع نے جواب دیا: "اس کے بعد خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے سچے نبی کوئی نہیں آئیں گے۔

۹۔ مگر جھوٹے نبیوں کی ایک بڑی بھاری تعداد آئے گی۔ اور یہی بات ہے جو کہ مجھے رنج دیتی ہے۔ اس لئے کہ شیطان ان کو عادل اللہ (ح) کے حکم سے بھڑکائے گا۔ پس وہ میری انجیل کے دعوے کے پردے میں چھپیں گے۔"

۱۰۔ ہیرودس نے جواب میں کہا۔ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ ان کافروں کا آنا عادل خدا کے حکم سے ہو؟"

۱۱۔ یسوع نے جواب دیا "یہ بات انصاف ہی میں سے ہے کہ جو شخص اپنی نجات کے لئے حق پر ایمان نہ لائے وہ اپنی لعنت کے لئے جھوٹے پر ایمان لائے۔

۱۲۔ اسی لئے میں تم سے کہتا ہوں (ا) کہ تحقیق دنیا ہمیشہ سے نبیوں کی توہین کرتی رہی ہے اور اس نے جھوٹوں کو دوست رکھا ہے جیسا کہ مشیع اور ارمیا (ا) کے زمانہ میں مشاہدہ کیا جاتا ہے اس لئے کہ جنس اپنے ہم جنس ہی کو پسند کرتا ہے (ب)

۱۳۔ تب اس وقت کاہن نے کہا "مسیا کا نام کیا رکھا جائے گا اور وہ کیا نشانی ہے جو اس کے آنے (ت) کا اعلان کرے گی؟"

۱۴۔ یسوع نے جواب دیا "مسیا (ث) کا نام عجیب ہے اس لئے کہ اللہ نے جس وقت اس کی ذات کو پیدا کیا اور اسے آسمانی روشنی میں رکھا خود ہی اس کا نام بھی رکھا ہے۔

۱۵۔ اللہ نے کہا "اے محمد (ج) تو صبر کر اس لئے کہ میں تیرے ہی لئے (ح) جنت اور دنیا اور مخلوقات کی بڑی بھاری بھیڑ جس کو کہ تجھے بخشوں گا پیدا کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں (خ) یہاں تک کہ جو تجھے برکت دے گا وہ مبارک ہوگا اور جو تجھ پر لعنت کرے گا وہ ملعون ہوگا۔

۱۶۔ اور جس وقت میں تجھ کو دنیا میں بھیجوں گا

(ت) دین رسول اللہ ابد ر لانہ تعالیٰ یحفظ دینہ. منہ
(ث) اللہ حافظ (ج) رسول اللہ خاتم الانبیاء'
(ح) حکم اللہ عادل.

(ا) والیٰ نبی آدم (ب) الجنس مع الجنس. منہ
(ت) جائت طائفۃ من الیھود عیسٰی یسالون عن اسم النبی الذی یبعث فی آخر الزمان فقال عیسےٰ ان اللہ تعالیٰ خلق النبی فی آخر الزمان ووضعہ' فی قندیل من نور وسماہ محمد اقال یا محمد اصبر لاجلک خلقا کثیرا وھبت لک کلہ فمن رضی منک، فانا راض منہ ویبغضک فانا بری منہ فاذا ارسلت یفرق کلامک علیٰ الکلام وشریعتک باقٍ الیٰ ابدالآبرین (ث) رسول (ج) محمد (ح) اللہ محب ووھاب (خ) اللہ خالق (ح) اللہ مرسل. (ا) ارمیا ۲۶:۱۸۔

(د) تجھے نجات کے لئے اپنا رسول بناؤں گا اور تیرا کلام سچا ہوگا۔ یہاں تک کہ آسمان اور زمین دونوں کمزور ہو جائیں گے۔ مگر تیرا ایمان کبھی کمزور نہ ہوگا"

۱۷۔ تحقیق اس کا مبارک نام محمدؐ ہے"

۱۸۔ اس وقت عام لوگوں نے یہ کہتے ہوئے شور مچایا۔ یا اللہ تو ہمارے لئے اپنے رسول (ذ) کو بھیج (ر) اے محمد (ز) تو جلد دنیا کو نجات دینے کے لئے آ"

فصل (س) نمبر ۹۸

۱۔ اور جبکہ یہ کہا تمام آدمی کاہن سمیت اور حاکم مع ہیرودس کے واپس چلے گئے بحالیکہ وہ یسوع اور اس کی تعلیم کے بارہ میں باہم جھگڑتے جاتے تھے۔

۲۔ اس لئے کاہن نے حاکم سے خواہش کی کہ وہ اس سب معاملہ کو رومیہ کی مجلسِ شیوخ کے پاس لکھ بھیجے پس حاکم نے ایسا ہی کیا۔

۳۔ اس سبب سے مجلسِ شیوخ نے اسرائیل پر ترس کھایا اور ایک حکم صادر کیا کہ وہ ہر ایک کو جو کہ یہود کے نبی یسوع ناصری کو اللہ یا اللہ کا بیٹا کہے منع کرتی اور اسے موت کا دھونس دیتی ہے۔ تب یہ فرمان ہیکل کے اندر تانبے (کی تختی) پر کھود کر لٹکا دیا گیا۔

۵۔ اور اس کے بعد کہ مجمع کا بہت بڑا گروہ واپس چلا گیا تقریباً پانچ ہزار مرد عورتوں اور بچوں کے سوا باقی رہ گئے (۱)

۶۔ انہوں نے دوسروں کی طرح واپس جانے کی قدرت نہ پائی اس لئے کہ سفر نے ان کو تھکا دیا تھا۔ اور اس وجہ سے کہ وہ دو دن بغیر روٹی کے پڑے رہے تھے کیونکہ وہ یسوع کو دیکھنے کا کمال شوق رکھنے کی وجہ سے بھول گئے تھے کہ اپنے ساتھ کچھ روٹی لائیں۔ پس وہ سبز گھاس پات کھانے پر گذارہ کرتے تھے۔

۷۔ پس جبکہ یسوع نے یہ بات دیکھی اسے ان پر رحم آیا اور اس نے فیلبس سے کہا "ہم ان لوگوں کے لئے روٹی کہاں سے پائیں تاکہ یہ بھوک سے مر نہ جائیں"

۸۔ فیلبس نے جواب دیا "اے میرے سید! تحقیق دوسو سونے کے ٹکڑے (بھی) اتنی روٹی خریدنے کے لئے کافی نہ ہوں گے جو ان کو کچھ آسودہ کرے"

۹۔ اس وقت اندراوس نے کہا یہاں ایک لڑکا ہے جس کے ساتھ پانچ روٹیاں اور مچھلیاں ہیں۔ مگر وہ اس بڑی بھاری تعداد میں کیا چیز ہوسکتی ہے۔

(ذ) اللہ مرسل (ر) رسول اللہ (ذ) یا محمد

(س) سورة الطاعم (الطعام؟)

(۱) یوحنا ۶: ۵۔ ۱۳

۱۱۔ تب وہ سب گھاس پر پچاس پچاس اور چالیس چالیس بیٹھ گئے۔

۱۲۔ اس وقت یسوع نے کہا "اللہ کے حکم سے (۱)

۱۳۔ اور روٹی کو لے کر اللہ سے دعا کی پھر روٹی کو توڑ کر اسے شاگردوں کو دیا اور شاگردوں نے اسے مجمع کے حوالہ کیا۔

۱۴۔ اور ایسا ہی دونوں چھوٹی مچھلیوں کے ساتھ کیا۔

۱۵۔ پس سب لوگوں نے کھالیا اور آسودہ ہو گئے۔

۱۶۔ اس وقت یسوع نے کہا کہ "باقی جمع کرو" تب شاگردوں نے ان ٹکڑوں کو جمع کیا۔ پس ان سے بارہ ٹوکریاں بھر گئیں۔

۱۷۔ اس وقت ہر ایک نے اپنا ہاتھ یہ کہتے ہوئے اپنی دونوں آنکھوں پر رکھا کہ "آیا میں جاگتا ہوں یا خواب دیکھ رہا ہوں؟"

۱۸۔ اور وہ سب کامل ایک گھنٹہ تک اس بہت بڑی نشانی (دیکھنے) کے سبب سے ایسے رہے جیسے کہ وہ پاگل ہو گئے ہیں۔

۱۹۔ پھر اس کے بعد یسوع نے اللہ کا شکر ادا کیا اور انہیں واپس کر دیا۔

۲۰۔ مگر بہتر مردوں نے (۲) یہ چاہا کہ اس کو نہ چھوڑیں۔

(۱) باذن اللہ (۲) لوقا ۱:۱۰

۲۱۔ پس جبکہ یسوع نے ان کا ایمان دیکھا تو ان کو شاگرد بنالیا۔

فصل (۱) نمبر ۹۹

۱۔ اور جبکہ یسوع اردن کے پاس ہی "تیرو" کے بیابان (۱) میں ایک کھوہ کے اندر تنہا ہوا۔ اس نے بہتر (نئے شاگردوں) کو مع بارہ (پہلے شاگردوں) کے اپنے پاس بلایا۔

۲۔ اور اس کے بعد کہ وہ ایک پتھر پر بیٹھ گیا۔ انہیں اپنے پہلو میں بٹھایا اور ٹھنڈا سانس لے کر اپنی زبان کھولی اور کہا "تحقیق آج ہم نے یہودیہ اور (بنی) اسرائیل میں ایک بہت بڑا گناہ دیکھا ہے اور وہ ایسا گناہ ہے کہ اس کی وجہ سے میرا دل میرے سینہ میں خدا کے خوف سے دھڑکتا ہے۔

۳۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق اللہ اپنی بزرگی پر غیرت رکھنے والا ہے اور وہ اسرائیل کو ایک عاشق کی مانند پیار کرتا ہے۔

۴۔ اور تم جانتے ہو کہ جب کوئی جوان کسی ایسی عورت پر فریفتہ ہو جو اس کو پسند نہ کرتی ہو بلکہ دوسرے سے محبت رکھتی ہو تو اس جوان کا کینہ بھڑکتا ہے اور وہ اپنے شریک کو قتل کر دیتا ہے۔

(ا) سورۃ الغیرۃ اللہ (ب) اللہ غیورٌ محب (۱) اصل ایطالی نسخے کی عبارت مبہم ہے۔

۵۔ میں تم کو بتاتا ہوں کہ اسی طرح اللہ بھی کرتا ہے۔

۶۔ اس لئے کہ جب کبھی اسرائیل نے کسی ایسی چیز سے محبت کی ہے کہ وہ اس کے سبب سے اللہ کو بھول گیا۔ اللہ نے اس چیز کو مٹا دیا (ت)

۷۔ یہاں زمین پر کہنوت اور ہیکل مقدس سے بڑھ کر اور کون چیز اللہ کو پیاری ہے؟

۸۔ مگر باوجود اس کے جس وقت قوم ارمیاہ نبی کے زمانہ میں اللہ کو بھول گئی اور فقط ہیکل پر فخر کرنے لگی (۲) اس لئے کہ تمام دنیا میں اس کی کوئی نظیر نہ تھی تو اللہ نے اپنے غضب کو بابل کے بادشاہ بنو خذ نصر کے ذریعہ سے بھڑکایا اور اس کی فوج کو مقدس شہر پر قابو دیا پس اس نے اس شہر کو جلا ڈالا اور مقدس ہیکل کو (بھی) سوخت کر دیا (۳)

۹۔ یہاں تک کہ وہ پاک چیزیں کہ اللہ کے نبی ان کو چھونے سے لرزتے تھے کافروں کے پاؤں تلے روندی گئیں' جو کہ گناہ سے بھرے ہوئے تھے' (۴)

۱۰۔ اور ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے اسماعیلؑ (ث) کے ساتھ اس سے تھوڑی ہی زیادہ محبت کی جتنی کہ مناسب ہے اسی لئے اللہ نے ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر دے تاکہ (یوں) اس ناواجب محبت کو قتل کرے جو اس کے دل میں ہے اور یہ وہ امر تھا کہ ابراہیمؑ نے اس کو کیا ہوتا اگر چھری کاٹ کرتی۔

۱۱۔ اور داؤدؑ نے ابشالوم سے سخت محبت کی اسی لئے اللہ نے ڈھیل دی کہ بیٹا باپ پر بغاوت کرے۔ تب وہ اپنے بالوں سے لٹک گیا۔ اور اس کو یواب نے (۱) قتل کیا۔

۱۲۔ خدا کا حکم کیسا خوف دلانے والا ہے تحقیق ابشالوم اپنے بالوں کو ہر چیز سے زیادہ پیار کرتا تھا۔ اس لئے وہ رسی بن گئے کہ وہ اسی رسی سے لٹکایا گیا۔

۱۳۔ اور نیکوکار ایوبؑ (۱) (۲) قریب تھا کہ وہ اپنے ساتوں بیٹوں اور تینوں بیٹیوں کی محبت میں حد سے آگے بڑھ جائے۔ پس اللہ نے اس کو شیطان کے ہاتھوں میں دے دیا اور شیطان نے فقط اس کے بیٹوں اور اس کی دولت ہی کو ایک دن کے اندر اس سے نہیں لے لیا؟ بلکہ اس کو ایک سخت بیماری میں بھی مبتلا کر دیا۔ یہاں تک کہ سات سال کی مدت تک اس کے بدن سے کیڑے نکلتے رہے۔

(ت) اللہ قہار (ث) ذکر اسمعیل قربان

(۲) ارمیاہ ۷:۴ (۳) ارمیاہ ۳۱:۸، ۵۲ (۴) نوحہ ۱:۱۰۔

(۱) ذکر ایوب قصص (۱) سموئیل ۱۸:۹ (۲) ایوب ۱:۲، ۲:۸۔ ابی سلوم۔ ......۲ سموئیل ب ۱۶:۱۸

۱۴۔ اور ہمارے باپ (ب) یعقوبؑ نے اپنے بیٹے یوسفؑ کو اپنے دیگر بیٹوں سے بہت زیادہ پیار کیا (۳) اس لئے اللہ نے حکم دیا کہ وہ بیچا جائے اور یعقوبؑ کو خود انہی بیٹوں سے دھوکا پانے والا بنا دیا یہاں تک کہ اس نے سچ مان لیا کہ جنگلی جانور نے اس کے بیٹے (یوسفؑ) کو پھاڑ ڈالا ہے۔ تب وہ دس سال تک گریہ وزاری کرتا رہا"

فصل (ت) نمبر ۱۰۰

۱۔ قسم ہے اللہ کی جان کی (ث) بھائیو! بے شک میں ڈرتا ہوں کہ اللہ مجھ پر غضبناک ہو

۲۔ اسی لئے تم پر واجب ہوا ہے کہ تم یہودیہ اور اسرائیل میں جاکر اسرائیل کے بارہ اسباط کو بشارت (ہدایت) دو تاکہ ان پر دھوکا کھل جائے"

۳۔ تب شاگردوں نے ڈرتے اور روتے ہوئے جواب دیا۔ ہم البتہ وہ سب کریں گے جس کا تو ہمیں حکم دیتا ہے۔

۴۔ پس اس وقت یسوع نے کہا: "کہ تین دن نماز ادا کریں اور روزہ رکھیں اور اس وقت سے آگے (زیادہ بھی) ہمیں اللہ سے تین مرتبہ دعا مانگنی چاہیئے۔ جبکہ ہر رات کو پہلا ستارہ نمودار ہو اس وقت اللہ کے لئے نماز ادا کی جائے اس سے رحمت طلب کرتے ہوئے تین مرتبہ اس لئے کہ اسرائیل کا گناہ دوسرے گناہوں پر سہ چند بڑھ کر (گراں) ہے۔

۵۔ شاگردوں نے جواب میں کہا "چاہیئے کہ ایسا ہی ہو"

۶۔ پس جبکہ تیسرا دن ختم ہوگیا۔ یسوع نے چوتھے دن صبح کے وقت سب شاگردوں اور رسولوں کو بلایا اور ان سے کہا "یہ کافی ہے کہ میرے پاس برنباس اور یوحنا ٹھہرے۔

۷۔ اور تم سب پس (جاکر) سامریوں، یہودیوں اور اسماعیل کے تمام شہروں میں گشت کرو۔ اور توبہ کی ہدایت کرتے جاؤ۔ اس لئے کہ تبر درخت کے پاس ہی رکھی ہوئی ہے تاکہ اسے کاٹ ڈالے" (۱)

۸۔ اور بیماروں پر دعا کرو اس لئے کہ تحقیق اللہ (۱) نے مجھے ہر ایک بیماری پر غالب بنایا ہے" (۲)

۹۔ اس وقت اس شخص نے کہا جو کہ لکھ رہا ہے کہ "اے معلمؑ! جبکہ تیرے شاگردوں سے وہ طریقہ دریافت کیا جائے جس کے ذریعہ سے توبہ کا ظاہر کرنا واجب ہوتا ہے تو وہ کیا جواب دیں گے"

(ب) یوسف قصص ذکر (ت) سورۃ الصلاۃ مغرب
(ث) اللہ حی اللہ قہار (۳) پیدائش ۳۸

(۱) اللہ معطی (۱) متی ۳:۱۰۔ (۲) متی ۱۰:۸۔

۱۰۔ یسوع نے جواب میں کہا (ب) اگر کوئی آدمی کسی تھیلی کو گم کردے تو کیا وہ فقط اس کے دیکھنے کے لئے اپنی آنکھ ہی پھرائے گا یا اس کے لینے کے لئے اپنا ہاتھ ہی گھمائے گا یا دریافت کرنے کے لئے اپنی زبان ہی ہلائے گا؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ اپنے تمام بدن کے ساتھ متوجہ ہوگا اور ظاہر طاقت جو اس کی ذات میں ہے کام میں لائے گا تاکہ اس کو پائے۔

۱۱ آیا یہ صحیح ہے؟"

۱۲۔ تب اس شخص نے جو کہ یہ لکھتا ہے۔ جواب دیا "بیشک یہ بالکل صحیح ہے"

فصل (ت) نمبر ۱۰۱

۱۔ پھر یسوع نے کہا "تحقیق توبہ بڑی زندگی کے برعکس ہے۔ اس لئے واجب ہے کہ ہر ایک احساس اس (کام) کے برعکس الٹ جائے جو کہ اس نے کیا ہے بحالیکہ وہ گناہ کا ارتکاب کر رہا تھا۔

۲۔ پس خوشی کے بدلہ میں ماتم واجب ہے

۳۔ اور ہنسی کے بدلہ میں رونا پیٹنا۔

۴۔ اور پرخوری کے عوض میں روزہ رکھنا۔

۵۔ اور سونے کی بجائے رات بھر جاگنا

۶۔ اور بیکاری کی جگہ کام کرنا۔

۷۔ اور شہوت کے بدلہ میں پاکدامنی

۸۔ اور چاہیئے کہ فضول بات نماز سے اور حرص تصدق سے بدل جائے"

۹۔ اس وقت اس شخص نے جو لکھ رہا ہے جواب میں کہا "مگر جو اُن سے سوال ہو کہ ہمیں کس طرح ماتم کرنا واجب ہے اور کیونکر رونا لازم ہے اور کیسے روزہ رکھنا واجب ہے اور کیونکر واجب ہے کہ ہم مستعد بنیں اور کس طرح لازم ہے کہ ہم پاکدامن باقی رہیں۔ اور کیونکر واجب ہے کہ ہم نماز پڑھیں اور صدقہ دیں۔ تو یہ کون سا جواب دیں گے؟

۱۰۔ اور کیونکر جسمانی سزا کو اچھی طرح قائم کریں گے۔ جبکہ انہوں نے یہ نہ جانا کہ کیونکر توبہ کریں (۱)؟"

۱۱۔ یسوع نے جواب دیا "اے برناباس! بے شک تو نے بہت اچھی طرح سے سوال کیا ہے اور میں ارادہ کرتا ہوں کہ اللہ چاہے تو (ب) ان سب باتوں کا تفصیل کے ساتھ جواب دوں۔

۱۲۔ بہرحال آج کے دن پس میں تجھ سے توبہ کے بارے میں عام طور پر کہتا ہوں اور جو کچھ کہ ایک شخص سے کہہ رہا ہوں۔ وہی سبھوں سے کہہ رہا ہوں۔ (۱)

(ب) توب بیان (ت) سورۃ توبہ

(اذ کیف یتوب من لا یعرف التوبہ (ب) ان شاء اللہ (۱) مرقس ۱۳:۳۷

۱۳۔ پس تو اب جان لے کہ ہر چیز سے بڑھ کر محض اللہ کی محبت کی وجہ سے توبہ کرنا واجب ہے ورنہ وہ توبہ فضول ہوگی۔

۱۴۔ اور میں تم سے مثال کے طور پر بیان کرتا ہوں کہ:

۱۵۔ ہر ایک عمارت جب اس کی بنیاد گرادی جائے ویران ہوکر گر پڑے گی کیا یہ درست ہے؟"

۱۶۔ شاگردوں نے جواب میں کہا ہاں بے شک درست ہے"

۱۷۔ اس وقت یسوع نے کہا "تحقیق جاری نجات کی بنیاد اللہ (ت) ہی ہے۔ وہ اللہ کہ بجز اس کے کوئی نجات نہیں۔

۱۸۔ پس جبکہ انسان نے گناہ کیا وہ اپنی نجات کی بنیاد کھو بیٹھا۔

۱۹۔ اسی لئے واجب ہوا ہے کہ بنیاد سے ابتداء کی جائے۔

۲۰۔ تم مجھے بتاؤ کہ جب تم اپنے غلاموں سے ناخوش ہو اور تم یہ معلوم کرو کہ وہ غلام اس لئے رنجیدہ نہیں ہوئے ہیں کہ انہوں نے تم کو غصہ دلایا ہے بلکہ اس لئے غمناک ہوئے ہیں کہ انہوں نے تم کو ناخوش کر کے اپنے اچھے بدلہ کا گھاٹا اٹھایا ہے تو کیا تم ان کو معاف کرو گے؟

۲۱۔ ہرگز نہیں

۲۲۔ میں تم کو بتاتا ہوں کہ بے شک اللہ ان لوگوں سے ایسا ہی (برتاؤ) کرتا ہے جو کہ اس لئے توبہ کرتے ہیں کہ (انہوں نے) جنت (نہ پانے کا) گھاٹا پایا ہے۔

۲۳۔ تحقیق شیطان ہر ایک بھلائی کا دشمن البتہ اسی لئے سخت پچھتا رہا ہے کہ اس نے جنت کا خسارہ پایا اور جہنم کا نفع اٹھایا ہے۔

۲۴۔ اور باوجود اس کے وہ ہرگز اللہ کی رحمت کو نہیں پاتا۔

۲۵۔ پس کیا تم جانتے ہو کہ یہ کس لئے ہے؟ اس لئے کہ اس کے پاس اللہ کی کچھ بھی محبت نہیں بلکہ وہ اپنے پیدا کرنے والے سے بغض کرتا ہے"

فصل نمبر ۱۰۲ (۱)

۱۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق ہر ایک حیوان اس چیز کو کھو دینے کے سبب سے جس کی وہ عمدہ چیزوں میں سے خواہش رکھتا ہے فطرتاً رنج کیا کرتا ہے (یہ اس کی فطرت میں داخل ہے)

۲۔ اس لئے سچی ندامت کرنے والے نادم گنہگار پر واجب ہے کہ وہ اپنے نفس سے اس کام کا بدلہ لینے میں پوری رغبت رکھے جو اس کے نفس نے اپنے پیدا کرنے والے کی

(ت) اللہ سلام۔

(۱) سورۃ الاسم فی توب۔

نافرمانی کرتے ہوئے کیا ہے۔

۳۔ یہاں تک کہ جب وہ نماز پڑھے تو یہ جرأت نہ کرے کہ اللہ سے جنت کی آرزو کرے یا یہ کہ اللہ اس کو دوزخ سے آزاد بنائے۔

۴۔ بلکہ وہ پریشان خیالی کے ساتھ اللہ کو سجدہ کرے اور اپنی نماز میں کہے "اے رب تو اس گنہگار کی طرف نظر فرما جس نے تجھ کو بغیر ذرا سے کسی سبب کے اس وقت میں غضبناک بنایا ہے جبکہ اس پر واجب تھا کہ وہ اس وقت میں تیری عبادت کرے۔

۵۔ اسی لئے وہ اب درخواست کرتا ہے کہ تو اس کام کا کوئی برا بدلہ دے تو اپنے ہی ہاتھ سے دے۔ اپنے دشمن شیطان کے ہاتھ سے سزا نہ دلوا۔

۶۔ تاکہ بدکار لوگ تیری مخلوقات کی مصیبت پر خوش نہ ہوں۔

۷۔ اے رب تو جس طرح چاہتا ہے ویسے ہی تنبیہ کر اس لئے کہ تو ہرگز اس طرح کی سزا نہ دے گا جس کا کہ یہ گنہگار مستحق ہے۔

۸۔ پس جبکہ گنہگار اس ڈھنگ پر چلے گا وہ پائے گا کہ تحقیق اللہ کی رحمت (ب) اس عدل کی نسبت سے کہیں زائد ہے جس کو کہ وہ طلب کر رہا ہے۔

۹۔ حق یہ ہے کہ گنہگار کا ہنسنا ایک مکروہ ناپاکی ہے یہاں تک کہ اس دنیا پر وہ قول صادق آتا ہے جو کہ ہمارے باپ داؤد نے کہا ہے کہ وہ (دنیا) آنسوؤں کی ندی ہے (ا)

۱۰۔ ایک بادشاہ تھا اس نے اپنے ایک غلام کو متبنٰی بنالیا اور اس کو ہر اس چیز پر جس کا وہ مالک تھا سردار (مختار) کر دیا۔

۱۱۔ تب کسی بدباطن مکار کی چغلی سے یہ بات پیدا ہوئی کہ یہ آفت زدہ غلام بادشاہ کے غضب کے تحت میں آ گیا۔

۱۲۔ پس اس کو بڑی مصیبت پہنچی نہ صرف اسی کی جمع کی ہوئی چیزوں میں بلکہ وہ حقیر کیا گیا اور اس سے وہ کام بھی چھین لیا گیا جو اس کو ہر روز نفع دلاتا تھا۔

۱۳۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ اس جیسا آدمی کسی ایک دفعہ بھی ہنسے گا؟"

۱۴۔ تب شاگردوں نے جواب دیا: "کبھی نہیں اس لئے کہ اگر بادشاہ کو اس کا علم ہو گیا تو بیشک وہ اس کو جان سے مارنے کا حکم دے گا۔ کیونکہ وہ خیال کرے گا کہ یہ غلام اس کے غضب کا مذاق اڑاتا ہے۔

۱۵۔ مگر یہ غالب گمان ہے کہ یہ غلام دن اور رات رویا کرے گا"

۱۶۔ پھر یسوع یہ کہتا ہوا رویا (ا) تباہی ہے

(ب) اللہ الرحمٰن

(ا) نجب .نجیب ؟ عظیم '(ا) زبور ۸۴:۶۔

دنیا کے لئے اس واسطے کہ عنقریب اس پر ابدی عذاب واقع ہوگا۔

۱۷۔ اے جنس بشری تو کس قدر بد بخت ہے۔

۱۸۔ اس لئے کہ اللہ نے تجھ کو بیٹا بنا کر چنا اور تجھ کو جنت بخشی۔

۱۹۔ مگر اے بد بخت تو شیطان کے کام سے اللہ کے غضب کے نیچے آ گرا اور جنت سے نکال دیا گیا۔ اور تجھ پر ناپاک دنیا میں رہنے کا حکم لگایا گیا۔ جہاں کہ تو ہر چیز کو تندہی کے ساتھ حاصل کرتا ہے اور تیرا ہر نیک کام پے در پے گناہوں کا ارتکاب کرنے سے ساقط ہو جاتا ہے۔

۲۰۔ اور اس کے سوا کچھ اور نہیں کہ دنیا ہنستی ہے اور جو بات اس سے بھی بڑی ہے وہ یہ ہے کہ بہت بڑا گنہگار اپنے سوا اور آدمی سے زیادہ ہنستا ہے۔

۲۱۔ پس عنقریب ویسا ہی ہوگا جیسا کہ تم نے کہا ہے۔ "تحقیق اللہ اس گنہگار پر ہمیشہ ہمیشہ کی موت کا حکم صادر کرے گا جو کہ اپنے گناہوں پر ہنستا ہے اور ان پر روتا نہیں۔"

فصل (ب) نمبر ۱۰۳

۱۔ "تحقیق گنہگار کا رونا واجب ہے کہ اس باپ کے رونے کی مانند ہو جو کہ کسی دم توڑتے ہوئے بیٹے پر رو رہا ہو۔

۲۔ اس انسان کا جنون کیسا عظیم تر ہے جو کہ اس جسم پر روتا ہے کہ اس سے جان جدا ہو گئی ہے اور اس نفس پر نہیں روتا جس سے اللہ کی رحمت گناہ کے سبب سے جدا ہو گئی ہے۔

۳۔ تم مجھے بتاؤ کہ اگر وہ ملاح جس کی کشتی کو طوفان نے توڑ دیا ہے اس بات پر قادر کیا جائے کہ وہ رونے کے ذریعہ سے اپنے تمام گھاٹے کو پھر واپس لے لے تو وہ کیا کرے گا؟

۴۔ یقینی بات ہے کہ تلخ کامی سے روئے گا۔

۵۔ مگر میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ انسان ہر کسی چیز پر رونے میں غلطی کرتا ہے لیکن فقط اپنے گناہ پر۔

۶۔ اس لئے کہ ہر مصیبت جو انسان پر آتی ہے اس کے سوا نہیں کہ اس کی نجات کے لئے خدا کی طرف سے آتی ہے یہاں تک کہ انسان پر واجب یہ ہے کہ وہ مصیبت کے لئے خوش ہو۔

۷۔ مگر گناہ اس کے سوا نہیں کہ شیطان کی طرف سے آتا ہے انسان کی لعنت کے لئے اور انسان اس پر رنج نہیں کرتا۔

۸۔ یقیناً تم نہ ادراک کرو گے کہ بیشک انسان اس کے سوا نہیں کہ یہاں گھاٹا طلب کرتا ہے نہ کہ کوئی نفع"

۹۔ برتولوماوس نے کہا: "اے سید! جو شخص کہ

(ب) سورۃ بک فی توب ۔

یہ قدرت نہیں رکھتا کہ روئے' اسکو کیا کرنا واجب ہے اس لئے کہ اس کا دل رونے سے ناواقف ہے؟"

۱۰۔ یسوع نے جواب میں کہا اے برلوتوماوس! ہر وہ شخص جو کہ آنسو بہاتا ہے رونے والا ہی نہیں ہوتا۔

۱۱۔ قسم ہے اللہ کی جان کی (ا) ایک قوم ایسی پائی جاتی ہے کہ ان کی آنکھوں سے کبھی ایک آنسو بھی نہیں گرا ہے (مگر) وہ ان ہزار آدمیوں سے بہت زیادہ روئے ہیں جو کہ آنسو بہاتے ہیں۔

۱۲۔ تحقیق گنہگار کا رونا یہ ہے کہ اسکی دنیاوی خواہش افسوس کی زیادتی کی وجہ سے جل کر رہ جائے۔

۱۳۔ اور جس طرح پر کہ آفتاب کی روشنی اس چیز کو جو کہ بہت بلندی میں رکھی ہے عفونت سے بچاتی ہے اسی طرح یہ جل جانا نفس کو گناہ سے بچاتا ہے۔

۱۴۔ پس اگر کاش اللہ (ب) سچے نادم کو اس قدر آنسو بخشتا جتنا کہ سمندر میں پانی ہے تب بھی وہ اس سے بہت زیادہ تمنا کرتا۔

۱۵۔ اور یہ تمنا اس چھوٹے سے قطرہ کو بھی فنا کر دیتی جس کو کہ وہ گرانا چاہتا تھا جس طرح بھڑکتی ہوئی بھٹی ایک پانی کے بوند کو فنا کر دیتی ہے۔

۱۶۔ بہرحال وہ لوگ جو کہ آسانی سے رونے لگتے ہیں پس وہ مثل اس گھوڑے کے ہیں جس کے دوڑنے کی تیزی زائد ہوتی ہے جوں جوں کہ اس کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے۔

فصل (ت) نمبر ۱۰۴

۱۔ بے شک ایک ایسی قوم بھی پائی جاتی ہے جو کہ اندرونی خواہش اور اوپری آنسوؤں کو باہم جمع کر لیتے ہیں۔

۲۔ مگر جو اس طرح کا ہوتا ہے وہ ارمیا کے مانند (ا) ہوتا ہے۔

۳۔ پس رونے میں اللہ رنج کو اس سے زیادہ وزن دیتا ہے جتنا کہ آنسوؤں کو وزن دیتا ہے۔

۴۔ پس اس وقت یوحنا نے کہا "اے معلمّ! انسان گناہ کے سوا اور کسی چیز پر رونے میں کیونکر گھاٹا پاتا ہے؟"

۵۔ یسوع نے جواب دیا: "اگر ہیرودس تجھ کو ایک چادر دے تاکہ وہ چادر اس کے لئے محفوظ رکھے۔ پھر اس کو بعد ازاں تجھ سے لے لے تو کیا (یہ بات) تیرے لئے رونے کا باعث ہو گی؟"

(ا) باللہ حی (ب) اللہ وھاب .

(ت) سورۃ الحرم فی الیک (ا) یرمیاہ کا نوحہ ۱: ۱۲ تا ۱۴

۶۔ یوحنا نے کہا: ''نہیں''۔

۷۔ تب یسوع نے کہا ''تو اس حالت میں انسان کو رونے پر ابھارنے والا امر اس بات سے بہت گھٹ کر ہوگا جبکہ وہ کسی چیز کا گھاٹا اٹھائے یا اس کے ہاتھ سے وہ چیز نکل جائے جس کا کہ وہ ارادہ کرتا تھا اس لئے کہ ہر چیز اللہ ہی (ا) کے ہاتھ سے آتی ہے۔

۸۔ تو اے احمق! آیا اُس حالت میں اللہ کو اپنی چیزوں پر اپنے ارادہ کے موافق تصرف کرنے کی کوئی قدرت ہی نہیں ہے (ب)

۹۔ بہر حال تو! پس تیرے لئے فقط گناہ کے سوا اور کوئی ملکیت ہی نہیں پس اسی پر واجب ہے کہ تو روئے نہ کہ کسی دوسری چیز پر''۔

۱۰۔ متی نے کہا ''اے معلم! تحقیق تو نے کل یہودیہ کے روبرو اس بات کا اقرار کیا ہے کہ اللہ کی کوئی شبیہ انسان کی مانند نہیں ہے اور تو نے اس وقت یہ کہا ہے کہ تحقیق انسان اللہ کے ہاتھ سے پاتا ہے۔

۱۱۔ پس جبکہ اللہ کے لئے دو ہاتھ ہوں گے تو اس کو اس حالت میں انسان سے مشابہت ہوئی؟

۱۲۔ یسوع نے جواب دیا ''اے متی! تحقیق تو گمراہی میں ہے اور البتہ بہت سے آدمی اسی طرح گمراہ ہو گئے اس لئے کہ انہوں نے کلام کے معنی نہیں سمجھے۔

۱۳۔ کیونکہ انسان پر یہی واجب نہیں ہے کہ وہ کلام کی ظاہر کو دیکھے بلکہ اس کے معنی کا لحاظ کرے اس لئے کہ انسانی کلام ہمارے اور اللہ کے مابین بمنزلہ ترجمان کے ہے۔

۱۴۔ کیا تو نہیں جانتا کہ جب اللہ نے ارادہ کیا کہ وہ ہمارے باپ دادا سے سینا کے پہاڑ پر کلام کرے تو ہمارے باپ دادا چلا اٹھے کہ ''اے موسیٰ تو ہم سے کلام کر اور اللہ ہم سے کلام نہ کرے تاکہ ہم مر نہ جائیں۔''

۱۵۔ اور جو کہ کہا ہے اللہ نے (ت) اشعیاؑ نبی کی زبانی (۲) کیا یہ بات نہیں ہے جس طرح آسمان زمین سے دور ہوئے ہیں۔ اسی طرح اللہ کے راستے آدمیوں کے طریقوں سے اور اللہ کی فکریں آدمیوں کی فکروں سے دور ہیں؟''

فصل (ث) نمبر ۱۰۵

۱۔ ''تحقیق اللہ کوئی قیاس اس کا ادراک نہیں کرتا اس حد تک کہ میں خود اس کے بیان سے لرزتا ہوں۔

(ا) کل من عند اللہ (ب) للہ سبحان اللہ مالک کل من عند اللہ منہ

(ت) اللہ سبحان (ث) سورۃ العظمۃ اللہ

(ا) خروج ۲۰:۱۹ (۲) اشعیا: ۵۵:۹۔

۲۔ مگر واجب ہے کہ میں تم سے ایک قضیہ کا ذکر کروں۔
۳۔ پس میں اب تم سے کہتا ہوں کہ تحقیق آسمان نو ہیں اور یہ کہ ان میں کا ایک دوسرے سے اتنا دور ہے جتنا کہ پہلا آسمان زمین سے دوری پر ہے وہ پہلا آسمان جو کہ زمین سے پانسو برس (۳) کے سفر کی دوری پر ہے۔
۴۔ اور اس اعتبار پر پس تحقیق زمین سب سے اوپر والے آسمان سے چار ہزار پانسو برس کی مسافت کی دوری پر ہے۔
۵۔ اس بنا پر میں تم سے کہتا ہوں کہ تحقیق وہ سب سے اوپر کا آسمان پہلے آسمان کی بہ نسبت ایک سوئی کے ناکے جیسا ہے۔
۶۔ اور اسی کے مثل پہلا آسمان بہ نسبت دوسرے آسمان کے اور اسی طرح پر کل آسمان کہ ان میں کا ایک پست تر ہے اسی سے جو کہ اس کے متصل ہے۔
۷۔ مگر زمین کا کل حجم مع سارے آسمانوں کی ضخامت کے جنت کی نسبت سے مانند ایک نقطہ کے بلکہ مثل ایک ریت کے ذرہ کے ہے۔
۸۔ تو کیا یہ عظمت اس قسم کی چیزوں میں سے نہیں ہے جن کا اندازہ نہیں کیا جاتا؟''
۹۔ پس شاگردوں نے جواب میں کہا ''بے شک! بے شک!!''
۱۰۔ اس وقت یسوع نے کہا: ''قسم ہے اس اللہ کی جان کی (ا) جس کے حضوری میں میری جان استادہ ہوگی۔ تحقیق کائنات عالم اللہ کے روبرو اس قدر چھوٹی چیز ہے جیسے کہ ایک ریت کا ذرہ (ب)
۱۱۔ اللہ اس سے اس قدر زیادہ بڑا ہے جس قدر ریت کے ذروں کی تمام آسمانوں اور جنت کو بھر دینے کے لئے ضرورت ہوتی ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔
۱۲۔ پس تم اب دیکھو کہ آیا یہاں اللہ اور اس انسان کے مابین کوئی نسبت ہے جو کہ بجز ایک مٹی کے چھوٹے سے ٹکڑے کے اور کچھ نہیں کہ وہ زمین پر کھڑا ہوا ہے۔
۱۳۔ پس تم اب ہوشیار ہو جاؤ تا کہ معنی کو اخذ کرو نہ کہ خالی کلام کو اگر تم یہ ارادہ کرو کہ ابدی زندگی حاصل کرلو۔''
۱۴۔ تب شاگردوں نے جواب میں کہا۔ ''کیا اللہ بے شک اکیلا ہی اس بات پر قادر ہے کہ وہ اپنے آپ کو پہچانے جیسا کہ اشعیا (ا) نبی نے کہا ہے کہ ''وہ (اللہ) انسانی حواسوں سے پوشیدہ ہے؟''
۱۵۔ یسوع نے جواب دیا کہ ''درحقیقت یہی

---

(۳) ہر ایک آسمان کے دوسرے آسمان سے پانسو سال کی دوری پر ہونے کا قول تلمود (یہودیوں کی کتاب حدیث) میں موجود ہے۔

(ا) اللہ حی (ب) اللہ اکبر (ا) یسعیاہ ۴۵:۱۵۔

حق ہے۔ اسی لئے ہم اللہ کو اس وقت پہچانیں گے۔ جبکہ ہم جنت میں جائیں گے جس طرح کہ یہاں سمندر ایک کھارے پانی کے قطرہ سے شناخت کیا جاتا ہے۔"

۱۶۔ اور میں اب اپنی گفتگو کی طرف واپس آتا ہوں۔ پس تم سے کہتا ہوں کہ انسان کو فقط گناہ ہی پر رونا واجب ہے اس لئے کہ گناہ ہی کے سبب سے انسان اپنے خالق (ت) کو چھوڑتا ہے۔

۱۷۔ مگر وہ شخص کیونکر روئے گا جو کہ خوشی کی مجلسوں اور جشنوں میں جایا کرتا ہے؟

۱۸۔ بیشک وہ اس طرح روتا ہے جیسے کہ برف کو کچھ تھوڑی سی آگ دی جائے۔

۱۹۔ اس لئے تم پر لازم ہے کہ تم خوشی کے جلسوں کو روزہ سے بدل دو اگر تم پسند کرتے ہو کہ تمہیں اپنے حواس پر قابو حاصل رہے کیونکہ ہمارے اللہ کا غلبہ یونہی ہے"

۲۰۔ تب تداوس نے کہا "تو اس حالت میں اللہ ایک حاسہ ہوگا کہ اس پر تسلط کرنا ممکن ہے"

۲۱۔ یسوع نے جواب دیا "کیا تم اب یہ کہنے کی عادت ڈالتے ہو کہ اللہ یہ ہے اور اللہ ایسا ہے (ا) تم مجھے بتاؤ کہ آیا انسان کے کوئی حاسہ ہے؟"

(ت) اللہ خالق (ا) اصل ایطالی نسخہ کی عبارت مبہم ہے۔ مترجم۔

۲۲۔ شاگردوں نے جواب دیا "ہاں بیشک"

۲۳۔ تب یسوع نے جواب میں کہا "یہ ممکن ہے کہ کوئی ایسا آدمی ملے جس میں جان ہو اور اس کے اندر کوئی حاسہ کام نہ کرتا ہو"

۲۴۔ شاگردوں نے جواب دیا "نہیں"

۲۵۔ یسوع نے کہا۔ "تحقیق تم اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہو۔ پس اس شخص حاسہ کہاں ہے جو کہ اندھا یا بہرا یا گونگا یا بدحواس خبطی ہو اور انسان جبکہ وہ اپنے آپ سے غائب ہونے کی حالت میں ہوتا ہے اس وقت اس کا حاسہ کہاں ہوتا ہے؟"

۲۶۔ تب اس وقت شاگرد حیران رہ گئے۔

۲۷۔ مگر یسوع نے کہا "انسان تین چیزوں سے مرکب ہوتا ہے یعنی نفس، حس اور بدن سے کہ ہر ایک ان تینوں میں سے بذاتہ مستقل ہے۔

۲۸۔ اور تحقیق ہمارے اللہ ہی نے نفس اور جسد (بدن) کو پیدا کیا ہے (ا) جیسا کہ تم نے سنا۔

۲۹۔ مگر تم نے اب تک یہ نہیں سنا ہے کہ (اللہ نے) حس کو کیونکر پیدا کیا؟

۳۰۔ اس لئے میں تم سے ہر چیز کل بتاؤں گا اگر خدا کو منظور ہے"

۳۱۔ اور جبکہ یسوع نے یہ بات کہی اس نے

(ا) اللہ خالق (۲) اس عبارت کا مدعا ارسطو کے فلسفہ کی ایک قسم کی جانب میلان جو کہ قرون وسطیٰ کے اندر پھیلا ہوا تھا۔ (ر)

اللہ کا شکر کیا اور ہماری قوم کی نجات کے واسطے دعا مانگی اور ہم میں سے ہر ایک "آمین کہتا رہا"

فصل (ب) نمبر ۱۰۶

۱۔ پس جبکہ یسوع صبح کی نماز سے فارغ ہوا۔ وہ ایک کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھا اور اس کے شاگرد وہاں اس کے پاس گئے۔

۲۔ اس وقت یسوع نے کہا "قسم ہے اللہ کی جان کی (ت) وہ اللہ کہ میری جان اس کے حضور میں استادہ ہوگی کہ تحقیق بہت سے آدمی البتہ ہماری زندگی کے بارہ میں دھوکا دیئے گئے ہیں۔

۳۔ اس لئے کہ نفس اور حس دونوں باہم مضبوط بندش کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں یہاں تک کہ اکثر آدمی یہ ثابت کرتے ہیں کہ نفس اور حس یہ دونوں جزیں نیست کہ ایک ہی چیز ہے۔ یہ (لوگ) ان دونوں کے مابین عمل کے ذریعہ سے فرق کرتے ہیں نہ کہ جوہر (اصل) کے لحاظ سے اور یہ اس کا نام احساس کرنے والا اور بناتی اور عقلی نفس رکھتے ہیں۔

۴۔ مگر میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ درحقیقت نفس ہی ایک زندہ اور فکر کرنے والی چیز ہے۔

۵۔ ان کی حماقت کس قدر سخت ہے پس وہ عقلی نفس بدوں حیات کے کہاں پاتے ہیں؟ وہ ہرگز اسے نہ پائیں گے۔

۶۔ مگر زندگی کا بغیر حس کے پایا جانا آسان ہے جیسا کہ اس شخص میں دیکھا جاتا ہے جو کہ جب اس سے حس جدا ہو جاتی ہے بے ہوشی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

۷۔ تداوس نے جواب میں کہا: "اے معلمّ! جبکہ حس حیات سے جدا ہو جاتی ہے اس وقت تو انسان میں جان ہی رہتی"

۸۔ یسوع نے جواب دیا "تحقیق یہ بات صحیح نہیں ہے اس لئے کہ انسان اسی وقت جان کھو بیٹھتا ہے جبکہ نفس اس سے جدا ہو جائے کیونکہ نفس جسم کی طرف لوٹ کر نہیں آتا مگر بذریعہ کسی نشانی کے (ا)

۹۔ مگر حس اس خوف کے سبب سے بجھی جاتی رہتی ہے جو انسان کو لاحق ہو یا بسبب ایسے سخت غم کے جو نفس کو پیش آئے۔

۱۰۔ اس لئے کہ اللہ نے حس کو لذت حاصل کرنے کے واسطے پیدا کیا ہے (ب) اور اس کے بغیر زندگی بسر نہیں ہوتی جس طرح کہ بدن کھانے سے جیتا ہے اور نفس علم و محبت سے زندگی پاتا ہے۔

(ب) سورة النفس (ت) باللہ حی.

(ا) خلق اللہ النفس (ب) اللہ خالق.

۱۱۔پس یہ (حس) اس ناراضی کی وجہ سے نفس کی مخالفت کرتی ہے جو کہ اسکو بسبب گناہ کے جنت کی لذتوں سے محرومی پر لاحق ہوتی ہے۔
۱۲۔اس لئے اس شخص پر جو کہ حس کو جسمانی لذتوں کی غذا نہیں دینا چاہتا نہایت سخت اور بیحد تاکیدی طور سے واجب ہے کہ وہ اسے روحانی لذتوں کی غذا دے"
۱۳۔کیا تم سمجھتے ہو؟
۱۴ق۔میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق جس وقت اللہ نے حس کو پیدا کیا اسی وقت اس پر دوزخ (کی آگ) اور برف اور ایسی ٹھنڈی جمی ہوئی یخ کا حکم صادر کیا جو کہ برداشت سے باہر ہیں۔
۱۵۔اس لئے کہ حس نے کہا کہ: "بیشک وہ خود خدا ہے"
۱۶۔مگر جبکہ اللہ نے اس کو غذا دینے سے محروم بنا دیا اور اس کا کھانا اس سے لے لیا تب اس نے اقرار کیا کہ وہ اللہ کا بندہ اور اسی کے ہاتھوں کی ساختہ و پرداختہ ہے۔
۱۷۔اور اب تم مجھے بتاؤ کہ حس بدچلنوں کے اندر کیونکر اپنا کام کرتی ہے؟
۱۸۔یقیناً وہ ان کے لئے بمنزلہ اللہ کے ہے اس لئے کہ وہ حس ہی کی پیروی کرتے ہیں (اور) عقل اور اللہ کی شریعت سے منہ پھیر لیتے ہیں۔
۱۹۔تب وہ مکروہ ہو جاتے ہیں اور کوئی نیک کام نہیں کرتے۔

فصل نمبر ۱۰۷ (ا)

ا۔یونہی پس سب سے پہلی چیز جو کہ گناہ پر رنج کرنے کے بعد ہی آتی ہے وہ روزہ ہے۔
۲۔اس لئے کہ جو شخص یہ دیکھتا ہے کہ کسی قسم کے کھانے نے اس کو بیمار کر ڈالا ہے۔یہاں تک کہ وہ موت سے ڈرا ہے پس بیشک وہ آدمی اس کے بعد کہ اس چیز کے کھانے پر افسوس کرے گا۔اس سے منہ موڑے گا تا کہ بیمار نہ پڑے۔
۳۔پس گنہگار پر بھی ایسا ہی کرنا واجب ہے۔
۴۔تو جب وہ دیکھ لے کہ لذت نے اس کے اس دنیا کی عمدہ چیزوں کے بارہ میں حس کی پیروی کرنے کے سبب سے اس کو اپنے پیدا کرنے والے (ب) اللہ کا گنہگار بنا دیا ہے پس چاہئے کہ وہ رنج کرے کہ اس نے ایسا کیا ہے۔
۵۔کیونکہ یہ بات اس کو اس کی منجانب اللہ زندگی (ت) سے محروم بنا دے گی اور اسے جہنم کی ابدی موت عطا کرے گی۔

(ا) سورۃ الصوم (ب) اللہ خالق (ت) اللہ حی۔

۶۔مگر چونکہ انسان محتاج ہے اور وہ حس کو اس دنیا کی عمدہ چیزیں دیتے رہنے ہی تک زندہ رہا کرتا ہے۔ اس لئے اس پر یہاں روزہ واجب ہوا۔

۷۔پس اسے چاہئے کہ وہ اب سے ہی حس کو مارنا شروع کرے اور اللہ ہی کو (ث) اپنا آقا جانے۔

۸۔اور جب دیکھے کہ حس روزہ رکھنے کو ناپسند کرتی ہے تو اس کو لازم ہے کہ جس کے روبرو جہنم کی حالت رکھ دے جہاں کہ مطلقاً کوئی لذت ہی نہیں بلکہ بے انتہا رنج میں پڑتا ہے۔

۹۔اسے چاہیئے کہ جس کے آگے جنت کی خوشیوں کو رکھ دے جو کہ اس طرح کی بڑی ہیں کہ جنت کی لذتوں کا ایک ذرہ بھی البتہ دنیا کی تمام سرسبز لذتوں سے بہت بڑھا ہوا ہے۔

۱۰۔پس اس طریق سے جس کو تسکین دینا آسان ہوگا۔

۱۱۔اس لئے کہ بہت سی چیز حاصل کرنے کے واسطے تھوڑی پر قناعت کر لینا البتہ اس بات سے اچھا ہے کہ کل چیزوں سے محروم ہونے اور عذاب میں گھر بنانے کے ساتھ تھوڑی ہی چیز میں خواہش کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی جائے۔

۱۲۔اور تم پر لازم ہے کہ تم دعوتیں کرنے والے امیر (ا) کو یاد کر دتا کہ اچھی طرح روزہ رکھو۔

۱۳۔اس لئے کہ اس نے جب یہاں زمین پر ہر روز ناز و نعمت میں بسر کرنے کا ارادہ کیا وہ ابد تک پانی کے ایک قطرہ سے محروم بنایا گیا اسی اثناء میں کہ جب لعازر اس لئے کہ اس نے یہاں زمین پر (روٹی) روزوں پر ہی قناعت کی تھی ابد تک جنت کی لذتوں کے وسط میں زندگی بسر کرے گا۔

۱۴۔مگر توبہ کرنے والے کو ہوشیار رہنا چاہئے۔

۱۵۔اس لئے کہ شیطان یہ فکر رکھتا ہے کہ وہ ہر نیک کام کو باطل کر دے اور وہ توبہ کرنے والے کے کام سے بہ نسبت اس کے غیر کے زیادہ خصوصیت رکھتا ہے۔

۱۶۔کیونکہ توبہ کرنے والے نے شیطان کی نافرمانی کی ہے اور اس کے بعد کہ وہ اس کا وفادار غلام تھا اب پلٹ کر شیطان کا جانی دشمن بن گیا ہے۔

۱۷۔اسی سبب سے یہ قصد کرتا ہے کہ اسے کسی حال میں روزہ رکھنے پر آمادہ نہ بنائے بیماری کا شبہ دلا کر پس جبکہ یہ تدبیر کارگر نہیں ہوئی تو شیطان اس کو روزہ رکھنے میں غلو (سختی) برتنے پر بھکاتا ہے یہاں تک کہ اسے کوئی بیماری آ لگتی ہے تب وہ اس کے بعد آرام و راحت کی زندگی بسر کرتا ہے۔

۱۸۔پس جب شیطان اس بارہ میں کامیاب

(ث) اللّٰہ سلطان (ا) میر اور معاز فقیر کی اس مثال کی طرف اشارہ ہے جو پہلے مذکور ہو چکی ہے۔

نہ ہو تو وہ کوشش کرتا ہے کہ توبہ کرنے والے کو اس کے روزہ رکھنے میں صرف جسمانی غذا (چھوڑ دینے) پر قاصر بنا دے تا کہ وہ شیطان ہی جیسا ہو جائے جو کہ کچھ غذا نہیں کھاتا مگر وہ ہمیشہ گناہ کا ارتکاب کرتا رہتا ہے۔

۱۹۔ قسم ہے اللہ کی جان کی (ا) بیشک یہ بہت ہی بری بات ہے کہ آدمی بدن کو تو کھانے سے محروم کر دے مگر دل کو غرور سے بھر لے اور ان لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھے جو کہ روزہ نہیں رکھتے اور اپنے آپ کو ان سے افضل شمار کرے۔

۲۰۔ مجھے بتاؤ کہ آیا کوئی بیمار اس پرہیزی کھانے پر فخر کرتا ہے جو طبیب نے اس پر فرض بنایا ہے اور وہ لوگ جو پرہیزی کھانے پر اکتفا نہیں کرتے ان کو پاگل کہے گا۔

۲۱۔ بیشک نہیں بلکہ وہ اس بیماری پر افسوس کرے گا جس کے سبب سے اس کو محض پرہیزی کھانے پر اکتفا کرنا پڑتا ہے۔

۲۲۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ توبہ کرنے والے کو اپنے روزہ رکھنے پر فخر کرنا اور روزہ رکھنے والوں کی حقارت کرنا واجب نہیں۔

۲۳۔ بلکہ اس پر یہ واجب ہے کہ وہ اس گناہ کا غم کرے جس کی وجہ سے یہ روزہ رکھتا ہے۔

۲۴۔ اور جو توبہ کرنے والا روزہ رکھتا ہے اس پر یہ واجب نہیں کہ وہ مزہ دار اور مرغوب کھانا کھائے بلکہ روکھی سوکھی غذا پر اقتصار کرے۔

۲۵۔ پس کیا آدمی کوئی مزیدار کھانا اس کتے کو دے گا جو کاٹتا ہے اور اس گھوڑے کو جو لات مارتا ہے؟

۲۶۔ ہرگز نہیں بلکہ معاملہ برعکس ہے۔

۲۷۔ اور تمہارے لئے روزہ کے بارہ میں اتنا ہی بیان کافی ہونا چاہیئے۔

فصل نمبر ۱۰۸ (ب)

۱۔ "اب تم اس بات کے لئے کان دھرو جو میں تم سے شب بیداری کے بارہ میں کہتا ہوں۔

۲۔ تحقیق یہ یعنی نیند چونکہ دو قسم کی ہے یعنی بدن کی نیند اور نفس کی نیند (لہذا) تم پر واجب ہے کہ شب بیداری کے امر میں ڈرتے رہو تا کہ نفس نہ سو جائے (ا) بحالیکہ بدن بیدار ہو۔

۳۔ اس میں شک نہیں کہ یہ بڑی سخت غلطی ہوگی۔

۴۔ تم اس مثل کے بارہ میں کیا کہتے ہو کہ اسی اثنا میں کہ آدمی پیادہ جا رہا تھا وہ کسی چٹان سے ٹکرایا پس اس لئے کہ وہ اس بات سے بچے کہ اس کا پیر چٹان سے دوبارہ اس سے بڑھ کر صدمہ اٹھائے اس نے چٹان

(ا) باللہ حی۔

(ب) سورۃ النوم (ا) لزم علیٰ من یعبد اللہ بالبدن ولا نیوم ان لاینوم روحہ مع البدن۔ منہ۔

میں اپنے سر کی ٹکر ماری۔

۵۔پس اس جیسے آدمی کا کیا حال ہے؟"

۶۔شاگردوں نے جواب دیا۔"بیشک وہ بدبخت ہے اس واسطے کہ اس جیسا آدمی دیوانگی میں مبتلا ہے"

۷۔اس وقت یسوع نے کہا: تم نے بہت اچھا جواب دیا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو شخص بدن کے ساتھ بیدار اور نفس کے ساتھ مست خواب رہتا ہے وہ جنون کا مارا ہوا ہے۔

۸۔اور جس طرح سے کہ روحانی بیماری جسمانی بیماری سے بہت زیادہ خطرناک ہے پس (ویسے ہی) اس کی شفا بھی بہت زیادہ دشوار ہے۔

۹۔پس کیا اس حالت میں کوئی اس آدمی جیسا بدبخت شخص اس کے بعد فخر کر سکتا ہے کہ وہ بدن کے ساتھ سوتا ہے جو کہ زندگی کا سر ہے؟

۱۰۔تحقیق نفس کی نیند وہی اللہ (ب) اور اس کی خوفناک گرفت کا بھول جانا ہے۔

۱۱۔پس جو نفس کہ بیدار رہتا ہے وہی ہے جو اللہ کو ہر چیز اور ہر جگہ میں دیکھتا اور اس کی بزرگی کا ہر چیز کے اندر اور ہر چیز پر اور چیز سے بڑھ کر یہ جانتا ہوا شکر کرتا ہے کہ بیشک ہمیشہ ہر ایک لمحہ میں اللہ (ت) سے ایک نہ ایک نعمت اور رحمت پاتا ہے۔

۱۲۔پس اس وجہ سے اس کے کان میں خدا کے جلال کا خوف کرنے کے باعث یہ فرشتہ کا قول گونجتا ہے کہ: "اے مخلوقات تو جواب دہی کرنے کے لئے آ۔ کیونکہ تیرا معبود ارادہ کرتا ہے کہ تجھ سے جواب طلب کرے"

۱۳۔پس تحقیق یہ نفس ہمیشہ خدا کی خدمت میں لگا رہے گا۔

۱۴۔تم مجھے بتاؤ کہ آیا تم اس بات کو افضل سمجھتے ہو کہ ایک چھوٹے سے ستارہ کی روشنی کے ذریعے دیکھو۔ یا یہ کہ آفتاب کی روشنی کی مدد سے دیکھو؟"

۱۵۔اندراوس نے جواب میں کہا: "آفتاب کے نور سے نہ کہ ستارہ کی روشنی سے کہ ہم (اس کے ذریعہ) آس پاس کے پہاڑوں کو دیکھنے کی بھی قدرت نہیں رکھتے۔ اور سورج کی روشنی سے ہم ریت کے چھوٹے سے چھوٹے ذرہ کو دیکھتے ہیں۔

۱۶۔اسی وجہ سے ہم ستارہ کی روشنی پر ڈرتے ہوئے چلتے ہیں۔ مگر سورج کی روشنی میں اطمینان کے ساتھ چلا کرتے ہیں"

فصل نمبر ۱۰۹ (ا)

۱۔یسوع نے جواب دیا "میں تم سے

(ب) اللہ حکیم (ت) اللہ ھدیٰ والرحمٰن

(ا) سورۃ الغافلون۔منہ

کہتا ہوں کہ اسی طرح تم پر بذریعہ نفس بیدار رہنا واجب ہے۔ اس آفتاب عدل سے جو ہمارا اللہ ہے تم بدنی بیداری پر ہرگز فخر نہ کرو۔

۲۔ اور یہ بات پوری طرح صحیح ہے کہ جہاں تک ہو سکے بدنی نیند سے بچنا واجب ہے مگر یہ کہ اس کا قطعاً روک دینا البتہ محال ہے۔ اس لئے کہ حس اور بدن دونوں کھانے سے بوجھل ہوتے ہیں اور عقل کاموں کی مصروفیت میں (گراں بار ہے)

۳۔ اسی لئے اس شخص پر جو بہت کم سونا چاہتا ہے کہ وہ بہت زیادہ کاموں اور کثرتِ طعام سے پرہیز رکھے۔

۴۔ قسم ہے اللہ کی جان کی (ب) وہ اللہ کہ اسی کے حضور میں میری جان استادہ ہوئی کہ بیشک ہر رات کو کچھ سو رہنا جائز ہے مگر یہ ہرگز جائز نہیں کہ اللہ اور اس کی پر ہیبت عدالت سے (ت) غفلت (ث) کی جائے اور نفس کی نیند نہیں ہے مگر یہی غفلت۔

۵۔ اس وقت اس نے جواب دیا جو کہ لکھ رہا ہے کہ "اے معلّم! ہمارے لئے کیونکر ممکن ہے کہ ہم اللہ کو ہمیشہ یاد کرتے رہیں؟"

۶۔ بے شک ہمیں تو یہ محال نظر آتا ہے"

۷۔ تب یسوع نے ٹھنڈا سانس لے کر کہا "بے شک یہ بہت بڑی بدبختی ہے جس کو انسان برداشت کرتا ہے اے برناباس! اس لئے کہ انسان یہاں زمین پر یہ قدرت نہیں رکھتا ہے کہ وہ اللہ اپنے پیدا کرنے والے (ج) کو ہمیشہ یاد کرے۔

۸۔ مگر پاک آدمی کہ وہ اللہ کو ہمیشہ یاد کیا کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ان میں اللہ کی نعمت (ح) کا نور ہے یہاں تک کہ وہ قدرت ہی نہیں رکھتے کہ اللہ کو بھول جائیں۔

۹۔ مگر تم مجھے بتاؤ کہ آیا تم نے ان آدمیوں کو دیکھا ہے جو کہ کانوں سے نکالے ہوئے پتھروں (کو تراشنے) میں مشغول ہوتے ہیں وہ کیونکر ہمیشہ کی مشق سے اس کام کے ایسے عادی ہو گئے ہیں کہ اب وہ باہم باتوں میں لگ جاتے ہیں اور برابر لوہے کے آلہ کو بغیر اس کے کہ وہ پتھر کی طرف نظر کریں اس میں مارتے رہتے ہیں اور وہ باوجود اسکے اپنے ہاتھوں کچھ صدمہ نہیں پہنچاتے؟

۱۰۔ پس اب تم بھی ایسا ہی کرو۔ تم رغبت کرو کہ پاک رہو اگر تمہیں یہ پسند ہے کہ تم پوری طرح غفلت کی بدبختی پر غالب ہو۔

۱۱۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ پانی مضبوط سے مضبوط چٹان کو ایک ہی بوند ٹپکنے کے ساتھ جس کا وقوع عرصۂ دراز تک پتھر پر متواتر ہو توڑ دیتا ہے۔

(۱) باللہ حی (ت) اللہ حکیم (ث) لا یجوز ان یغفل اللہ والقیمۃ روح نوم (نوم روح)

(۱) اللہ خالق (ح) اللہ ھدی

۱۲۔ کیا تم جانتے ہو کہ تم کس لئے اس مصیبت پر غالب نہیں آئے۔

۱۳۔ اس لئے کہ تم نے یہ ادراک ہی نہیں کیا کہ وہ گناہ ہے۔

۱۴۔ اسی واسطے میں تم سے کہتا ہوں کہ ''اے انسان یہ امر غلطی کی قسم میں سے ہے کہ کوئی امیر تجھ کو کسی طرح کا عطیہ بخشے۔ پس تو اس سے اپنی دونوں آنکھیں بند کرے اور اس کی طرف اپنی پیٹھ پھیر دے۔

۱۵۔ اسی طرح وہ لوگ غلطی کرتے ہیں جو کہ اللہ سے غافل ہوتے ہیں۔

۱۶۔ اس لئے کہ انسان ہر وقت عطیے اور نعمت اللہ (ا) سے حاصل کرتا رہتا ہے''

فصل (ب) نمبر ۱۱۰

۱۔ ''ہاں! واپس مجھے بتاؤ کہ آیا اللہ (ت) تم پر ہر وقت انعام نہیں کرتا؟

۲۔ بے شک حق یہ ہے کہ وہ (اللہ) تم پر اس دم کے ساتھ دائمی بخشش کرتا ہے جس سے تم جیتے ہو۔

۳۔ سچ سچ میں تم سے کہتا ہوں کہ جس وقت تمہارا بدن سانس لے تمہارے دل پر الحمدللہ (ث) کہنا واجب ہے۔

۴۔ اس وقت یوحنا نے کہا۔ ''اے معلّم! تحقیق جو کچھ تو کہتا ہے البتہ یہی حق اور بالکل حق ہے پس اے معلّم! تو ہم کو اس اچھے حال تک پہنچنے کا طریقہ سکھلا''

۵۔ یسوع نے جواب میں کہا: ''میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ بیشک اس حال کو پہنچنا کسی شخص کے لئے انسانی قوتوں (ج) سے میسر نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ ہمارے رب (ح) کی رحمت سے حاصل ہوتا ہے

۶۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ انسان پر اچھی چیز ہی کی خواہش کرنا واجب ہے تاکہ اللہ (خ) اسے وہی بخشے۔

۷۔ تم مجھے بتاؤ کہ آیا جب تم دستر خوان پر بیٹھے ہو اس وقت کیا تم انہی کھانوں کو لوگے کہ تم ان کی طرف دیکھنے کو بھی برا جانتے ہو؟ ہرگز نہیں۔

۸۔ ایسے ہی میں تم سے کہتا ہوں کہ بیشک تم اس چیز کو کبھی نہ پاؤ گے جس کو تم دل سے نہیں چاہتے۔

۹۔ تحقیق اللہ اس پر قادر ہے (د) کہ اگر تم پاکیزگی کی خواہش کرو۔ تو تم کو پلک مارنے سے بھی کمتر عرصہ میں پاک کر دے۔

۱۰۔ مگر ہمارا اللہ چاہتا ہے کہ ہم انتظار

(ا) اللہ وھاب ورحمٰن (ب) سورۃ الولاتہ (ت) اللہ وھاب

(ث) کلما تنفس لزم علیٰ القاب بشکر اللہ تعالیٰ.

(ج) ان ترید ان یجعل اللہ لک خیر الزم علیک ان یتمع کلما تنفس لزم

(د) خیمع لخیراً (تطمع لخیر؟) منہ (ح) اللہ سلطان و معطی

(خ) اللہ الرحمٰن (د) اللہ قدیم (قدیر)

کریں اور مانگیں تا کہ انسان کو عطیہ (چیز) اور عطا کرنے والے کی خبر ہو۔

۱۱۔ آیا تم نے ان آدمیوں کو دیکھا ہے۔ جو نشانہ بازی کی مشق کیا کرتے ہیں؟

۱۲۔ حق یہ ہے کہ وہ لوگ متعدد مرتبہ بیکار تیر چلاتے ہیں۔

۱۳۔ اور خواہ کچھ ہی حال ہو مگر وہ مطلق پسند نہیں کرتے کہ بیفائدہ تیر چلائیں لیکن وہ ہمیشہ یہی امید کرتے ہیں کہ ٹھیک نشانہ پر مارینگے۔

۱۴۔ پس تم بھی ایسا ہی کرو جو کہ ہمیشہ یہ خواہش کرتے ہو کہ اللہ کو یاد رکھو (ا)

۱۵۔ اور جب کبھی تم غافل ہو جاؤ تو توبہ کرو،

۱۶۔ اسلئے کہ اللہ تم کو ایسی نعمت بخشیگا تا کہ تم ان سب چیزوں تک پہنچ جاؤ جن کو کہ میں نے کہا ہے"۔

۱۷۔ تحقیق روزہ اور روحی بیداری دونوں باہم لازم ملزوم ہیں' یہاں تک کہ اگر کوئی ایک بیداری کو باطل کردے تو معاً روزہ بھی باطل ہو جائے گا۔

۱۸۔ اس لئے کہ انسان گناہ کر کے نفس کے روزہ کو باطل کرتا اور اللہ سے غافل ہو جاتا ہے'

۱۹۔ اور اسی طرح پر پس بیشک بیداری اور روزہ نفس کی جانب سے دونوں ہمارے اور تمام آدمیوں کیلئے ہمیشہ لازم ہیں۔

۲۰۔ کیونکہ یہ بات کسی ایک کے لئے جائز نہیں کہ وہ خطا کرے (ب)

۲۱۔ بہرحال بدن کا روزہ اور اس کی بیداری پس تم میری بات سچ مانو کہ یہ دونوں غیر ممکن ہیں ہر وقت میں۔ اور نہ کہ واسطے ہر شخص کے۔

۲۲۔ اس لئے کہ (بہت سے) بیمار اور بوڑھے (آدمی) اور حاملہ عورتیں اور ایک گروہ پرہیزی کھانے پر قاصر کرائے گئے اور بچے وغیرہ کمزور جسم والے (آدمی) بھی پائے جاتے ہیں۔

۲۳۔ اور جس طرح کہ ہر شخص اپنے خاص انداز کے موافق لباس پہنتا ہے ویسے ہی اس پر واجب ہے کہ اپنے روزہ کو بھی اختیار کرے۔

۲۴۔ اس لئے کہ جس طرح بچے کے کپڑے تیس برس کی عمر کے آدمی کو درست نہیں آتے اسی طرح ایک آدمی کا روزہ اور اس کی بیداری دوسرے آدمی کو ٹھیک نہیں ہوتی۔

فصل (ت) نمبر ۱۱۱

۱۔ مگر شیطان سے ڈرتے رہو کہ وہ اپنی ساری قوت ادھر متوجہ کرے کہ تم رات کے [illegible]وان میں جاگتے رہو اور پھر اس کے بعد

(ا) ھدی اللہ .

(ب) لایحزن ان یعمل الحرم لواحد منہ (ت) سورۃ الزمان

اس وقت سو جاؤ۔ جس وقت کہ تم پر اللہ کی ہدایت سے واجب ہوتا ہے کہ تم نماز پڑھو اور اللہ کا کلام سننے پر توجہ کرو۔

۲۔ یہ تم مجھے بتاؤ کہ آیا تم اس بات کو پسند کرو گے کہ تمہارا ایک ولی دوست خود تو گوشت کھائے اور تم کو ہڈیاں دے؟"

۳۔ بطرس نے جواب میں کہا "اے معلّم! نہیں! اس لئے کہ ایسا آدمی دوست کہلانے کا مستوجب نہیں بلکہ اس کو ٹھٹے باز کہنا واجب ہے۔"

۴۔ تب یسوع نے آہ بھر کے جواب دیا: اے بطرس! تو نے بیشک سچ بات کہی ہے اس لئے کہ جو آدمی بدن کے ساتھ ضروریات سے زیادہ شب بیداری کرتا ہے بحالیکہ وہ سو رہا یا نیند سے سرگرداں ہے اس وقت پر جب کہ اس پر واجب ہوتا ہے کہ وہ نماز پڑھے یا اللہ کے کلام پر کان دھرے۔ تو اس جیسا بدنصیب سچ مچ اپنے پیدا کرنے والے اللہ (۱) سے ٹھٹھا کرتا اور اس گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔

۵۔ اور علاوہ ازیں وہ چور بھی ہے کیونکہ وہ اس وقت کو چراتا ہے جس کی نسبت واجب ہے کہ اللہ ہی کو دے اور کہ اس کو صرف کرے جس وقت اور جس قدر کہ اللہ چاہے۔

۶۔ ایک آدمی تاکہ وہ اپنے دشمنوں کو ایک برتن میں سے جس میں اس کی سب سے اچھی شراب تھی (شراب) پلاتا تھا۔ اس حالت میں جب کہ شراب بہت اعلیٰ درجہ کی تھی۔ پھر جس وقت شراب تلچھٹ ہو گئی اس وقت اپنے آقا کو پلائی۔

۷۔ پس تم کیا خیال کرتے ہو کہ آقا اپنے غلام کے ساتھ کیا کرے گا۔ جبکہ وہ ہر چیز کو معلوم کرے گا اور غلام اس کے روبرو ہو گا؟

۸۔ حق یہ ہے کہ وہ (آقا) اس (غلام) کو البتہ مارے گا اور قتل کر دے گا منصفانہ ناراضی سے دنیا کے قوانین پر چلتے ہوئے۔

۹۔ پس اس حالت میں اللہ اس آدمی سے کیا سلوک کرے گا۔ جو اپنا بہترین وقت کام دھندوں میں اور سخت روی وقت نماز اور شریعت کے مطالعہ میں صرف کیا کرتا ہے؟۔

۱۰۔ تباہی ہے دنیا کے لئے اس واسطے کہ اس کا دل اس گناہ سے گراں بار ہے اور اس چیز سے بھی جو کہ اس گناہ سے بڑھ کر ہے۔

۱۱۔ اسی لئے جب میں نے تم سے یہ کہا کہ ہنسی کا رونے سے، دعوتوں کا روزہ سے، اور سونے کا بیداری سے مل جانا واجب ہے میں نے تین لفظوں میں وہ سب کچھ اکٹھا کر دیا جس کو تم نے سن لیا ہے۔

۱۲۔ اور وہ یہ ہے کہ انسان کو یہاں زمین پر ہمیشہ روتے رہنا واجب ہے اور رونے کا دل

(۱) اللہ خالق

سے ہونا لازم ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا پیدا کرنے والا ناخوش ہے۔

۱۳۔ اور تم پر روزہ رکھنا اس لئے واجب ہے کہ تم کو حس پر غلبہ اور قابو رہے۔

۱۴۔ اور یہ کہ تم بیدار رہو تاکہ تم گناہ نہ کرو۔

۱۵۔ اور جسمانی رونا اور روزہ اور بیداری بحالیکہ دونوں بدنی ہوں واجب ہے کہ یہ سب افراد کے جسم کے موافق ہوں"۔

فصل نمبر ۱۱۲ (۱)

۱۔ اور اس کے بعد کہ یسوع نے یہ تقریر کی پھر کہا! "تم پر واجب ہے کہ مزارعوں کے وہ پھل تلاش کرو جن پر ہماری زندگی کا قیام ہے۔ اس لئے کہ آٹھ دن سے ہم نے کچھ غذا نہیں کھائی ہے۔

۲۔ پس اسی سبب سے میں اپنے خدا کے حضور میں دعا کرتا اور برنباس کے ساتھ تمہارا منتظر رہتا ہوں"۔

۳۔ تب شاگرد اور رسول سب کے سب چار چار اور چھ چھ (اکٹھا) ہو کر چلے اور یسوع کے حسب فرمان راستہ میں رواں ہوئے۔

۴۔ اور یسوع کے ساتھ یہ شخص رہ گیا جو لکھتا ہے۔

۵۔ پس یسوع نے روتے ہوئے کہا! اے برنباس! ضروری ہے کہ میں تجھ پر بڑے بڑے راز کھول دوں کہ تجھے ان کا (دنیا پر ظاہر) کرنا میرے دنیا سے چلے جانے کے بعد واجب ہوگا۔

۶۔ تب لکھنے والے نے روتے ہوئے جواب دیا۔ "اے معلّم! مجھے اور میرے غیر کو بھی رونے کی اجازت دے اس لئے ہم گنہگار ہیں۔

۷۔ اور تو اے وہ شخص کہ پاک اور اللہ کا نبی ہے تجھے یہ زیبا نہیں کہ بہت روتا رہے"۔

۸۔ یسوع نے جواب میں کہا۔ اے برنباس! میری بات سچ مان کہ تحقیق میں اس قدر رونے کی طاقت نہیں رکھتا جس قدر رونا مجھ پر واجب ہے۔

۹۔ اس لئے کہ اگر کاش لوگ مجھ کو اللہ نہ کہتے تو البتہ میں نے یہیں اللہ کو دیکھ لیا ہوتا۔ جیسا کہ وہاں جنّت میں دیکھا جائے گا۔ اور البتہ میں قیامت کے دن کے ڈر سے بے خوف ہو گیا ہوتا۔

۱۰۔ مگر اللہ جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں کیونکہ میرے دل میں کبھی نہیں آیا کہ میں اپنی تئیں ایک محتاج بندہ سے زیادہ شمار کروں۔

۱۱۔ بلکہ میں تجھ سے کہتا ہوں کہ اگر کاش میں اللہ نہ کہا جاتا تو البتہ جس وقت میں دنیا سے جاتا جنت کی طرف اٹھا لیا جاتا، مگر اب پس حساب دینے کے وقت تک وہاں نہ جاؤنگا۔

(۱) سورۃ عیبنی الم (المه عیبنی؟)

۱۲۔پس تو اب دیکھ لیگا اگر میرے واسطے ہی مناسب ہوگا۔

۱۳۔پس اے برنباس تو معلوم کر کہ اسی وجہ سے مجھ پر (اپنی) حفاظت کرنا واجب ہے اور عنقریب میرا ایک شاگرد مجھے تیس سکوں کے ٹکڑوں کے باعوض بیچ ڈالے گا۔

۱۴۔اور اس بنا پر پس مجھ کو اس بات کا یقین ہے کہ جو شخص مجھے بیچے گا وہ میرے (ہی) نام سے قتل کیا جائے گا۔

۱۵۔اس لئے کہ اللہ مجھ کو زمین (ا) سے اوپر اٹھالے گا اور بے وفا کی صورت بدل دیگا یہاں تک اس کو ہر ایک یہی خیال کرے گا کہ میں ہوں۔

۱۶۔مگر جب مقدس محمد رسول (ب) اللہ آئیگا وہ اس بدنامی کے دھبے کو مجھ سے دور کرے گا۔

۱۷۔اور اللہ یہ اس لئے کریگا کہ میں نے مَسِیا کی حقیقت کا اقرار کیا ہے وہ مَسِیا جو مجھے یہ نیک بدلہ دیگا یعنی کہ میں پہچانا جاؤں کہ زندہ ہوں اور یہ کہ میں ایسی موت مرنے کے دھبے سے بری ہوں۔"

۱۸۔تب اس شخص نے جو لکھتا ہے جواب میں کہا: "اے معلّم! مجھکو بتا کہ وہ کمبخت کون ہے اسلئے کہ میں چاہتا ہوں کہ کاش اس کا گلا گھونٹ کر اسے مار ڈالوں۔"

۱۹۔یسوع نے جواب دیا۔ "چپ! اسلئے کہ اللہ ایسا ہی چاہتا ہے پس وہ (شخص) قدرت نہیں رکھتا کہ اس کے سوا کچھ اور کرے (ت)

۲۰۔مگر جب یہ مصیبت میری ماں پر آئے تو اس سے سچ اور حق بات کہنا تاکہ وہ تسلی پائے۔

۲۱۔اس وقت اس لکھنے والے نے جواب میں کہا کہ "اے معلّم! بے شک میں کرونگا اگر خدا نے چاہا۔ (ث)

فصل (ج) نمبر ۱۱۳

۱۔اور جبکہ شاگرد آئے وہ صنوبر کے ڈبے حاضر لائے اور انہوں نے بحکم خدا ایک مقدار جو کہ تھوڑی نہ تھی کھجوروں کی پائی۔

۲۔اور ظہر کی نماز کے بعد سب نے یسوع کے ساتھ (کھانا) کھایا۔

۳۔یسوع جبکہ وہاں (دیگر) رسولوں اور شاگردوں نے اس لکھنے والے کے چہرے کو (رنج سے) سیاہ دیکھا وہ ڈرے کہ کہیں یسوع پر دنیا سے جلد تر جانا واجب نہ ہو گیا ہو۔

۴۔تب یسوع نے انکو یہ کہتے ہوئے تسلی دی کہ "تم مت ڈرو اسلئے کہ میرا وقت اب تک نہیں آیا ہے کہ ابھی تھوڑے زمانہ تک

(ا) اللہ حافظ (ب) محمد رسول اللہ

(ت) تقدم اللہ شدید (ث) ان شاء اللہ (ج) سورۃ توبہ۔

(ا) تمہارے ساتھ اور بھی ٹھہروں گا۔

۵۔ ا(؟) وجہ سے مجھ کو تمہیں اب یہ بتا دینا واجب ہے جیسا کہ میں نے تمام اسرائیل کے مجمع میں کہا ہے کہ تم توبہ کی بشارت دو تا کہ اللہ (ح) اسرائیل کی خطاؤں پر رحم کرے۔

۶۔ اور چاہئے کہ ہر ایک کاہلی سے پرہیز کرے اور خاص کر وہ جو کہ جسمانی سزا کو کام میں لاتا ہے۔

۷۔ اس لئے ہر درخت جو کہ اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈال دیا جاتا ہے (ا)

۸۔ ایک ملکی آدمی کا ایک انگورستان (۲) تھا اور اس کے وسط میں ایک چمن تھا جس میں ایک انجیر کا درخت تھا۔

۹۔ اور جبکہ اس درخت میں اس کے مالک نے جس وقت وہ آتا تھا تین سال کی مدت تک کوئی پھل نہ پایا اور جبکہ وہ دیکھا کرتا تھا۔ کہ ہر دوسرا درخت پھل لایا ہے۔ اس نے باغبان سے کہا "تو اس خراب درخت کو کاٹ ڈال کیونکہ یہ زمین پر بیکار بوجھ ڈالتا ہے۔

۱۰۔ تب باغبان نے جواب دیا "میرے آقا ایسی بات نہیں: اسلئے کہ یہ ایک خوبصورت درخت ہے۔

۱۱۔ تب اس سے زمین کے مالک نے کہا: چپ رہ پس بیشک مجھ کو بیکار کی خوبصورتی اچھی نہیں معلوم ہوتی۔

۱۲۔ اور تجھ کو یہ جاننا واجب ہے کہ کھجور اور بلسان کے درخت دونوں انجیر کے درخت سے زیادہ خوشنما ہیں۔

۱۳۔ مگر میں نے پہلے اپنے گھر کے صحن میں ایک پودہ کھجور کا اور بلسان کا نصب کیا اور ان دونوں کو نفیس دیواروں سے گھیر دیا لیکن جبکہ وہ دونوں کوئی پھل نہ لائے بلکہ پتے ہی (گرائے کردہ) ایک دوسرے پر ڈھیر ہو گئے اور گھر کے آگے کی زمین خراب کر دی میں نے ان دونوں ہی کو (وہاں سے) دوسری جگہ لے جانے کا حکم دیا۔

۱۴۔ تو آیا اس حالت میں ایک گھر سے دور انجیر کے درخت کو چھوڑ دوں گا کہ وہ میرے باغ اور میرے انگورستان پر بار گراں بنے جہاں کہ ہر ایک دوسرا درخت پھل لاتا ہے؟ بیشک میں آیندہ اس کو برداشت نہ کروں گا۔

۱۵۔ تب اس وقت باغبان نے کہا اے آقا! زمین کی مٹی تو ضرور بہت عمدہ ہے بس تو اس حالت میں ایک سال اور انتظار دیکھ۔

۱۶۔ میں انجیر کے درخت کی شاخیں چھانٹ دوں گا اور اس کے پاس سے کھاد ملی ہوئی مٹی ہٹا کر سادہ مٹی اور کنکر ڈال دوں گا۔ تب پھل لائے گا۔

۱۷۔ زمین کے مالک نے جواب دیا: "اچھا تو اب جا اور ایسا ہی کر میں منتظر رہوں گا اور انجیر

اللہ رحمٰن (ا) یوحنا ۱۴:۱۹

(ا) متی ۱۲، لوقا ۳:۹ (۲) ۳:۶-۹

لے یہ جز کا ترجمہ ہے جس کے معنی ہیں شرعی سزا ۱۲ مترجم

پھل لائے گا۔'' آیا تم نے یہ مثال سمجھ لی؟''

۱۷۔شاگردوں نے جواب دیا: ''اے سید! ہرگز نہیں سمجھی۔ بس تو ہی ہم سے اس کا مطلب بیان کر۔

فصل نمبر ۱۱۴ (ا)

۱۔یسوع نے جواب میں کہا: ''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ملک کا مالک اللہ (ب) ہے اور باغباں اس کی شریعت ہے۔

۲۔پس اس صورت میں جنت کے اندر اللہ کے پاس کھجور اور بلسان کے درخت تھے۔

۳۔پھر اللہ نے ان دونوں درختوں کو نکال پھینکا کیونکہ وہ دونوں نیک اعمال کی قسم سے کوئی پھل نہیں لائے بلکہ انہوں نے کئی نامناسب الفاظ منہ سے نکالے جو کہ بہت سے فرشتیوں اور آدمیوں پر آفت (کے سبب) بن گئے۔

۴۔اور چونکہ اللہ نے انسان کو اپنی اس مخلوقات کے وسط میں رکھا تھا جو اس کے حسب الحکم سب اس کی عبادت کرتی ہے تب اگر وہ انسان ایسا ہو تو جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ کوئی پھل ہی نہ لائے تو بیشک اللہ کاٹ ڈالے گا اور جہنم میں جھونک دیگا۔

۵۔اس لئے کہ اللہ نے فرشتے اور سب سے پہلے انسان کو بھی معافی نہیں دی پس فرشتہ کو ہمیشہ کی سزا دی اور انسان کو ایک وقت تک گرفتار عذاب کیا۔

۶۔پس اسی وجہ سے اللہ کی شریعت کہتی ہے کہ انسان کیلئے بہت سی عمدہ چیزیں ان چیزوں سے بڑھ کر ہیں جو اس زندگی میں واجب ہوتی ہیں۔

۷۔تب اس سبب سے اس پر واجب ہے کہ وہ تنگ حالی کو برداشت کرے اور دنیا کی پاکیزہ چیزوں سے محروم بنے تا کہ نیک کام کرے۔

۸۔اور اسی بنا پر اللہ انسان کو مہلت دیتا ہے تا کہ وہ توبہ کرے۔(ا)

۹۔میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ہمارے اللہ نے انسان پر کام کرنے کا اسی غرض سے حکم لگایا ہے جس کو کہ اللہ کے دوست اور نبی ایوب (ا) نے کہا ہے کہ ''جس طرح چڑیا اڑنے کے لئے پیدا کی گئی ہے اور مچھلی تیرنے کے واسطے اسی طرح انسان عمل کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔''

۱۰۔اور اسی طرح ہمارا باپ اللہ کا نبی داؤد (۲) کہتا ہے ''اس لئے کہ جب ہم اپنے

(ا) سورۃ التلبل توب ۲ توتبہ التلبل ۹ (ب) اللہ مالک (ا) اللہ صبر وتواب (ا) ایوب ۵:۷ زبور ۱۱۳:۲

ہاتھوں کی محنت کی کمائی کھائیں گے۔ برکت دیئے جائیں گے اور یہ بات ہمارے واسطے اچھی (ب) ہوگی۔"

۱۱۔اس سبب سے ہر ایک پر واجب ہے کہ وہ اپنی صفت کے موافق عمل کرے۔

۱۲۔خبردار پس تم ہی مجھ کو بتاؤ کہ جب ہمارا باپ داؤدؑ اور اس کا بیٹا سلیمانؑ یہ دونوں اپنے ہاتھوں سے کام کرتے رہے تھے تو گنہگار پر کیا کرنا واجب ہے؟"

۱۳۔تب یوحنا نے کہا: "اے معلّم! بیشک عمل اچھی چیز ہے مگر فقیروں ہی پر واجب ہے کہ اسے بجالائیں۔

۱۴۔تب یسوع نے جواب میں کہا: "بے شک اس لئے کہ وہ اس کے سوا کچھ اور کرنے کی قدرت ہی نہیں رکھتے۔

۱۵۔مگر کیا تو نہیں جانتا ہے کہ نیک پر نیک ہونے کے لئے یہ واجب ہے کہ وہ ضرورت سے خالی (الگ تھلگ) رہے (ت)

۱۶۔پس سورج اور دوسرے سیارے خدا کے حکموں ہی سے قوت پاتے ہیں۔ یہاں تک وہ اس کے سوا کوئی کام کرنے کی قدرت نہیں رکھتے پس ان کی کوئی بڑائی نہیں ہے۔

۱۷۔تم مجھے بتاؤ کہ آیا جب اللہ نے (ث) عمل کا حکم دیا ہے تو کیا یہ بھی کہا ہے کہ فقیر اپنے منہ کے پسینہ سے زندگی بسر کرے۔"

۱۸۔ایوبؑ نے کہا ہے کہ جس طرح چڑیا اڑنے کے لئے پیدا کی گئی ہے ویسے ہی فقیر کام کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

۱۹۔بلکہ اللہ نے انسان سے کہا ہے کہ: 'تو اپنے منہ کے پسینہ سے اپنی روٹی کھا۔

۲۰۔اور ایوبؑ نے کہا ہے کہ! 'انسان کام کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

۲۱۔پس اس بنا پر جو کہ انسان نہیں وہ اس حکم سے معاف کیا گیا ہے۔

۲۳۔پس اگر کاش یہ سب کام کرتے اور ان میں کے بعض زمین میں عمل (کھیتی) کرتے اور دوسرے پانی کے اندر مچھلیوں کے شکار میں۔تو البتہ دنیا بہت بڑی خوشحالی میں ہوتی۔

۲۴۔اور واجب ہے کہ اس کمی پر حساب خوفناک دن (قیامت) میں حساب دیا جائے

فصل (۱) نمبر ۱۱۵

۱۔"چاہئے کہ انسان مجھکو بتائے۔ کہ وہ دنیا میں کیا چیز لایا ہے جس کے سبب سے وہ کاہلی

(ب)قال داؤد فی الزبور ان قنع الانسان ما کسب بیده حلالا یکون خیا خیرا الهم الولایة، منه.

(ت)خیر شئی مایکون بالا خیار ماکان بلا اخیار لا یکون خیرا، منه

(۱)سورة النجس (النجبث) شهوة توب.

کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے (ب)

۲۔ پس یہ یقینی بات ہے کہ انسان ننگا اور کسی چیز پر قدرت نہ رکھنے والا پیدا ہوا۔ پس وہ ہر گز اس سب کا مالک نہیں جو کہ (اس نے) پایا ہے' بلکہ وہ اس میں تصرف کرنے والا ہے'۔

۳۔ اور اس پر واجب ہے کہ اس کی بابت اس خوفناک دن میں ایک حساب پیش کرے۔

۴۔ اور واجب ہے اس بری خواہش سے بہت ڈرتا رہے جو کہ انسان کو غیر ناطق حیوانات سے مشابہ بنا دیتی ہے۔

۵۔ اس لئے کہ انسان کا دشمن اس کے گھر والوں ہی میں سے ہے۔ یہاں تک کہ ایسی جگہ کہ جانا ممکن ہی نہیں کہ دشمن وہاں نہ آ پہنچے۔

۶۔ اور کتنے زیادہ ہیں وہ آدمی جو کہ خواہش کی وجہ سے (ت) ہلاک ہوئے۔

۷۔ پس خواہش کی وجہ سے طوفان آیا (۱) یہاں تک کہ دنیا اللہ کی رحمت کے سامنے ہلاک ہو گئی اور نہیں بچے مگر فقط نوح اور اسی (۲) شخص انسانوں کی جنس سے۔

۸۔ خواہش ہی کے سبب سے اللہ نے تین شریر شہروں کو (۳) تباہ کیا کہ ان میں سے لوط اور اس کی دو اولاد کے سوا کوئی نہ بچا۔

۹۔ شہوت ہی کے سبب سے قریب ہوا کہ بنیامین کا سبلط فنا ہو جائے۔ (۴)

۱۰۔ اور میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق اگر میں تمہیں ان لوگوں کو گناؤں جو کہ شہوت کے سبب سے ہلاک ہوئے ہیں تو البتہ میرے واسطے پانچ دن کی مدت (بھی) کافی نہ ہو گی۔

۱۱۔ یعقوب نے جواب میں کہا: 'اے سید! شہوت کے معنی کیا ہیں''؟

۱۲۔ تب یسوع نے جواب دیا (ث) تحقیق شہوت۔ یہ منہ زور عشق ہے اگر عقل اس کی رہنمائی نہ کرے تو یہ بصیرت اور جذبات کی حدوں سے آگے بڑھ جاتی ہے۔

۱۳۔ یہاں تک کہ تحقیق انسان جبکہ وہ اپنے نفس کو نہ پہچانتا ہو تو وہ دوست رکھے گا اس چیز کو جس کا برا سمجھنا اس پر واجب ہے۔

۱۴۔ تم مجھے سچا مانو جبکہ انسان نے کسی چیز کو دوست رکھا۔ مگر نہ اس حیثیت سے کہ اللہ نے اس کو یہ چیز عطا کی ہے پس وہ زنا کار ہے۔

۱۵۔ اس لئے کہ اس نے اپنے نفس کو مخلوق کے ساتھ متحد بنایا ہے۔ بحالیکہ یہی نفس ایسی چیز ہے۔ جس کا اپنے خالق (۱) اللہ کے ساتھ متحد رہنا واجب ہے۔

(ب) یاابن آدم خبرنا ما اتیتم فی الدنیا یحمدون لانه تعتمدون علیهم "لا یعملون قوم "تعلمون ؟" شی. منه (ت) لقوم نوح وقوم لوط ذکر منه (۱) پیدائش ۶: ۱۔ ۹ (۲) توراۃ میں دیکھو پیدائش ۶: ۱۸ اور بطرس ۱ ۵: ۳ (۳) پیدائش ۱۹۔

(ث) شہادات بیان پیدائش ۱۹ (۴) (۱) اللہ خالق وتواب

۱۶۔ اور اسی سبب سے اللہ نے اشعیا نبی (ا) کی زبانی مذاکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ: "تحقیق تو نے بہت سے عاشقوں کے ساتھ زنا کیا ہے مگر (اب بھی) تو اپنے سب سے پہلے عاشق کی طرف رجوع کر۔"

۱۷۔ قسم ہے اللہ کی جان کی (ب) وہ اللہ کہ میری جان اس کے حضور میں استادہ ہوگی کہ اگر انسان کے دل میں اندرونی شہوت نہ ہوتی تو البتہ وہ بیرونی شہوت (کے جال) میں نہ پھنستا۔ اس لئے اگر جڑیں اکھاڑ دی جائیں تو درخت بہت جلد مر جاتا ہے۔

۱۸۔ پس مرد کو اس حالت میں اسی عورت پر قناعت کرنی چاہیئے کہ ہر دوسری عورت کو بھول جائے۔

۱۹۔ اندراوس نے جواب میں کہا! "انسان عورتوں کو کس طرح بھول جائے جبکہ وہ شہر میں زندگی بسر کرے جہاں کہ بہت سی عورتیں پائی جاتی ہیں۔

۲۰۔ یسوع نے جواب دیا: "اے اندراوس حق یہ ہے کہ شہر مثل اسپنج کے ٹکڑے کے ہر گناہ کو چوستا ہے"۔

فصل (ت) نمبر ۱۱۶

۱۔ انسان پر شہر میں یوں زندگی بسر کرنا واجب ہے جیسے کہ فوجی سپاہی اس وقت زندگی بسر کرتا ہے جبکہ اس کے گرد بہت سے دشمن قلعہ کو محاصرہ کئے ہوں۔ اپنی ذات کا ہر ایک حملہ سے بچاؤ کرتا ہوا' ہمیشہ اپنوں کی بے وفائی سے ڈرتا ہوا۔

۲۔ میں کہتا ہوں کہ ایسے ہی اس پر واجب ہے کہ وہ ہر ایک بیرونی گناہ کے اغوا' کو (اپنے آپ سے) دور کرتا ہے اور یہ کہ جس سے ڈرتا ہے۔ اس لئے کہ اس کو ناپاک چیزوں کا بیحد و اندازہ شوق ہے۔

۳۔ مگر وہ اپنی ذات کا بچاؤ کیونکہ کریگا۔ جبکہ آنکھ کی سرکشی کو نہ مٹائیگا کہ یہی جسمانی گناہ کی جڑ ہے (ا)۔

۴۔ قسم ہے اللہ کی جان کی (ب) وہ اللہ کہ میری جان اس کے حضور میں استادہ ہوگی کہ تحقیق جس کے دو جسمانی آنکھیں نہیں ہیں وہ عذاب سے امن پائیگا۔ مگر وہ جو کہ (جہنم) کے تیسرے طبقہ تک (کا عذاب) ہو۔ باوجود اس

(ا) یرمیاہ ۲: ۱

(ب) باللہ حی

(ت) سورۃ العین توب (ا) عین کل خبائس السھوۃ بب ۷ (ب) باللہ حی

کے کہ جس شخص کے دونوں آنکھیں ہوں۔ اس پر (جہنم کے) ساتویں طبقہ تک کا عذاب پڑے گا۔

۵۔ "ایلیاؔ نبی (ت) کے زمانہ میں یہ واقعہ پیش آیا کہ ایلیا نے نیک چلن اندھے آدمی کو روتے دیکھا۔

۶۔ تب ایلیاؔ نے اس سے یہ کہکر دریافت کیا کہ۔ "اے بھائی! تو کس لئے روتا ہے؟" اندھے نے جواب دیا۔ "اس لئے روتا ہوں کہ میں ایلیا نبی اللہ کے قدس کو دیکھنے کی قدرت نہیں رکھتا۔"

۷۔ تب ایلیاؔ نے اس کو یہ کہتے ہوئے ملامت کی: "اے شخص رونے سے باز آ اس لئے کہ تو اپنے رونے سے گناہ کرتا ہے۔"

۸۔ اندھے نے جواب دیا! 'ہیں! پس تو ہی بتا کہ آیا اللہ کے ایسے نبی کا دیکھنا جو مردوں کو جلاتا اور آسمان سے آگ اتارتا ہے گناہ ہے؟

۹۔ ایلیا نے جواب میں کہا: "تو سچ نہیں کہتا' اس لئے کہ ایلیاؔ قدرت نہیں رکھتا کہ وہ کوئی چیز اس میں سے جو تو نے کہی مطلق کر سکے وہ تو تیرا ہی جیسا ایک آدمی ہے۔ اس لئے کہ دنیا والے سب کے سب قدرت نہیں رکھتے کہ ایک مکھی بھی پیدا کر دیں۔"

۱۰۔ تب اندھے نے کہا: "اے آدمی تو یہ بات اس لئے کہتا ہے کہ ضرور ہی ایلیاؔ نے تجھ کو تیری کسی خطا پر ملامت کی ہوگی اسی سبب سے تو اس کو برا جانتا ہے۔"

۱۲۔ ایلیاؔ نے جواب دیا: "شاید کہ تو نے سچ کہا ہو اس واسطے کہ اگر کاش میں نے اے بھائی ایلیاؔ سے عداوت کی ہے تو البتہ اللہ سے محبت کی ہے اور جس قدر کہ میں ایلیاؔ سے عداوت میں زیادتی کروں گا۔ اللہ کی محبت میں اپنی ہی زیادتی کروں گا۔"

۱۳۔ تب اندھا اس بات سے بہت سخت جھلایا اور اس نے کہا کہ: "قسم ہے اللہ (ث) کی جان کی تحقیق تو ضرور بدکار ہے کیا یہ کسی سے ہوسکتا کہ وہ اللہ سے محبت کرے بحالیکہ وہ اللہ کے نبی کو برا جانتا ہو۔ تو یہاں سے چلا جا کیونکہ میں اب بعد میں تیری بات سننے والا نہیں ہوں۔"

۱۴۔ ایلیاؔ نے جواب میں کہا۔ "اے بھائی! بیشک تو اس وقت اپنی عقل کے ذریعہ سے جسمانی بینائی کی سخت خرابی کو دیکھے گا۔ اس لئے کہ تو ایلیاؔ کو دیکھنے کیواسطے بینائی کی آرزو کرتا ہے۔ بحالیکہ تو اپنے دل سے ایلیاؔ کیساتھ عداوت رکھتا ہے۔"

۱۵۔ تب اندھے نے جواب دیا: "خبردار: چلا جا اس لئے کہ تو ہی وہ شیطان ہے جو یہ

(ت) الیاس والعمی کلام

(ث) باللہ حیّ.

چاہتا ہے کہ مجھ کو اللہ کے قدوس کا گنہگار بنا دے۔"

۱۶۔پس اس وقت ایلیا نے ایک آہ لی اور آنسو بہاتے ہوئے کہا: "اے بھائی! بیشک تو نے سچ کہا ہے اس لئے میرا یہ جسم جس کو کہ تو دیکھنا پسند کرتا ہے مجھے اللہ سے جدا کر رہا ہے۔"

۱۷۔تب اندھے نے کہا: میں نہیں چاہتا کہ تجھ کو دیکھوں بلکہ اگر میرے دو آنکھیں ہوتیں تو البتہ میں ان کو بند کر لیتا تا کہ تجھے نہ دیکھوں۔

۱۸۔اس وقت ایلیا نے کہا: "اے بھائی تجھ کو معلوم رہے کہ میں ہی ایلیا ہوں۔"

۱۹۔اندھے نے جواب دیا: "تو ہرگز سچ نہیں کہتا۔"

۲۰۔اس وقت ایلیا کے شاگردوں نے کہا: "اے بھائی بے شک یہ ایلیا اللہ کے نبی ہی ہیں۔"

۲۱۔تب اندھے نے کہا: "اگر یہ نبی ہے تو مجھے بتائے کہ میں کس گھرانے سے ہوں اور کیونکر اندھا ہوا ہوں۔"

فصل (۱) نمبر ۱۱۷

۱۔ایلیا نے جواب میں کہا: "تحقیق تو لاوی کے سبط سے ہے اور اس لئے کہ جب تو اللہ کی ہیکل میں تھا تو نے ایک عورت کی جانب (۱) مقدس (جگہ) کے پاس ہی شہوت کے ساتھ نگاہ کی تھی اس لئے ہمارے اللہ نے تیری بینائی زائل کر دی۔"

۲۔تب اس وقت اندھے نے روتے ہوئے کہا: "اے اللہ کے پاک نبی مجھے معاف کر دے۔ اس لئے کہ میں نے تجھ سے گفتگو کرنے میں تیری خطا کی ہے۔ اور کاش اگر میں تجھ کو دیکھتا تو ہرگز (ایسی) غلطی نہ کرتا۔"

۳۔تب ایلیا نے جواب میں کہا: "اے بھائی تجھے ہمارا اللہ معافی دے۔"

۴۔اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ تو نے اس امر میں جو مجھ سے خصوصیت رکھتا ہے بالکل سچ کہا ہے۔

۵۔کیونکہ میں جس قدر اپنے نفس سے زیادہ بغض کروں گا (اسی قدر) اللہ سے محبت رکھنے میں زیادہ بڑھوں گا۔"

۶۔اور کاش اگر تو مجھ کو دیکھتا تو البتہ تیری یہ خواہش جو کہ اللہ کو پسند نہیں ہے بجھ جاتی ہے اس لئے کہ ایلیا کچھ تیرا خالق نہیں ہے۔ بلکہ تیرا پیدا کرنے والا اللہ ہے (۱)۔"

۷۔پھر ایلیا نے روتے ہوئے کہا: "تحقیق میں ہی شیطان ہوں اس بارہ میں جو کہ

(۱) سورة البدن الصنم .

(۱) اللّٰہ خالق .(۱)

تیرے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے کیونکہ میں تجھ کو تیرے خالق کی جانب سے پھیر دیتا ہوں۔

۹۔ پس اے بھائی تو اب اس حالت میں اس لئے گریہ بکا کر کہ تجھے وہ حاصل نہیں جو تجھے حق کو باطل سے (الگ) دکھاتا۔ کیونکہ اگر تجھ کو یہ بات (حاصل) ہوتی تو البتہ تو میری تعلیم کی تحقیر نہ کرتا۔

۱۰۔ اسی لئے میں تجھ سے کہتا ہوں کہ بے شک بہت سے آدمی یہ تمنا کرتے ہیں کہ وہ مجھ کو دیکھیں اور دور سے مجھے دیکھنے ہی کے لئے آتے ہیں بحالیکہ وہ میرے کلام کی تحقیر کرتے ہیں۔

۱۱۔ لہٰذا ان کی نجات کیلئے یہی اچھا ہے۔ کہ ان کی آنکھیں نہ ہوں۔

۱۲۔ اس لئے ہر وہ آدمی جو کہ مخلوق میں لذت پاتا ہے خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ اور یہ طلب نہیں کرتا کہ اللہ میں کچھ لذت پائے پس تحقیق اس نے اپنے دل کے اندر ایک بت بنالیا ہے اور اللہ کو چھوڑ دیا ہے۔"

۱۳۔ پھر یسوع نے آہ کر کے کہا: "آیا تم نے اس سب کو سمجھ لیا۔ جو کہ ایلیاؑ نے کہا ہے؟"

۱۴۔ شاگردوں نے جواب دیا: "حق یہ ہے کہ ہم نے خوب سمجھ لیا بحالیکہ ہم یہ معلوم کرنے سے نہایت حیران ہیں کہ یہاں زمین پر ایسے بہت ہی تھوڑے آدمی پائے جاتے ہیں جو بتوں کی پوجا نہ کرتے ہوں۔"

فصل (ب) نمبر ۱۱۸

۱۔ تب اس وقت یسوع نے کہا: "بیشک تم لوگ سچ کہتے ہو۔ اس لئے کہ اسی وقت اسرائیل ان بتوں کی پوجا کو قائم کر دینے میں راغب تھے جو کہ ان کے دلوں کے اندر ہے اس لئے کہ انہوں نے مجھ کو معبود شمار کیا۔

۲۔ اور ان میں سے بہتوں نے اسی وقت میری تعلیم کی یہ کہ کر تحقیر کی ہے کہ میرے لئے اپنے آپ کو تمام یہودیہ کا سردار بنا لینا ممکن ہے اگر میں یہ اقرار کر لوں کہ بے شک میں اللہ ہوں۔

۳۔ اور کہ میں پاگل ہوں اس لئے کہ صحراء بیابان کے اطراف میں فاقہ کے اندر زندگی بسر کرنے پر راضی ہوا ہوں بجائے اس کے کہ میں ہمیشہ سرداروں کے مابین مزے کی زندگی بسر کرنے میں مقیم رہوں۔

۴۔ اے وہ انسان تو کس قدر بد بخت ہے جو کہ اس نور کی قدر منزلت کرتا ہے۔ جس میں کہ مکھی اور چیونٹی (بھی) شریک ہوتی ہے۔ اور اس نور کی تحقیر کرتا ہے جس کے اندر کہ اللہ کے پاک دوست اور نبی خاصکر شریک ہیں۔"

۵۔ پس اے اندرادس! اگر تو آنکھ کی

(ب) سورۃ النور

حفاظت نہ کرے گا تو میں تجھ سے کہے دیتا ہوں کہ شہوت کے (دریا) میں نہ گھسنا (۱) اس وقت محال باتوں میں ہے۔

۶۔ اسی لئے ارمیاہ نبی نے (۱) شدت کے ساتھ روتے ہوئے کہا ہے۔ ''آنکھ چور ہے جو میرے نفس کو چراتی ہے۔

۷۔ اور اسی لئے ہمارے باپ داؤد نے بڑے شوق کے ساتھ ہمارے باپ اللہ (ب) سے دعا کی ہے کہ وہ اس کی آنکھوں کو پھیر دے تاکہ وہ باطل کو نہ دیکھے (۲)

۸۔ اس لئے کہ ہر وہ چیز نیست کہ وہ قطعاً باطل ہے۔

۹۔ تو اس صورت میں مجھے بتا کہ اگر ایک آدمی کے دو پیسے ہوں کہو ان دونوں سے کوئی روٹی (غذا) خریدتا ہے تو آیا وہ ان دونوں (پیسوں) کو دھواں کی خریداری کرتا ہوا خرچ کر ڈالیگا؟''

۱۰۔ ہرگز نہیں اس لئے کہ دھواں دونوں آنکھوں کو نقصان پہنچاتا ہے اور جسم کو بھی کچھ غذا نہیں دیتا۔

۱۱۔ پس انسان پر واجب ہے کہ وہ ایسا ہی کرے اس لئے کہ اس پر اس کی دونوں خارجی بینائی اور اس کی اندرونی عقل کی بینائی کے ساتھ بھی واجب ہے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے اللہ (ت) کی معرفت طلب کرے اور اس کی مشیت کی رضامندی چاہے اور یہ کہ اس مخلوق کو اپنی غرض نہ بنائے جو اس کو خالق سے گھاٹے میں ڈالدے۔''

فصل نمبر ۱۱۹ (۱)

۱۔ اس لئے کہ یقیناً جب کبھی انسان کسی چیز کو دیکھے گا اور اس اللہ کو بھول جائیگا جس نے کہ وہ چیز انسان کے واسطے پیدا کی ہے تو بیشک وہ خطاوار ہوا۔

۲۔ اس لئے کہ اگر کوئی دوست تجھے کوئی چیز بطور اپنی یادگار محفوظ رکھنے کے دے پس تو اس کو بیچ ڈالے اور اپنے دوست کو بھول جائے تو البتہ تو اپنے دوست کو غیظ دلاتا ہے۔

۳۔ پس یہی وہ بات ہے کہ انسان کرتا ہے۔

۴۔ کیونکہ جس وقت وہ مخلوق کی جانب نظر کرتا اور اس خالق کو یاد نہیں کرتا ہے۔ جس نے کہ وہ چیز انسان کی خاطر کیلئے پیدا کی ہے تو وہ اپنے پیدا کرنے والے اللہ (ب) کی نعمت کا شکریہ نہ ادا کرنے سے اس کی خطا کرتا ہے۔

۵۔ پس جو شخص کہ اس حالت میں عورتوں کی طرف نظر کرتا اور اس اللہ کو بھول جاتا ہے

---

(۱) من لم یحفظ "یحفظ" عین لا یخلص من شر الشہوۃ منہ (ب) اللہ سلطان (۱) یرمیاہ کا نوحہ ۴:۵۱ (۲) زبور ۱۹:۳۷

۔ اصلی دھواں مراد ہے جو آگ جلنے سے پیدا ہوتا ہے' مترجم

(ب) اللہ خالق (۱) سورۃ الصلوٰۃ

(ب) اللہ خالق

جس نے کہ عورت کو انسان کی بھلائی کے لئے پیدا کیا ہے تو البتہ وہ شخص ایسا ہوتا ہے کہ اس نے محض اسی عورت سے محبت کی اور اس کی خواہش رکھی ہے۔

۶۔ اور اس کی خواہش اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ اس کے ساتھ وہ ہر ایسی چیز کو جو اس کی پیاری چیز کے مشابہ ہو دوست رکھتا ہے تب اس بات سے وہ گناہ پیدا ہوتا ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے شرم آتی ہے

۷۔ پس اگر انسان اپنی دونوں آنکھوں کو لگام چڑھادے تو وہ اُس جس کا آقا (مالک) بن جائے جو کہ اس چیز کی خواہش ہی نہیں کرتی کہ وہ اس کے پیش نہ کی جائے اور یونہی بدن روح کے زیر حکم ہوتا ہے۔

۸۔ پس جس طرح کہ کشتی بغیر ہوا کے حرکت نہیں کرتی (ویسے ہی) بدن بغیر حس کے خطا (گناہ) کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔

۹۔ بہر حال وہ بات جو کہ توبہ کرنے والے پر اس کے بعد بیہودہ گوئی کو جو نماز سے تبدیل کرنے میں واجب ہے یہ ایسی بات ہے کہ اگر منجانب اللہ اس کی ہدایت نہ بھی ہوتی تاہم عقل اس کو کہتی ہے۔

۱۰۔ اس لئے کہ انسان ہر ایک بڑے کلمہ میں (۱) خطا کرتا ہے۔ اور ہمارا اللہ اس کے گناہوں کو نماز کے ذریعہ سے (ث) محو کر دیتا ہے۔

۱۱۔ اس لئے کہ نماز ہی نفس کی شفیع ہے۔

۱۲۔ نماز ہی نفس کی دوا ہے۔

۱۳۔ نماز ہی دل کی حفاظت ہے۔

۱۴۔ نماز ہی ایمان کا ہتھیار ہے۔

۱۵۔ نماز ہی حس کی لگام ہے۔

۱۶۔ نماز ہی بدن کا وہ نمک ہے جو کہ اس کو گناہ کے سبب سے بگڑنے نہیں دیتا۔

۱۷۔ میں تم کو بتاتا ہوں کہ نماز ہی ہماری حیات کے وہ دو ہاتھ ہیں۔ جن کے ذریعہ سے نمازی قیامت کے دن میں اپنے آپ کو بچائے گا۔

۱۸۔ اس لئے کہ وہ یہاں زمین پر اپنے آپ کو گناہ سے محفوظ رکھتا اور اپنے قلب کی حفاظت کرتا ہے تاکہ اس کو شریر آرزوئیں (۱) نہ چھو جائیں شیطان کو غضب میں لاتے ہوئے اس لئے کہ وہ اپنی حس کو اللہ کی شریعت کے ضمن میں محفوظ رکھتا اور اپنے بدن کو نیکوکاری (کی راہ) میں اللہ سے ہر اس چیز کو پاتے ہوئے چلاتا ہے جو کہ وہ طلب کرے۔

۱۹۔ قسم ہے اللہ کی جان (۱) کی وہ اللہ کہ ہم اس کے حضور میں ہیں۔ البتہ انسان بغیر نماز کے یہ قدرت نہیں رکھتا کہ وہ اس سے زیادہ

---

(۱) متی ۱۲:۳۶

(ث) اللّٰہ غفور (ا) بـاللہ (۱) قرآن مجید سورۃ ۲۹ . ان الصلوٰۃ تنھی الایۃ

نیک کاموں والا آدمی ہو سکے جس قدر کہ ایک گونگا کسی مادرزاد اندھے کے آگے اپنے آپ کو موجود ثابت کرنے پر قدرت رکھتا ہے بغیر کسی مرہم کے ناسور کے اچھے ہو جانے کے امکان سے زیادہ تر یا کسی شخص کے بغیر کسی جنبش کے خود اپنے بچاؤ میں مشغول ہونے سے یا بلا ہتھیار دوسرے شخص پر حملہ کرنے یا بغیر چپو کے کشتی میں سوار ہو کر لنگر اٹھانے یا بلا نمک کے مردہ جانور کے گوشتوں کو محفوظ رکھنے (کے مانند ناممکن کاموں پر قدرت پانے سے زیادہ کوئی قدرت پا سکے)

۲۰۔ اس لئے کہ یہ یقینی ہے کہ جس شخص کے دو ہاتھ نہیں ہیں وہ کچھ پکڑنے کی قدرت نہیں رکھتا۔

۲۱۔ پس جبکہ کوئی آدمی گوبر کو سونے سے یا مٹی کو شکر سے بدل دینے پر قدرت پائے تو وہ کیا کرے گا؟"

۲۲۔ پس جب کہ یسوع چپ ہو گیا شاگردوں نے جواب میں کہا: "کوئی آدمی سونا اور شکر بنانے کے سوا کسی اور کام کو نہ کرے گا"

۲۳۔ اس وقت یسوع نے کہا: "ہوشیار ہو جاؤ۔ پس کس وجہ سے آدمی فضول گوئی کو نماز سے نہیں بدلتا؟

۲۴۔ آیا اللہ نے (ب) اس کو وقت اس لئے دیا ہے کہ وہ اللہ کو غضب دلائے؟

۲۵۔ کون سا آقا اپنے ماتحت کو اس واسطے کوئی بخشے گا تا کہ یہ (ماتحت) اس (آقا) پر لڑائی اٹھا کھڑی کرے۔

۲۶۔ قسم ہے اللہ کی جان کی (ت) کاش اگر آدمی کو علم ہو جاتا کہ نفس باطل کلام کے سبب سے کس صورت میں تبدیل ہو جاتا ہے تو البتہ وہ بولنے پر اپنی زبان اپنے دانتوں کے ساتھ کاٹ دینے کو ترجیح دیتا۔

۲۷۔ دنیا کس قدر کم بخت ہے اس لئے کہ لوگ آج نماز کے لئے جمع نہیں ہوتے۔ بلکہ تحقیق ہیکل کی روانوں نہیں بلکہ خود ہیکل ہی کے اندر شیطان کے لئے فضول گفتگو کی قربانی ہے بلکہ وہ چیز ہے جو اس سے بھی زیادہ بری اور ایسے امور میں سے ہے کہ بغیر شرمندگی۔ (اٹھائے ہوئے) انکار زبان پر لانا ممکن نہیں۔

فصل (ث) نمبر ۱۲۰

۱۔ "بہر حال بیہودہ کلام کا پھل پس وہ یہ ہے کہ: "بے شک وہ دل کی سوجھ بوجھ کو اس حد تک کمزور کر دیتا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے یہ ممکن ہی نہیں ہوتا کہ نفس حق کو قبول کرنے کے لئے آمادہ رہے۔

۲۔ اس لئے کہ نفس اس گھوڑے کی مانند ہے

(ب) اللہ معطی.

(ت) باللہ حی. (ث)

جس کو عادت پڑ گئی ہے کہ ایک رطل روئی اٹھائے پس وہ اس پر قادر نہیں رہ گیا ہے کہ ایک سو رطل پتھر اٹھا لے۔

۳۔ مگر اس سے بھی زیادہ بڑا آدمی ہے جو اپنے وقت کو ہنسی مذاق میں صرف کرتا ہے۔

۴۔ پس جب وہ نماز پڑھتا ہے۔ شیطان اس کو خاص وہی مذاقی لطیفے یاد دلا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جس وقت اس شخص پر واجب ہوتا ہے کہ وہ اپنے گناہوں پر روئے تا کہ اللہ سے رحمت پائے (ا) اور اپنے گناہوں پر معافی حاصل کرے وہ ہنسنے کے ذریعہ سے اللہ کے غضب کو بھڑکاتا ہے وہ اللہ کہ جو اس کو بہت جلد تنبیہ کرے گا اور باہر نکال پھینکا۔

۵۔ تباہی ہے اس حالت میں دل لگی کرنے والوں اور فضول باتیں بنانے والوں کیلئے۔

۶۔ مگر جبکہ ہمارا اللہ ہنسی مذاق کرنے والوں اور باطل باتیں بنانے والوں کو ناپسند کرتا ہے تو وہ ان لوگوں کا کیا اعتبار کرے گا جو کہ سرکشی کرتے اور اپنے پڑوسیوں کی غیبت کیا کرتے ہیں اور کس بھنور میں ہوں گے وہ لوگ جو کہ گناہ کرنے کو بحکم ضرورت ایک قسم کی تجارت بنا لیتے ہیں۔

۷۔ اے ناپاک عالم! میں یہ تصور کرنے کی قدرت نہیں رکھتا کہ اللہ تجھ سے کس سختی کے ساتھ قصاص لے گا (ب)

۸۔ پس اس شخص پر جو اپنے نفس کو مجاہدہ میں ڈالتا ہے یہ واجب ہے کہ وہ اپنے کلام کو سونے کے مول میں دے۔

۹۔ شاگردوں نے جواب میں کہا ''مگر کون کسی آدمی کا کلام سونے کے مول میں خرید کرے گا؟۔

۱۰۔ ایک بھی نہیں۔

۱۱۔ اور وہ اپنے نفس کو مجاہدہ میں کیونکر ڈالے گا؟ یقیناً وہ تو لالچی بن جائے گا؟''

۱۲۔ یسوع نے جواب دیا ''تم لوگوں کا دل بہت ہی بھاری ہے یہاں تک کہ میں اس کے اٹھانے پر قدرت نہیں رکھتا۔

۱۳۔ اسی لئے لازم آیا ہے کہ میں تمہیں ہر لفظ کے معنی بھی بتاؤں۔

۱۴۔ مگر تم اس اللہ کا شکر کرو جس نے تم کو ایک نعمت بخشی ہے (ت) تا کہ تم اللہ کے بھیدوں کو جانو (ا)

۱۵۔ میں یہ نہیں کہتا کہ توبہ کرنے والے پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنا کلام بیچے بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ جب وہ کلام کرے اس وقت سمجھے کہ وہ منہ سے سونا نکال کر پھینک رہا ہے۔ حق یہ ہے کہ جس وقت وہ ایسا کرے گا۔ تو فقط اسی وقت کلام کیا کرے گا۔ جبکہ بولنا ضروری ہو۔ جس طرح کہ سونا ضروری چیزوں ہی پر خرچ کیا جاتا ہے۔

(ا) اللّٰہ قہار (ب) یا خبیث الدنیا لا اقدران اعرف کیف یعذب اللہ تعالیٰ بک۔منہ

(ت) اللہ معطی (ا) مرقس ۴:۱۱

۱۷۔ پس جیسے کہ کوئی شخص کسی ایسی چیز پر سونا خرچ نہیں کرتا ہے کہ اس کے پیچھے کوئی ضرر اس کے بدن کو ہو۔ اسی طرح اسے مناسب نہیں کہ ایسی چیز کی نسبت گفتگو کرے جو اس کی ذات کو نقصان دیتی ہے۔

فصل (ا) نمبر ۱۲۱

۱۔ اگر حاکم کسی قیدی کو قید کرے (ب) کہ وہ اس کا امتحان لیتا ہو اور مسل لکھنے والا مسل لکھ رہا ہو۔ تو تم بتاؤ کہ اس جیسا آدمی کیونکر گفتگو کرے گا؟

۲۔ شاگردوں نے جواب دیا۔ ''وہ خوف کے ساتھ اور موضوع کے اندر ہی کلام کرے گا تا کہ اپنے آپ کو تہمت کی جائے شک نہ بنائے اور ڈرتا رہے گا کہ کوئی ایسی بات نہ کہہ دے جس سے حاکم ناراض ہو بلکہ ایسی ہی بات کہنے کا ارادہ کرے گا جو اس کے چھوڑ دیئے جانے کا باعث ہو''

۳۔ اس کو وقت یسوع نے جواب دیا: ''یہی وہ چیز ہے جو اس حالت میں تائب پر کرنا واجب ہے تا کہ وہ اپنے آپ کو گھاٹے میں نہ ڈالے۔

۴۔ اس لئے کہ اللہ (ت) نے ہر انسان کو دو مسل لکھنے والے فرشتے دیئے ہیں۔ ان دونوں میں سے ایک اس نیکی کو لکھتے رہنے کے لئے ہے جسے کہ انسان کرتا ہے اور دوسرا بدی کو لکھنے کے واسطے۔

۵۔ پس اگر انسان پسند کرتا ہے کہ وہ رحمت حاصل کرے تو اس کو چاہیئے کہ اپنے کلام کو سونے کی تول سے بھی بڑھ کر باریکی کے ساتھ تو لے۔''

فصل (ث) نمبر ۱۲۲

۱۔ بہر حال بخل پس اس کا صدقہ دینے کے ساتھ بدل دینا واجب ہے۔

۲۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جس طرح شاقول ۱ کی غائب ۲ مرکز ہے ویسے ہی جہنم بخیل کی غائت ۳ ہے (ا)

۳۔ اس لئے کہ یہ محالات میں سے ہے کہ بخیل جنت میں کوئی بھلائی حاصل کرے۔

۴۔ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیوں؟

۵۔ میں تم کو خبر دیتا ہوں۔

۶۔ قسم ہے اللہ کی جان کی (ب) جس کے حضور میں میری جان استادہ ہوگی کہ تحقیق بخیل اگر چہ اس کی زبان خاموش کیوں نہ ہو

(ا) سورۃ الانسط (انصان؟) (ب) عطاۃ اللہ الی بنی آدم ملکان ریکتبان مایعمل الناس من خیر والشر''
(ت) اللہ معطی

(ث) سورۃ الخس توب (ا) دہ رھو (ب) یا للہ حی (ا) ۱ وہ پتھر جسکو ڈورے میں باندھ کر معمار دیوار کی سیدھ کا اندازہ کرتے ہیں ۲ اصلی غرض یا ٹھکانا ۳ ٹھکانا

تاہم وہ اپنے اعمال کے ذریعہ سے کہتا ہے کہ "میرے سوا کوئی معبود نہیں"۔ اس لئے کہ وہ اپنا کل مال اپنی خاص لذت کی چیز پر صرف کرتا ہے اور اپنی ابتداء اور انتہا پر کوئی نظر نہیں کرتا کیونکہ وہ ننگا پیدا ہوا ہے اور جب مرے گا کل چیز چھوڑ جائے گا (۱)

۸۔ ہاں تم مجھ کو بتاؤ کہ اگر ہیرودس نے تمہیں ایک باغ دیا تاکہ تم اس کی حفاظت کرو اور تم نے یہ پسند کیا کہ تم اس میں یوں تصرف کرو۔ گویا تم ہی صاحب ملک ہو پس تم اس میں سے کوئی پھل ہیرودس کو نہ بھیجو اور جب ہیرودس پیداوار طلب کرنے کے لئے آدمی بھیجے تم اس کے قاصدوں کو دھتکارو۔ مجھے بتاؤ کہ آیا تم اس عمل سے ایسے نہ ہو گے کہ تم نے اپنے آپ کو باغ پر مالک بنا لیا ہے؟

۹۔ ہاں ضرور۔

۱۰۔ پس میں تم سے کہتا ہوں کہ یونہی بخیل اپنے آپ کو اس دولت پر خدا بنا لیتا ہے جو کہ اللہ نے اسے بخشی ہے۔

۱۱۔ "بخل اس حس کی پیاس ہے جس نے کہ گناہ کے ذریعہ سے اللہ کو (ہاتھ سے) کھو دیا۔ اس لئے کہ وہ لذت کی چیزوں میں زندگی بسر کرتی ہے اور جبکہ وہ اس سے پوشیدہ اللہ کے ساتھ خوشی حاصل کرنے پر قادر نہ رہ گئی ہو تو اس نے اپنے تئیں ان دنیا کی چیزوں سے گھیر لیا جن کو کہ وہ اپنی بھلائی سمجھتی ہے۔

۱۲۔ اور جس قدر کہ اس نے اپنے نفس کو اللہ سے محروم دیکھا اسی قدر وہ زیادہ قدرت پکڑتی گئی۔

۱۳۔ اور ایسے ہی پس تحقیق گناہ کرنے والے کا نیا ہونا اس کے سوا اور نہیں کہ وہ اسی اللہ (ت) وارث کی جانب سے ہے جو کہ اس پر انعام کرتا ہے۔ پس وہ (گنہگار) توبہ کرتا ہے۔

۱۱۔ جیسا کہ ہمارے باپ داؤد نے کہا ہے (۲) کہ "یہ تبدیلی اللہ کے داہنے سے آتی ہے (ج)

۱۴۔ "اور مجھ کو تمہیں یہ سمجھانا بھی ضروری ہے کہ انسان کس نوع میں سے ہے اگر تم یہ ارادہ رکھتے ہو کہ معلوم کرو کہ کیونکر توبہ کرنا واجب ہے۔

۱۵۔ اور چاہیئے کہ آج ہم اس اللہ کا شکر کریں جس نے کہ ہم کو ایک نعمت بخشی ہے تاکہ میں اس کے ارادہ کو اپنے کلام کے ذریعہ بندوں تک پہنچاؤں"۔

۱۶۔ پھر یسوع نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کئے اور یہ کہتے ہوئے دعا مانگی کہ "اے پروردگار معبود (۱) قدیر رحیم جس نے کہ اپنے بندوں کو پیدا کیا ہے اپنی رحمت سے

---

(۱) ایوب ۱:۲۱ دانیو ۶:۷

(ت) هدى الله لى توب (ث) لا حول الا بالله. منه (ج) والله يهدى من يشاء' منه (۲) زبور ۷۷:۱۰

(۱) الله سلطان على كل شى قدير الرحمن الله تواب'

اور ہم کو بشر کا رتبہ اور اپنے حقیقی رسول کا دین (ب) بخشا ہے۔

۱۷۔ البتہ ہم تیرے سب انعاموں پر تیرا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

۱۸۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ اپنے تمام زندگی کے دنوں (ت) تک اکیلے تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔

۱۹۔ اپنے گناہوں پر ماتم کرتے ہوئے۔

۲۰۔ نماز پڑھتے اور صدقہ دیتے ہوئے۔

۲۱۔ روزہ رکھتے ہوئے اور تیرے کلام کا مطالعہ کرتے ہوئے۔

۲۲۔ ان لوگوں کو درست کرتے ہوئے جو تیری مشیت کو نہیں جانتے ہیں۔

۲۳۔ دنیا سے تکلیفوں کو برداشت کرتے ہوئے تیری محبت رکھنے میں۔

۲۴۔ اور اپنی جانوں کو تیری خدمت کے لئے موت کے واسطے خرچ کرتے ہوئے۔

۲۵۔ ''پس تو ہی اے پروردگار ہم کو شیطان اور بدن اور دنیا سے نجات دلا (ث)

۲۶۔ جس طرح کہ تو نے اپنے مصطفیٰ کو نجات دی اپنی ذات (پاک) کی خاطر سے اور اپنے رسول کا (ج) اکرام کرنے کیلئے وہ رسول کہ اسی کیلئے تو نے ہم کو پیدا کیا ہے اور اپنے کل قدیسیوں اور نبیوں کے اکرام کیلئے۔

۲۷۔ پس شاگرد ہمیشہ جواب میں کہتے تھے کہ ''ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ اے پروردگار! ایسا ہی ہونا چاہیئے اے معبود (ح) رحیم۔''

فصل (خ) نمبر ۱۲۳

۱۔ پس جبکہ جمعہ کی صبح ہوئی یسوع نے اپنے شاگردوں کو سویرے ہی نماز کے بعد جمع کیا۔

۲۔ اور ان سے کہا کہ ''ہمیں بیٹھنا چاہیئے اس لئے کہ جس طرح کہ اسی جیسے دن میں (د) اللہ نے انسان کو گیلی مٹی سے پیدا کیا ہے۔ ویسے ہی میں تم کو انشاء اللہ تعالیٰ بتاؤں گا کہ انسان ہے کیا چیز؟''

۳۔ پس جبکہ وہ لوگ بیٹھ گئے یسوع واپس آیا اور اس نے کہا۔ ''تحقیق ہمارے اللہ نے اس لئے کہ وہ اپنی مخلوقات پر اپنی ہر چیز پر بخشش اور رحمت اور قدرت مع اپنے کرم (ا) اور عدل کے ظاہر کرے ایک مرکب چار مختلف چیزوں سے بنایا اور ان چار چیزوں کو ایک آخری شکل میں متحد کیا کہ وہی

(ب) رسولک (ت) اللہ معبد (ث) اللہ حافظ (ج) رسولک۔

(ح) اللہ سلطان (خ) سورۃ الاختیار

(د) فی یوم الجمعۃ خلق اللہ آدم من طین۔ (ذ) انشاء اللہ (ا) اللہ جواد و رحمٰن و قدیر خبیر و عادل"

انسان ہے اور وہ چاروں مخالف اشیاء مٹی اور ہوا اور پانی اور آگ ہیں' تا کہ ان میں سے ہر ایک اپنے مخالف کو اعتدال پر لائے۔

۴۔ اور ان چاروں چیزوں سے ایک برتن تیار کیا جو انسان کا بدن از قسم گوشت ہڈی۔ خون اور کھال مع پٹھوں وریدوں اور تمام اندرونی اجزاء کے ہیں۔

۵۔ اور اللہ نے اس میں نفس اور اس کو بمنزلہ اس زندگی کے دو ہاتھ کے رکھا۔

۶۔ اور حس کا ٹھکانا بدن کے ہر ایک حصہ میں بنایا اس لئے کہ وہ یہاں مثل تیل کے پھیل گئی ہے۔

۷۔ اور نفس کا جائے قرار قلب کو بنایا جہاں کہ وہ حس کے ساتھ متحد ہو جاتا اور تب تمام زندگی پر غلبہ پاتا ہے۔

۸۔ پس اس کے بعد کہ اللہ نے (ب) انسان کو (ت) پیدا کیا۔ ایسے ہی اس میں ایک نور رکھا جس کا نام عقل رکھا جاتا ہے تا کہ وہ بدن اور نفس اور حس کو ایک ہی مقصد کے لئے متحد بنا دے اور وہ (مقصد) اللہ کی اطاعت کے لئے کام کرتا ہے۔

۹۔ تب جس وقت کہ اللہ نے اس اپنی بنائی ہوئی چیز کو جنت میں رکھا اور حس نے عقل کو شیطان کے کام سے بہکایا۔ بدن نے اپنا آرام کم کر دیا اور حس نے وہ خوشی کم کر دی جس کے ساتھ زندہ رہتی تھی۔ اور نفس نے اپنی خوبصورتی کو کھو دیا۔

۱۰۔ "پس جبکہ انسان اس بھنور میں پڑ گیا اور حس جو کہ عمل میں مطمئن نہیں ہوتی بلکہ خوشی کو ڈھونڈتی ہے عقل کے ذریعہ سے اس کی منہ زوری توڑی نہیں گئی تھی۔ لہذا اس نے اس نور کی پیروی کی جو کہ اس کے لئے دو آنکھیں ظاہر کرتی ہیں۔

۱۱۔ اور چونکہ دونوں آنکھیں باطل کے سوا اور کسی چیز کو دیکھتی ہی نہ تھیں اس کے نفس نے دھوکا کھایا اور زمین کی (فانی) چیزوں کو پسند کر لیا پس اس نے خطا کی۔

۱۲۔ اسی لئے اللہ کی رحمت کو واجب ہوا کہ وہ انسان کی عقل کو نئے سرے سے روشن کرے تا کہ وہ نیکی کو بدی سے اور سچی (ث) خوشی (ج) سے الگ پہچانے۔

۱۳۔ پس جبکہ گنہگار نے اس بات کو جان لیا وہ توبہ کی جانب چلا آئے گا۔

۱۴۔ اسی لئے میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ (ح) ہمارا پروردگار انسان کے قلب کو نورانی نہ بنائے تو بیشک انسان کا تعقل کچھ فائدہ نہ دے"

۱۵۔ یوحنا نے جواب میں کہا "تب اس حالت

(ب) اللہ خالق (ت) خلق اللہ آدم

(ث) اللہ تواب مهدی (ج) من یشاء (ح) اللہ سلطان

میں انسان کے کلام سے فائدہ ہی کیا ہے؟"

۱۶۔ یسوع نے جواب دیا "انسان بحیثیت انسان ہونے کے کسی انسان کو توبہ کی جانب پھیرنے میں کامیاب نہیں ہوتا۔

۱۷۔ مگر انسان اس حیثیت سے کہ وہ ایک وسیلہ ہے جسے کہ اللہ کام میں لاتا ہے۔ وہ انسان کی تجدید کرتا ہے۔

۱۸۔ اور چونکہ اللہ ایک مخفی طریقہ سے انسان کے اندر (خ) نوع بشری کے چھٹکاری کے لئے عمل کرتا ہے لہذا آدمی پر واجب ہوا ہے کہ وہ ہر انسان کی بات پر کان لگائے تاکہ وہ سب کے بیچ سے اس کو قبول کرلے جس کے ذریعے سے اللہ ہمارے ساتھ کلام کرتا ہے"

۱۹۔ یعقوب نے جواب دیا "اے معلّم! اگر ہم مان لیں کہ کوئی جھوٹا نبی اور معلّم یہ دعوئ کرتا ہوا آیا کہ وہ ہماری تہذیب کرائے گا تو ہمیں کیا کرنا واجب ہے؟"

فصل (د) نمبر ۱۲۴

۱۔ یسوع نے بطور مثال کے جواب دیا "آدمی ایک جال لے کر شکار کرنے جاتا ہے۔ پس اس میں بہت سی مچھلیاں پکڑتا ہے۔ اور ان میں سے ردی کو پھینک دیا کرتا ہے۔"

۲۔ "ایک آدمی کھیت بونے گیا۔ مگر اس کے سوا کچھ اور نہیں ہوتا کہ جو دانہ کسی اچھی زمین پر گرتا ہے۔ وہی اور بہت سے دانے لاتا ہے (۱)

۳۔ پس ایسے ہی تم پر یہ کرنا واجب ہے کہ باتیں سب کی سنو۔ اور قبول فقط حق کو کرو۔ اس لئے کہ اکیلا حق ہی ابدی زندگانی کے لئے پھل لاتا ہے"

۴۔ تب اس وقت اندراوس نے جواب میں کہا: "مگر حق کیونکر پہچانا جاتا ہے؟"

۵۔ یسوع نے جواب دیا: "ہر وہ چیز جو کہ موسیٰ کی کتاب پر منطبق ہوتی ہے وہ حق ہے پس تم اس کو قبول کرلو۔

۶۔ اس لئے کہ جب اللہ ایک ہے حق بھی ایک ہی ہوگا۔

۷۔ پس اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تعلیم ایک ہی ہے اور یہ کہ تعلیم کے معنی ایک ہی ہیں (۱) تو ایمان بھی اس حالت میں ایک ہی ہے۔

۸۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بے شک اگر موسیٰ کی کتاب سے حق محو نہ کیا گیا ہوتا تو اللہ ہمارے باپ داؤد کو دوسری کتاب کبھی نہ دیتا۔

۹۔ اور اگر داؤد کی کتاب نہ بگاڑ دی گئی ہوتی تو اللہ اپنی انجیل میرے حوالہ نہ کرتا۔

۱۰۔ اس لئے کہ پروردگار ہمارا معبود غیر

(خ) بعلم یعمل ؟اللہ فعلی خفی فی ابن آدم (د)

(۱) اللہ واحد وعلم حدودین واحد.منہ

متغیر ہے (ب)' (پ) اور البتہ اس نے ایک ہی پیغام تمام انسانوں کے لئے کہا ہے۔
۱۱۔ پس جبکہ رسول اللہ آئے گا وہ اس لئے آئے گا کہ ہر اس چیز کو جسے میری کتاب میں سے بدکاروں نے خراب کر دیا ہے اسے پاک کرے۔
۱۲۔ اس وقت اس لکھنے والے نے جواب میں کہا "اے معلّم! اس وقت آدمی کو کیا کرنا واجب ہے جبکہ شریعت بگڑ جائے اور جھوٹا مدّعیِ نبوت کلام کرے؟"
۱۳۔ یسوع نے جواب دیا "اے برناباس! تیرا سوال بے شک بہت بڑا ہے۔
۱۴۔ اس لئے میں تم کو بتاتا ہوں کہ ایسے وقت میں جو لوگ خالص رہیں گے وہ تھوڑے ہیں۔ کیونکہ آدمی اپنی غایت (اصلی غرض) کے بارہ میں جو کہ اللہ ہے کچھ غور نہیں کرتے۔
۱۵۔ قسم ہے اللہ کی جان کی (ت) وہ اللہ کہ میری جان اس کے حضور میں کھڑی ہوگی کہ بے شک ہر ایسی تعلیم جو کہ انسان کو اس کی غایت سے کہ وہ اللہ ہے پھیر دے البتہ یہ بہت بڑی تعلیم ہے۔
۱۶۔ اسی سبب سے تجھ پر تعلیم کے اندر تین امور کا لحاظ کرنا واجب ہے یعنی اللہ سے محبت کا اور آدمی کے اپنے نزدیکی پر مہربانی کرنے کا اور تیرا اپنے اس نفس سے عداوت رکھنا جس نے کہ اللہ کو غضب دلایا ہے اور ہر روز اسے غضبناک کرتا رہتا ہے۔
۱۷۔ پس تو ہر ایک ان تین اصول کی مخالف تعلیم سے بچتا رہ۔ اس لئے کہ وہ بیحد شریر (تعلیم) ہے۔"

فصل نمبر ۱۲۵ (۱)

۱۔ "اور اب میں بخل (کے بیان) کی جانب واپس آتا ہوں۔
۲۔ پس تم کو بتاتا ہوں کہ جس وقت جس کسی شے کو حاصل کرنے کا ارادہ یا اس پر حرص کرے۔ عقل کو یہ کہنا واجب ہے کہ "اس شے کی کوئی حد بھی ضرور ہونی چاہیئے۔
۳۔ اور یہ یقینی ہے کہ جب اس چیز کی کوئی حد ہوئی تو اس سے محبت کرنا دیوانگی ہے۔
۴۔ اس لئے انسان پر واجب ہے کہ وہ اسی شے سے محبت اور اسی چیز کی حفاظت کرے جو کوئی انتہا نہ رکھتی ہو"
۵۔ "اس لئے اب چاہیئے کہ انسان کا بخل اس حالت میں صدقہ سے بدل جائے۔

(ب) 'لا یخلف اللہ (پ)

(ت) اللہ قدوس (ث) باللہ حی (۱) متی ۱۳:۲۴-۹۔

(۱) سورۃ الصدقات۔ منہ

انصاف کے ساتھ اس بات کو بدلتے ہوئے جو کہ اس نے ظلم کے ساتھ کہی ہے۔"

۶۔ "اور چاہیئے کہ وہ ہوشیار رہے۔ یہاں تک کہ باواں ہاتھ اس کام کو نہ جانے (ب) جو کہ داہنا ہاتھ کرتا ہے (ا)

۷۔ اس لئے کہ ریاکار جس وقت صدقہ دیتے ہیں وہ پسند کرتے ہیں کہ دنیا ان کو دیکھے اور ان کی تعریف کرے۔ مگر حق یہ ہے کہ وہ دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔ کیونکہ جو شخص کسی آدمی کے لئے کام کرتا ہے وہ اسی سے اُجرت لیتا ہے (ت)

۸۔ تو جبکہ کسی انسان نے اللہ سے کوئی چیز پائی اس پر واجب ہے کہ وہ اللہ کی خدمت کرے۔

۹۔ اور جس وقت تم صدقہ دو۔ اس وقت یہ سمجھنے کی کوشش کرو کہ تم ہر چیز اللہ کو اللہ کی محبت میں دے رہے ہو۔

۱۰۔ پس تم دینے میں ہرگز دیر نہ کرو۔ اور تمہارے پاس جو اچھی چیز (ث) ہے۔ اسے اللہ کی محبت میں دو۔"

۱۱۔ تم مجھے بتاؤ کہ آیا تم چاہتے ہو کہ اللہ سے کوئی ردی چیز حاصل کرو؟

۱۲۔ ہرگز نہیں۔ اے مٹی اور خاک

۱۳۔ پس تمہارے پاس ایمان کیونکر ہوگا۔ اگر تم اللہ کی محبت میں کوئی ردی چیز دو (ا)

۱۴۔ اگر تم کچھ نہ دو۔ تو یہ اس سے اچھا ہے کہ ردی چیز دو۔

۱۵۔ اس لئے کہ نہ دینے میں تمہارے لئے دنیا کے عرف کے اندر تو کچھ عذر بھی ہے۔

۱۶۔ مگر ایسی چیز کے دینے میں جو کچھ قیمت نہیں رکھتی اور افضل کو اپنے لئے باقی رکھنے میں تمہارا عذر کیا ہوگا؟

۱۷۔ "اور یہی کل وہ چیز ہے جس کے توبہ کے بارہ میں تم سے کہنے کا میں مالک ہوں"

۱۸۔ برنباس نے جواب میں کہا "توبہ کو کب تک جاری رکھنا واجب ہے؟"

۱۹۔ یسوع نے جواب دیا۔ "جب تک انسان گناہ کی حالت میں ہو اس پر ہر دم واجب ہے کہ توبہ کرے اور اپنے نفس کو مجاہدہ میں ڈالے

۲۰۔ پس جس طرح کہ انسانی زندگی ہمیشہ گناہ کرتی رہتی ہے (ویسے ہی) اس پر واجب ہے کہ وہ نفس کے مجاہدہ پر ہمیشہ قائم رہے۔

۲۱۔ مگر جبکہ تم اپنی جوتیوں کو اپنی ذات سے زیادہ عزت والی سمجھتے ہو (تو اور بات ہے) اس لئے کہ جب کبھی تمہاری جوتی پھٹ جاتی ہے۔ تم اس کو درست کر لیتے ہو۔"

(ب) اذا اردیتم (ا) اردتم ان تصدقوا ادیتم بید کم ایمنی یدو لا یسمع ید کم الیسری. منه (ت) لمن نعلتم اجر کم علبه منه (ث) واذا اردیتم (اردتم ؟) من الله شیئا اردیتم خیرا الا شیئا فا ذافعلتم عمل الصدقة اعلموا راعملو ا؟ الصدقة من الخیر منه (ا) متی ۶:۲۔

(ا) من ای دین عند لاینبغی ان یصدق من الخبائس منه

فصل (ب) نمبر ۱۲۶

۱۔اور اس کے بعد کہ یسوع نے اپنے شاگردوں کو اکٹھا کیا۔انہیں دو دو کر کے (ا) اسرائیل کی جاگیروں میں یہ کہہ کر بھیجا "تم جاؤ اور جس طرح کہ تم نے سنا ہے بشارت دو"

۲۔تب وہ سب اس وقت جھکے پس یسوع نے یہ کہتے ہوئے اپنا ہاتھ ان کے سر پر رکھا۔

۳۔"اللہ کے نام سے (ت) بیماروں کو تندرست کرو۔شیطانوں کو نکالو۔اور میرے بارہ میں اسرائیل کی گمراہی دور کرو۔انہیں اس بات کی خبر دیتے ہوئے جو کہ میں نے کاہنوں کے سردار کے روبرو کہی ہے۔"

۴۔پس وہ سب سوا اس لکھنے والے اور یعقوب اور یوحنا کے چلے گئے۔

۵۔تب وہ کل یہودیہ میں توبہ کی بشارت دیتے ہوئے (پھیل) گئے۔جیسا کہ یسوع نے انہیں حکم دیا تھا۔ہر قسم کی بیماریوں سے تندرست بناتے ہوئے۔

۶۔یہاں تک کہ اسرائیل میں یسوع کا یہ کلام ثابت ہوگیا کہ تحقیق اللہ ایک ہی ہے اور یہ کہ یسوع اللہ کا نبی ہے (ح) جبکہ انہوں نے اس بھاری جماعت کو وہی کرتے دیکھا جو کہ یسوع بیماروں کو تندرستی دینے کی جہت سے کرتا تھا۔

۷۔مگر شیطان کے بیٹوں نے یسوع پر سختی کرنے کا ایک اور طریقہ پالیا۔اور یہ لوگ کاہن اور کاتب ہی تھے۔

۸۔تب انہوں نے اسی وجہ سے یہ کہنا شروع کیا کہ یسوع نے اسرائیل کی بادشاہت پر دانت لگائے ہیں۔

۹۔مگر وہ عام لوگوں سے ڈرے اس لئے پوشیدہ طور پر اس کے خلاف سازش کرنے لگے

۱۰۔اور اس کے بعد کہ شاگرد یہودیہ میں سفر کر چکے وہ یسوع کے پاس واپس آئے۔تب یسوع نے ان کا یوں استقبال کیا جس طرح کہ باپ اپنے بیٹوں کی پیشوائی کرتا ہے۔اور کہا: "تم مجھ کو خبر دو کہ پروردگار ہمارے معبود نے (ا) کیسا کام کیا؟ حق یہ ہے کہ میں نے شیطان کو تمہارے قدموں تلے گرتے دیکھا (ا) اور تم ان کو یوں پامال کررہے تھے جیسے کہ باغبان انگوروں کو پامال کرتا ہے۔"

۱۱۔تب شاگردوں نے جواب میں کہا "اے معلّم! تحقیق ہم نے بیماروں کی بے شمار تعداد کو تندرست بنایا۔اور بہت سے شیطانوں کو نکال باہر کیا (۲) جو کہ لوگوں کو تکلیف دے رہے تھے"

(ب) سوورۃ الاشرکۃ (الاشراک باللہ ؟) (ت) باذن اللہ (ج) اللہ واحد وعیسیٰ (عیسیٰ؟) رسول اللہ (ا) مرقس ۶:۷-۱۳

(ا) اللہ سلطان (ا) لوقا ۱۰:۱۸ (۲) لوقا ۱۰:۱۷

۱۲۔ پس یسوع نے کہا: "بھائیو! خدا تمہیں بخشے کیونکہ تم نے خطا کی ہے۔ اس لئے کہ تم نے "ہم نے اچھا کیا" کہا ہے۔ حالانکہ اللہ ہی ہے جس نے یہ سب کچھ کیا"

۱۳۔ تب اس وقت انہوں نے جواب میں کہا "تحقیق ہم نے بیوقوفی سے باتیں کیں پس تو ہمیں سکھا کہ ہم کیونکر گفتگو کریں"

۱۴۔ یسوع نے جواب دیا "ہر نیک کام میں تم کہو" کہ پروردگار (ب) نے کیا ہے۔" اور ہر ایک ردی کام میں کہو کہ "میں نے خطا کی"

۱۵۔ تب شاگردوں نے کہا: "ہم ضرور ایسا ہی کیا کریں گے"

۱۶۔ پھر یسوع نے کہا: "اسرائیل اب کیا کہتے ہیں بحالیکہ انہوں نے اچھی طرح دیکھ لیا ہے کہ اللہ عام آدمیوں کے ہاتھ سے بھی وہی کام کراتا جو اس نے میرے ہاتھوں سے کرایا"

۱۷۔ شاگردوں نے جواب دیا "وہ کہتے ہیں کہ بے شک ایک یگانہ معبود پایا جاتا ہے اور یہ کہ تو اللہ کا نبی (ت) ہے۔

۱۸۔ تب یسوع نے خوشی کے ساتھ چمکتے ہوئے چہرہ سے جواب میں کہا: "پاک ہے قدوس اللہ کا نام (ا) جس نے کہ اپنے اس بندہ کی رغبت کو حقیر نہیں بنایا" اور جب کہ یسوع نے کہا' اس وقت سب شاگرد آرام کرنے کو چلے گئے۔

فصل (ب) نمبر ۱۲۷

۱۔ اور یسوع بیابان سے چل کر اورشلیم میں داخل ہوا۔

۲۔ تب اس کی وجہ سے تمام قوم ہیکل کی جانب دوڑی تا کہ اسے دیکھے۔

۳۔ پس مزامیر کے پڑھے جانے کے بعد یسوع اس چبوترہ پر چڑھا جس پر کہ کاتب لوگ چڑھا کرتے تھے۔

۴۔ اور اس کے بعد کہ اس نے ہاتھ سے چپ رہنے کا حکم دینے کی غرض سے اشارہ کیا یہ کہا: "بھائیو! اس قدوس اللہ (ت) کا نام پاک ہے جس نے کہ ہم کو زمین کی گیلی مٹی سے پیدا کیا۔ نہ کہ بھڑکتی ہوئی روح سے۔

۵۔ اس لئے کہ جب کبھی ہم خطا کرتے ہیں اللہ کے پاس ایک مہربانی پاتے ہیں (ث) کہ شیطان اس کو ہرگز نہیں پاتا۔

۶۔ کیونکہ اس شیطان کی اصلاح اس کے تکبر کی وجہ سے ممکن نہیں اس لئے وہ کہتا ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے معزز ہے۔ کیونکہ وہ بھڑکنے والی روح ہے۔"

۷۔ بھائیو! آیا تم نے وہ سنا ہے جو کہ ہمارا

(ت) اللہ احد وعیسیٰ رسول اللہ (ا) بسم اللہ

(ب) سورۃ بنی آدم ڈث) بسم اللہ (ث) اللہ رحمٰن

باپ دادا (۱) ہمارے اللہ کی نسبت کہتا ہے کہ: ''بیشک وہ یاد رکھتا ہے کہ ہم مٹی ہیں اور یہ کہ ہماری روح چلی جاتی ہے تو پھر وہ لوٹ کر بھی نہیں آتی۔ اسی لئے اس نے ہم پر رحم کیا ہے۔

۸۔ خوشحالی ہے ان لوگوں کے واسطے جوان کلمات کو جانتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ اپنے پروردگار کی جانب ہمیشہ ہمیشہ تک خطا نہیں کرتے۔ اس واسطے کہ وہ گناہ کرنے کے بعد ہی توبہ کر لیتے ہیں۔ اس سبب سے ان کی خطائیں دائمی نہیں رہتیں۔

۹۔ تباہی ہے مغروروں کے لئے اس لئے کہ عنقریب جہنم کے انگاروں میں ذلیل کئے جائیں گے۔''

۱۰۔ بھائیو! مجھے بتاؤ کہ غرور کا سبب کیا ہے۔

۱۱۔ آیا یہ اتفاق ہوتا ہے کہ زمین پر کوئی بھلائی پائی جائے؟ ہرگز نہیں۔ اس لئے کہ جیسا سلیمان اللہ کا نبی کہتا ہے (۲) کہ ''تحقیق ہر وہ چیز کہ سورج کی روشنی کے تحت میں ہے البتہ باطل ہے۔''

۱۳۔ مگر جبکہ دنیا کی چیزیں ہمارے لئے اپنے دل میں بھی گھمنڈ کرنا گوارا نہیں بناتی رہیں تو یہ یقینی بات ہے کہ اس (گھمنڈ) کو ہماری زندگی گوارا نہ کرے۔

۱۴۔ اس لئے کہ وہ (گھمنڈ) بہت سی مصیبت کے ساتھ گرانبار کیا گیا ہے۔ یوں کہ وہ کل حیوانات جو کہ انسان سے کمتر درجہ کے ہیں۔ ہم سے جنگ کرتے ہیں۔

۱۵۔ کتنے بہت سے ہیں وہ لوگ کہ ان کو جلا دینے والی گرمی کی تپش نے مار ڈالا ہے۔

۱۶۔ وہ لوگ کس قدر زیادہ ہیں جن کو پالے اور جاڑوں کی کڑی سردی نے قتل کر دیا ہے۔

۱۷۔ کتنے زیادہ ہیں وہ لوگ جن کو کہ بجلی کی کڑکوں اور ژالہ باریوں نے مار ڈالا ہے!

۱۸۔ وہ لوگ کس قدر کثیر ہیں جو کہ سمندر میں ہواؤں کی تندی سے ڈوب گئے ہیں۔

۱۹۔ وہ لوگ کتنے بکثرت ہیں کہ وبا اور بھوک سے مر گئے ہیں۔ یا اس لئے کہ درندا جنگلی جانوروں نے انہیں پھاڑ کھایا ہے یا سانپوں نے ان کو کاٹا ہے۔ یا غذا نے ان کے گلے میں پھندا ڈال کر (ان کو فنا کر دیا ہے)

۲۰۔ مغرور انسان کس قدر بد بخت ہے اس لئے کہ وہ بھاری بوجھوں کے نیچے لاغر اور زار کیا جاتا ہے اور تمام مخلوقات اس کے لئے ہر جگہ تاک میں کھڑی ہوتی ہے۔

۲۱۔ مگر میں بدن اور حس دونوں کی نسبت کیا کہوں جو کہ گناہ کے سوا اور کسی چیز کو طلب

(۱) زبور ۱۰۳:۱۴ (۲) [illegible]

ہی نہیں کرتے۔

۲۲۔اور اس دنیا دار کے بارہ میں (کیا کہوں) جو کہ گناہ کے سوا اور کوئی چیز پیش ہی نہیں کرتا۔

۲۳۔اور اس شریر کے باب میں (کیا کہوں) کہ جب وہ شیطان کی خدمت کرتا ہے اور اس شخص پر ستم کیا کرتا ہے جو کہ اللہ کی شریعت کے موافق زندگی بسر کرے۔

۲۴۔اور اے بھائیو! یہ یقینی امر ہے کہ بیشک انسان جیسا کہ داؤدؑ کہتا ہے (۱) اگر کاش ابدیت پر بجنسہٖ غور کرتا تو وہ کبھی خطا نہ کرتا۔

۲۵۔انسان کا اپنے دل کے ساتھ گھمنڈ کرنا اللہ کی مہربانی اور رحمت کو قفل میں بند کر دینے کے سوا اور کچھ نہیں ہے حتیٰ کہ وہ پھر درگذر کرے ہی نہیں۔

۲۶۔اس لئے کہ ہمارا باپ داؤدؑ (۲) کہتا ہے کہ "تحقیق ہمارا اللہ یاد رکھتا ہے کہ ہم (انسان) بجز مٹی کے اور کوئی چیز نہیں ہیں اور یہ کہ ہماری روح جا کر پھر لوٹ کے بھی نہیں آتی۔

۲۷۔پس جو شخص اس حالت میں گھمنڈ رکھتا ہے' اس بات کا انکار کرتا ہے کہ وہ مٹی ہے اور اس بناء پر جبکہ وہ اپنی حاجت ہی کو نہیں جانتا وہ کوئی مددگار بھی نہیں ڈھونڈھتا پس وہ اپنے مددگار (۱) اللہ کو غضبناک بناتا ہے۔

(۱) زبور:......۹ (۲) زبور ۱۰۸: ۱۴ ان (۱) اللہ عین

۲۸۔قسم ہے اللہ کی جان کی (ب) وہ اللہ کہ میری جان اس کے حضور میں استادہ ہوگی کہ تحقیق اللہ شیطان کو معاف کر دے اگر کاش شیطان اپنی بدبختی کو جان لے اور اپنے ابد تک مبارک پیدا کرنے والے سے رحمت کا طالب بنے۔"

فصل نمبر (۱) ۱۲۸

ا۔"اسی سبب سے میں تم سے کہتا ہوں کہ اے بھائیو! تحقیق میں وہ دھول مٹی کا انسان جو کہ زمین پر چلتا ہے تم سے کہتا ہوں کہ اپنے نفسوں کو مجاہدہ میں ڈالو اور اپنے گناہوں کو پہچانو۔

۲۔بھائیو! میں کہتا ہوں کہ شیطان نے تم کو رومانی سپاہیوں کے واسطہ سے گمراہ کر دیا تھا۔ جس وقت کہ تم نے کہا کہ "بیشک میں ہی اللہ ہوں"

۳۔پس تم اس کو سچا ماننے سے ڈرو۔ اس لئے کہ وہ اللہ کی لعنت (ب) کے نیچے پڑے ہوئے اور باطل جھوٹے معبودوں کی عبادت کر رہے ہیں جس طرح کہ ہمارے باپ داؤد (۱) نے ان پر یہ کہتے ہوئے لعنت کرائی ہے کہ "تحقیق قوموں کے معبود چاندی اور سونے کے ان ہی کے ہاتھ کے

(ب) باللہ حی .(۱) سورۃ الا تعبد الصنم .

(ب) اللعنۃ اللہ علی المشرکین (۱) زبور ۱۱۵: ۴۔۸

بنائے ہوئے ہیں۔ان کی آنکھیں ہیں اور وہ نہیں دیکھتے۔ان کے کان ہیں اور وہ نہیں سنتے' ان کے نتھنے ہیں اور وہ نہیں سونگھتے۔ان کے منہ ہیں اور وہ نہیں کھاتے' ان کے زبان ہے اور نہیں بولتے۔ ان کے ہاتھ ہیں اور نہیں چھوتے ان کے پیر ہیں اور وہ نہیں چلتے۔

۴۔اسی لئے ہمارے باپ داؤد نے ہمارے زندہ جاوید خدا سے (ت) عاجزی کرتے ہوئے کہا ہے کہ۔''انہی معبودوں جیسے (۲) ان کے بنانے والے بھی ہوں گے بلکہ ہر وہ شخص جوان پر بھروسا کرے۔''

۵ ایسے تکبر پر افسوس ہے کہ اس کی مثال ہی سنی نہ گئی ہو۔اس انسان کا تکبر جو اپنے حال کو بھول جاتا اور چاہتا ہے کہ ایک معبود اپنی خواہش کے موافق بنائے باوجود اس کے کہ اللہ نے اس کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔

۶۔اور وہ اس بات کے ساتھ با ہمیشگی اللہ سے ٹھٹھا کرتا ہے گویا کہ وہ کہتا ہے کہ :اللہ کی عبادت سے کوئی فائدہ نہیں'' کیونکہ یہی بات ہے جس کو اس کے اعمال ظاہر کرتے ہیں۔

۷۔ بھائیو!تم کو شیطان نے اسی حالت کے طرف پہنچانے کا ارادہ کیا تھا۔اس لئے کہ اس نے تم کو اس بات کی تصدیق پر آمادہ کیا کہ:''بیشک میں ایسوع 'ہی اللہ ہوں۔

۸۔پس بیشک میں۔ میری یہ حالت ہے کہ ایک مکھی پیدا کرنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا بلکہ میں مٹنے اور فنا ہونے والا ہوں۔ یہ قدرت نہیں رکھتا کہ تمہیں کوئی مفید چیز دوں۔کیونکہ میں خود ہی ہر چیز کا حاجت مند ہوں۔

۹۔پس اس حالت میں کیونکہ قدرت رکھتا ہوں کہ ہر چیز میں تمہاری اعانت کروں جیسا کہ اللہ کے کرنے کا حال ہے۔''

۱۰۔''آیا پس اس صورت میں ہم ٹھٹھا کریں بحالیکہ ہمارا اللہ وہ ہی عظیم اللہ ہے جس نے کہ خلق کو اپنے لفظ کنُ سے !اور قوموں کو ان کے معبودوں سمیت پیدا کیا ہے!''

۱۱۔یہاں دو آدمی ہیکل میں نماز ادا کرنے آئے (۱) ان دو میں سے ایک فریسی ہے اور دوسرا محصول لینے والا۔

۱۲۔تب فریسی مقدس (جگہ) کے قریب آیا۔ اور اپنا منہ اٹھا کر یہ کہتے ہوئے دعا کی۔کہ:'' اے پروردگار میرے اللہ (۱) میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں' اس لئے میں باقی گنہگار آدمیوں کی مانند نہیں ہوں جو کہ ہر ایک گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔

۱۳۔اور نہ مثل اس محصول لینے والے کے (ہوں) خاص کر اس وجہ سے کہ میں ہفتہ میں دو مرتبہ روزہ رکھتا اور کل اس چیز کا جسے جمع کرتا ہوں دسواں حصہ نکالتا ہوں۔''

---

(۲)

(۱) اللہ سلطان (۱) لوقا ۱۸: ۱۰۔۱۴

۱۴۔ مگر محصول لینے والا دور ہی کھڑا رہا۔ اس حال میں کہ وہ زمین کی طرف جھکا ہوا تھا۔

۱۵۔ اور اس نے اپنے سر کو جھکائے ہوئے اور سینہ کو پیٹتے ہوئے کہا: "اے پروردگار! تحقیق میں لائق نہیں ہوں کہ آسمان کی جانب اور نہ تیرے مقدس (مقام) کی طرف نظر اٹھاؤں۔ اس لئے کہ میں نے بہت گناہ کئے ہیں۔ پس تو مجھ پر رحم کر۔"

۱۶۔ "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق محصول لینے والا ہیکل میں سے فریسی سے افضل ہو کر نکلا۔ اس لئے کہ ہمارے اللہ (ب) نے اس کو پاک کر دیا اس کی تمام خطائیں معاف کرتے ہوئے۔

۱۷۔ اور فریسی پس وہ نکلا بحالیکہ اس کی حالت محصول لینے والے سے بہت زیادہ ردّی تھی۔

۱۸۔ اس لئے کہ ہمارے اللہ نے اس کو ردّ کر دیا۔ اس کے کاموں سے ناخوش ہو کر"

فصل (ت) نمبر ۱۲۹

۱۔ "آیا مثلاً کلہاڑی (۲) اس بات پر فخر کرے گی کہ اس نے ایک ایسا جنگل کاٹ ڈالا ہے۔ جہاں کہ انسان نے ایک باغ بنایا؟ ہرگز نہیں۔ اس لئے کہ انسان نے ہر چیز اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ یہاں تک کہ کلہاڑی بھی۔

۳۔ اور تو اے انسان! کیا یہ فخر کرتا ہے کہ تو نے کوئی اچھی بات کہی ہے۔ درحالیکہ تجھ کو ہمارے اللہ نے گیلی مٹی سے (ث) پیدا کیا ہے اور سب وہ چیز جو کہ تو بھلائی کی قسم سے (ظہور میں) لاتا ہے۔"

۴۔ اور تو کیوں اپنی زندگی کو حقیر سمجھتا ہے؟ آیا تو نہیں جانتا کہ اگر اللہ ہی تجھ کو شیطان سے محفوظ نہ رکھتا (ا) تو البتہ تُو شیطان سے بھی بدتر ہوتا؟

۵۔ آیا تُو نہیں جانتا کہ ایک ہی گناہ نے خوبصورت ترین فرشتہ کو بدترین ناپسندیدہ شیطان کی صورت میں مسخ کر دیا؟

۶۔ اور اسی گنا نے دنیا میں آئے ہوئے کامل ترین انسان کو جو کہ آدم ہے ایک بدبخت مخلوق سے بدل دیا۔ اور اسے ان (آفتوں) کا نشانہ بنا دیا۔ جن کو کہ ہم اور آدم کی تمام اولاد برداشت کر رہی ہے؟ پس کون سی اجازت تجھ کو اپنی خواہش کے موافق بغیر کسی ذرا سے خوف کے زندگی بسر کرنے کا حق دیتی ہے

۷۔ تباہی ہے تیرے لئے 'اے مٹی کے ٹکڑے! اس لئے کہ تو اس اللہ پر اپنی بڑائی کا خیال کریگی وجہ سے جسنے تجھ کو پیدا کیا

"الغرور؟" (۲) یسعیاہ ۱۰:۵

(ب) اللہ خالق

ہے۔(ب)عنقریب شیطان دونوں قدموں تلے حقیر بنایا جائے گا۔ وہ شیطان جو تیری گھات میں کھڑا ہے۔''

۸۔اور بعد ازاں کہ یسوع نے یہ کہا اس نے اپنے دونوں ہاتھ پروردگار کی طرف اٹھا کے دعا مانگی۔

۹۔اور قوم نے کہا: ''ایسا ہی ہو! ایسا ہی ہو!

۱۰۔تب لوگوں نے اس کے پاس بیماروں کی ایک بڑی کثیر جماعت کو حاضر کیا پس یسوع نے ان کو تندرست بنایا اور وہ ہیکل سے چلا گیا۔

۱۲۔تب یسوع کو سمعان نے جو کہ کوڑھی تھا (ا) روٹی کھانے کے لئے بلایا اور یسوع نے اُس کو شفا دی۔

۱۳۔کاہن اور کاتب لوگوں نے جو یسوع سے عدوت رکھتے تھے۔رومانی سپاہیوں کو اس بات کی خبر کردی جو کہ یسوع نے ان کے دیوتاؤں کے بارہ میں کہی تھی۔

۱۴۔اس لئے کہ درحقیقت وہ ایسا موقع ڈھونڈھتے تھے کہ یسوع کو قتل کردیں۔ مگر انہوں نے اس کو نہیں پایا کیونکہ وہ قوم سے ڈر گئے۔

۱۱۵۔اور جس وقت یسوع سمعان کے گھر گیا (۲) وہ دسترخوان پر بیٹھا۔

۱۷۔اور اسی اثنا میں کہ وہ کھانا کھا رہا تھا یکایک ایک عورت جس کا نام مریم (۳)۔تھا اور جو بدچلن تھی گھر کے اندر آئی اور اس نے اپنے تئیں یسوع کے قدموں کے پاس زمین پر گرادیا اور ان دونوں قدموں کو اپنے آنسوؤں سے دھویا اور ان میں خوشبودار روغن لگایا اور انہیں اپنے سر کے بالوں سے ملا۔

۱۸۔اور انہوں نے اپنے دلوں میں کہا کہ ''کاش اگر یہ مرد نبی ہوتا تو ضرور جان لیتا کہ یہ عورت کون ہے اور کس طبقہ سے ہے اور بیشک اس کو اجازت نہ دیتا کہ وہ اس کو ہاتھ لگائے۔''

۱۹۔تب اس وقت یسوع نے کہا: ''اے سمعان! میرے دل میں ایک بات ہے وہ تجھ سے کہتا ہوں۔''

۲۰۔سمعان نے جواب میں کہا: ''اے معلّم! تو کہہ اس لئے کہ میں تیری بات پسند کرتا ہوں۔''

فصل (ا) نمبر ۱۳۰

۱۔یسوع نے کہا: ''ایک آدمی کے دو قرضدار تھے۔ ان دو میں سے ایک اپنے قرض خواہ کا پچاس پیسوں کا مقروض تھا۔اور دوسرا پانسو پیسوں کا۔

(۱) متی ۲۶:۶ لوقا ۷:۳۶-۵۰

(۳) یوحنا ۱۱:۲ (ا) سورۃ الوھاب

۲۔ پس چونکہ ان دونوں میں سے ایک کے پاس بھی کوئی چیز نہ تھی جو کہ وہ دیوے۔ قرض خواہ نے رحم کھایا اور دونوں کا قرض معاف کر دیا۔

۳۔ تو ان دونوں میں سے کونسا آدمی اپنے قرض خواہ سے زیادہ محبت کریگا؟"

۴۔ سمعان نے جواب دیا:۔"وہ بڑے قرضہ والا جسکو قرض خواہ نے معاف کر دیا ہے۔"

۵۔ تب یسوع نے کہا:۔"بیشک تو نے درست کہا۔

۶۔ میں تجھ سے کہتا ہوں کہ اب اس صورت میں تو اس عورت اور اپنے آپکو پیش نظر رکھ۔

۷۔ اس لئے کہ تم دونوں اللہ کے مقروض تھے تم میں کا ایک بدن کی سفیدی (کوڑھ) کے ساتھ جو کہ گناہ ہے۔

۸۔ پس اللہ ہمارے رب نے میری دعا کے سبب سے (ب) رحم کیا۔ اور تیرے بدن اور حالت میں مجھ سے تھوڑی محبت کرتا ہے۔ کیونکہ تو نے چھوٹا سا عطیہ پایا ہے۔

۹۔ اور ایسے ہی جب میں تیرے گھر میں آیا تو نے مجھ کو بوسہ نہیں دیا۔ اور میرے سر کو تیل نہیں لگایا۔

۱۰۔ مگر یہ عورت جب میں تیرے گھر میں داخل ہوا۔ یہ فوراً آئی اور اس نے اپنے آپ کو میرے قدموں کے پاس ڈال دیا۔ جب کہ اس نے اپنے آنسوؤں سے دھویا اور ان کو خوشبودار تیل سے چپڑا۔

۱۱۔ اسی لیے میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ بلا شبہ اس کی بہت سی خطائیں بخش دی گئیں۔ اس لئے کہ اس نے بہت زیادہ محبت کی ہے۔"

۱۲۔ پھر یسوع عورت کی طرف متوجہ ہوا اور کہا۔"جا اپنے راستہ میں چلی جا۔ کیونکہ پروردگار ہمارے اللہ نے تحقیق تیرے گناہ بخش دیئے (ت)۔"

۱۳۔ مگر دیکھ کہ تو پھر بعد میں گناہ نہ کرے (ا)

۱۴۔ تیرے ایمان نے تجھے خلاصی دی ہے۔"

فصل نمبر (۱) ۱۳۱

۱۔ اور رات کی نماز کے بعد شاگرد یسوع کے قریب آ بیٹھے اور انہوں نے کہا:۔"اے معلّم! ہمیں کیا کرنا واجب تا کہ ہم غرور سے چھٹکارا پائیں؟"

۲ تب یسوع نے جواب میں کہا:۔"آیا تم نے کسی فقیر کو دیکھا ہے جو کسی بڑے آدمی کے گھر میں روٹی کھانے کو بلایا گیا ہو؟"

(ب) اللّٰہ کریم اللّٰہ اللّٰہ سلطان

(ت) اللّٰہ سلطان رغفور (ا) یوحنا ۸:۹ (ا) سورۃ السفلے

۳۔ یوحنا نے جواب میں کہا۔ ''میں نے ہی جو ہیرودس کے گھر میں روٹی کھائی ہے۔

۴۔ اس لئے کہ میں قبل اس کے کہ آپ سے واقف ہوں مچھلیوں کے شکار کے واسطے جایا کرتا تھا۔ اور ان کو ہیرودس کے گھرانے میں بیچتا تھا۔

۵ ایک دن میں وہاں آیا۔ بحالیکہ وہ ایک عورت کے اہتمام میں مصروف تھا۔ اور میں ایک بہت نفیس مچھلی لایا۔ تب ہیرودس نے مجھ کو حکم دیا کہ میں وہاں ٹھیرا ہوں اور وہیں کھانا کھاؤں۔

۶ تب اس وقت یسوع نے کہا۔ ''تو نے کافروں کے ساتھ روٹی کیونکر کھائی؟ اے یوحنا! اللہ تجھے معاف کرے (ب)۔

۷۔ مگر تو مجھے بتا کہ دسترخوان پر تو نے کیونکر ہاتھ ڈالا۔

۸۔ آیا تو نے چاہا تھا۔ کہ تجھ کو سب سے اونچی جگہ ملے۔

۹۔ کیا تو نے سب سے اچھے کھانے کی خواہش کی تھی؟ کیا تو نے دسترخوان پر کوئی بات کی تھی ورحالیکہ تجھ سے سوال نہ ہوا ہو؟ کیا تو نے اپنے آپ کو دوسروں کی نسبت دسترخوان پر بیٹھنے کے زیادہ لائق خیال کیا تھا؟''

۱۰۔ یوحنا نے جواب دیا: ''قسم ہے اللہ کی جان کی (ت) میں نے تو آنکھ اٹھانے کی بھی جرأت نہیں کی اس لئے کہ میں ایک غریب ماہی گیر ہوں اور میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے بادشاہ کے حاشیہ نشینوں کے ساتھ بیٹھا ہوں۔

۱۱۔ پس میں اس حال میں تھا کہ جب بادشاہ مجھکو کوئی چھوٹا سا ٹکڑا دیتا تو میں خیال کرتا کہ اس احسان کی بڑائی کی وجہ سے جو بادشاہ نے میرے ساتھ کیا ہے تمام دنیا میرے سر پر گر پڑی ہے۔

۱۲۔ اور میں سچ کہتا ہوں کہ اگر بادشاہ ہماری شریعت میں سے ہوتا تو میں عمر بھر اسی کی خدمت کرتا رہتا۔''

۱۳۔ تب یسوع نے جواب میں کہا:۔ ''چپ اے یوحنا! اس لئے کہ میں ڈرتا ہوں کہ اللہ ہمارے غرور کی وجہ سے ہمیں ابیرام کی طرح ہاویہ [۱] میں (ا) ڈالے''

۱۴۔ تب شاگرد یسوع کے کلام کے خوف سے کانپ گئے پس یسوع نے پلٹ کر کہا۔ ''ہمیں اللہ سے ڈرنا چاہئے تا کہ وہ ہم کو ہمارے تکبر کی وجہ سے ہاوہ میں نہ ڈال دے۔''

۱۵۔ ''بھائیو! کیا تم نے یوحنا سے سن لیا ہے جو کہ اس نے امیر کے گھر میں کیا؟۔

۱۶۔ خرابی ہے ان آدمیوں کے لئے جو دنیا میں آئے۔ اس لئے کہ وہ جس طرح غرور میں زندگی بسر کرتے ہیں وہ عنقریب ذلت میں مرجائینگے اور اضطراب کی طرف چلے جائیں گے۔

۱۷۔ اس لئے کہ یہ دنیا ایک گھر ہے جس میں

(ب) اللہ غفور (ت) باللہ حی

[۱] دوزخ کا سب سے نیچے کا طبقہ جسکا عذاب بہت شدید ہے

اللہ انسانوں کو دعوت دیتا ہے جہاں کہ تمام پاک لوگوں اور نبیوں نے کھانا کھایا ہے۔

۱۸۔ اور میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بے شک انسان جو کچھ پاتا ہے اس کے سوا نہیں کہ وہ اللہ ہی سے پاتا ہے۔

۲۰۔ اسی سبب سے انسان کے لئے یہ کہنا جائز نہیں کہ۔ "دنیا میں انسان کیوں کیا گیا یا کہا گیا۔" بلکہ اس پر یہ واجب ہے کہ اپنے آپ کو ویسا ہی سمجھے جیسا کہ وہ حقیقت میں اس بات کے لائق نہیں کہ دنیا میں اللہ کے دسترخوان پر کھڑا ہو۔

۲۱۔ قسم ہے اللہ کی جان کی (ب) وہ اللہ کہ میری ذات اس کے حضور میں استادہ ہوگی کہ وہ شئے جو کہ انسان دنیا میں اللہ کی طرف سے پاتا ہے خواہ کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو۔ مگر یہ کہ اس کے مقابلہ میں انسان پر بھی واجب ہے کہ وہ اپنی زندگی کو اللہ کی محبت میں صرف کرے۔

۲۲۔ قسم ہے اللہ کی جان کی (ت) تحقیق اے یوحنا! تو نے اس بات میں کچھ خطا نہیں کی کہ تو نے ہیرودس کو ساتھ کھانا کھلایا۔ اس لئے کہ تو نے یہ کام اللہ کی تدبیر سے کیا۔ تا کہ تو خاص ہم لوگوں کا معلم ہو۔ اور ہر ایسے شخص کا جو اللہ سے ڈرتا ہے۔"

۲۳۔ پھر یسوع نے اپنے شاگرد سے کہا: "تم بھی ایسا ہی کرو تا کہ دنیا میں ویسی ہی زندگی بسر کرو۔ جیسی زندگی یوحنا نے ہیرودس کے گھر میں اس وقت بسر کی ہے جب کہ اس نے اس کے ساتھ روٹی کھائی۔

۲۴۔ اس لئے کہ تم یوں ہی خدا کے ساتھ ہر ایک غرور سے خالی ہو گے۔"

فصل نمبر ۱۳۲

۱۔ اور جب کہ یسوع دریائے جلیل کے کنارہ پر چل رہا تھا۔ آدمیوں کی بڑی بھاری بھیڑ نے اسے گھیر لیا۔

۲۔ تب وہ ایک چھوٹی سی تنہا کشتی (۱) میں سوار ہو گیا جو کہ کنارہ سے تھوڑی ہی دور پر تھی پس وہ کشتی خشکی کے پاس ہی ایسی جگہ لنگر ڈال کر کھڑی ہوئی جہاں سے یسوع کی آواز کا سننا ممکن ہو۔

۳۔ تب سارے آدمی اس کے پاس آ گئے اور اس (یسوع) کے کلام کا انتظار کرتے ہوئے

(ا) اللہ عظیم ورب (ب و ت) باللہ حی

متی ۱:۱۳۔۸۔

بیٹھے۔ پس اس وقت یسوع نے اپنا دہن کھولا اور کہا:۔

۴۔ یہ لوکسان کھیتی کرنے کے لئے نکل ہی آیا"

۵۔ تب اسی اثناء میں کہ وہ بیج بو رہا تھا کچھ دانے راستے پر گر گئے۔ پس ان کو آدمیوں کے قدمیوں نے کچل ڈالا اور چڑیاں انہیں کھا گئیں۔

۶۔ اور بعض دانے پتھروں پر گرے پس جب وہ اگ آئے اس وقت سورج نے ان کو جلا دیا۔ اس لئے کہ اس میں تری نہ تھی۔

۷۔ اور کسی قدر دانے (کھیت) کی باڑھ پر گرے تو جب شگوفہ نکلا۔ کانٹوں (جھاڑی) نے اس کا گلا گھونٹ دیا۔

۸۔ اور کچھ دانے اچھی زمین پر گرے جو تیں اور ساٹھ اور سو۱۰۰ اگنے پھل لائے۔

۹۔ اور نیز یسوع (۲) نے کہا:۔ یہ ہے اس خاندان کا باپ جس نے اعلیٰ درجہ کے بیج اپنے کھیت میں بوئے۔

۱۰۔ اور اس اثناء میں کہ نیک مرد کے خدمت گار سو رہے تھے ان کے آقا کا دشمن آیا اور اعلیٰ درجہ کے بیجوں پر کڑوا دانہ بو گیا۔

۱۱۔ پس جب کہ گیہوں اُگا بہت سا کڑوا دانہ بھی اس کے بیچ بیچ اُگا ہوا دکھائی دیا۔

۱۲۔ تب خادم اپنے آقا کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: "اے آقا! کیا تو نے اعلیٰ درجہ کے بیج اپنے کھیت میں نہیں بوئے؟ تو اب یہ اس میں کڑوے دانے کی بہت سی مقدار کہاں سے اگ آئی؟"

۱۳۔ آقا نے جواب دیا:۔ "میں نے تو اعلیٰ ہی درجہ کے بیج بوئے تھے۔ اسی اثنا آدمی کا دشمن آیا اور گیہوں میں کڑوا دانہ بو گیا۔

۱۴۔ تب نوکروں نے کہا:۔ "کیا تو چاہتا ہے کہ ہم جا کر کڑوے دانے کو گیہوں کے بیچ سے اکھاڑ ڈالیں۔"

۱۵۔ آقا نے جواب میں کہا: 'ایسا نہ کرو۔ اس لئے کہ تم گیہوں کو بھی اس کے ساتھ اکھاڑ لوگے۔

۱۶۔ مگر تم ٹھیرو۔ یہاں تک کہ کٹائی کا دانہ آجائے اور اس وقت تم جا کر کڑوے دانہ کو گیہوں کے بیچ سے اکھاڑ لوگے اور اسے آگ میں ڈال دوگے۔ تا کہ وہ جل جائے اور رہ گیا گیہوں پس تم اس کو میرے کھتے میں رکھ دوگے۔"

۱۷۔ اور یسوع نے یہ بھی کہا:۔ "بہت سے آدمی انجیر بیچنے کے لئے نکلے۔ پس جب کہ وہ بازار میں پہنچے تو یہ دیکھا کہ لوگ عمدہ انجیر نہیں مانگتے بلکہ خوبصورت پتا چاہتے ہیں۔"

۱۸۔ پس لوگ اپنے انجیر نہ بیچ سکے۔

۱۹۔ تب جس وقت ایک شریر باشندہ نے اس

(۲) متی ۱۳: ۲۴۔ ۳۰۔

بات کو دیکھا اس نے کہا کہ "بے شک میں اس بات پر قدرت رکھتا ہوں کہ مالدار بن جاؤں
۲۰۔ پس اس نے اپنے دو بیٹوں کو بلایا (اور کہا) "تم جاؤ۔ اور بہت بڑی مقدار پتوں کی خراب انجیر کے ساتھ جمع کر لاؤ۔
۲۱۔ تب ان کو انہی کے برابر سونا تول کر بیچا اس لئے کہ لوگ پتوں سے بہت زیادہ خوش ہوئے"
۲۲۔ پس جبکہ لوگوں نے انجیر کو کھایا۔ وہ خطرناک بیماری میں مبتلا ہو گئے۔"
۲۳۔ اور نیز یسوع نے کہا۔ "یہ ہے وہ ایک چشمہ ایک باشندہ کا کہ اس سے پڑوس والے پانی لیتے ہیں تاکہ اس سے اپنا میل دور کریں
۲۴۔ مگر پانی کا مالک اپنے کپڑوں کو سڑنے کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔"
۲۵۔ اور یسوع نے یہ بھی کہا۔ دو آدمی ایک سیب کو بیچنے کے لئے گئے۔ پس ان میں سے ایک نے یہ ارادہ کیا کہ سیب کے چھلکے کو اس کے ہموزن سونے میں بیچے اور سیب کے جوہر (گودے) کی کوئی پرواہ نہ کرے۔
۲۶۔ باقی رہا دوسرا تو اس نے یہ پسند کیا کہ سیب کو مفت بخشدے اور اپنے سفر کے لئے فقط تھوڑی روٹی لے لے۔
۲۷۔ مگر لوگوں نے سیب کا چھلکا اس کے برابر سونے میں تول کر خرید لیا۔ اور اس شخص کی پرواہ تک نہ کی جس نے کہ انہیں مفت بخشا کیا تھا۔ بلکہ اس حقارت کی"
۲۸۔ اور اسی طرح اس دن میں یسوع نے مجمع سے مثالوں کے ذریعہ کلام کیا۔
۲۹۔ اور اس کے بعد انہیں واپس بھیج کر خود مع اپنے شاگردوں کے نائن کو گیا۔ جہاں کہ اس بیوہ کے بیٹے نے قیام کیا تھا۔ جس نے کہ یسوع اور اس کی ماں کو اپنے گھر میں (رکھنا) قبول کیا۔ اور اس کی خدمت کی تھی۔

فصل نمبر ۱۳۳ (۱)

۱۔ تب یسوع کے شاگرد اس کے قریب آ گئے۔ اور اس سے یہ کہہ کر دریافت کیا (۱) اے معلم! ہم کو ان مثالوں کے معنی بتا۔ جو تو نے قوم سے بیان کی ہیں"
۲۔ یسوع نے جواب دیا "نماز کا وقت نزدیک آ گیا ہے پس جب شام کی نماز تمام ہو گی میں تم کو مثالوں کے معنی سمجھاؤں گا۔"
۳۔ سو جب نماز ختم ہو چکی شاگرد یسوع کے قریب آئے۔ تب اس نے ان سے کہا (۲) تحقیق وہ آدمی جو کہ بیجوں کو راستہ پر یا پتھروں پر یا کانٹوں (کی جھاڑیوں) پر یا

(۱) سورۃ (۱) متی ۱۳: ۹ (۲) متی ۱۳: ۱۸-۲۳

اعلیٰ درجہ کی زمین پر بوتا ہے۔ وہ ایسا شخص ہے ۔ جو اللہ کے کلام کی تعلیم دیتا ہے۔ وہ کلام کہ آدمیوں کی بہت بڑی تعداد پر گرتا ہے۔

۴۔ "راستہ پر گرتا ہے جب کہ وہ کلام ان جہاز رانوں اور سوداگروں کے کان میں پڑتا ہے کہ دُور دُور کے سفروں کے سبب سے جن کا وہ قصد کرتے ہیں اور قوموں کے متعدد ہونے کی وجہ سے جن کے ساتھ وہ تجارت کرتے ہیں شیطان نے اللہ کے کلام کو ان کی یاد سے زائل کر دیا ہے۔

۵۔ اور پتھروں پر گرتا ہے۔ جبکہ (بادشاہ کے) اور دربار کے آدمیوں کے کان میں آئے۔ اس لئے کہ ایک حاکم شخص کی خدمت ہی کا شوق رکھنے کی وجہ سے ان میں اللہ کا کلام اثر نہیں کرتا۔

۶۔ علاوہ اس کے اگر چہ ان کو کچھ اس کی یاد بھی رہتی ہے۔ تاہم جیوں ہی کہ ان پر کوئی مصیبت پڑتی ہے اسی وقت اللہ کا کلام ان کی یاد سے نکل جاتا ہے۔

۷۔ اس لئے کہ وہ بحالیکہ انہوں نے اللہ کی خدمت نہیں کی ہے (ا) یہ قدرت نہیں رکھتے کہ اللہ سے کسی مدد کی آرزو کریں (ب)۔

۸۔ اور کانٹے پر گرتا ہے جب کہ ان لوگوں کے کانوں میں آئے جو اپنی زندگی سے محبت کرتے ہیں۔

۹۔ اس لئے کہ وہ۔ اگر چہ اللہ کا کلام ان میں نشوونما پا چکا ہو جس وقت بدنی خواہشیں بڑھتی ہیں۔ اعلیٰ درجہ کے اللہ کے کلام کے بیجوں کو دبا لیتی ہیں۔

۱۰۔ کیونکہ بدنی آرام کا مزہ اللہ کے کلام کو چھوڑ دینے کا باعث ہوتا ہے۔

۱۱۔ ہاں۔ وہ بیج جو کہ عمدہ زمین پر گرتا ہے پس وہ ایسا اللہ کا کلام ہے جو اللہ سے ڈرنے والے کے دونوں کانوں میں آتا ہے جہاں کہ وہ اپنی حیات کا پھل لاتا ہے۔

۱۲۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ اللہ کا کلام ہر حال میں تب ہی پھل لاتا ہے۔ جب کہ انسان اللہ سے ڈرے۔

۱۳۔ "رہی وہ (مثال) جو کہ خاندان کے باپ سے مخصوص ہے (ا) پس میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ وہ (باپ) اللہ ہے ہمارا پروردگار۔ کل چیزوں کا پروردگار اس لئے کہ اسی نے تمام چیزیں پیدا کی ہیں۔

۱۴۔ مگر اللہ طبیعی طریقہ پر ہرگز باپ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اس حرکت پر قدرت نہیں رکھتا جس کے بغیر تناسل ممکن نہیں۔

۱۵۔ پس وہ اس حالت میں ہمارا ایسا اللہ (ت) ہے کہ دنیا اسی کے لئے خاص ہے۔

(ا) من لا یعملو الاجل اللّٰہ تعالیٰ لایمکن ان یطالب عوفامن اللّٰہ تعالیٰ منہ (ب) اللّٰہ معین"

(ا) متی ۱۳: ۲۷۔ ۴۳ سے مقابلہ کر کے دیکھو

(ت) اللّٰہ سلطان

۱۶۔ اور وہ کھیت جس کے اندر بوتا ہے وہ جنس بشری ہے۔

۱۷۔ اور بیج ڈالنا اللہ کا کلام ہے۔

۱۸۔ پس جب کہ تعلیم دینے والے اللہ کے کلام کے ساتھ اپنے دنیا کے کاموں میں مصروف ہو جانے کی وجہ سے ہدائت کرنا چھوڑ دیتے ہیں (اس وقت) شیطان آدمی کے دل میں گمراہی (کا بیج) بوتا ہے۔ جس سے شرارت کی تعلیم کے سبب سے بے شمار فرقے پیدا ہو جاتے ہیں۔

۱۹۔ تب پاک لوگ اور نبی فریاد کرتے ہیں کہ "اے سید! کیا تو نے انسانوں کو کوئی اچھی تعلیم نہیں دی۔ پس یہ بہت سی گمراہیاں کہاں سے آ گئی ہیں؟"۔

۲۰۔ تب اللہ جواب دیتا ہے کہ: "بیشک میں نے انسانوں کو اچھی تعلیم دی ہے (ا) مگر جس اثناء میں کہ آدمی باطل کی جانب ہی لگ گئے تھے۔ شیطان نے ایسی گمراہی (کے بیج) کو بو دیا کہ وہ میری شریعت کو بگاڑتی ہے۔"

۲۱۔ تب پاک کہیں گے کہ: اے سید! بیشک ہم ان گمراہیوں کو انسانوں کے ہلاک کرانے والے کے ساتھ نابود کر دیں گے۔"

۲۲۔ پس اللہ جواب دیتا ہے۔ تم یہ نہ کرو اسلئے کہ ایمان والے کافروں کیساتھ قرابت کے ذریعے سے بہت سخت اتحاد رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایمان والے کافروں کے ساتھ ہلاک ہو جائیں گے۔

۲۳۔ مگر تم حساب کے دن تک ٹھہرو۔

۲۴۔ اس لئے کہ اس وقت میں میرے فرشتے کافروں کو اکٹھا کریں گے تب وہ (شیطان) کے جہنم میں پڑیں گے (ا)۔

۲۵۔ اور اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ بہت سے کافر باپ مومن بیٹے پیدا کرتے پس ان ہی کے لئے (ب) اللہ نے دنیا کو مہلت دی ہے تاکہ وہ توبہ کریں۔"

فصل نمبر ۱۳۴

۱۔ رہے وہ لوگ جو کہ اچھی انجیر کے پھل پاتے ہیں۔ پس وہ اصلی تعلیم دینے والے ہیں کہ یہ اچھی تعلیم کے ساتھ ہدایت کرتے ہیں۔

۲۔ مگر دنیا جو کہ جھوٹ سے خوش ہوتی ہے تعلیم دینے والوں سے کلام اور دنیا سازی کے طمع کئے ہوئے پتے مانگتی ہے۔

۳۔ پس جب کہ شیطان نے اس بات کو دیکھا وہ اپنے نفس کو بدن کو حس کے ساتھ اضافہ (شامل) کر کے پتوں کی بہت سی مقدار یعنی مقدار زمین کی ان چیزوں کی لے آیا۔ جن ذریعہ سے وہ گناہ دیا کرتا ہے۔

۴۔ تو جب کہ انسان نے ان کو لیا۔ وہ بیمار

(ا) اللہ معطی

(ا) ...... (ب) اللہ صبر (صبور؟)

اورابدی موت کے قریب ہوگیا۔
۵۔اوروہ ایک شہر کا رہنے والا جس کے پاس کہ پانی ہے اور وہ اپنا پانی دوسروں کو دیتا ہے۔تاکہ وہ میل کو دھوئیں اور خود اپنے کپڑوں کو سڑتے (اور بوُکرتے) چھوڑ دیتا ہے پس وہ ایسا تعلیم دینے والا ہے۔جو دوسروں کو توبہ کی ہدایت کرتا ہے لیکن خود آپ گناہوں میں پڑا رہتا ہے۔
۶۔یہ انسان کیسا بدبخت ہے۔اس لئے کہ اس کی زبان خود ہوا کے اندر اس سزا کو لکھنی ہے کہ وہ اس کا اہل ہے نہ کہ فرشتے۔
۷۔اگر کسی ایک کے ہاتھی کی زبان ہو۔اور اس کا تمام بدن چیونٹی کے برابر چھوٹا ہو تو کیا یہ چیز دنیا کی خارق عادت (خلاف معمل) باتوں میں سے نہ ہوگی؟۔
۸۔ہاں بے شک!
۹۔پس میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو آدمی دوسروں کو توبہ کی ہدایت کرتا ہے اور خود وہ اپنے گناہوں سے توبہ نہیں کرتا البتہ وہ اس سے بھی زیادہ عجیب وغریب ہے۔
۱۰۔اور رہ گئے دو سبب بیچنے والے آدمی تو ان میں کا ایک وہ ہے۔جو کہ اللہ کی محبت کے لئے ہدایت کیا کرتا ہے۔
۱۱۔پس وہ اس لئے کسی سے دنیا سازی نہیں کرتا۔بلکہ فقط ایک فقیر کا ایسا سامان گذارہ طلب کرتا ہوا حق کی تبلیغ کرتا رہتا ہے۔
۱۲۔قسم ہے اللہ کی جان کی (۱) وہ اللہ کہ میری ذات اس کے حضور میں حاضر ہوگی کہ تحقیق دنیا اس جیسے آدمی کو قبول نہیں کرتی بلکہ وہ اس کے لائق ہے کہ دنیا اس کی حقارت کرے۔
۱۳۔اگر جو شخص کہ چھلکے کو اس کے برابر سونے میں تول کر بیچتا ہے اور سیب کو مفت دیدیتا ہے پس اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ ایسا شخص ہے جو آدمیوں کو رضامند بنانے کے واسطے ہدایت کرتا ہے۔
۱۴۔اور اسی طرح جب اس نے دنیا سے دنیا سازی کی۔اس نفس کو تلف کردیا جو کہ اس کی دنیا سازی کی پیروی کرتا ہے۔
۱۵۔آہ کتنے اور کتنے آدمیوں میں سے ہمیں جو کہ اس سبب سے ہلاک ہوئے ہیں۔
۱۶۔اس وقت اس لکھنے والے نے جواب میں کہا:۔"انسان کو کیونکر اللہ کے کلام کی جانب کان لگانا واجب ہے۔اور اس شخص کو پہچان لے جو کہ اللہ کی محبت کے لئے ہدایت کرتا ہے۔
۱۷۔یسوع نے جواب دیا۔"اے واجب

---

(۱) بالله حي .

ہے کہ جو شخص ہدایت کرتا ہے اس کی طرف کان لگائے جب کہ وہ اچھی تعلیم کے ساتھ ہدایت کرے تو کلام کرنے والا خود اللہ ہوگا۔ وہ اس آدمی کے منہ سے باتیں کرتا ہے۔

۱۸۔ لیکن جو آدمی گناہوں پر جھڑکنے کو روو رداری کا پاس کرتا ہو اور خاص خاص آدمیوں سے دنیا داری کرتے ہوئے چھوڑ دیتا ہے۔ تو اس سے خوفناک سانپ کی طرح بچنا واجب ہے۔ اس لئے کہ وہ درحقیقت انسان کے دل کو زہریلا کرتا ہے۔

۱۹۔ آیا تم سمجھتے ہو؟۔

۲۰۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جیسے زخمی کو اس کا ہاتھ باندھنے کے لئے خوبصورت پٹیوں کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ وہ یقیناً اعلیٰ درجہ کے مرہم کا محتاج ہوتا ہے۔ ویسے ہی گنہگار کو چکنی چپڑی باتوں کی ضرورت نہیں بلکہ یقیناً اچھی جھڑکیوں کی ضرورت ہے تا کہ وہ گناہوں سے باز آ جائے۔"

فصل نمبر ۱۳۵ (۱)

۱۔ پس اس وقت بطرس نے کہا:۔ "اے معلّم! ہم کو بتا کہ ہلاک ہونے والے کیونکر عذاب دیئے جائیں گے۔ اور کتنے وقت تک دوزخ میں رہیں گے تا کہ انسان گناہ سے (دور) بھاگے؟"

۲۔ یسوع نے جواب دیا:۔ "اے بطرس! بے شک تو نے ایک بڑی چیز کا سوال کیا ہے مگر باوجود اس کے میں انشاء اللہ تجھ کو جواب دوں گا۔

۳۔ پس تم اب جانو کہ تحقیق جہنم ایک ہی ہے مگر باوجود اِس کے اُس کے سات طبقے ہیں۔ کہ ان میں کا ایک دوسرے سے نیچا ہے۔

۴۔ تب جس طرح کہ گناہوں کی سات قسمیں ہیں۔ اس لئے کہ شیطان نے ان کو جہنم کے سات دروازوں کے مانند بنایا ہے۔ ایسے ہی اس 'جہنم' میں عذاب کی سات قسمیں پائی جاتی ہیں۔

۵۔ اس لئے کہ متکبر یعنی اپنے دل میں بڑائی کرنے والا سب نیچے طبقہ میں اس کے اوپر کے تمام طبقوں کی موجودہ تکلیفوں کو برداشت کرتا ہوا (ب) ڈال دیا جائے گا۔

۶۔ اور جیسے کہ وہ یہاں یہی طلب کرتا ہے کہ اللہ سے بڑھ کر ہو۔ کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ جو بات اس کے دل میں ان چیزوں کے مخالف آئے جن کا کہ خدا نے حکم دیا ہے اسی کو کرے اور اس بات کا اقرار نہ کرے کہ کوئی اس کے اوپر بھی ہے۔ پس اسی طرح وہ شیطانوں کے قدموں تلے رکھا جائیگا۔

۷۔ تب وہ اس کو پامال کریں گے جیسے کہ

(۲) سورۃ عذاب جہنم ۲:منہ

(ب) متکبر عذاب"

شراب بنانے کے وقت انگور پامال کیے جاتے ہیں اور وہ شیطانوں کی ہنسی اور دل لگی کا آلہ ہوگا۔"

۸۔اور وہ حسن کرنے والا جو کہ اپنے قریبی کی خوشحالی پر کینہ سے جل کر مرتا ہے۔اور اس کی مصیبتوں پر خوش ہوتا ہے۔چھٹے طبقہ میں نیچے گرایا جائے گا۔

۹۔اور وہاں اس کو جہنم کے بڑی کے بڑی تعداد کے سانپوں کے دانت نوچیں گے۔

۱۰۔اور اسے خیال دلایا جائے گا کہ تحقیق جہنم کی کل چیزیں اس کے عذاب کے سبب سے خوش ہو رہی اور افسوس کرتی ہیں کہ وہ ساتویں طبقہ میں کیوں نہ اتارا گیا۔

۱۱۔یہ اس طور پر کہ اللہ کا عدل بد بخت حسد کرنے والے کو اس کا خیال، باوجود اس بات کے کہ لعنتی خوشی سے محروم کئے گئے ہیں یوں دلائے گا۔جیسے کہ آدمی کو خواب میں خیال دلایا جاتا ہے کہ کوئی شخص اسے لات مار رہا ہے تب وہ تکلیف پاتا ہے۔

۱۲۔یہی ہے وہ غایت جو کہ کم بخت حاسد کے سامنے ہے۔

۱۳۔اور اس کو یہ خیال دلایا جائے گا جہاں کہ مطلقاً کوئی مسرت ہی نہیں کہ ہر ایک اس کی بلا میں گرفتاری سے خوش ہو رہا اور افسوس کرتا ہے کہ عذاب (ا) اس پر زیادہ سخت نہیں ہوا۔

۱۴۔بہر حال لالچی پس وہ پانچویں طبقہ میں اُتارا جائے گا جہاں کہ اس کو نہایت سخت مفلسی ستائے گی۔جیسا کہ اس نے دعوتیں کرنے والے مالدار کو تکلیف دی تھی۔

۱۵۔اور شیطان اس کے عذاب میں زیادتی کرنے کے لئے وہ اس کے پیش کریں گے جس کی کہ وہ خواہش کرے گا۔

۱۶۔پس جبکہ وہ شے اس کے ہاتھ میں آ جائے گی۔تب اسے دوسرے شیطان ترشروئی کے ساتھ یہ کلمات کہتے ہوئے اچک لے جائیں گے۔تو یاد کر کہ تو نے اللہ کی محبت کے لئے دنیا پسند نہیں کیا تھا۔اور اسی لئے پس اللہ ارادہ نہیں کرتا کہ تجھے دیا جائے۔"

۱۷۔"وہ کیسا بد بخت انسان ہے۔

۱۸۔پس بے شک وہ اپنے آپ کو اس حال میں دیکھے گا تب گذری ہوئی زندگی کی فراخی (آرام) کو یاد کرے گا۔اور موجودہ (زندگی) کے فاقہ (تنگدستی) کو آنکھوں سے دیکھے گا۔

۱۹۔اور یہ (دیکھے گا) اس تیرا نہ کے ذریعہ سے جنکا اس وقت حاصل کرنا اس کی قدرت میں نہیں وہ ابدی نعمتوں (کے آرام) کو پا سکتا تھا۔

۲۰۔اور چوتھا طبقہ پس اس میں شہوت ران آدمی اُتارے جائیں گے (ب) جہاں کہ وہ لوگ ہوں گے جنھوں نے کہ اللہ کے ان کو

(ا) احس عذاب (عذاب الحس)

(ا) عبث شهوة عذاب.

دیئے ہوئے طریقہ کو بدل دیا تھا۔ شیطان کے جلتے ہوئے غلیظ کے اندر بھونے گئے گیہوں کی طرح۔

۲۱۔اور وہاں جہنم کے سانپ ان سے گلے ملیں گے۔

۲۲۔اور بہر حال وہ لوگ جنہوں نے بدچلن عورتوں سے زنا کیا ہے پس عنقریب اس نجاست کے تمام کام ان میں جہنم کی بھوتنیوں سے ہم صحبت ہونے کے ساتھ بدل جائیں گے جو کہ عورتوں کی شکل میں شیطان ہوں گی۔ ان کے سر کے بال سانپوں سے ہوں گے۔ اور ان کی آنکھیں جلتی ہوئی گندھک اور ان کا منہ زہریلا اور ان کی زبان سخت کڑوی اور ان کا بدن ان کانٹے لگی شستوں سے گھرا ہوا ہوگا، جن کے ذریعہ سے احمق مچھلیاں شکار کی جاتی ہیں۔ اور انکے جنگل عقاب کے چنگلوں کے مانند ہوں گے اور ان کے ناخن استرے اور ان کے اعضائے تناسلیہ کی خاصیت آگ ہوگی۔

۲۳۔اور تیسرے طبقہ میں (۱) وہ کاہل اور نکما اتارا جائیگا۔ جو اس وقت کوئی کام نہیں کرتا۔

۲۵۔وہاں وہ بڑے بڑے بلند محل اور شہر بنائے گا۔

۲۶۔اور ابھی وہ ختم نہ ہونے کو آئیں گے کہ فوراً ڈھے جائیں گے۔ اس لئے کہ اُنمیں کوئی پتھر اپنی جگہ میں رکھا ہوا نہ ہوگا۔

۲۷۔تب اس وقت بھاری پتھر اس کاہل آدمی کے دونوں کندھوں پر رکھے جائیں گے جس کے دونوں ہاتھ کھلے نہ ہوں گے پس اس کا بدن سرد ہو جائے گا بحالیکہ وہ چلتا ہوگا۔ اور بوجھ کو ہلکا کیا جائے گا۔

۲۸۔اس لئے کہ کاہلی نے اس کے دونوں بازوؤں کی قوت کو زائل کر دیا تھا۔

۲۹۔اور اس کی دونوں پنڈلیاں جہنم کے سانپوں کی بیڑیوں میں جکڑی ہوں گی۔

۳۰۔اور اس سے بھی بڑھ کر عذاب کی بات یہ ہوگی کہ اس کے پیچھے شیطان اسے دھکیلتے اور اس کو زمین پر متعدد مرتبہ پھینک مارتے ہوں گے بحالیکہ وہ بوجھ کے نیچے دبا ہوگا۔

۳۲۔بلکہ جب وہ اٹھانے کی حد سے بہت زیادہ بوجھل ہوگا۔ تو اس پر اور دو چند مقدار رکھ دی جائے گی۔

۳۳۔اور دوسرے طبقہ میں (ب) تن پرور اتارا جائے گا۔

۳۴۔تب وہاں قحط ہوگا۔ اس حد تک کہ کوئی کھانے کی چیز ہی نہیں ملے گی۔ سوا زندہ بچھوؤں اور زندہ سانپوں کے جو کہ بڑا درد

---

(۱) تنبل عقاب

(ب) عقاب بضیر المحسلب وہ (هو) بن آدم

تاک عذاب دیں گے۔ یہاں تک کہ اگر وہ پیدا ہی نہ ہوئے ہوتے تو یہ ان کے لئے اچھا تھا۔ اس بات سے کہ وہ اس قسم کا کھانا کھائیں۔

۳۵۔ اور بظاہر شیطان ان کیلئے مرغوب کھانے (بھی) پیش کریں گے۔

۳۶۔ مگر چونکہ ان کے ہاتھ اور پیر آگ کی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ہوں گے۔ وہ قدرت نہ رکھیں گے کہ کب کھانا انہیں دکھائی دے اور وہ (اس کی طرف) ہاتھ بڑھائیں۔

۳۷۔ اور اس سے بڑھ کر یہ آفت ہوگی کہ چونکہ یہ بچھو جن کو وہ شخص کھاتا ہے تاکہ وہ اس کے پیٹ میں آگ لگادیں خود بہت جلد باہر نکل آنے پر قادر نہ ہوں گے۔ تب یہ تن پرور کی شرمگاہ کو پھاڑ چیر کر رکھ دیں گے۔

۳۸۔ اور جب وہ گندگی اور نجاست میں آلودہ نکلیں گے جس حالت میں کہ وہ ہیں۔ تب دوسری دفعہ کھالئے جائیں گے۔

۳۹۔ اور جھلّے مزاج والا سب سے پہلے طبقہ میں مقیم کیا جائے گا۔ جہاں کہ کل شیطان اور تمام وہ ملعون جو اس سے ادنیٰ درجہ والے ہوں گے اس کی بے وقری اور ہبکی کریں گے۔

۴۰۔ تب وہ اسے لاتوں اور گھونسوں سے ماریں گے۔ اور اس کو اس راستہ پر لٹادیں گے جس پر کہ وہ چلتے ہیں اپنے پاؤں اس کی گردن پر رکھتے ہوئے۔

۴۱۔ اور اس کے ساتھ وہ اپنے آپ کو بچانے پر قادر نہ ہوگا اس لئے کہ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں بندھے ہوئے ہیں۔

۴۲۔ اور اس سے بڑھ کر یہ آفت ہوگی کہ وہ دوسروں کی اہانت پر اپنا غصہ ظاہر کرنے پر بھی قادر نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اس کی زبان ایک اس قسم کی تانت سے بندھی ہوگی جس کو کہ گوشت بیچنے والے استعمال کرتے ہیں۔

۴۳۔ پس لعنت کی گئی جگہ میں (ا) ایک عام عذاب بھی ہوگا جو کہ بہت سے دانوں کے اس ملوان (آٹے کی طرح) جس سے روٹی بنائی جاتی ہے جملہ طبقات دوزخ کو شامل ہوگا۔

۴۴۔ اس لئے کہ اللہ کے عدل سے آگ اور برف اور کڑکیں اور چمک اور گندھک اور گرمی اور ٹھنڈک اور ہوا اور دیوانگی اور گھبراہٹ (یہ سب) اس طریقہ پر اک جا ہوجائیں گی کہ نہ ٹھنڈک گرمی کو کم کرے گی۔ اور نہ آگ جمی ہوئی برف کو۔ بلکہ ہر ایک ان میں سے بدبخت گنہگار کو اپنا اپنا عذاب چکرائے گا۔"

فصل (ب) نمبر ۱۳۶

۱۔ پس اس ملعون جگہ (ت) میں کافر لوگ ہمیشہ مقیم رہیں گے۔

(ا) عقاب بغیر حساب وہ (وھو؟) بن آدم (ب) سورۃ علی الکافرین عذاب ابدا (ت) وہ مسکین بن آدم

۲۔ یہاں تک کہ اگر یہ فرض کیا جائے کہ دنیا چڑیا دانوں سے بھر دی گئی ہے اور اکیلی چڑیا ان میں سے صرف ایک دانہ ہر ایک سو برس میں دنیا کے ختم ہونے تک اٹھا لے جاتی ہے تو البتہ کافر لوگ خوش ہوتے۔ اگر کاش انہیں دنیا کے تمام ہونے کے بعد جنت میں جانا میسر آتا۔

۳۔ مگر ان کو تو یہ امید بھی نہیں اس لئے کہ ان کے عذاب کی کوئی حد ہی نہیں ہے۔

۴۔ کیونکہ انہوں نے اللہ کی محبت میں آ کر اپنے گناہوں کی کوئی حد مقرر کرنے کا ارادہ ہی نہیں کیا تھا۔

۵۔ رہے ایمان والے آدمی تو ان کو ایک قسم کی تسلی ہوگی۔ اس لئے کہ ان کے عذاب کی کچھ انتہا ہے۔"

۶۔ تب شاگرد لوگ کانپ گئے۔ جب انہوں نے یہ سنا اور کہا "آیا اس حالت میں ایمان والے بھی جہنم میں جائیں گے؟"

۷۔ یسوع نے جواب دیا۔ "ہر شخص پر خواہ وہ کوئی ہو جہنم میں جانا لازمی ہے۔

۸۔ مگر وہ بات کہ اس میں کوئی خرابی نہیں ہے کہ اللہ کے پاک بندے اور نبی وہاں صرف دیکھنے کے لئے جائیں گے نہ کہ کوئی تکلیف برداشت کرنے کے لئے۔

۹۔ رہے اللہ کے نیک بندے تو وہ خوف کے سوا اور کوئی دکھ نہ سہیں گے۔

۱۰۔ اور میں کہتا ہوں میں تم کو یہ بتاتا ہوں کہ رسول اللہ (ا) (صلی اللہ علیہ وسلم) تک وہاں جائیں گے تاکہ اللہ کے عدل کو دیکھیں (ب)

۱۱۔ تب اس وقت دوزخ ان کے تشریف لانے کے سبب کانپنے لگے گی۔

۱۲۔ اور اس وجہ سے کہ وہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) انسانی جسم رکھتے ہیں۔ ہر انسان بدن رکھنے والے پر سے جن پر عذاب کا حکم نافذ کر دیا گیا ہے۔ عذاب اٹھایا جائے گا۔ پس وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جہنم کو ملاحظہ کرنے کے لئے ٹھہرنے کی مدت تک بغیر عذاب برداشت کرنے کے رہے گا۔ لیکن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہاں نہ ٹھہریں گے مگر صرف ایک پلک مارنے کے وقفہ تک۔

۱۳۔ اور اللہ یہ محض اس لئے کرے گا تاکہ تمام مخلوق اس بات کو جان لے کہ اس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) (ت) سے کچھ نہ کچھ فائدہ حاصل کیا ہے۔

۱۴۔ اور جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہاں گئے شیطان غل مچائیں گے اور آگ کے دھکتے انگاروں کے نیچے چھپنے کی کوشش کریں گے۔ درحالیکہ ان میں کا ایک دوسرے سے کہتا ہوگا "بھاگو! بھاگو! کہ ہمارا

(ا) رسول اللہ (ب) اللہ عادل و ذو انتقام (ت) شیاطین عدو محمد (محمد عدو الشیاطین) (ث) یا محمد ۲ امنہ

دشمن (ث) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آ گیا۔

۱۵۔ پس جبکہ شیطان اس بات کو سنے گا وہ اپنے منہ پر دو ہتڑ مار کے شور کرتا ہوا کہے گا: ''یہ میرے خلافِ مرضی مجھ سے برتر ہوا ہے اور یہ بات محض بے انصافانہ کی گئی ہے۔''

۱۶۔ رہی وہ حالت جو ان مومنوں سے خصوصیت رکھتی ہے جن کے کہ بہتر درجے ہیں مع دو دیگر درجوں والوں کے کہ ان کے پاس ایمان نیک کاموں کے بدون تھا۔ اس لئے کہ پہلا فریق نیک کاموں پر رنجیدہ اور دوسرا بدی کے ساتھ خوش تھا۔ پس یہ سب جہنم میں ستر ہزار سال رہیں گے۔

۱۷۔ اور ان برسوں کے بعد فرشتہ جبریل جہنم میں آئے گا اور انہیں یہ کہتے سنے گا کہ ''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) (ج) تیرا وہ وعدہ کرنا کہاں ہے کہ جو شخص تیرے دین پر ہوگا وہ جہنم میں ابد تک نہ رہے گا۔'' (ح)

۱۸۔ تب اس وقت فرشتہ جبریل جنت کو واپس جائے گا۔ اور اس کے بعد کہ ادب کے ساتھ رسول اللہ (خ) کے قریب آئے گا۔ جو کچھ سنا ہے وہ ان سے بیان کرے گا۔

۱۹۔ پس اس وقت رسول اللہ کلام کرے گا۔ اور کہے گا: ''اے میرے پروردگار اور اللہ! (د) تو اپنا یہ وعدہ مجھ اپنے بندے سے یاد کر کہ جو لوگ میرا دین قبول کریں گے۔ وہ ابد تک جہنم میں نہ رہیں گے۔''

۲۰۔ تب اللہ جواب دے گا۔ ''اے میرے پیارے جو تو چاہتا ہے مانگ کیونکہ میں تجھ کو سب کچھ جو تو مانگے بخشوں گا۔'' (ا)

فصل (ب) نمبر ۱۳۷

ا۔ تب اس وقت رسول اللہ کہے گا (ت) ''اے رب! جہنم میں مومنوں میں سے وہ شخص ملتا ہے جو کہ ستر ہزار سال وہاں رہا ہے پس اے رب! تیری رحمت کہاں ہے؟'' (ث)

۲۔ ''میں تجھ سے فریاد کرتا ہوں کہ اے رب تو ان کو سخت عذابوں سے آزاد کر دے۔''

۳۔ تب اس وقت اللہ چاروں مقرب فرشتوں (ا) کو حکم دے گا کہ جہنم میں جاؤ اور ہر اس شخص کو جو کہ رسول اللہ کے دین پر ہو۔'' نکال کر جنت میں لے جاؤ۔

(ح) قال عیسیٰ بعد ان یدخل عصاۃ المومنین جهنم یجی جبرئیل الی جهنم ویواجه المومنین وهم یقول یا محمد این وعدک من یقبل دینک لا ودلن؟ یبقیٰ مخلدا فی النار فاذا جبرئیل اخبر محمدا بما سمع من عصاۃ المومنین فنا دای محمد ربه فقال یا رب ان وعدک الحق وانت احکم الحاکمین د فارسل اللہ تعالیٰ جبرئیل (میکائیل و اسرافیل و عزرائیل فاخرجوهم من النار وادخلوهم الجنة. منه (ح) رسول اللہ.

(ا) اللہ معطی (ب) سورۃ شفاعۃ محمد بعد القیامۃ (ت) رسول اللہ (ن) اللہ سلطان ولرحمن.

(ا) یعنی جبریل۔ میکائیل ورفائیل اور اڑئیل۔ جیسا کہ نمبر ۲۲۱ سے واضح ہوا ہے مگر ہسپانوی نسخہ میں عزرائیل کا ذکر ہے جس طرح کہ عربی زبان میں بجائے ڑاد رئیل عزرائیل آتا ہے (مترجم)

۵۔ اور یہی کام ہے جس کو یہ فرشتے کریں گے

۶۔ اور رسول اللہ (ج) کے دین کا نفع یہاں تک ہوگا کہ ہر وہ شخص جو کہ ان پر ایمان لائے گا۔ وہ اس سزا کے بعد کہ میں نے اس کی نسبت بیان کیا ہے جنت میں جائے گا اگرچہ اس نے کوئی بھی نیک کام نہ کیا ہو۔ اس لئے کہ وہ اس کے دین پر مرا ہے۔''

فصل نمبر ۱۳۸ (ح)

۱۔ اور جس وقت صبح نکلی سویرے ہی شہر کے مرد سب کے سب عورتوں اور بچوں سمیت نکل کر اس گھر کی جانب آئے جس میں کہ یسوع اور اس کے شاگرد تھے۔

۲۔ اور انہوں نے منت کر کے کہا: 'اے سید! ہم پر رحم کر اسلئے کہ کیڑوں نے اس سال میں دانوں کو کھالیا ہے اور ہم اس سال اپنی سرزمین کے اندر روٹی کو حاصل نہ کرسکیں گے۔''

۳۔ یسوع نے جواب دیا ''یہ تمہیں کیا خوف سما گیا ہے؟ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ کے خادم ایلیاؔ نے اخاب کے اس کو ستانے کی مدت میں تین سال تک روٹی کی شکل ہی نہیں دیکھی اور جنگل کے ساگ پات اور پھلوں ہی کو کھاتا رہا؟

۴۔ اور ہمارے باپ داؤد اللہ کے نبی نے دو سال کی مدت تک جنگل کے پھلوں اور سبزیوں پر زندگی بسر کی جبکہ شاول نے اسکو اذیت دی تھی یہاں تک کہ اس نے دو دفعہ کے سوا روٹی چکھی تک نہیں۔''

۵۔ قوم نے جواب میں کہا ''اے سید! وہ لوگ تو اللہ کے نبی اور روحانی خوشی سے غذا پانے والے تھے۔ اسی لئے انہوں نے ہر چیز کو برداشت کرلیا۔

۶۔ مگر ان چھوٹے بچوں کا کیا حال ہوگا؟ پھر اسے اپنے تمام بچے دکھائے۔

۷۔ اس وقت یسوع نے ان کی مصیبت پر ترس کھایا اور کہا ''فصل کی کٹائی میں کتنے دن باقی رہ گئے ہیں؟''

۸۔ تب انہوں نے جواب دیا ''بیس دن''

۹۔ پس یسوع نے کہا ''واجب ہے کہ ہم ان بیس دن کی مدت تک روزہ اور نماز کے لئے منقطع ہو جائیں۔ اس لئے کہ اللہ تم پر رحم کرے گا (ا)

۱۰۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اللہ نے یہ قحط اس لئے ڈالا ہے کہ یہاں لوگوں میں جنون اور اسرائیل کے گناہ کی ابتدا ہوگئی ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے کہا کہ میں (یسوع) ہی اللہ اور اللہ کا بیٹا ہوں۔''

۱۱۔ اور اس کے بعد کہ انہوں نے انیس دن روزے رکھ لئے بیسویں دن کی صبح کو کھیتوں

(ج) رسول اللہ (ح) اشد البلا علی لانبیاء

(ا) اللہ رحمٰن

اور پشتوں کو خشک گیہوں سے چھپا ہوا دیکھا۔

۱۲۔ تب وہ یسوع کی طرف دوڑے اور ہر چیز اس سے بیان کی۔

۱۳۔ پس جبکہ یسوع نے اس بات کو سنا اللہ کا شکر کیا اور کہا: "بھائیو! جاؤ اور وہ روٹی جمع کرلو۔ جوکہ اللہ نے تمہیں عطا کی ہے (ب)

۱۴۔ تب قوم نے گیہوں کی اتنی وافر مقدار جمع کرلی کہ انہیں یہ پتا نہیں لگتا تھا کہ اسے رکھیں کہاں۔

۱۵۔ اور یہ بات اسرائیل میں ارزانی و خوشحالی کا سبب ہوئی۔

۱۶۔ تب ملک کے لوگوں نے آپس میں صلاح کی کہ یسوع کو اپنا بادشاہ بنانا چاہیئے۔

۱۷۔ تو جب یسوع نے اس بات کو معلوم کیا وہ ان کے پاس سے بھاگ گیا۔

۱۸۔ اور اس سبب سے شاگردوں نے پندرہ دن کوشش کی تا کہ اس کو تلاش کریں۔

فصل نمبر ۱۳۹

۱۔ بہرحال یسوع کو اس لکھنے والے اور یعقوب اور یوحنا نے پالیا۔

۲۔ تب انہوں نے روتے ہوئے کہا۔ "اے معلّم! تو ہمارے پاس سے کیوں بھاگ آیا؟ پس تحقیق ہم نے تجھ کو ڈھونڈا بحالیکہ ہم رنجیدہ تھے بلکہ تمام شاگردوں نے روتے ہوئے تیری جستجو کی۔"

۳۔ تب یسوع نے جواب میں کہا: "میں اس لئے بھاگ آیا کہ مجھے معلوم ہوگیا کہ شیطانوں کی ایک فوج میرے لئے وہ سامان کر رہی ہے کہ تم تھوڑی دیر میں اس کو دیکھ لوگے۔

۴۔ پس عنقریب کاہنوں کے سردار اور قوم کے شیوخ مجھ پر اٹھ کھڑے ہوں گے اور رومانی حاکم سے میرے قتل کا حکم طلب کریں گے۔

۵۔ کیونکہ وہ ڈرتے ہیں کہ میں اسرائیل کا ملک غصب کرلوں گا۔

۶۔ اور اس کے علاوہ میرا ایک شاگرد مجھے بیچ ڈالے گا۔ اور مجھ کو (دشمن کے) حوالے کردے گا جیسے کہ یوسفؑ مصر میں بیچا گیا تھا۔

۷۔ مگر عادل اللہ عنقریب اس کو مضبوط باندھ لے گا (ا) جیسے داؤد نبی کہتا ہے (ا) جس شخص نے اپنے بھائی کے واسطے کنواں کھودا۔ وہ خود اس کے اندر گرے گا۔

(۸) مگر اللہ مجھکو چھڑا لیگا (ب) ان کے ہاتھوں سے اور مجھے دنیا سے اٹھالیگا۔

(۹) تب تینوں شاگرد ڈر گئے۔

۱۰۔ مگر یسوع نے انکو یہ کہتے ہوئے تسلی دی "تم نہ ڈرو اس لئے کہ تم میں سے ایک بھی مجھ کو "دشمن کے حوالے نہ کرے گا" پس ان کو اس بات سے کچھ

(ا) اللہ ذنتقام (ذوانتقام) (ب) اللہ حافظ

(ا) زبور ۹:۱۵، ۵۷:۶

تسلی ہوئی۔

۱۱۔ اور بعد کے دن میں یسوع کے شاگردوں میں سے چھتیں شاگرد دو۔ دو کر کے آئے اور وہ دمشق میں باقی شاگردوں کا انتظار کرتا ہوا ٹھہرا رہا۔

۱۲۔ اور ان میں سے ہر ایک غمگین ہوا اس لئے کہ انہوں نے معلوم کیا کہ یسوع اب بہت جلد دنیا سے جانے والا ہے۔

۱۳۔ اسی لئے یسوع نے اپنے دہن کھولا اور کہا "تحقیق جو شخص بغیر یہ جانے ہوئے کہ وہ کہاں جا رہا ہے چلے گا البتہ وہ بدبخت ہے۔

۱۴۔ اور اس سے بھی بدبخت وہ آدمی ہے جو کہ قدرت رکھتا اور جانتا ہے کہ کیونکر کسی اچھی سرا میں پہنچے گا مگر اسی کے ساتھ وہ چاہتا ہے کہ گندے راستے اور مینہ اور چوروں کے گواہ ٹھہر جائے۔

۱۵۔ اور اے بھائیو! تم مجھے بتاؤ کہ یہ دنیا ہی ہمارا وطن ہے۔ ہرگز نہیں۔ اس لئے کہ پاک انسان دنیا میں جلاوطن کر کے نکالا گیا تھا۔

۱۶۔ پس وہ اس میں اپنے گناہوں کی سزا بھگتا ہے

۱۷۔ آیا یہ ممکن ہے کہ کوئی جلاوطن ایسا نہیں جو اپنے دولتمند وطن کی طرف واپسی کی پرواہ نہ کرتا ہو بحالیکہ: اپنے تئیں فاقہ میں پا رہا ہے!

۱۸۔ یقینی بات یہ ہے کہ عقل اس کو ناپسند کرے گی۔ اگر تجربہ اس کو روشن دلیل کے ساتھ ثابت کر رہا ہے۔

۱۹۔ اس لئے کہ دنیا کے دوست رکھنے والے موت کے بارہ میں نہیں سوچتے۔

۲۰۔ بلکہ جس وقت ان سے کوئی شخص اس کے بارہ میں گفتگو کرتا ہے یہ اس کے کلام کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔"

فصل نمبر ۱۴۰ (ا)

۱۔ "اے لوگو! میری بات سچ مانو کہ میں دنیا میں ایسے امتیاز کے ساتھ آیا ہوں کہ وہ کسی کو نہیں دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ رسول اللہ (ب) کو بھی نہیں عطا ہوا۔ اس لئے کہ ہمارے اللہ نے انسان کو دنیا میں ہمیشہ رکھنے کے لئے نہیں پیدا کیا (ت) بلکہ اس کو جنت میں رکھنے کے واسطے۔

۲۔ اور یہ تحقیق شدہ بات ہے کہ جس شخص کو یہ کچھ بھی امید نہ ہو کہ وہ رومانیوں سے کوئی چیز حاصل کرے اس لئے کہ اس کی شریعت سے اجنبی شریعت والے ہیں۔ ایسا شخص کبھی نہ چاہے گا کہ اپنا وطن اور جو کچھ اس کے پاس ہے سب کو چھوڑ دے اور رومیہ کو وطن بنانے کے لئے چلا جائے یہ ٹھان کر کہ پھر واپس نہ آئے گا۔

۳۔ اور اس کی خواہش اس بات کی طرف

(ا) سورۃ الموت (ب) اللہ خالق.

(ت) باللہ حی.

اس وقت بہت ہی کم ہوگی۔ جبکہ وہ قیصر کو غصہ دلا دے۔

۴۔ پس میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بیشک ایسا ہی ہوگا۔ اور سلیمان اللہ کا نبی میرے ساتھ (مل کر) فریاد کرتا ہے کہ: ''اے موت تیری یاد کس قدر تلخ ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنی ثروت میں آرام اٹھاتے ہیں۔''

۵۔ میں یہ بات اس لئے نہیں کہتا کہ مجھ پر اسی وقت مر جانا لازم ہے۔

۶۔ بحالیکہ میں جانتا ہوں کہ میں دنیا کے ختم ہونے تک زندہ رکھا جاؤں گا۔

۷۔ مگر میں تم سے یہ بات اس لئے کہتا ہوں تاکہ تم سیکھ لو کہ تم کیونکر مرو گے۔

۸۔ قسم ہے اللہ کی جان کی (ث) اگر میں کسی چیز کو اچھی طرح نہ کرو۔ خواہ ایک ہی مرتبہ (۱) تو وہ اس پر دلالت کرے گا۔ کہ اس کی مشق کرنا ضروری ہے اگر میں اس کو بخوبی کرنا چاہتا ہوں

۹۔ آیا تم نے دیکھا ہے کہ اس کے زمانہ میں فوجی سپاہی کیونکر آپس ہی میں لڑائی کی مشق کرتے ہیں کہ گویا وہ باہم لڑ رہے ہیں؟

۱۰۔ اور اس شخص کے لئے جس نے کہ یہ تعلیم نہ پائی ہو کہ مرنا کیونکر اچھا ہوتا ہے۔ یہ بات کیسے میسر ہوگی کہ وہ اچھی موت مرے۔

۱۱۔ داؤد نبی نے کہا ہے (۲) ''پروردگار کی نظر میں پاک لوگوں کی موت گرانقدر ہے''

کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیوں؟

۱۳۔ میں تم کو بتاتا ہوں۔

۱۴۔ اس لئے کہ جب کمیاب چیزیں گراں قیمت ہیں۔ اور ان لوگوں کا مرنا جو کہ اچھی طرح مرتے ہیں کمیاب ہے لہذا وہ اللہ ہمارے خالق (۱) کی نظر میں قیمتی ہوا۔

۱۵۔ اور کہ یہ یقینی بات ہے کہ جب آدمی کسی کام کو شروع کرتا ہے تاکہ اس کی غرض کا کوئی اچھا نتیجہ پیدا ہوا۔

۱۶۔ خرابی ہو تیری اے بدبخت آدمی جو کہ اپنے پاجاموں کو خود اپنے اوپر فضیلت دیتا ہے۔

۱۷۔ اس لئے کہ جب وہ کپڑے کو پھاڑتا ہے اس کے پھاڑنے سے پہلے اس کا بخوبی اندازہ کر لیتا ہے اور جب اس کو پھاڑ لیا پھر توجہ کے ساتھ اسے سیتا ہے۔

۱۸۔ مگر اس کی زندگی جو کہ مرنے کے لئے پیدا ہوئی ہے اس لئے کہ نہیں مرتا مگر جو کچھ کہ پیدا ہوتا ہے پس کس لئے انسان اس (زندگی) کا موت کے ساتھ اندازہ نہیں کرتا؟

۱۹۔ آیا تم نے معماروں کو دیکھا ہے کہ وہ کیونکر کوئی پتھر نہیں رکھتے مگر یہ کہ بنیاد ان کی آنکھوں کے سامنے ہوتی ہے۔ پس وہ اس کا اندازہ لگاتے ہیں تاکہ دیکھیں کہ آیا وہ سیدھی ہے تاکہ دیوار گر نہ جائے۔

(ث) باللہ حی (۱) زبور ۱۱۶: ۱۵۔ ۱۲ اطالی زبان کے نسخہ کی عبارت گول مول ہے (مترجم)

(۱) اللہ خالق

۲۰۔ خرابی ہے اس مصیبت زدہ آدمی کیلئے اس لئے کہ اس کی زندگی کی عمارت عنقریب بڑی طرح منہدم ہو جائے گی کیونکہ وہ موت کی بنیاد کی جانب نگاہ نہیں کرتا ہے۔"

فصل نمبر ۱۴۱ (ب)

۱۔ "تم مجھ کو بتاؤ کہ جب انسان پیدا ہوتا ہے وہ کیونکر پیدا ہوتا ہے؟

۲۔ حق یہ ہے کہ وہ ننگا پیدا ہوتا ہے۔

۳۔ اور کیا نفع ہے اس کے لئے جب وہ مردہ ہونے کی حالت میں خاک کے نیچے تکیہ زن ہوا؟

۴۔ سوا ایک پھٹے کپڑے کے کچھ بھی نہیں جس میں وہ لپیٹ دیا جاتا ہے۔ اور یہی وہ بدلہ ہے جو اسے دنیا دیتی ہے۔

۵۔ پس جبکہ ہر ایک عمل میں یہ واجب ہے کہ ابتدا اور انتہاء کی کسی نسبت پر کوئی وسیلہ ہوتا کہ کام کا اچھے انجام تک پہنچانا ممکن ہو تو اس انسان کا انجام کیا ہونے کی امید ہے جو کہ دنیا کی دولت مندی کی خواہش کرتا ہے؟

۶۔ بیشک وہ مر جائے گا جیسا کہ (ا) اللہ کا نبی کہتا ہے کہ "تحقیق گنہگار البتہ بہت ہی بڑی موت مرے گا۔" (ت)

۷۔ اگر کوئی درزی یہ کوشش کرے کہ کسی سوئی کے ناکے میں تاگے کے بدلے درخت کھجور کے تنے داخل کرے تو اس کے کام کا انجام کیا ہوگا؟

۸۔ بے شک وہ بیکار کوشش کرتا ہے اور اس کے پڑوسی اسے حقارت کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔

۹۔ پس انسان نہیں دیکھتا کہ وہ اس کو ہمیشہ ہی کیا کرتا ہے۔ بحالیکہ وہ زمین کی اچھی چیزوں (مالوں) کو جمع کیا کرتا ہے۔

۱۰۔ اس لئے کہ موت ہی وہ سوئی ہے کہ زمین کی اچھی چیزوں کے کھجور کے تنے اسکے ناکہ میں داخل نہیں کیے جاسکتے۔

۱۱۔ اور باوجود اس کے وہ اپنی دیوانگی سے ہمیشہ یہی کوشش کرتا ہے کہ اپنے کام میں کامیاب ہو۔ مگر بے کار۔

۱۲۔ اور جو شخص کہ اس بات کو میرے کلام میں سچ نہ مانے اس کو چاہیئے کہ قبروں میں تاڑے اس لئے کہ وہاں وہ حق کو پائے گا۔

۱۳۔ پس جب یہ ارادہ کرے کہ حکمت میں اپنے سوا پر خدا کے خوف کے بارہ میں ورر ہے تو اس کو چاہیئے کہ قبر کی کتاب کا مطالعہ کرے۔

۱۴۔ اس لئے کہ وہیں اپنے خلاص کی اصلی تعلیم پائے گا۔

۱۵۔ اس لئے کہ جب وہ دیکھے گا کہ انسان کا بدن کیڑوں کی خوراک ہونے کے لئے محفوظ رکھا جاتا ہے اس وقت سیکھ جائے کہ

(ب) سورۃ الموت (ت) موت اقبح (ا) زبور ۱۰۴: ۳۵

دنیا بدن اور حس سے ڈرتا رہے۔

۱۶۔ تم مجھے بتاؤ کہ اگر وہاں کوئی راستہ اس حال پر ہے کہ اگر اس کے ساتھ آدمی بیچ میں چلے تو بے خوف چلا جائے۔ لیکن اگر دونوں کناروں پر چلے تو اپنا سر پھوڑے۔

۱۷۔ تب تم کیا کہو گے جبکہ تم لوگوں کو اس بارہ میں باہم جھگڑتے اور ایک دوسرے پر پیش قدمی کرتے دیکھو گے تا کہ وہ کنارہ سے زیادہ قریب ہوں۔ اور اپنے آپ کو خود قتل کریں؟

۱۸۔ تمہارا وہ تعجب کس قدر سخت ہے۔ جو اس وقت ہوگا

۱۹۔ حق یہ ہے کہ تم کہو گے کہ ضرور یہ لوگ آفت زدہ اور دیوانے ہیں اور بیشک اگر وہ پاگل نہ ہوں گے تو ضرور وہ مایوس لوگ ہیں۔''

۲۰۔ شاگردوں نے جواب میں کہا' بیشک یہ صحیح ہے''

۲۱۔ اس وقت یسوع رویا اور کہا تحقیق دنیا کے عاشق بے شک وہ ایسے ہی ہیں۔

۲۲۔ اس لئے کہ اگر وہ اس عقل کے موافق زندگی بسر کرتے جس نے کہ انسان میں ایک اوسط درجہ کی جگہ لے لی ہے تو ضرور وہ اللہ کی شریعت کی پیروی کرتے اور ابدی موت سے چھٹکارا پا جاتے۔

۲۳۔ مگر وہ پاگل ہو گئے اور خود اپنی جان کے خونی دشمن بن گئے۔ اس لئے کہ وہ بدن اور دنیا کی پیروی کرتے ہیں۔ اس بارہ میں کوشش کرتے کہ ان میں سے ہر ایک بہ نسبت دوسرے کے بہت سخت غرور اور بدکاری میں ڈوب کر زندگی بسر کرے۔''

فصل (ا) نمبر ۱۴۲

۱۔ یہ کہ خائن یہودا نے دیکھا کہ یسوع بھاگ گیا ہے وہ اس بات سے ناامید ہو گیا کہ دنیا میں بڑا آدمی بنے۔

۲۔ اس لئے کہ وہ یسوع کا تھیلا اٹھائے رہتا تھا جو کہ اس (یسوع) کو اللہ کی محبت میں دی جاتی تھی۔

۳۔ پس اس (یہودا) نے یہ آرزو کی کہ یسوع اسرائیل پر بادشاہ ہو جائے۔ اور یہ کہ وہ خود بھی ایک معزز آدمی ہو جائے گا۔

۴۔ پس جبکہ اس کی یہ آرزو مٹ گئی اس نے اپنے دل میں کہا: ''اگر یہ آدمی نبی ہوتا تو البتہ جان لیتا کہ میں اس کے روپیوں کو چراتا ہوں اور ضرور وہ خفا ہوا ہوتا۔ اور اپنی خدمت سے مجھ کو نکال دیتا اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ میں اس پر ایمان نہیں رکھتا۔

۵۔ اور اگر وہ حکیم ہوتا تو اس بزرگی سے کبھی نہ بھاگتا جیسے کہ اللہ اس کو دینے کا ارادہ کرتا ہے (ب)

(ا) سورۃ الخائن (ب) اللّٰہ الرحمٰن

۶۔ پس میرے واسطے اب یہ مناسب تر ہے کہ میں کاہنوں کے رئیسوں اور کاہنوں اور فریسیوں سے مل جاؤں۔ اور پھر ہم سب دیکھیں کہ کس طرح میں اس (یسوع) کو ان کے حوالے کرسکوں گا۔ تب میں اس ذریعہ سے کچھ نفع حاصل کرنے کا موقع پاؤں گا۔"

۷۔ پس یہ نیت ٹھان لینے کے بعد اس نے کاتبوں اور فریسیوں کو اس بات کی خبر دیدی جو کہ نائین میں پیش آئی تھی۔

۸۔ تب ان لوگوں نے کاہنوں کے سردار کے ساتھ مشورہ کیا۔ اور کہا "اگر یہ آدمی بادشاہ ہوگیا تو ہم کیا کریں گے؟

۹۔ البتہ یہ ہم پر بڑی مصیبت ہوگی اس لئے کہ وہ اللہ کی عبادت میں قدیم طریقہ کے موافق اصلاح کرنا چاہتا ہے۔

۱۰۔ کیونکہ وہ ہماری تقالید (رسومات) کو باطل کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔

۱۱۔ تب اس جیسے آدمی کی حکومت کے ماتحت ہمارا کیا انجام ہوگا؟ یقیناً ہم اور ہماری اولاد (سب) تباہ ہو جائیں گے۔

۱۲۔ اس لئے کہ جب ہم اپنی خدمت سے نکال دیئے جائیں گے تو ہم مجبور ہوں گے کہ اپنی روٹی عطیہ کے طور پر مانگیں۔

۱۳۔ حالانکہ اس وقت یہ خدا کا شکر ہے کہ ہمارا ایک بادشاہ اور ایک حاکم دونوں ہماری شریعت سے اجنبی ہیں۔ اور ہماری شریعت کی کوئی پرواہ کرنے والے نہیں۔ جیسے کہ ہم ان کی شریعت کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔

۱۴۔ اور اسی سبب سے ہم قدرت رکھتے ہیں کہ جو چاہیں وہ کرلیں۔

۱۵۔ پس اگر ہم نے غلطی کی تو ہمارا اللہ رحیم ہے۔ قربانی اور روزہ کے ساتھ اس کا راضی بنا لینا ممکن ہے۔

۱۶۔ مگر جبکہ یہ آدمی بادشاہ ہوگیا تو ہرگز نہ راضی بنایا جاسکے گا۔ مگر جبکہ اللہ کی عبادت ویسے ہی ہوتے دیکھتے جیسی کہ موسیٰ نے لکھی ہے۔

۱۷۔ اور اس سے بڑھ کر آفت کی بات یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ مِسِیّا (۱) داؤد کی نسل سے نہ آئے گا۔ (جیسا کہ اس کے نہایت خاص شاگرد نے ہم سے کہا ہے بلکہ وہ کہتا ہے کہ درحقیقت وہ (مِسِیّا) اسمٰعیل کی نسل سے آئے گا۔

۱۸۔ اور یہ کہ وعدہ (قربانی) اسمٰعیل کے ساتھ کیا گیا تھا نہ کہ اسحاقؑ کے ساتھ۔

۱۹۔ تب اگر ہم اس انسان کو جیتا چھوڑ دیں گے تو کیا نتیجہ ہوگا؟

۲۰۔ یہ یقینی امر ہے کہ اسمٰعیل کی اولاد کے آدمی رومانیوں کے نزدیک صاحب وجاہت ہو جائیں گے۔ تب یہ ان کو ہمارا ملک بطور املاک کے دے دیں۔

۲۱۔ اور اس طرح اسرائیل غلامی کے مورد بن

---

(۱) رسول .

بن جائیں گے جیسا کہ قدیم زمانہ میں تھا۔

۲۲۔ پس جبکہ کاہنوں کے سردار نے اس رائے کو سنا اس نے جواب میں کہا: ''ہیرودس اور حاکم کے ساتھ اتفاق کرنا واجب ہے''۔

۲۳۔ اس لئے کہ قوم اس جانب بہت میلان رکھتی ہے اور ہم بغیر فوج کے کچھ نہیں کر سکتے۔

۲۴۔ اور اگر اللہ نے چاہا تو ہم فوج کے ذریعہ سے یہ کام کر سکیں گے۔

۲۵۔ پس اپنے فیما بین مشورہ کرنے کے بعد انہوں نے اس (یسوع) کو رات کے وقت گرفتار کرنے کی رائے قرار دی جبکہ حاکم اور ہیرودس اس بات پر راضی ہوں۔

فصل (ب) نمبر ۱۴۳

۱۔ اور اس وقت اللہ کی مشیت سے تمام شاگرد دمشق میں آ گئے۔

۲۔ اور اسی دن میں غدار یہودا نے اپنے سوا اوروں کی نسبت بہت زیادہ یسوع کے غائب ہو جانے پر رنج کا اظہار کیا۔

۳۔ اسی لئے یسوع نے کہا: ''ہر شخص کو اس آدمی سے ڈرنا چاہیے، جو بلا وجہ تیرے لئے محبت کی دلیلیں قائم کرے''۔

۴۔ اور اللہ نے ہماری بصیرت لے لی تاکہ ہم نہ جانیں کہ یسوع نے یہ کس غرض سے کہا ہے؟

۵۔ اور سب شاگردوں کے آ جانے کے بعد یسوع نے کہا: ''اب ہمیں جلیل کو واپس چلنا چاہیے کیونکہ اللہ کے فرشتے نے مجھ سے کہا کہ مجھ پر وہاں جانا واجب ہے''۔

۶۔ اور اس بناء پر یسوع ناصرہ کو آیا روز سبت کی صبح کو۔

۷۔ پس جب وہاں کے رہنے والوں پر واضح ہوا کہ وہی یسوع ہے ہر شخص نے اس کے دیکھنے کی خواہش کی۔

۸۔ یہانتک کہ ایک محصول لینے والا جس کا نام ''زکا تھا''[1] (وہ) اس قدر پستہ قد تھا کہ مجمع کی کثرت کے ہوتے ہوئے وہ یسوع کے دیکھنے پر قادر نہ ہوتا، تب وہ ایک گولر کے درخت پر چڑھ گیا اس کی چوٹی تک۔

۹۔ اور وہاں منتظر ہو کر بیٹھا یہانتک کہ یسوع اس جگہ میں ہو کر گزرے، بحالیکہ وہ مجمع کی طرف جا رہا ہو۔

۱۰۔ پس جبکہ یسوع اس جگہ پہنچا اس نے اپنی دونوں آنکھیں اوپر اٹھائیں اور کہا ''اے زکا! تو نیچے اتر آ۔ اس لئے کہ میں تیرے گھر میں قیام کروں گا''۔

۱۱۔ تب وہ آدمی اتر آیا۔ اور اس نے خوشی کے ساتھ اس (یسوع) کو بوسہ دیا اور بہت بڑی دعوت کی۔

۱۲۔ پس فریسی لوگ منہ بگاڑ کر یسوع کے شاگردوں سے کہنے لگے: تمہارا معلم محصول لینے والوں اور گنہگاروں کے ساتھ کیوں کھانا کھانے گیا ہے؟

۱۳۔ یسوع نے جواب میں کہا: طبیب مریض کے گھر کس سبب سے جاتا

(۱) سورہ گوج۔

(۱) لوقا ۱۹: ۲-۱۰۔

ہے۔ (۲)

۱۴۔ تم مجھے یہ بتاؤ (پھر) میں تم کو بتاؤں گا (۳) کہ میں وہاں کیوں گیا"۔

۱۵۔ فریسیوں نے جواب دیا "بیمار کو شفا دینے کے لئے۔

۱۶۔ یسوع نے جواب میں کہا "بیشک تم نے سچ کہا ہے اس لئے کہ تندرستوں کو کسی طبیب کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ فقط بیماروں ہی کو حاجت ہے"۔

فصل (ا) نمبر ۱۴۴

۱۔ قسم ہے اس اللہ کی جان کی (ب) کہ میری جان اس کے حضور میں استادہ ہوگی کہ تحقیق اللہ اپنے نبیوں اور خادموں کو دنیا میں اس لئے بھیجتا ہے (ف) کہ گنہگار توبہ کریں۔

۲۔ اور ان کو نیکو کاروں کے واسطے نہیں بھیجتا کیونکہ اُن کو توبہ کی کوئی حاجت ہی نہیں جس طرح کہ پاک وصاف آدمی کو حمام کی حاجت نہیں ہوتی۔

۳۔ مگر میں تم سے سچ کہتا ہوں، کہ اگر تم سچے فریسی ہوتے تو البتہ تم میرے گنہگاروں کے پاس ان کی نجات کے لئے جانے سے خوش ہوتے۔

۴۔ تم مجھ کو بتاؤ کہ آیا تم اپنا منشاء (پیدائش کا وقت) جانتے ہو اور یہ کہ کس لے دنیا نے فریسیوں کو بوسہ دینا شروع کیا ہے؟

۵۔ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ تم اس کو نہیں جانتے ہو۔

۶۔ پس میری بات سننے کے لئے متوجہ بنو۔

۷۔ تحقیق اخنوخ (ا) اللہ کا خلیل جو کہ اللہ کے ساتھ، حق کے ساتھ (ا) چلتا رہا، دنیا کی پرواہ نہ کرتا ہوا فردوس میں منتقل کر دیا گیا ہے۔

۸۔ اور وہ اس جگہ قیامت کے دن تک مقیم رہے گا اس لئے کہ جب دنیا کا خاتمہ نزدیک ہوگا وہ ایلیا اور ایک دوسرے کے ساتھ دنیا میں پھر لوٹ کر آئے گا۔ (ب)

۹۔ پس جب آدمیوں نے اس بات کو جانا، انہوں نے اپنے پیدا کرنے والے اللہ (ت) کو فردوس کی راہ کی وجہ سے ڈھونڈنا شروع کیا۔

۱۰۔ اس لئے کہ کنعانیوں کی زبان میں فردوس کے لفظی معنی یہ ہیں کہ "وہ اللہ کو ڈھونڈھتا ہے"۔

۱۱۔ کیونکہ وہیں یہ نیک نام آدمیوں سے ٹھٹھا کرنے کے طور پر (لیا جانا) شروع ہوا ہے۔

۱۲۔ اس واسطے کہ کنعان والے بتوں کی پرستش میں ڈوبے ہوئے تھے جو کہ انسانی ہاتھوں ہی کی عبادت ہے۔

۱۳۔ اور اسی بناء پر کنعانی جب کسی ایک کوان

(ا) سورہ الآ درس "ادریس" (ب) باللہ حی۔ (ت) اللہ مزل (۲) لوقا ۵: ۳۱ (۳) لوقا ۱۰: ۳ (۴)

(ا) ذکر ادریس قصص (ب) اول درویس۔
(ا) پیدائش ۵: ۴ب۔

لوگوں میں سے دیکھتے تھے جو کہ ہماری قوم میں سے دنیا سے الگ ہوگئے ہوتے تھے تا کہ اللہ کی خدمت کریں تو ٹھٹھے کے طور پر (اسکو) فریس (ث) کہتے تھے۔یعنی" وہ خدا کو ڈھونڈھتا ہے۔"

۱۴۔گویا کہ وہ کہتے تھے کہ اے پاگل تیرے پاس تو بتوں کی کچھ مورتیں ہی نہیں ہیں پس تو ہوا کو پوجتا ہے لہذا اپنی عقبٰی کی طرف نظر کر اور ہمارے دیوتاؤں کی پرستش کرو۔

۱۵۔تب یسوع نے کہا"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمام اللہ کے قدیسی اور اس کے انبیاء فریسی تھے نہ تمہاری طرح محض نام کے بلکہ فی الحقیقت عملاً۔

۱۶۔اس لئے کہ انہوں نے اپنے تمام کاموں میں اللہ کو طلب کیا' اپنے خالق کو (ج) اور اللہ کی محبت میں اپنے شہروں میں جمع کردہ سامانوں کو چھوڑ دیا۔پس انہیں بیچ ڈالا۔اور اللہ کی محبت میں فقیروں میں دے دیا۔"

فصل نمبر (ح) ۱۴۵

۱۔قسم ہے اللہ کی جان کی (خ) البتہ اللہ کے خلیل اور نبی ایلیا کے زمانہ میں بارہ پہاڑ تھے جن پر سترہ ہزار فریسی رہا کرتے تھے۔

۲۔اور اس بڑی بھاری تعداد کے اندر ایک بھی راندۂ درگاہ نہ تھا۔بلکہ سب کے سب اللہ کے برگزیدہ تھے۔

۳۔مگر اس وقت بحالیکہ اسرائیل میں ایک سو اور کئی ہزار فریسی ہیں پر شاید اگر خدا کو منظور ہو تو ہر ایک ہزار میں ایک ہی برگزیدہ پایا جائے۔"

۴۔تب فریسیوں نے جھلاّ کر جواب دیا"تو اس صورت میں اب ہم سب راندۂ درگاہ ہیں اور ہمارے دین کو مردود بناتا ہے؟"

۵۔یسوع نے جواب میں کہا:"میں اصلی فریسیوں کے دین کو مردود نہیں سمجھتا۔بلکہ ستودہ جانتا ہوں اور کہ میں اس کے لئے مر جانے کو تیار ہوں۔"

۶۔مگر تم آؤ تا کہ ہم دیکھیں کہ آیا تم فریسی ہو بھی؟

۷۔تحقیق ایلیا اللہ کے خلیل نے اپنے شاگرد الیشع کی منت قبول کرنے کے لئے چند چھوٹی چھوٹی کتابیں لکھی ہیں۔جن میں اللہ ہمارے باپ (ا) کی شریعت کے ساتھ ہی انسانی حکمت کو بھی ودیعت رکھا ہے۔"

۸۔تب فریسی حیران رہ گئے جبکہ انہوں نے ایلیا کی کتاب کا نام سنا۔اس لئے کہ انہیں اپنی روایتوں کے ذریعہ معلوم ہوا تھا کہ تعلیم کسی نے محفوظ نہیں کی ہے۔

۹۔لہذا انہوں نے ایسے کاموں کے بہانہ

(ث) ادرویس لسان فارشر.منه (ج) الله خالق (ح) سورة درویس (خ) بالله حي .

(ا) الله سلطان .

سے کہ ان کا کرنا واجب ہوتا ہے وہاں سے چلے جانے کا ارادہ کیا۔

۱۰۔ اس وقت یسوع نے کہا "اگر تم فریسی ہوتے تو بیشک ہر ایک کام کو چھوڑ دیتے اور اس بات کا لحاظ کرتے۔ اس لئے کہ فریسی محض اکیلے اللہ ہی کو ڈھونڈھتا ہے۔"

۱۱۔ اس لئے وہ الجھاؤ میں پھنس کر رک گئے تاکہ یسوع کی جانب متوجہ ہوں جس نے بسلسلہ کلام کہا۔ (ب)

۱۲۔ ایلیا اللہ کا بندہ (کیونکہ وہ اپنی چھوٹی کتاب کو یونہی شروع کرتا ہے) یہ ان سب لوگوں کے لئے لکھتا ہے جو چاہتے ہیں کہ اللہ اپنے پیدا کرنے والے کے ساتھ (ت) رفتار کریں۔

۱۳۔ تحقیق جو شخص کہ بہت زیادہ تعلیم حاصل کرنا پسند کرتا ہے وہ اللہ سے بہت کم ڈرتا ہے (ا) اس لئے کہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے۔ وہ اسی بات پر قناعت کرتا ہے۔ کہ فقط اسی چیز کو جان لے جس کا اللہ ارادہ کرتا ہے۔

۱۴۔ "تحقیق جو شخص بناوٹی بات ڈھونڈتا ہے۔ وہ اس اللہ کو تلاش نہیں کرتا جو کہ بجز ہماری خطاؤں پر جھڑکیاں دینے کے اور کچھ نہیں کرتا۔"

۱۵۔ "ان لوگوں پر جو اللہ کو تلاش کرنا چاہیں واجب ہے کہ اپنے گھروں کے دروازوں اور روشندانوں کو مضبوطی سے بند کریں۔

۱۶۔ اس لئے کہ آقا نہیں ہوتا کہ اپنے گھر کے باہر (ایسی جگہ) پایا جائے جہاں کہ وہ (ہونا) پسند نہیں کرتا۔

۱۷۔ لہٰذا تم اپنے شعوروں کی نگہبانی اور اپنے قلب کی نگرانی کرو۔ اس لئے کہ اللہ ہم میں سے باہر اس دنیا میں نہیں پایا جاتا جس کو کہ وہ برا جانتا ہے۔

۱۸۔ ان لوگوں پر جو کہ نیک کام کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ واجب ہے کہ اپنے نفوس کا ملاحظہ کریں۔ اس لئے کہ انسان کو یہ بات کچھ فائدہ نہیں دیتی کہ وہ ساری دنیا کو نفع میں پائے۔ اور اپنے آپکو خسارہ میں دیدے (۲)

۱۹۔ وہ لوگ جو کہ دوسروں کو تعلیم دینے کا ارادہ کرتے ہیں۔ ان پر واجب ہے کہ دوسروں کی نسبت افضل زندگی بسر کریں۔ اس لئے کہ اس شخص سے جو خود ہم لوگوں سے کم تر جانتا ہے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھایا جاتا۔

۲۰۔ پس اس حالت میں گنہگار اپنی زندگی کی اصلاح کیونکر کرے گا۔ بحالیکہ وہ ایسے آدمی کو اپنے تئیں تعلیم دیتے سنتا ہے جو کہ اس سے بھی بدتر ہے۔

۲۱۔ جو لوگ اللہ کی جستجو کرتے ہیں ان پر

(ب) کتاب الیاس (ت) اللہ خالق (ا) یونہی ہے

(۲) خروج ۳۳:۲

واجب ہے کہ ہر تیس دن میں ایک ہی دفعہ اس جگہ کو جایا کریں جہاں کہ دنیا والے ہوں۔

۲۴۔ اس لئے کہ یہ ممکن ہے کہ ایک ہی دن میں دو سال کے اعمال اس شغل کے خصوص سے کر لئے جائیں جس کو کہ اللہ طلب کرتا ہے (۳)

۲۵۔ اس پر لازم ہے کہ جب وہ چلے تو اپنے دونوں قدموں کے سوا کہیں نظر نہ کرے۔

۲۶۔ جب وہ کلام کرے تو اس پر لازم ہے کہ ضروری بات کے سوا اور کچھ نہ کہے۔

۲۷۔ جب وہ کھائیں تو اس وقت ان پر واجب ہے کہ وہ پیٹ بھرنے سے پہلے اسی دستر خوان سے اٹھ کھڑے ہوں۔

۲۸۔ ہر روز یہ سوچتے ہوئے کہ یقیناً وہ آئندہ دن کو نہ پہنچیں گے (پکڑیں گے)

۲۹۔ اور اپنے وقت کو یوں صرف کرتے ہوئے جیسے کہ آدمی سانس لیتا ہے۔

۳۰۔ چاہیئے کہ ایک آدمی کا لباس (۴) جانوروں کی کھال کا ہونا کافی ہو۔

۳۱۔ مٹی کے پتلے پر واجب ہے کہ ادھوڑی پر سوئے۔

۳۲۔ چاہیئے کہ ہر رات دو گھنٹہ سونے پر کفایت کرے۔

۳۳۔ اس پر واجب ہے کہ اپنے نفس کے سوا کسی سے عداوت نہ کرے۔

۳۴۔ ان پر واجب ہے کہ وہ نماز کے دوران میں اس طرح خوف کے ساتھ استادہ رہیں کہ گویا وہ آنے والے روز حساب کے سامنے استادہ ہیں۔

۳۵۔ پس تم اب اللہ کی خدمت کرو اس شریعت کے ساتھ جو کہ اللہ ہی نے تم کو موسیٰ کے ہاتھوں عطا کی ہے۔

۳۶۔ اس لئے کہ اسی طریقہ سے تم اللہ کو پاؤ گے۔

۳۷۔ اور بیشک تم ہر زمانہ اور ہر جگہ میں اس بات کو معلوم کرو گے کہ "بے شک تم اللہ میں ہو اور اللہ تم میں ہے۔"

۳۸۔ "اے فریسیو! یہ ہے ایلیا کی کتاب۔

۳۹۔ اس لئے میں (سلسلۂ سخن پر) واپس آتا اور تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم فریسی ہوتے تو البتہ میرے یہاں داخل ہونے سے خوش ہوتے اس لئے کہ اللہ گنہگاروں پر رحم کرتا ہے' (۱)

فصل (ب) نمبر ۱۴۶

۱۔ تب اس وقت زکا نے کہا۔ "اے سید! دیکھ کہ اب میں اللہ کی محبت میں اس کا چار چند دیتا ہوں جو کہ میں نے سود کے ذریعہ لیا ہے۔"

---

(۳) متی ۱۰:۱۰ (۴)

(۱) اللہ الرحمن (ب) سورة انطاقی (الزانی ؟).

۲۔ اس وقت یسوع نے کہا۔ آج اس گھر کو چھٹکارا ملا۔

۳۔ یقیناً یقیناً تحقیق بہت سے محصول لینے والے اور زناکار اور گنہگار اللہ کے ملکوت کو جائیں گے۔

۴۔ اور وہ لوگ جو کہ اپنے آپ کو نیکوکار شمار کرتے ہیں ابدی شعلوں کی جانب جائیں گے''

۵۔ پس جبکہ فریسیوں نے اس بات کو سنا وہ غصے میں بھرے ہوئے چلے گئے۔

۶۔ پھر یسوع نے ان لوگوں سے جو توبہ کی جانب آ گئے تھے اور اپنے شاگردوں سے کہا۔

۷۔ ''ایک باپ کے دو بیٹے تھے (ت) پس ان دونوں میں سے چھوٹے نے کہا ''اے باپ مجھ کو میرا مال میں کا حصہ دے دے' تب اس کے باپ نے وہ حصہ اس کو دے دیا۔

۸۔ پس جبکہ اس نے اپنا حصہ لے لیا وہ واپس گیا۔ اور ایک دور کے ملک میں چلا گیا۔ جہاں کہ اس نے اپنا سارا مال زناکار عورتوں پر اسراف کے ساتھ لٹا دیا۔

۹۔ تب اس کے بعد اس ملک میں سخت قحط پڑا یہاں تک کہ آفت زدہ آدمی ایک باشندہ کی خدمتگاری کرنے کے لئے گیا جس نے کہ اپنی ملک میں سوروں کا چرواہا بنا دیا۔

۱۰۔ اور اس کا یہ خیال تھا کہ سوروں کو چراتے ہوئے اپنی بھوک سوروں کے ساتھ ہی بلوط کے پھل کھا کر کم کیا کرتا تھا۔

۱۱۔ مگر جب اس نے اپنی حالت پر تامل کیا تو دل میں کہا ''میرے باپ کے گھر میں کتنے ایسے آدمی ہیں جو آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور میں یہاں بھوکوں مرتا ہوں۔

۱۲۔ اس لئے مجھے اٹھنا اور اپنے باپ کے پاس جا کر اس سے کہنا چاہیئے کہ

۱۳۔ ''اے باپ! میں نے آسمان میں تیرے خلاف کیا ہے۔ لہٰذا تو مجھ کو اپنے ایک نوکر کی مانند بنا لے۔

۱۴۔ تب بے چارہ گیا اور اتفاق یہ پیش آیا کہ اس کے باپ نے دور سے آتے دیکھا پس اس نے اس پر ترس کھایا۔

۱۵۔ تب اس کی ملاقات کے واسطے بڑھا اور جب اس کے پاس پہنچ گیا۔ اسے گلے سے لگایا اور بوسہ دیا۔

۱۶۔ تب بیٹا اپنے باپ کے سامنے جھک گیا یہ کہتا ہوا کہ ''اے باپ! بیشک میں نے آسمان میں تیری خطا کی۔ لہٰذا تو مجھے اپنے نوکر کی طرح بنا لے۔ اس لئے کہ میں اس کا کچھ بھی حق نہیں رکھتا ہوں کہ تیرا بیٹا کہلاؤں''

۱۷۔ باپ نے جواب میں کہا ''اے بیٹے تو ایسی بات نہ کہہ۔ اس لئے کہ تو میرا بیٹا ہے۔ اور

(ت)......؟(ا)؟......؟

میں روا نہ رکھوں گا کہ تو میرا ایک غلام ہو۔"

۱۸۔ پھر اس نے اپنے نوکروں کو بلایا اور کہا "عمدہ کپڑے نکالو۔ اور انہیں میرے بیٹے کو پہناؤ۔ اور اس کو نئے پاجامے دو۔

۱۹۔ اس کی انگلی میں انگوٹھی پہناؤ۔

۲۰۔ اور ابھی فربہ بچھڑا ذبح کرو۔ تب ہم خوشی منائیں۔

۲۱۔ اس لئے کہ میرا یہ بیٹا مردہ تھا۔ بس جی اٹھا۔ اور گم گشتہ تھا سو پالیا گیا۔"

فصل نمبر ۱۴۷

۱۔ اور اسی اثناء میں کہ وہ لوگ گھر کے اندر خوشی منا رہے تھے (۱) کہ یکا یک پہلوٹا (بیٹا) گھر میں آیا۔

۲۔ پس جب اس نے ان لوگوں کو گھر کے اندر خوشی مناتے سنا۔ تعجب کیا۔

۳۔ تب ایک نوکر کو بلا کر پوچھا کہ وہ کیوں ایسی خوشی میں تھے؟

۴۔ نوکر نے اس کو جواب دیا "تیرا بھائی آ گیا ہے پس اس کے لئے تیرے باپ نے فربہ بچھڑا ذبح کیا ہے اور وہ سب خوشی میں ہیں۔"

۵۔ تب جس وقت پہلوٹے (بیٹے) نے اس بات کو سنا وہ سخت غصہ سے بھر گیا۔ اور گھر میں داخل نہ ہوا۔

۶۔ پس اس کا باپ نکل کر اس کے پاس آیا۔ اور اس سے کہا: "میرے بیٹے! تیرا بھائی آ گیا ہے۔ پس تُو بھی اب آ۔ اور اس کے ساتھ خوشی منا۔"

۷۔ بیٹے نے غصہ سے جواب دیا "میں نے تیری بہت اچھی خدمت کی ہے مگر تُو نے مجھ کو کبھی ایک بکری کا بچہ بھی عطا نہیں کیا تا کہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ خوشی مناؤں۔

۸۔ لیکن جب یہ کمینہ آیا جو کہ تیرے پاس سے چلا گیا تھا۔ اپنے تمام حصہ کو زانیہ عورتوں پر اُڑا کر۔ تب تو نے اس کے لئے فربہ بچھڑا ذبح کیا۔"

۹۔ باپ نے جواب میں کہا "میرے بیٹے! تو ہر وقت میرے ساتھ ہے اور میرا تمام مال تیرے ہی لئے ہے۔ مگر یہ (لڑکا) مردہ تھا پس جی اٹھا۔ اور گم گشتہ تھا پس مل گیا ہے۔"

۱۰۔ تب بڑا بیٹا اور زیادہ جھلایا۔ اور اس نے کہا "جا اور دل کی مراد پا۔ اس لئے کہ میں زانیوں کے دستر خوان پر نہیں کھاتا۔"

۱۱۔ اور اپنے باپ کے پاس سے بغیر ایک قطعہ نقدی کا لئے ہوئے چلا گیا۔"

۱۲۔ پھر یسوع نے کہا "قسم ہے اللہ کی جان کی اپنے فرشتوں کے مابین ایک توبہ کرنے والے گنہگار کے ساتھ ایسی ہی خوشی ہوگی۔" (۱)

---

(۱) لوقا ۱۵: ۲۵: ۳۲

۱۳۔ اور جبکہ سبھوں نے کھانا کھالیا یسوع روانہ ہوا۔ اس لئے کہ وہ یہودیہ کی جانب جانا چاہتا تھا۔

۱۴۔ تب اس سے شاگردوں نے کہا "اے معلّم! تو یہودیہ کو نہ جا۔ اس لئے کہ ہم جانتے ہیں کہ فریسیوں نے کاہنوں کے سردار کے ساتھ تیرے بارہ میں سازش کرلی ہے۔"

۱۵۔ یسوع نے جواب میں کہا "میں نے اس بات کو ان کے اس کے کرنے سے پہلے معلوم کرلیا ہے۔

۱۶۔ مگر میں ڈرتا نہیں اس لئے کہ وہ خدا کی مشیت کے خلاف کچھ کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔

۱۷۔ پس وہ جو چاہیں کریں۔

۱۸۔ اس لئے کہ میں ان سے نہیں ڈرتا بلکہ اللہ سے ڈرتا ہوں۔"

فصل نمبر ۱۴۸ (۱)

۱۔ "ہاں تم ہی مجھ کو بتاؤ کہ آیا آجکل کے فریسی .... فریسی ہیں؟

۲۔ آیا وہ اللہ کے بندے ہیں۔

۳۔ ہرگز نہیں۔

۴۔ بلکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ یہاں زمین پر اس سے زیادہ بڑا کام اور کوئی نہیں پایا جاتا کہ انسان اپنے آپ کو حلم اور دین (داری) کی آرائش کے نیچے چھپائے تاکہ اپنے خبث کی پردہ پوشی کرلے۔

۵۔ میں قصہ کے طور پر تم کو ایک مثال قدیم زمانہ کے فریسی کی سناتا ہوں تاکہ تم ان میں سے موجودہ لوگوں کے واقف بنو۔

۶۔ ایلیا کے سفر کے بعد فریسیوں کے گروہ کی جمعیت بت پرستوں کی بڑی سخت گیری کے سبب پراگندہ ہوگئی۔

۷۔ اس لئے کہ خود ایلیا کے زمانہ میں ایک ہی سال کے اندر دس ہزار سے کچھ اوپر نبی (ا) اور اصلی فریسی ذبح کئے گئے (ب)

۸۔ تب دو فریسی پہاڑوں کی طرف چلے گئے تاکہ وہاں سکونت اختیار کریں۔

۹۔ اور ان میں سے ایک پندرہ سال تک اس حال میں رہا کہ اپنے پڑوسی کا کچھ حال نہیں جانتا تھا۔ باوجودیکہ ان میں کا ایکدوسرے سے صرف ایک ہی گھنٹہ کے فاصلہ پر تھا پس تم دیکھو کہ اگر وہ دونوں طفیلی ہوتے (تو کیا ہوتا)

۱۰۔ تب ان پہاڑوں میں گرمی واقع ہوئی۔ اس وجہ سے ان دونوں نے پانی کی جستجو شروع کی اور باہم مل پڑے۔

---

(۱) سورۃ الملک۔

(ا) لوقا۔ ۱۵: ۱۰ (ب) فی زمان الیاس یقتل الیھود عشر الاف انبیاء بغیر الحق فی سنۃ واحدۃ منہ

۱۲۔ پس اس وقت ان میں سے بڑے نے کہا (کیونکہ ان کا دستور تھا کہ بڑا آدمی اپنے سے چھوٹے آدمی کے پہلے کلام کرتا تھا۔ اور جب کوئی جوان کسی بوڑھے سے قبل بول پڑتا تو وہ اس کو بہت بڑی خطا شمار کیا کرتے تھے) "بھائی تم کہاں سکونت رکھتے ہو؟"

۱۳۔ تب (دوسرے نے) اپنی رہنے کی جگہ کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا۔ کہ "میں یہاں رہتا ہوں کیونکہ وہ دونوں چھوٹی عمر والے کے مسکن سے قریب تھے۔

۱۴۔ تب بڑے نے کہا "شاید تو اس وقت آیا ہے جبکہ اخاب نے اللہ کے نبیوں کو قتل کیا تھا۔

۱۵۔ چھوٹے نے جواب دیا: "بیشک یہ ایسا ہی ہے۔"

۱۶۔ بڑے نے کہا "بھائی! کیا تم جانتے ہو کہ اس وقت اسرائیل پر کون بادشاہ ہے؟"

۱۷۔ تب چھوٹے نے جواب دیا "اسرائیل کا بادشاہ اللہ ہی ہے۔ اس لئے کہ بت پرست بادشاہ نہیں بلکہ اسرائیل کو ستانے والے ہیں"

۱۸۔ بڑے نے کہا "ہاں یہ صحیح ہے مگر میں نے یہ کہنا چاہا تھا کہ وہ کون ہے جو اس وقت اسرائیل کو ستا رہا ہے؟"

۱۹۔ چھوٹے نے جواب دیا "بیشک اسرائیل کو اسرائیل کی خطائیں ستاتی ہیں۔ اس لئے کہ اگر وہ گناہ نہ کرتے۔ تو (اللہ) اسرائیل پر بڑے بڑے بت پرستوں کے بادشاہوں کو مسلط نہ کرتا۔"

۲۰۔ تب اس وقت بڑے نے کہا "یہ بڑا کافر کون ہے۔ جس کو اللہ نے اسرائیل کی گوشمالی کے لئے بھیجا ہے؟"

۲۱۔ چھوٹے نے جواب دیا "میں اس کو کیونکر جان سکتا ہوں بحالیکہ میں نے ان پندرہ سال کی مدت میں کسی انسان کو ہی تیرے سوا نہیں دیکھا ہے۔ اور میں پڑھنا نہیں جانتا اس لئے میرے پاس خطوط نہیں بھیجے جاتے۔"

۲۲۔ بڑے نے کہا "تیرے جسم پر جو بھیڑ کی کھالیں ہیں یہ کیسی نئی ہیں۔ پس اگر تو نے کسی انسان ہی کو نہیں دیکھا تو پھر کس نے یہ تجھے دی ہیں؟" (۱)

فصل نمبر ۱۴۹

۱۔ چھوٹے نے جواب دیا "تحقیق جس نے قوم اسرائیل کے کپڑے بیابان میں (۱) چالیس سال تک نئے محفوظ رکھے۔ اسی نے میری کھالوں کی حفاظت کی۔ جیسا کہ تو دیکھتا ہے۔"

---

(۱) اللہ معطی . (۱) استثنا ۸:۴ الخ۔

۲۔ اس وقت بڑے نے خیال کیا کہ بیشک چھوٹا اس سے بڑا تھا۔ اس لئے کہ وہ اس سے کامل تر تھا۔ کیونکہ یہ (بڑا) ہر سال آدمیوں سے ملا جلا کرتا تھا۔

۳۔ اور اسی لئے اس نے کہا تا کہ اس (چھوٹے) سے باتیں کرنے میں کامیاب ہو کہ ''بھائی! تو پڑھنا نہیں جانتا اور میں پڑھنا جانتا ہوں اور میرے پاس میرے گھر میں داؤد کی زبوریں ہیں۔

۴۔ پس تُو اب آ تا کہ میں ہر روز تجھ کو کچھ پڑھاؤں اور تیرے لئے اس کی توضیح کر دوں جو کہ داؤدؑ کہتا ہے۔''

۵۔ چھوٹے نے جواب دیا ''چلو ابھی چلیں''

۶۔ بڑے نے کہا ''بھائی! میں نے دو دن سے پانی نہیں پیا ہے۔ اس لئے اب ہمیں کچھ پانی ڈھونڈنا چاہیئے۔''

۷۔ چھوٹے نے کہا ''بھائی! میں نے دو مہینوں سے ذرا بھی پانی نہیں پیا ہے۔ پس اب ہم چلیں اور دیکھیں کہ اللہ اپنے نبی داؤد کی زبانی کیا کہتا ہے۔

۸۔ بیشک اللہ اس بات پر قدرت رکھتا ہے (ا) کہ وہ ہم کو پانی دے دے۔''

۹۔ تب اسی سے وہ دونوں بڑے کے مسکن کی طرف پلٹ آئے اور اس کے دروازہ پر ایک میٹھے پانی کا چشمہ پایا۔

۱۰۔ بڑے نے کہا ''بھائی! تو تو بلا شبہ اللہ کا قدوس ہے اس لئے کہ تیری وجہ سے (اللہ نے) یہ چشمہ دیا ہے''(ب)

۱۱۔ چھوٹے نے جواب دیا ''بھائی! تُو یہ بات درحقیقت خاکساری کی راہ سے کہتا ہے۔

۱۲۔ مگر یہ یقینی امر ہے کہ اگر اللہ یہ کام میرے سبب سے کرتا تو البتہ وہ ایک چشمہ میرے رہنے کی جگہ سے قریب بنا دیتا۔ تا کہ اس پانی کی تلاش میں نہ جاؤں۔

۱۳۔ اس لئے میں تجھ سے اقرار کرتا ہوں کہ میں نے تیری خطا کی جبکہ تو نے یہ کہا کہ بیشک تو نے دو دن سے پانی نہیں پیا ہے اور تو پانی ڈھونڈ رہا تھا۔

۱۴۔ بہرحال پس میں دو مہینے تک بغیر پانی پئے ہوئے زندہ رہا ہوں۔ اور اس لئے میں نے اپنے دل میں کچھ خود پسندی کو محسوس کیا گویا کہ میں تجھ سے افضل ہوں۔''

۱۵۔ تب بڑے نے کہا ''اے بھائی! حقیقت یہ ہے تو نے سچی بات کہی تھی۔ اس لئے تو نے خطا نہیں کی''

۱۶۔ چھوٹے نے کہا ''بھائی! تو ضرور اس بات کو بھول گیا ہے جس کو ہمارے باپ ایلیا نے کہا ہے کہ جو شخص اللہ کو تلاش کرتا ہوا اس

(ا) القوی: (ب) اللہ معطی '(ا) استثنا ۸/ ۴:۳ الخ۔

پر واجب ہے کہ فقط اپنی ہی اُوپر (غلطی کا) حکم لگائے۔

۱۷۔اور یہ یقینی ہے کہ اس نے یہ کہا ہے نہ اس لئے کہ ہم اس کو جان ہی لیں۔ بلکہ اس لئے کہ اس پر عمل کریں۔"

۱۸۔اور اس کے بعد کہ بڑی عمر والے نے اپنے رفیق کی صداقت اور نیکوکاری کو دیکھ لیا۔اس نے کہا"بے شک یہ صحیح ہے کہ تجھ کو ہمارے اللہ نے بخش دیا(۱)

۱۹۔اور یہ کہنے کے بعد اس نے زبور کو لیا اور پڑھا جو کہ ہمارا باپ(۱) داؤد کہتا ہے۔

۲۰۔"میں اپنے منہ کے لئے ایک نگہبان رکھتا ہوں تا کہ میرا دل گناہ کے کلمات کی طرف میری خطاؤں کا عذر بناتے ہوئے میل نہ کرے"

اور اس جگہ شیخ نے ایک تقریر زبانی کی اور چھوٹا واپس گیا۔

۲۱۔تب وہ اس (وقت) سے اور پندرہ سال ٹھہرے رہے۔یہاں تک کہ پھر باہم ملے کیونکہ چھوٹے نے اپنے رہنے کی جگہ بدل لی تھی۔

۲۲۔اسی لئے جب بڑا دوبارہ آیا پس اس سے ملا اور کہا"بھائی! تو کیوں پھر میرے گھر نہیں آیا؟

۲۳۔چھوٹے نے جواب دیا:"اس لئے کہ میں نے اب تک اس کو اچھی طرح نہیں سیکھا تھا جو کہ تو نے مجھ سے کہا تھا"

۲۴۔تب بڑے نے کہا"یہ کیونکر ممکن ہے حالانکہ اب پندرہ سال گذر گئے ہیں"

۲۵۔چھوٹے نے جواب دیا"الفاظ تو میں نے ایک ہی ساعت میں سیکھ لئے تھے اور ان کو کبھی نہیں بھولا۔مگر میں نے اب تک حفظ نہیں کیا ہے۔"

۲۶۔پس اس سے کیا فائدہ ہے کہ آدمی بہت زیادہ سیکھ لے اور اسے حفظ نہ کرے؟

۲۷۔بیشک اللہ (۲) یہ نہیں طلب کرتا کہ ہماری بصیرت اعلیٰ درجہ کی ہو بلکہ ہمارا دل۔

۲۸۔اور ایسے ہی قیامت کے دن میں وہ ہم سے اس کی نسبت سوال نہ کرے گا جو کہ ہم نے سیکھا ہے بلکہ اس کی بابت دریافت کرے گا جو کہ ہم نے کیا ہے۔"

فصل (ب) نمبر ۱۵۰

۱۔بڑے نے جواب دیا"بھائی! تو ایسا نہ کہہ۔اس لئے کہ تو اس کے سوا کچھ اور نہیں کہ اس معرفت کی تحقیر کرتا ہے جس کو اللہ معتبر کرانا چاہتا ہے"

۲۔چھوٹے نے جواب میں کہا:"تو اب میں

(۱) اللہ غفور (۱) زبور ۱۴۱:۳،۴۔

(ب) سورۃ العتاب (۲) ......؟

کیسے کلام کروں تاکہ خطا میں نہ پڑوں۔

۳۔اس لئے کہ تیرا قول سچا ہے اور میرا کہنا بھی۔

۴۔میں اب کہتا ہوں کہ جو شخص اللہ کی شریعت میں لکھی ہوئی ہدایتوں کو جانتا ہے۔اس پر واجب ہے کہ پہلے انہی پر عمل کرے اگر وہ اس کے بعد اور زیادہ سیکھنا پسند کرے۔

۵۔اور چاہئے۔کہ وہ سب جو کہ انسان سیکھتا ہے۔عمل ہی کے لئے ہو نہ کہ (صرف) اس کو جان لینے کیواسطے۔"

۶۔بڑے نے کہا' لے بھائی! مجھ کو بتا کہ تو نے کس سے باتیں کیں تاکہ یہ معلوم کرے کہ تو نے وہ سب نہیں سیکھا ہے جو کہ میں تجھ سے کہا:"

۷۔چھوٹے نے جواب دیا۔"بھائی جان! میں اپنے ہی دل سے باتیں کرتا ہوں۔

۸۔میں ہر روز اپنے نفس کو خدا کی پرسش کے سامنے رکھتا ہوں (۱) تاکہ اپنے نفس کا حساب دوں۔

۹۔اور میں برابر اپنے باطن میں اس کو محسوس کرتا ہوں جو کہ میرے گناہوں پر ملامت کرتا ہے۔"

۱۰۔بڑے نے کہا۔"اے بھائی! جو کہ کامل ہے۔وہ تیرے گناہ کیا ہیں؟"

۱۱۔چھوٹے نے جواب دیا۔"تو یہ نہ کہہ اس لئے کہ میں دو بڑے گناہوں کے مابین کھڑا ہوں۔

۱۲۔اول یہ کہ میں خود نہیں جانتا کہ میں بہت بڑا گنہگار ہوں۔

۱۳۔دوسرے یہ کہ اس سبب سے میں دوسرے کی نسبت سے زیادہ نفس کے مجاہدہ میں راغب نہیں ہوں۔"

۱۴۔بڑے نے جواب میں کہا۔"تو کیونکر جانتا ہے کہ تو گنہگاروں میں سب سے بڑا ہے جب کہ تو کامل ترین انسان ہے؟"

۱۵۔چھوٹے نے جواب دیا۔"پہلی بات جو مجھ سے میرے تعلیم دینے والے نے کہی اس وقت جب کہ میں نے فریسیوں کا لباس پہنا' وہ یہ ہے کہ مجھ پر اپنے سوا دوسرے کی نیکی اور اپنے گناہ میں غور کرنا واجب ہے۔

۱۶۔پس جب کہ میں یہ کرتا ہوں میں جان لیتا ہوں کہ بیشک میں ہی بڑا گنہگار ہوں۔"

۱۷۔بڑے نے کہا۔"تو کس کی نیکی اور کس کے گناہ کے بارہ میں فکر کرتا ہے۔حالانکہ تو ان پہاڑوں پر رہتا ہے۔اس لئے یہاں کوئی انسان پایا ہی نہیں جاتا؟"

۱۸۔چھوٹے نے جواب دیا۔"مجھ پر واجب ہے کہ میں سورج اور سیاروں کی فرمانبرداری کے باب میں غور کروں۔

(۱) اللہ حکیم

۱۹۔اس لئے کہ یہ مجھ سے بہت بڑھ کر اپنے پیدا کرنے والے کی عبادت کرتے ہیں۔

۲۰۔لیکن میں ان پر خلاف کا حکم لگاتا ہوں۔یا اس لئے کہ وہ (سورج) میری خواہش کے مطابق روشنی نہیں دیتا۔یا اس وجہ سے کہ اس کی گرمی مناسبت سے زیادہ ہے۔یا یوں کہ زمین کی حاجت سے کمتر یا زیادہ تر بارش پیدا کرتا ہے۔"

۲۱۔پس جب کہ بڑی عمر والے نے اس بات کو سنا اس نے کہا۔"بھائی! تو نے یہ تعلیم کہاں پائی؟"

۲۲۔اس لئے کہ اس وقت نوے برس کی عمر رکھتا ہوں۔جس میں سے پچھتر سال میں نے اس حالت میں صرف کئے ہیں کہ میں فریسی بن گیا ہوں۔"

۲۳۔چھوٹے نے جواب میں کہا۔"بھائی! تم یہ خاکساری کی راہ سے کہتے ہو۔اس لئے کہ تم اللہ کے قدوس ہو۔

۲۴۔مگر میں تم کو یوں جواب دیتا ہوں۔کہ اللہ ہمارا پیدا کرنے والا (ا) وقت کی جانب نظر نہیں کرتا۔بلکہ وہ قلب کی طرف دیکھتا ہے (ا)۔

۲۵۔اسی لئے جب کہ داؤد پندرہ سال کی عمر کا تھا۔اور وہ اپنے چھوٹوں بھائیوں میں سب سے چھوٹا تھا۔(۲) اسرائیل نے اس کو بادشاہ منتخب کیا۔اور ہمارے رب اللہ (ب) کا نبی ہو گیا۔"

فصل (ت) نمبر ۱۵۱

۱۔اور یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہا "بیشک یہ آدمی اصلی فریسی تھا۔"

۲۔اور اگر اللہ نے چاہا تو وہ ہمکو موقع دیگا کہ ہم اس شخص کو قیامت کے دن اپنا سچا دوست بنا لیں۔

۳۔پھر یسوع ایک کشتی میں داخل ہوا اور اس کے شاگردوں نے افسوس کیا (۲) اس لئے کہ وہ بھول گئے کہ کچھ روٹی لائیں۔

۴۔تب یسوع نے ان کو یہ کہتے ہوئے جھڑکا تم ہمارے ان (زمانہ) کے فریسیوں کے خمیر سے ڈرتے رہو۔اس لئے کہ ایک چھوٹی سے خمیر کی گولی آٹے کے ایک کیلہ کا خمیر اٹھا دیتی ہے۔

۵۔اس وقت شاگردوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا۔"ہمارے پاس کون سا خمیر ہے جبکہ ہمارے پاس روٹی ہی نہیں؟"

۶۔تب یسوع نے کہا۔"اے کمزور ایمان والو! کیا تم اب اس کو بھول گئے ہو جو کہ اللہ نے نائین میں کیا (ث) جہاں کہ گندم کا بھی

(ا) اللہ خالق (ا) سموئیل ۱۶:۷

(ب) اللہ سلطان (ت) سورۃ الدروس (ادرویش) "حق (ث) اللّٰہ رب. (۲) اسموئیل ۱۶:۱۰،۱۱ (۳) متی ۱۶:۵،۱۲۔

(۴) پولس کا پہلا خط ۵:۶

نام ونشان نہ تھا؟

۷۔اور کتنی تعداد تھی ان لوگوں کی جنھوں نے کہ کھایا اور آسودہ ہو گئے ۔ پانچ ہی روٹیوں اور دو چھوٹی مچھلیوں سے؟

۸۔تحقیق فریسی کا خمیر وہ اللہ پر ایمان نہ رکھنا ہے بلکہ اس نے اسرائیل کو بگاڑ ڈالا ہے۔

۹۔اس لئے کہ سادہ لوح چونکہ ان پڑھ ہیں وہ وہی کرتے ہیں جو کہ فریسیوں کو کرتا دیکھتے ہیں۔کیونکہ وہ ان کو پاک آدمی خیال کرتے ہیں۔

۱۰۔آیا تم جانتے ہو کہ سچا فریسی کیا ہوتا ہے؟

۱۱۔وہ انسانی سرشت کا روغن ہے۔

۱۲۔اس لئے کہ جس طرح روغن ہر ایک سیال چیز کے اوپر تیرتا رہتا ہے ایسے ہی ہر ایک اصلی فریسی کی خوبی ہر ایک انسانی بھلائی کے اوپر تیرتی ہے۔

۱۳۔وہ ایک زندہ کتاب ہے جس کو اللہ دنیا کو بخشتا ہے (۱)

۱۴۔وہ جو کچھ کہتا یا کرتا ہے اس کے سوا کچھ اور نہیں کہ وہ اللہ کی شریعت کے موافق ہے۔

۱۵۔پس جو شخص اس کے لئے کام کرتا ہے وہی اللہ کی شریعت کو محفوظ رکھتا ہے۔

۱۶۔تحقیق سچا فریسی نمک ہے (۱) وہ انسانی بدن کو سڑنے نہیں دیتا۔

۱۷۔اس لئے جو شخص اس کو دیکھتا ہے وہ توبہ کرتا ہے۔

۱۸۔بے شبہ وہ نور ہے (۲) مسافر کے راستے کو روشن بناتا ہے اس لئے کہ جو شخص اس کے فقر کو اس کے توبہ کرنے کے ساتھ دیکھتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ بیشک ہم پر اس دنیا میں یہ واجب نہیں کہ ہم اپنے دلوں کو بند رکھیں۔

۱۹۔مگر جو شخص تیل کو سڑا دے اور کتاب کو خراب کر ڈالے اور نمک کو بدبو کرنے والا بنا دے اور روشنی کو بجھا دے پس یہ آدمی جھوٹا فریسی ہے' لہٰذا اگر تم ہلاک ہونا نہیں چاہتے ہو تو اس سے ڈرتے رہو کہ آج کے ایسے فریسیوں کے مانند کام کرو۔(ب)

فصل (ت) نمبر ۱۵۲

۱۔تب جس وقت یسوع اورشلیم کو آیا۔اور سبت کے دن ہیکل میں داخل ہوا۔فوج کے سپاہی اس کے قریب آئے تاکہ اسے آزمائیں اور اس کو پکڑ لیں۔

۲۔اور انہوں نے کہا: ''اے معلّم! کیا لڑائی کرنا جائز ہے؟''

۳۔یسوع نے جواب دیا ''بیشک ہمارا دین

(۱) اللہ وھاب .(۱) متی ۵:۳

(ب) اعوذ باللہ من خبث درديس (ت) سورۃ الاسم الاعظم (۲) متی ۵:۱۴

ہم کو بتاتا ہے (۳) کہ ہماری زندگی روئے زمین پر ایک سخت لڑائی ہے۔"

۴۔ سپاہیوں نے کہا: "تُو کیا تو یہ چاہتا ہے کہ ہم کو اپنے دین کی طرف پھیر لے یا یہ چاہتا ہے کہ ہم بہت سارے دیوتاؤں کو چھوڑ دیں (کیونکہ اکیلے رومیہ کے اٹھائیس ۲۸ ہزار دیوتا نظر آنے والے ہیں) اور یہ کہ ہم ایک اللہ کی پیروی کریں۔

۵۔ اور چونکہ وہ دیکھا نہیں جاتا۔ پس معلوم نہیں کیا جاتا کہ اس کا ٹھکانا کہاں ہے؟

۶۔ اور شاید وہ باطل کے سوا اور کچھ نہ ہوگا۔"

۷۔ یسوع نے جواب دیا۔ "اگر میں نے تم کو پیدا کیا ہوتا جیسے کہ ہمارے اللہ نے تم کو پیدا کیا ہے (ا) تو البتہ میں تمہارے بدلنے کا قصد کرتا۔"

۸۔ انہوں نے جواب میں کہا۔ "جب یہی نہیں جانا جاتا کہ تیرا اللہ ہے کہاں تو اس نے ہم کو پیدا کیسے کیا؟

۹۔ تو ہمیں اپنے اللہ کو دکھا دے ہم یہود ہو جائیں گے۔"

۱۰۔ تب اس وقت یسوع نے کہا: "اگر تمہارے آنکھ ہوتی۔ تو بیشک میں اسے تم کو دکھا دیتا مگر چونکہ تم اندھے ہو۔ اس لئے میں اس بات پر قادر نہیں ہوں کہ اسے تم کو دکھاؤں۔"

۱۱۔ سپاہیوں نے جواب دیا۔ "سچ یہ ہے کہ ضرور اس اعزاز نے جو کہ قوم تمہارا کرتی ہے تمہاری عقل سلب کرتی ہے۔ اس لئے کہ ہم میں سے ہر ایک کے دو آنکھیں اس کے سر میں ہیں اور تو کہتا ہے کہ ہم اندھے ہیں۔"

۱۲ یسوع نے جواب میں کہا۔ "تحقیق بدنی آنکھیں کثیف اور خارجی چیز کے سوا اور کسی چیز کو نہیں دیکھ سکتیں۔

۱۳۔ پس اس وجہ سے تم بجز اس کے اور کسی بات پر قدرت ہی نہیں رکھتے کہ اپنے چوبی اور چاندی اور سونے کے ایسے دیوتاؤں کو دیکھو جو یہ قدرت رکھتے کہ کچھ کریں۔"

۱۴۔ "لیکن ہم یہودا والے پس ہمارے روحانی آنکھیں ہیں جو کہ ہمارے اللہ کا خوف؟ اور اسکا دین ہے۔"

۱۵۔ اور اسی لئے ہمارے واسطے اپنے اللہ کا ہر جگہ میں دیکھنا ممکن ہے" (ب)

۱۶۔ سپاہیوں نے جواب دیا: "خبردار تو کیسی بات کرتا ہے۔ کیونکہ اگر تو ہمارے دیوتاؤں پر حقارت برسائیگا۔ تو ہم تجھ کو ہیرودس کے ہاتھ میں سپرد کر دیں گے۔ جو ہماری سب چیزوں پر قدرت رکھنے والے دیوتاؤں کی بابت انتقام لے گا۔"

---

(۳) ایوب ۷:۱ (ا) اللہ خالق

(ب) عین روح خاف (خوف) و دین (منہ

۱۷۔ یسوع نے جواب دیا۔ ''اگر وہ سب چیزوں پر قادر ہوں۔ جیسا کہ تم کہتے ہو تو معاف کرو۔ کیونکہ میں ان کی پرستش کرنے لگونگا''

۱۸۔ تب سپاہی خوش ہو گئے۔ جب کہ انہوں نے اس بات کو سنا۔ اور اپنے بتوں کی بڑائی کرنے لگے۔

۱۹۔ پس اس وقت یسوع نے کہا۔ '' ہمیں اس جگہ باتیں بنانے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ کاموں کی حاجت ہے۔

۲۰۔ اسی لئے تم اپنے دیوتاؤں سے یہ امر طلب کرو۔ کہ وہ ایک ہی مکھی پیدا کر دیں۔ پس میں ان کی عبادت کروں گا۔

۲۱۔ تب سپاہیوں کے اس بات سننے کے سننے سے ہوش پراگندہ ہو گئے اور انہوں نے نہیں جانا کہ کیا کہیں۔

۲۲۔ تب وہیں یسوع نے کہا۔ اگر وہ دیوتا قدرت نہیں رکھتے کہ ایک ہی نئی مکھی بنا دیں تو میں ان کے اس اللہ کو ہرگز نہ چھوڑوں گا جس نے کہ سب چیزیں ایک ہی کلمہ سے پیدا کر دی ہیں (۱) اور وہ اللہ کہ خالی اس کا نام ہی فوجوں کو بدحواس کر دیتا ہے۔''

۲۳۔ تب سپاہی نے کہا اچھا ہم اس کو دیکھیں گے۔ کیونکہ ہم تجھ کو پکڑنا چاہتے ہیں۔''

۲۴۔ اور انہوں نے ارادہ کیا کہ اپنے ہاتھ یسوع کی طرف بڑھائیں۔''

۲۵۔ تب اس وقت یسوع نے کہا۔''

''ادونای (ب) صبارت!(ت)

۲۶۔ پس فوراً سپاہی ہیکل سے یوں لڑھک چلے جیسے کوئی آدمی لکڑی کے پیپوں کو لڑھکا دیتا ہے جو دھوئے گئے تاکہ دوبارہ شراب سے بھرے جائیں۔

۲۷۔ پس وہ تھے کہ زمین کو ٹھکراتے تھے کبھی اپنے سر سے اور کبھی اپنے پیروں سے اور یہ بغیر اس کے ہوا کہ ان کو کسی کا ہاتھ لگے۔

۲۸۔ تب وہ بدحواس ہو گئے اور جلدی سے بھاگے اور پھر کبھی یہودیہ میں دکھائی نہ دیئے

فصل (ث) نمبر ۱۵۳

۱۔ تب کاہن اور فریسی اپنے آپس میں پیچ وتاب کھا کے باتیں کرنے لگے۔

۲۔ اور انہوں نے کہا۔ '' البتہ اس کو بعل اور لشاروت کی حکمت دی گئی ہے۔ پس اس نے اس کے سوا کچھ اور نہیں کہ یہ کام کی قوت سے کیا ہے۔ (۱۱)

۳۔ پس یسوع نے اپنا منہ کھولا اور

---

(۱) خلق اللہ کل شی فی کلام واحد .منه.

(ب) اللہ عدناء (وشاوت) (ن) هذا آل اسم لسان عمران (ث) سورة الحرمن (ج) اللہ غفور.

(۱) متی ۱۲:۲۴

کہا: "تحقیق ہمارے اللہ نے حکم کیا ہے کہ ہم اپنے قریبی کی چوری نہ کریں (۲)

۴۔ لیکن اب بلاشبہ اس ہدائت کا تہتک کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ اس تہتک نے تمام دنیا کو ایسے گناہوں سے بھر دیا ہے (۳) کہ وہ معاف نہیں کئے جاتے جیسے کہ اور گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔

۵۔ اس لئے کہ جب آدمی دوسرے گناہوں پر گریہ دزاری کرتا ہے اور پھر بعد میں انکے ارتکاب کی طرف واپس نہیں آتا اور روزہ رکھتا ہے۔ نماز اور صدقہ دینے کے ساتھ ہمارا قدیر ورحیم اللہ (ح) درگزر کرتا ہے

(۱) لیکن یہ گناہ اس قسم کا ہے کہ اس کا معاف کیا جانا ممکن ہی نہیں مگر جب کہ واپس دیا جائے جو کہ ظلم کی راہ سے کیا گیا ہو۔"

۷۔ تب اس وقت ایک نے کاتبوں میں سے کہا۔ "چوری نے ساری دنیا کو گناہوں سے کیونکر بھر دیا ہے؟

۸۔ سچ یہ ہے اس وقت اللہ کی مہربانی سے معدودے چند کے سوا اور چور پائے نہیں جاتے اور وہ بھی نمایاں ہونے کی جرات نہیں کرتے۔ اس لئے کہ شاہی ان کو فوراً سولی دے دیتے ہیں۔"

۹۔ یسوع نے جواب میں کہا۔ "جو کہ مالوں کو نہیں پہچانتے وہ قدرت نہیں رکھتے (۱) کہ چوروں کو پہچانیں۔

۱۰۔ بلکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بہت سے آدمی چوری کرتے ہیں۔ بحالیکہ وہ نہیں جانتے کہ کیا کر رہے ہیں۔

۱۱۔ اسی لئے وہ دوسروں سے بہت بڑھ کر گنہگار ہوتے ہیں۔

۱۲۔ اس لئے کہ جو بیماری پہچانی نہیں جاتی وہ اچھی نہیں ہوتی۔"

۱۳۔ پس اس وقت فریسی یسوع کے نزدیک آئے اور انہوں نے کہا۔ "اے معلّم! اگر تو ہی اکیلا اسرائیل میں حق کو پہچانتا ہے تو ہمیں تعلیم دے یسوع نے جواب میں کہا میں ہرگز نہیں کہتا کہ اکیلا میں ہی اسرائیل میں حق کو جانتا' اس لئے کہ یہ لفظ اکیلا تو یکتا اللہ سے خاص ہے نہ کہ اس کے غیر سے۔

۱۵۔ کیونکہ وہی حق ہے جو کہ اکیلا حق (ب) کو جانتا ہے (ت)

۱۶۔ پس اگر میں ایسا کہوں تو سب سے بڑا چور ہو جاؤں۔ اس لئے کہ میں اللہ کی بزرگی کا چور بنوں۔

(ح) اللہ قدیر ح ھدی اللہ (۲) خروج ۲۰: ۱۵

(۳) شاید لکھنے والے کے ذہن میں متی ۱۲: ۳۱ کا مضمون ہو۔ (۱) اللہ الرحمن۔

(ب) لا خیرا حد الا اللہ (ت) اللہ علیم (۱) ایسا ہی آیا ہے

۱۷۔ اور اگر میں کہتا ہوں کہ اکیلے میں نے ہی اللہ کو پہچانا ہے تو میں سب سے بڑھ کر نادانی میں پڑتا ہوں۔

۱۸۔ اور اس بنا پر بیشک تم نے بڑی بڑی غلطی کا ارتکاب کیا ہے' اپنے اس کہنے سے کہ اکیلا میں ہی حق کو پہچانتا ہوں۔

۱۹۔ پھر میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم نے یہ بات اس لئے کہی ہے کہ مجھ کو آزماؤ تو تمہاری غلطی دو چند بڑی ہے۔''

۲۰۔ پس جب کہ یسوع نے دیکھا کہ سب کے سب خاموش ہو گئے ہیں تو وہ سلسلۂ کلام پر واپس آیا۔ باوجود اس کے کہ میں ہی اسرائیل میں وہ اکیلا شخص نہیں ہوں جو کہ حق کو پہچانتا ہے۔ پس میں اکیلا ہی کلام کرتا ہوں۔

۲۱۔ اس لئے تم میری طرف کان لگاؤ ۔کیونکہ تم نے ہی مجھ سے سوال کیا ہے۔

۲۲۔ بیشک تمام مخلوقات خالق کے ساتھ خاص ہے۔ یہاں تک کہ کسی چیز کے لئے یہ سزاوار نہیں کہ وہ کسی شی کا دعویٰ کرے۔

۲۳۔ اور اس بنا پر پس تحقیق نفس اور حس اور بدن اور وقت اور ،،ل اور بزرگی یہ سب کی سب اللہ کی ملک ہیں۔ (ث)

۲۴۔ پس اگر انسان ان کو اس طرح قبول نہ کرے گا جس طرح کہ اللہ چاہتا ہے (ا) وہ چور ہو جائے گا

۲۵۔ اور ایسے ہی اگر ان کو اللہ کے ارادے کے خلاف صرف (ب) کرے گا، پس وہ بھی چور ہے۔

۲۶۔ اسی لئے میں تم سے کہتا ہوں قسم ہے اس اللہ کی جان کی (ت) کہ میری جان اس کے حضور میں استادہ ہوگی کہ بے شک تم جس وقت یہ کہتے ہوئے ارادہ کرتے ہو کہ: ''میں کل یہ کروں گا۔ یہ کہوں گا۔ فلاں جگہ کو جاؤں گا بغیر اس کے کہ تم ''انشاء اللہ'' کہو۔ پس تم چوٹے ہو۔

۲۷۔ اور تم بہت بڑی چوری کرنے والے ہو جاؤ گے۔ اگر تم اپنا بہترین وقت اللہ کی مرضی (ج) کے سوا اپنے نفس کی خوشی میں صرف کرتے ہو گے۔

۲۸۔ اس لئے کہ حقیقتاً تم اس حالت میں چوٹے ہو گے۔''

۲۹۔ ''ہر آدمی جو کہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے خواہ وہ کسی وضع کا ہو پس وہ چور ہے۔

۳۰۔ اس لئے کہ وہ نفس اور وقت ارو اپنی زندگی کو چراتا ہے۔ جس کو کہ اللہ کی خدمت میں صرف کرنا واجب ہے اور اس کو اللہ کے دشمن شیطان کو دیتا ہے۔

فصل نمبر ۱۵۴ (ح)

۱۔ پس وہ آدمی کہ اس کے عزت اور زندگی

(ا) اللہ خالق و ما لک .منہ

(ب) اللہ مالک (ت) باللہ حی (ث) انشاء اللہ

(ج) رضی اللہ (ح) سورۃ الغیث

اور مال ہے جب اس کے مال چرائے جاتے ہیں چور کو پھانسی دی جاتی ہے اور جب اس کی جان لے لی جاتی ہے تو قاتل کا سر کاٹا جاتا ہے۔

۲۔ اور یہ انصاف ہے اس لئے کہ اللہ نے حکم دیا ہے۔

۳۔ مگر جب کسی قریب کی عزت لے لی تو کیوں نہ چور پھانسی دیا جائے گا؟

۴۔ مال عزت سے بڑھ کر ہے؟

۵۔ آیا اللہ نے مثلاً یہ حکم دیا ہے کہ جو شخص سزا دیا جائے وہ مال لے لے اور جو شخص کہ جان کو مال کے ساتھ لے وہ سزا دیا جائے مگر جو شخص کہ عزت لے لے وہ چھوڑ دیا جائے؟ نہیں۔ ہرگز نہیں۔

۶۔ کیونکہ ہمارے باپ دادا اپنی سرکشی کی وجہ سے وعدہ کی زمین میں داخل نہیں ہوئے

۷۔ اور اسی گناہ کے سبب سے سانپوں نے تقریباً ستر ہزار آدمیوں کو ہماری قوم میں (۲) سے مار ڈالا۔

۸۔ قسم ہے اس اللہ کی جان کی (خ) جس کے حضور میں میری جان استادہ ہوگی۔ کہ بیشک جو شخص عزت کو چراتا ہے وہ اس کی نسبت بڑی سزا کا مستحق ہے۔ جو کہ کسی آدمی کا مال اور اس کی جان چرا لیتا ہے۔

۱۰۔ اور جو کہ سرکشی کرنے والے کی بات پر کان دھرتا ہے وہ بھی گنہگار ہے اس لئے کہ ان میں سے ایک اپنی زبان سے شیطان کو قبول کرتا ہے۔ اور دوسرا اپنے دونوں کانوں سے۔

۱۱۔ پس جب کہ فریسیوں نے اس بات کو سنا وہ غصہ سے جل بھن گئے۔ اس لئے کہ انھوں نے قدرت نہ پائی کہ اس کی بات کو غلط بتائیں (۳)

۱۲۔ تب اس وقت ایک عالم یسوع کے پاس آیا (اور کہا)۔ ”اے نیک معلّم! تُو مجھے بتا کہ اللہ نے ہمارے (سب سے پہلے) ماں باپوں کو گندم اور پھل کیوں نہیں بخشا؟

۱۳۔ اس لئے کہ جب اللہ جانتا تھا کہ ان دونوں کا (گناہ میں) گرنا ضروری ہے۔ تو یقیناً یہ واجب تھا کہ وہ (اللہ) ان دونوں کو گندم (کے کھانے) کی اجازت دیتا۔ یا یہ کہ وہ دونوں اس کو دیکھتے ہی نہیں۔“

۱۴۔ یسوع نے جواب میں کہا۔ ”اے شخص تو مجھ کو نیک کہتا ہے (۱) مگر غلطی کرتا ہے کیونکہ اکیلا (۱) اللہ ہی نیک ہے۔

۱۵۔ اور تُو اپنے اس سوال میں بیشک بڑی سخت غلطی کر رہا ہے کہ اللہ تیرے دماغ (خیال) کے مطابق کیوں نہیں کرتا۔؟

(خ) باللہ حی (۱) گنتی ۱۴:۲۹، ۳۰ (۲) گنتی ۲۱:۵ تا ۱۵ الخ

(۳) لوقا ۲۶:۳۰ (۱) لوقا ۱۸:۱۹۔ (۱) اللہ خیر۔

۱۶۔ مگر میں تجھ کو سب باتوں کا جواب دیتا ہوں۔

۱۷۔ پس اب میں تجھ کو بتاتا ہوں کہ بیشک اللہ (ب) ہمارا خالق خود اپنے ہی کام میں ہم کو توفیق نہیں دیتا۔

۱۸۔ اسی لئے مخلوق کو یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس کا طریق اور اس کی آسائش طلب کرے بلکہ یقیناً اللہ اپنے خالق (ت) کی بزرگی (طلب کرے) تاکہ مخلوق خالق پر اعتماد کرے نہ کہ خالق مخلوق پر۔

۱۹۔ قسم ہے اس اللہ کی جان کی (ث) کہ میری جان اس کے حضور میں استادہ ہوگی کہ اگر اللہ ہر چیز بخش دیتا تو بے شک انسان اپنے آپ کو یہ نہ جانتا کہ وہ اللہ کا بندہ ہے اور البتہ اس نے اپنے تئیں فردوس کا مالک شمار کیا ہوتا۔

۲۰۔ اسی لئے اسکو اللہ نے منع کیا جو کہ ابد تک مبارک ہے۔

۲۱۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ تحقیق جس کی دونوں آنکھوں کی روشنی صاف ہوتی ہے ہو ہر چیز کو صاف دیکھتا ہے اور خاص اندھیرے ہی کے اندر سے روشنی نکال لیتا ہے۔

۲۲۔ مگر اندھا ایسا نہیں کرتا۔

۲۳۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ کاش اگر انسان خطا نہ کرتا تو بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلوک کو میں جانتا اور نہ تو۔"

۲۴۔ اور اگر اللہ انسان کو گناہ پر قدرت نہ رکھنے والا پیدا کرتا تو البتہ وہ اس بارہ میں خدا کا ہمسر (شریک) ہوتا۔

۲۵۔ اسی سبب سے مبارک اللہ نے انسان کو نیک (ج) اور نیکوکار پیدا کیا مگر وہ آزاد ہے۔ کہ اپنی زندگی کی حیثیت سے اپنے نفس کو چھٹکارا دینے یا لعنت دلانے میں جو چاہے کرے۔

۲۶۔ پس جب کہ عالم نے یہ بات سنی وہ دنگ رہ گیا اور لاجواب ہوکر چلا گیا۔

فصل (ا) نمبر ۱۵۵

۱۔ اس وقت کاہنوں کے سردار نے چپکے سے دو بوڑھے کاہنوں کو بلایا اور انہیں یسوع کے پاس بھیجا۔ جو کہ ہیکل سے نکل جا چکا تھا۔ اور سلیمان کی رواق میں (ا) اس انتظار میں بیٹھا تھا کہ زوال کی نماز پڑھے۔

۲۔ اور اس کے پہلو میں اس کے شاگرد قوم کی ایک بھاری بھیڑ کے ساتھ تھے۔

۳۔ تب دونوں کاہن یسوع سے قریب ہوئے اور انہوں نے کہا: "انسان نے گندم اور پھل (۲) کیوں کھایا؟

(ب) اللہ خالق (ت) باللہ خالق (ث) اللہ حی

(ج) ماخلق اللہ دم الا بالحق. منہ

(ا) سورۃ الجهاد (۱) یوحنا ۱:۲۳ (۲) دیکھو ممنوع پھل کا مسئلہ قرآن شریف سورۃ ۲ء میں۔

۴۔ آیا اللہ نے ارادہ کیا تھا کہ وہ (انسان) ان دونوں کو کھائے یا نہیں؟

۵۔ اور ان دونوں (کاہنوں) نے یہ بات محض اسی لئے کہی تا کہ اس (یسوع) کو آزما دیں۔

۶۔ اس لئے کہ اگر وہ کہتا کہ "بے شک اللہ نے اس کا ارادہ نہیں کیا تھا۔" تو یہ دونوں جواب دیتے کہ "اس سے منع کیوں کیا تھا؟"

۷۔ اور اگر کہتا کہ "بے شک اللہ نے اس کا ارادہ نہیں کیا تھا۔" تو یہ دونوں کہتے کہ "ہیں! انسان کو اللہ سے بڑھ کر قوت ہے کیونکہ وہ اللہ کے ارادہ کے خلاف عمل کرتا ہے؟"

۸۔ یسوع نے جواب میں کہا "درحقیقت تم دونوں کا سوال مثل ایک راستہ کے ہے جو کسی پہاڑ میں ہو (اور) داہنے اور بائیں سے سیلاب والا۔ مگر میں ٹھیک بیچ میں چلوں گا۔"

۹۔ پس جبکہ دونوں کاہنوں نے یہ بات سنی وہ حیران رہ گئے۔ اس لئے کہ انہوں نے سمجھ لیا کہ یسوع ان کے دلوں کو سمجھ گیا ہے۔

۱۰۔ پھر یسوع نے کہا "چونکہ ہر ایک انسان محتاج ہے وہ ہر چیز کو اپنے فائدے کے لئے کرتا ہے۔

۱۱۔ مگر اللہ (ب) جو کہ کسی چیز کا محتاج نہیں ہوتا۔ اس نے اپنی مشیت کے موافق کام کیا۔

۱۲۔ اسی لئے جب اس نے انسان کو پیدا کیا اسے آزاد پیدا کیا تا کہ وہ جان لے کہ بیشک اللہ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

۱۳۔ جس طرح کہ وہ بادشاہ کرتا ہے جو کہ اپنے غلاموں کو آزادی عطا کرتا ہے تا کہ اپنی ثروت کو ظاہر کرے اور تا کہ اس کے غلام اس کے ساتھ بہت محبت پیدا کرنے والے ہوں۔

۱۴۔ تو اب اللہ نے انسان کو آزاد پیدا کیا (ت) تا کہ وہ اپنے خالق سے بہت زیادہ محبت کرے اور تا کہ اس کی بخشش کو پہچانے۔

۱۵۔ اس لئے کہ اللہ جو کہ ہر شے پر قادر ہے (ث) انسان کا محتاج نہیں تو اس نے جب انسان کو اپنی ہر چیز پر قدرت رکھنے سے پیدا کیا، اس کو اپنی بخشش سے (ج) آزاد چھوڑ دیا اس طریقہ پر کہ اس انسان کو اس طریقہ کے ساتھ بدی کا مقابلہ (روک تھام) اور نیکی کرنا ممکن ہو۔

۱۶۔ اور بے شک اللہ نے باوجود اپنی قدرت کے گناہ سے منع کرنے پر یہ ارادہ نہیں کیا کہ اپنی بخشش کے بالضد[۱] کرے (۱) (اس لئے کہ اللہ کے یہاں کوئی تضاد نہیں ہے) پس

(ب) اللہ غنی ۱۲

(ت) اللہ خالق (ث) قدیم (ج) اللہ جواد (۱) اللہ عادل [۱] برعکس وخلاف

جبکہ اس کی قدرت نے ہر شے پر کام کیا۔ اور اس کی بخشش نے (دونوں نے اپنے کام کیے) انسان میں تو انسان کے اندر گناہ کی مقاومت نہیں کی تاکہ انسان میں اللہ کی رحمت اور اس کی نیکی (ب) اپنا کام کرے۔

۱۷۔ اور میرے سچے ہونے کا یہی نشان ہے کہ میں تم سے کہتا ہوں کہ بے شک کاہنوں کے سردار نے تم کو بھیجا ہے تاکہ مجھے آزماؤ۔ اور یہی اس کی کھنوت کا پھل ہے۔"

۱۸۔ تب دونوں بوڑھے واپس گئے اور سب باتیں کاہنوں کے سردار سے جا کہیں ' جس نے کہا کہ " بے شک اس شخص کے پیٹھ پیچھے شیطان ہے جو کہ اس کو سب چیزیں بتاتا رہتا ہے۔

۱۹۔ کیونکہ یہ اسرائیل کی بادشاہت پر نظر ڈال رہا ہے۔

۲۰۔ مگر اس بارہ میں حکم کرنا خدا کے ہاتھ ہے"

فصل (ت) نمبر ۱۵۶

۱۔ اور جبکہ یسوع ہیکل سے گزرا (ا) اس کے بعد کہ اس نے دن ڈھلنے کی نماز پڑھ لی اس نے ایک اندھے کو پایا۔

۲۔ تب اس (یسوع) سے اس کے شاگردوں نے یہ کہتے ہوئے سوال کیا کہ "اے معلم! اس انسان کے اندر کس نے خطا کی ہے یہ تو اندھا پیدا ہوا۔ آیا اس کے باپ نے یا اس کی ماں نے؟"

۳۔ یسوع نے جواب دیا۔ "اس میں نہ اس کے باپ نے خطا کی ہے اور نہ اس کی ماں نے۔

۴۔ مگر اللہ نے (ث) اس کو پیدا ہی ایسا کیا ہے انجیل کی گواہی کے لئے۔

۵۔ اور اس کے بعد کہ یسوع نے اندھے کو اپنے پاس بلایا زمین پر تھوک ڈالا۔ اور تھوڑی سی مٹی گوندھی اور اس کو اندھے کی دونوں آنکھوں پر رکھ دیا۔

۶۔ اور اس سے کہا "تو سلوام کے حوض کو جا اور غسل کر"

۷۔ تب اندھا گیا اور جب اس نے غسل کیا وہ سوجھا کا ہو گیا۔

۸۔ پس اسی دوران میں کہ وہ گھر کو واپس ہو رہا تھا ان لوگوں میں سے بہتوں نے کہا جو اس سے ملے کہ " کاش اگر یہ آدمی اندھا ہوتا تو میں پورے وثوق کے ساتھ یہ کہتا کہ بیشک یہ وہی ہے جو کہ ہیکل کے خوشنما دروازہ پر بیٹھا کرتا تھا۔

۹۔ اور دوسروں نے کہا " بے شک یہ وہی ہے مگر یہ سجھا کا کیسے ہوا؟

۱۰۔ تب اس سے یہ کہہ کر دریافت کیا " کیا تو

(ب) اللہ الرحمن رعادل (ت) سورۃ (ا) یوحنا ۹: ۱

(ث) اللہ خالق .

ہی وہ اندھا ہے جو ہیکل کے خوشنما دروازے پر بیٹھتا تھا؟''

۱۱۔ اس نے جواب دیا ''بے شک میں وہی ہوں اور یہ کیوں؟''

۱۲۔ اس نے جواب دیا ''تو نے اپنی بینائی کیونکر پائی؟''

۱۳۔ اس نے جواب دیا ''ایک مرد نے زمین پر تھوک کر مٹی گوندھی اور وہ مٹی میری آنکھ پر لگائی۔

۱۴۔ اور مجھ سے کہا۔ جا اور سلوام کے حوض میں نہا۔

۱۵۔ تب میں گیا اور نہایا پس اب میں بھلا کا ہو گیا۔

۱۶۔ برکت والا ہے اسرائیل کا خدا۔''

۱۷۔ اور جب وہ شخص جو کہ اندھا تھا ہیکل کے خوبصورت دروازہ کو واپس آیا۔ سارا اورشلیم اس خبر سے بھر گیا۔

۱۸۔ اسی سبب سے وہ کاہنوں کے اس سردار کے پاس حاضر کیا گیا جو کہ کاہنوں اور فریسیوں کے ساتھ یسوع پر سازشیں کیا کرتا تھا۔

۱۹۔ تب اس سے کاہنوں کے سردار نے یہ کہہ کر سوال کیا ''اے مرد! کیا تو اندھا پیدا ہوا تھا؟''

۲۰۔ اس نے جواب دیا ''ہاں''

۲۱۔ تب کاہنوں کے سردار نے کہا ''اچھا تو اب خدا کی بزرگی کر اور ہمیں بتا کہ تجھ پر خواب میں کون نبی ظاہر ہوا۔ اور تجھ کو بینائی دی؟

۲۲۔ آیا وہ ہمارا باپ ابراہیم ہے یا موسیٰ علیہ السلام اللہ کا خادم یا کوئی دوسرا نبی؟

۲۳۔ اس لئے کہ ان کے سوا کوئی اور قدرت نہیں رکھتا کہ اس جیسا کوئی کام کرے۔''

۲۴۔ تب اس شخص نے جواب دیا جو کہ اندھا پیدا ہوا تھا۔ میں نے نہ خواب دیکھا ہے اور نہ مجھ کو ابرہیم اور نہ موسیٰ علیہ السلام اور نہ کسی دیگر نبی نے شفا دی ہے۔

۲۵۔ مگر اسی اثناء میں کہ ہیکل کے دروازہ پر بیٹھا تھا مجھے ایک مرد نے اپنے پاس بلایا۔

۲۶۔ اور اس کے بعد کہ اپنی تھوک کے ساتھ تھوڑی خشک مٹی گوندھی۔ اس مٹی میں سے کچھ میری آنکھ پر لگایا اور مجھے سلوام کے حوض کو نہانے کے لئے بھیجا۔

۲۷۔ پس میں گیا اور نہایا اور اپنی آنکھ کی روشنی کے ساتھ واپس آیا۔

۲۸۔ تب اس نے کاہنوں کے سردار نے اس آدمی کا نام پوچھا۔

۲۹۔ پس اس شخص نے جو اندھا پیدا ہوا تھا جواب دیا ''بے شک اس نے مجھے اپنا نام نہیں بتایا ہے۔

۳۰۔ مگر ایک آدمی نے جس نے کہ اسے دیکھا ہے مجھ کو پکارا تھا اور کہتا تھا کہ ''جا اور نہا جیسا

کہ اس شخص نے کہا ہے۔

۳۱۔ اس لئے کہ یہ یسوع ناصری اسرائیل کے خدا کا نبی اور اس کا قدوس ہے۔"

۳۲۔ تب اس وقت کاہنوں کے سردار نے کہا۔ شاید کہ اس نے تجھ کو آج ہی کے دن تندرست کیا۔ یعنی سبت کو۔"

۳۳۔ اندھے نے جواب دیا" ہاں اس نے آج ہی مجھ کو تندرست کیا ہے۔"

۳۴۔ تب کاہنوں کے سردار نے کہا" تم اب دیکھو کہ تحقیق یہ آدمی کیسا گنہگار ہے۔ اس لئے کہ وہ سبت کی نگہداشت نہیں کرتا!"

فصل نمبر ۱۵۷

۱۔ اندھے نے جواب دیا (ا) میں یہ نہیں جانتا کہ وہ گنہگار ہے یا نہیں۔

۲۔ میں تو صرف یہی جانتا ہوں کہ میں اندھا تھا۔ پس اس نے مجھ کو بینا کر دیا۔"

۳۔ مگر فریسیوں نے اس کو سچ نہ مانا۔

۴۔ اسی لئے انہوں نے کاہنوں کے سردار سے کہا "تو (کسی کو) بھیج اور اس کے باپ اور ماں کو بلا اس لئے کہ وہ دونوں ہم سے سچ کہیں گے۔"

۵۔ تب انہوں نے اس اندھے آدمی کے باپ اور اس کی ماں کو بلوایا۔

۶۔ پس جبکہ وہ دونوں حاضر آئے۔ ان سے کاہنوں کے سردار نے یہ کہہ کر سوال کیا" آیا یہ مرد تم دونوں کا بیٹا ہے؟"

۷۔ انہوں نے جواب دیا" ہاں یہ ہمارا بیٹا ہے درحقیقت۔"

۸۔ تب اس وقت کاہنوں کے سردار نے کہا "یہ کہتا ہے کہ وہ اندھا پیدا ہوا ہے۔ اور اب یہ دیکھتا ہے پس یہ بات کیونکر ہوئی؟"

۹۔ اس شخص کے (جو اندھا پیدا ہوا تھا) باپ نے اور اس کی ماں نے جواب دیا۔" حق یہ ہے کہ وہ اندھا پیدا ہوا تھا۔ مگر ہم نہیں جانتے کہ اس نے کیونکر بینائی پالی۔"

۱۰۔ وہ پوری عمر کا آدمی ہے۔ تم اسی سے پوچھو۔ یہ تم سے سچ کہے گا۔"

۱۱۔ تب ان دونوں کو واپس کر دیا اور کاہنوں کا سردار پلٹا۔ پس اس نے اندھا پیدا ہونے والے آدمی سے کہا" تو اللہ کو بزرگی دے اور سچ کہہ۔"

۱۲۔ اور اندھے کا باپ اور اس کی ماں دونوں بات کرنے سے ڈرتے تھے۔

۱۳۔ اس لئے کہ رومانی شیوخ کی مجلس سے ایک حکم صادر ہوا تھا کہ کسی آدمی کو یہود کے نبی یسوع کی طرفداری کرنا جائز نہیں ہے ورنہ اس کی سزا موت ہوگی۔

۱۴۔ اور یہ وہ حکم ہے جس کو حاکم نے صادر کرایا تھا۔

۱۵۔اسی لئے ان دونوں نے کہا کہ وہ پوری عمر کا مرد ہے۔تم اسی سے پوچھ لو!''

۱۶۔پس اس وقت کاہنوں کے سردار نے اس شخص سے کہا جو کہ اندھا پیدا ہوا تھا کہ تو اللہ کو بزرگی دے اور سچ کہہ۔اس لئے کہ یہ جس کو تو کہتا ہے کہ اس نے تجھے شفا دی گنہگار ہے۔''

۱۷۔اس آدمی نے جو اندھا پیدا ہوا تھا۔ جواب دیا۔''میں نہیں جانتا کہ وہ گنہگار ہے یا کیا۔میں تو صرف یہ جانتا ہوں کہ میں دیکھتا نہ تھا۔پس اس نے مجھ کو بھلا کر دیا۔

۱۸۔اور یہ یقینی بات ہے کہ جب سے دنیا کی ابتدا ہوئی ہے۔اس وقت سے اب تک کوئی اندھا بینا نہیں کیا گیا۔

۱۹۔اور اللہ گنہگاروں کی بات نہیں سنتا (۱)

۲۰۔فریسیوں نے کہا''جب اس نے تجھ کو بینا کیا۔اس وقت کیا کیا تھا؟''

۲۱۔اس وقت اس آدمی نے جو اندھا پیدا ہوا تھا ان کے ایمان نہ رکھنے سے تعجب کیا اور کہا ''میں تم کو بتا چکا۔پس تم کیوں پھر بھی مجھ سے پوچھتے ہو۔

۲۲۔کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اس کے شاگرد بن جاؤ۔

۲۳۔تب اس وقت کاہنوں کے سردار نے اسے یہ کہہ کر ملامت کی کہ ''تو جو سرتا پا گناہوں میں پیدا ہوا ہے کیا ہم کو تعلیم دینا چاہتا ہے؟

۲۴۔دور ہو اور تو ہی اس آدمی کا شاگرد ہو جا۔

۲۵۔رہے ہم سو ہم موسیٰ علیہ کے شاگرد ہیں اور جانتے ہیں کہ اللہ نے موسیٰ علیہ سے کلام کیا ہے۔

۲۶۔بہر حال یہ آدمی پس ہم نہیں جانتے کہ وہ کہاں کا ہے؟''

۲۷۔تب اس کو مجمع اور ہیکل سے نکال دیا۔اور اسے اسرائیل کے مابین پاک لوگوں کے ساتھ نماز سے منع کر دیا۔

فصل (ب) نمبر ۱۵۸

۱۔اور وہ آدمی جو کہ اندھا پیدا ہوا تھا (۱) یسوع کو ڈھونڈنے گیا۔

۲۔تب یسوع نے اس کو یہ کہہ کر تسلی دی کہ ''بے شک تو کسی زمانہ میں ایسا برکت نہیں دیا گیا جیسا کہ تو اس وقت ہے۔

۳۔اس لئے کہ تو برکت دیا گیا ہے۔ہمارے اللہ کی طرف سے جس نے داؤد ہمارے باپ اور اپنے نبی (۲) کی زبان سے دنیا کے دوستوں کے بارہ میں یہ کہتے ہوئے کلام کیا

(۱) وما دعاء الفاسقین الا فی الضلال (اضلال؟) منه

(ب) سورۃ الدنیا (۱) یوحنا ۹: ۳۵ (۲) زبور ۱۰۹: ۲۸

ہے۔ کہ ''وہ لعنت کرتے ہیں اور میں برکت دیتا ہوں۔'' اور میخا نبی کی زبانی کہا کہ (۳) بے شک میں تیری برکت کو لعنت کرتا ہوں۔''

۵۔ اس لئے کہ مٹی ہوا کے بالضد نہیں ہوتی۔ اور نہ پانی آگ کے اور نہ روشنی اندھیرے کے اور نہ ٹھنڈک گرمی کے اور نہ محبت دشمنی کے جیسا کہ اللہ کا ارادہ دنیا کے ارادہ کے بالضد ہوتا ہے۔''

۶۔ تب یسوع سے اسی لئے شاگردوں نے یہ کہہ کر سوال کیا ''اے سید! تیرا کلام کس قدر بڑا ہے۔''

۷۔ پس تو ہم سے معنی کہہ۔ اس لئے کہ ہم نے اب تک نہیں سمجھا ہے۔''

۸۔ یسوع نے جواب میں کہا ''جب تم دنیا کو پہچانو گے۔ دیکھو گے کہ میں نے سچ کہا ہے۔''

۹۔ اور ایسے ہی عنقریب تم حق (ا) کو ہر ایک نبی کے اندر پہچانو گے۔

۱۰۔ پس تم اب یہ معلوم کرو کہ یہاں عالموں کی تین قسمیں ہیں جو کہ ایک ہی نام کے ضمن میں شامل ہیں۔

۱۱۔ پہلا آسمانوں اور زمین کی طرف مع پانی اور ہوا۔ اور آگ اور کل چیزوں کے جو کہ انسان سے کم درجہ پر ہیں اشارہ کرتا ہے۔ پس یہ عالم ہر چیزیں اللہ کے ارادہ کی پابندی کرتا ہے جیسا کہ داؤد کہتا ہے۔ (ا) بے شک اللہ نے اس کو ایک حکم دیا کہ وہ اس سے تجاوز نہیں کرتا۔''

۱۲۔ دوسرا عالم سارے انسانوں کی طرف اشارہ کرتا ہے جس طرح سے کہ فلاں کا گھر (کہنے سے) دیواروں کی طرف اشارہ نہیں کیا جاتا۔ بلکہ خاندان کی طرف۔

۱۳۔ پس یہ عالم بھی اللہ سے محبت کرتا ہے۔

۱۴۔ اس لئے کہ وہ بھی بالطبع اسی قدر اللہ کی طرف لو لگائے رہتے ہیں جس قدر کہ ہر ایک بحسب طبیعت اللہ سے لو لگا سکتا ہے۔ اگرچہ وہ اللہ کی طلب میں گمراہ ہو گئے ہیں۔

۱۵۔ پس آیا تم جانتے ہو کہ کس لئے سب کے سب اللہ کی طرف لو لگاتے ہیں؟

۱۶۔ اس لئے کہ وہ سب کے سب ایک بے پایاں نیکی کی طرف بغیر ذرا سے شر کے شائق رہتے ہیں۔

۱۷۔ اور یہی اللہ ہے (ب) یکتا۔

۱۸۔ اسی لئے اللہ رحیم نے اپنے نبیوں کو اس عالم کی طرف بھیجا اسے خلاص دینے کیلئے۔

۱۹۔ بہرحال تیسرا عالم پس وہ انسان کے گناہ میں پڑنے کا حال ہے۔ وہ گناہ جو کہ اللہ دنیا کے پیدا کرنے والے (ت) کی مخالفت شریعت

---

(۳) ملاکی ۲:۲ (ا) ماخلق الله الا بالحق منه

(ب) الله خیر اکبر (ت) الله الرحیم و مرسل و خالق

(ا) زبور ۱۴۸:۶ (۲) رومیوں ۷:۱۲۱

(۲) سے بدل گیا ہے۔

۲۰۔ پس یہ انسان کو اللہ کے دشمن شیطانوں کے مانند بنا دیتا ہے۔

۲۱۔ پس تم کیا خیال کرتے ہو بحالیکہ یہ عالم (ایسا ہے کہ) اللہ اس کو بہت سخت ناپسند کرتا ہے۔ نبیوں کے انجام کے بارہ میں اگر وہ اس عالم سے محبت کریں؟ حق یہ ہے کہ اللہ ان سے ان کی نبوت لے لے گا۔

۲۲۔ اور میں یہ کہتا ہوں۔

۲۳۔ قسم ہے اللہ کی جان کی (ث) وہ اللہ کہ میری جان اس کے حضور (ج) میں استادہ ہوگی کہ اگر اس شریر عالم کی محبت رسول اللہ کے دل میں گزرے جبکہ وہ اس کی طرف آئے تو بے شک اللہ اس سے پورے یقین کے ساتھ وہ سب کچھ لے لیتا جو کہ اس کو اس کے پیدا کرنے کے وقت بخشا ہے (ح) اور اس کو راندہ بنا دیتا۔

۲۴۔ اس لئے کہ اللہ اس قدر دنیا کے برخلاف ہے۔"

فصل نمبر ۱۵۹ (۱)

۱۔ شاگردوں نے جواب میں کہا "اے معلم! تحقیق تیرا کلام البتہ بہت ہی عظیم ہے پس تو ہم پر رحم کر کیونکہ ہم اس کو نہیں سمجھتے۔"

۲۔ یسوع نے کہا "کیا تم کو خیال دلایا جاتا ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کا ہمسر ہو۔ اور یہ ارادہ کرے کہ اپنے آپ کو اللہ کے برابر بنائے؟

۳۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔

۴۔ بلکہ خدا کا نیک بندہ وہ ہے جو کہ نہیں ارادہ کرتا اس چیز کا جس کا اللہ ارادہ نہیں کرتا۔

۵۔ بے شک تم نہیں قدرت رکھتے کہ اس بات کو سمجھو اس لئے کہ تم نہیں جانتے ہو کہ گناہ کیا چیز ہے؟

۶۔ پس میری بات پر کان دھرو۔

۷۔ حق یہ ہے کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بے شک گناہ یہ ممکن نہیں کہ انسان میں خدا کی مخالفت (ب) کے سوا کچھ اور پیدا کرے۔

۸۔ اس لئے کہ گناہ نہیں ہے مگر وہ چیز کہ اللہ اسے نہیں چاہتا (ا) پس تحقیق ہر وہ چیز کہ اللہ اس کو چاہتا ہے وہ گناہ سے جداگانہ ہے (ت)

۹۔ پس اگر کاہنوں کے سردار اور کاہن مع فریسیوں کے مجھ کو ستاتے اس لئے کہ اسرائیل کی قوم نے مجھ کو اللہ کہا ہے تو بیشک وہ ایک

(ث) باللہ حی (ج) رسول اللہ (ح) اللہ وہاب

(ا) سورۃ الحرم

(ب) حرام بیان (بیان حرام؟) (ت) الحرام مالا یرید اللہ تعالیٰ واحد و مایریدہ اللہ تعالیٰ لا یحرم .منہ (ا) ......؟

بات کرتے کہ اللہ اُس سے راضی ہوتا اور البتہ اللہ ان کو (اس کا) اچھا بدلہ دیتا۔

۱۰۔ مگر اللہ نے اُن کو ناپسند کیا ہے۔ اس لئے کہ وہ مجھے ایک متضاد سبب کی وجہ سے تنگ کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ یہ لوگ نہیں چاہتے کہ میں سچ کہوں۔

۱۱۔ اور انہوں نے اپنی تقلید کے ذریعہ کس قدر اللہ کے دو نبیوں اور دوستوں موسیٰ اور داؤد کی کتابوں کو خراب کر ڈالا ہے۔

۱۲۔ اور بے شک وہ اس سبب سے مجھے بُرا جانتے ہیں اور میری موت کی آرزو کرتے ہیں۔

۱۳۔ تحقیق موسیٰ نے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا اور اخاب نے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا تم مجھے بتاؤ کہ آیا ان دونوں کی طرف سے قتل شمار کیا جائے گا؟

۱۴۔ ہر گز نہیں!

۱۵۔ اس لئے کہ موسیٰ نے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا تا کہ بتوں کی عبادت کو فنا کرے اور تحقیق اللہ کی عبادت پر باقی رکھے۔

۱۶۔ مگر اخاب نے بہت سے آدمیوں کو حقیقی اللہ کی (ث) عبادت کو فنا کرنے کے واسطے قتل کیا اور بتوں کی عبادت کو باقی رکھنے کے لئے۔

۱۷۔ اسی لئے موسیٰ کا آدمیوں کو قتل کرنا قربانی سے بدل گیا جس حالت میں کہ اخاب کا قتل کرنا ناپاکی سے بدل گیا۔

۱۸۔ پس تحقیق اسی ایک ہی کام نے دو ایک دوسرے کے برخلاف نتیجے پیدا کئے۔

۱۹۔ قسم ہے اللہ کی جان کی (ا) وہ اللہ کہ میری جان اس کے حضور میں استادہ ہوگی کہ اگر شیطان یہ دیکھنے کے لئے فرشتوں سے کلام کرتا کہ انہوں نے اللہ سے کیونکر محبت کی ہے تو بے شک اللہ اس کو رذیل نہ کرتا۔

۲۰۔ لیکن وہ مردود ہے اس لئے کہ اس نے ارادہ کیا کہ فرشتوں کو اللہ سے دُور بنائے۔"

۲۱۔ اس وقت اس لکھنے والے نے جواب میں کہا "تو اب یہ کیونکر واجب ہے کہ میخانیی کے بارہ میں اس جھوٹ کی نسبت جو کچھ کہا گیا ہے۔ اسے سمجھنا چاہیئے کہ اس کے متعلق اللہ نے جھوٹے نبیوں ہی کو زبان پر لانے کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ یہ اسرائیل کے بادشاہوں کی کتاب میں لکھا ہے؟"

۲۲۔ یسوع نے جواب دیا "اے برنباس تو اختصار کے ساتھ اس تمام کو پڑھ جو کہ پیش آیا تا کہ حق کو واضح طور سے دیکھ لے۔

فصل نمبر ۱۶۰ (ب)

۱۔ اس وقت اس لکھنے والے نے کہا: "تحقیق

(ث) اللہ حق

(ا) باللہ حی (ب) سورۃ القصص میکلیانی

جس وقت دانیال بنی اسرائیل کے بادشاہوں اور گردن کشوں کی تاریخ بیان کی۔

"یوں لکھا ہے (۱) کہ اسرائیل کا بادشاہ یہودا کے بادشاہ کے ساتھ متحد ہوتا کہ بلعال کی اولاد (یعنی مردودوں) سے لڑیں جو کہ عمونی تھے۔ اور جب کہ یہوشافاط یہودا کا بادشاہ اور اخاب اسرائیل کا بادشاہ دونوں ہی ایک تخت پر سامرہ میں بیٹھے تھے۔ ان کے روبرو چار سو جھوٹے نبی کھڑے ہوئے۔

۳۔ تب انہوں نے اسرائیل کے بادشاہ سے کہا "تو عمونیوں کے بادشاہ کے خلاف چڑہائی کر۔ اس لئے کہ اللہ ان کو تیرے ہاتھوں میں ڈال دے گا۔ اور تو عمون کو ہلاک کرے گا۔

۴۔ اس وقت یہوشافاط نے کہا "آیا یہاں ہمارے باپ دادا کے اللہ کا کوئی نبی پایا جاتا ہے؟"

۵۔ اخاب نے جواب دیا "فقط ایک پایا جاتا ہے اور وہ شریر ہے اس لئے کہ وہ ہمیشہ میری نسبت بری پیشینگوئیاں کرتا رہتا ہے۔

۶۔ اور میں نے اس کو قید میں رکھ چھوڑا ہے"۔ اور اس نے محض اس لئے "فقط ایک ہی پایا جاتا ہے۔ کہا کہ تمام وہ نبی جو پائے گئے تھے اخاب کے حکم سے قتل کردیئے تھے۔ یہاں تک کہ انبیاء۔ اے معلم جیسا کہ تو نے کہا ہے پہاڑوں کی چوٹیوں کو بھاگ گئے۔ جہاں کہ کوئی انسان نہیں رہتا۔"

۷۔ اس وقت یہوشافاط نے کہا "اس کو یہاں بلوا" تاکہ ہم دیکھیں وہ کیا کہتا ہے۔"

۸۔ اس وجہ سے اخاب نے حکم دیا کہ میخا کو وہاں لایا جائے۔

۹۔ تب وہ اس کے پیروں میں بیڑیاں پہنے ہوئے حاضر کیا گیا اور اس کا چہرہ اُترا ہوا تھا۔ مثل اس شخص کے جو کہ موت اور زندگی کے مابین زندگی بسر کرتا ہو۔

۱۰۔ پس اخاب نے اس سے یہ کہہ کر سوال کیا "اے میخا! اللہ کے نام سے کلام کر کہ آیا ہم عمونیوں کے برخلاف چڑھائی کریں؟ کیا اللہ انکے شہر ہمارے ہاتھوں میں دے دے گا؟"

۱۱۔ میخا نے جواب میں کہا "چڑھ جا چڑھ جا۔ اس لئے کہ تو خوشحال ہو کر چڑھائی اور بہت ہی زیادہ خوشحالی کے ساتھ اُترے گا۔"

۱۲۔ تب اس وقت جھوٹے نبیوں نے میخا کی بڑی تعریف کی یہ کہتے ہوئے "کہ بیشک یہ اللہ کا سچا نبی ہے۔" اور اس کے دونوں پیروں سے بیڑیاں توڑ دیں۔

۱۳۔ لیکن یہوشافاط جو کہ ہمارے اللہ سے ڈرتا تھا۔ اور اس کے دونوں گھٹنے کبھی بتوں کے

(۱) اسلاطین ۲۲: ۳۔ ۳۱

لئے نہیں جھکے تھے۔اس نے میخا سے یہ کہہ کر سوال کیا کہ ''اے میخا! ہمارے باپ دادا کے اللہ کی بزرگی کے لئے سچ کہہ جیسا کہ تو نے اس لڑائی کا انجام دیکھا ہے۔''

۱۴۔ میخا نے جواب دیا ''اے یہوشافاط! میں تیرا لحاظ کرتا ہوں۔اس لئے تجھ سے کہتا ہوں کہ اسرائیل کی قوم کو مثل بھیڑوں کے دیکھا ہے کہ ان کا چوپان نہیں ہے۔''

۱۵۔ اس وقت اخاب نے یہوشافاط سے مسکراتے ہوئے کہا ''میں تو تجھ سے کہہ چکا کہ یہ مرد نہ خبر دے گا مگر برائی کی لیکن تو نے اس بات کو سچ نہ مانا۔''

۱۶۔تب اس وقت دونوں نے کہا ''اے میخا! تو اس بات کو کیونکر جانتا ہے؟''

۱۷۔ میخا نے جواب دیا '' مجھے خیال دلایا گیا کہ اللہ کے حضور میں فرشتوں کی ایک مجلس فراہم ہوئی ہے۔

۱۸۔اور میں نے اللہ کو یہ کہتے سنا کہ ''اخاب کو کون بہکائے گا تاکہ وہ عمون کے خلاف چڑھائی کرے اور قتل کیا جائے۔

۱۹۔تب ایک نے کچھ کہا اور دوسرے نے کچھ اور۔

۲۰۔ پھر ایک فرشتہ آیا۔اور اس نے کہا۔''اے رب! میں اخاب سے لڑوں گا۔پس میں اس کے جھوٹے نبیوں کے پاس جاتا ہوں اور ایک جھوٹ ان کے منہ میں ڈالتا ہوں اور اس طرح وہ چڑھائی کرے اور قتل کیا جائے گا۔

۲۱۔پس جبکہ اللہ نے اس بات کو سنا اس نے کہا ''تو جا اور ایسا ہی کر ضرور تو کامیاب ہوگا''

۲۲۔پس اس وقت جھوٹے نبی ناراض ہوئے

۲۳۔اور ان کے سردار میخا کے گال پر یہ کہہ کر تھپڑ مارا کہ ''اے اللہ کے راندے! خدا کا فرشتہ کب ہمارے پاس سے ہو کر تیرے پاس آیا۔

۲۴۔تو ہمیں بتا کہ وہ فرشتہ کس وقت ہمارے پاس آیا جو کہ جھوٹ کو لایا؟''

۲۵۔ میخا نے جواب دیا: ''بیشک تو تب اس بات کو جانے گا جبکہ ایک گھر سے دوسرے گھر کو قتل کے خوف سے بھاگتا پھرے گا۔بیشک تو ہی نے اپنے بادشاہ کو بہکایا ہے۔''

۲۶۔تب اس وقت اخاب غصہ سے بھر گیا۔اور کہا ''میخا کو پکڑو اور جو بیڑیاں اس کے پیروں میں تھیں اس کی گردن پر رکھ دو اور میرے واپس آنے کے وقت تک اس کو صرف جو کی روٹی اور پانی دینے پر بس کرو۔

۲۷۔اس لئے کہ میں اس وقت نہیں جانتا ہوں کہ کس موت کے ساتھ اس کو سزا دوں۔''

۲۸۔تب انہوں نے چڑھائی کی اور بات میخا کے کہنے کے موافق پوری ہوئی۔

۲۹۔ کیونکہ عمونیوں کے بادشاہ نے اپنے نوکروں سے کہا ''تم اس سے ڈرتے رہو کہ یہودا کے

بادشاہ سے لڑو یا اسرائیل کے بڑے بڑے آدمیوں سے بلکہ میرے دشمن اخاب اسرائیل کے بادشاہ ہی کو قتل کرو۔"

۳۰۔ اس وقت یسوع نے کہا "تو یہاں ٹھہر جا۔ اس لئے کہ یہ ہماری غرض کے واسطے کافی ہے۔"

فصل نمبر ۱۶۱ (۱)

۱۔ تب یسوع نے کہا "آیا تم نے کل چیزیں سن لیں؟"

۲۔ شاگردوں نے جواب دیا "ہاں اے سید!"

۳۔ تب اسی سے یسوع نے کہا۔ "بے شک جھوٹ گناہ ہے لیکن قتل بہت بڑا گناہ ہے۔

۴۔ کیونکہ جھوٹ ایسا گناہ ہے جو کلام کرنے والے ہی کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔

۵۔ مگر قتل باوجود ایسا ہونے کے کہ جو اس کا ارتکاب کرتا ہے اسی کے ساتھ خاص ہوتا ہے وہ یہاں زمین پر اللہ کی سب سے زیادہ پیاری چیز کو بھی ہلاک کر دیتا ہے یعنی انسان کو۔

۶۔ اور جھوٹ کا علاج کہی ہوئی بات کے خلاف بات کہہ کر کیا جا سکتا ہے بحالیکہ قتل کی کوئی دوا نہیں ہے اس لئے کہ مردہ کو زندگی ممکن ہی نہیں

۷۔ اب تم مجھے بتاؤ کہ آیا موسیٰ اللہ کے بندہ نے ان سب لوگوں کے قتل سے جن کو اس نے قتل کیا گناہ کیا ہے؟"

۸۔ شاگردوں نے جواب میں کہا "معاذ اللہ معاذ اللہ۔ کہ موسیٰ نے خطا کی ہو۔ (یعنی اس نے ہرگز خطا نہیں کی) بسبب اس اللہ کی اطاعت کرنے کے جس نے کہ اسے حکم دیا تھا"

۹۔ تب اس وقت یسوع نے کہا "اور میں کہتا ہوں کہ معاذ اللہ جو اس فرشتہ نے خطا کی ہو۔ جس نے کہ اخاب کے جھوٹے نبیوں کو جھوٹ کے ساتھ دھوکا دیا۔

۱۰۔ اس لئے کہ جس طرح اللہ آدمیوں کے قتل کو ذبیحہ (قربانی) کے طور پر قبول کرتا ہے ویسے ہی اس نے جھوٹ کو تعریف کے طور پر قبول کیا۔

۱۱۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جس طرح وہ لڑکا غلطی کرتا ہے جو اپنی جوتی کو جبار (کے دونوں پیروں) کے اندازہ پر بناتا ہے اسی طرح وہ غلطی کرتا ہے۔ جو اللہ کو شریعت کا ویسا ہی ماتحت بناتا ہے جیسا کہ وہ خود انسان ہونے کی حیثیت سے شریعت کا مطیع ہے۔

۱۲۔ پس جس وقت تم نے یہ اعتقاد جمالیا کہ

(۱) سورۃ الخیر والشر

گناہ ہی وہ چیز ہے جس کو کہ اللہ کبھی نہیں چاہتا۔ تب تم اسی وقت حق کو پا جاؤ گے جیسا کہ میں نے تم سے کہا ہے۔

۱۳۔ اور اسی بنیاد پر جبکہ اللہ غیر مرکب اور غیر متغیر ہے (۱) پس نیز وہ غیر قادر ہے کہ ایک ہی چیز کا ارادہ کرے اور نہ ارادہ کرے۔

۱۴۔ اس لئے کہ اس بات سے اس کی ذات میں تضاد ہو جائے گا جس پر الم (دکھ) مترتب ہوتا ہے اور وہ اس حد تک مبارک نہ ہوگا جس کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے۔"

۱۵۔ فیلبس نے جواب میں کہا "مگر نبی عاموس کا یہ قول کیونکر سمجھنا واجب ہے کہ (۱) "شہر میں کوئی بدی ایسی پائی ہی نہیں جاتی جس کو کہ "اللہ نے نہ بنایا ہو؟"

۱۶۔ یسوع نے جواب دیا "اے فیلبس تو اب دیکھ کہ لفظ پر بھروسہ کرنے کا خطرہ کس قدر سخت ہے (☆) جیسا کہ یہ فریسی کرتے ہیں جنہوں نے خود اپنے لئے اللہ کے چیدہ بندوں کو برگزیدہ بنانے کا ٹھیکہ لے لیا ہے (اور) ایسے طریقہ پر کہ جس سے وہ عملاً یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اللہ نیکوکار نہیں اور یہ کہ وہ دھوکہ باز اور جھوٹا اور (اس) بازپرس کو برا جاننے والا ہے (جو عنقریب انہی فریسیوں پر واقع ہوگی)

۱۷۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ بیشک اللہ کا نبی عاموس یہاں اس بدی کی نسبت کلام کر رہا ہے جس کو دنیا بدی کے نام سے یاد کرتی ہے۔

۱۸۔ اس لئے کہ اگر وہ پاک لوگوں کی بولی استعمال کرتا تو دنیا اس کو نہ سمجھتی۔

۱۹۔ کیونکہ تمام بلائیں اچھی ہیں یا یوں اچھی ہیں کہ وہ اس بدی کو پاک کر دیتی ہیں جس کو کہ ہم نے کیا ہے۔

۲۰۔ اور یا اس لئے اچھی ہیں کہ وہ ہمیں بدی کے ارتکاب سے روکتی ہیں۔

۲۱۔ اور یا اس وجہ سے اچھی ہیں کہ وہ انسان کو اس زندگی کا حال پہنچوا دیتی ہیں تاکہ ہم ابدی زندگی کے محب اور اس کی جانب مشتاق ہو جائیں

۲۲۔ پس اگر عاموس نبی کہتا کہ "شہر میں کوئی بھلائی ایسی نہیں ہے کہ اللہ اس کا کرنے والا نہ ہو" تو بے شک یہ بات آفت زدہ لوگوں کی مایوسی کا وسیلہ ہوتی۔ جبکہ وہ اپنے آپ کو تکلیفوں میں اور گنہگاروں کو زندگی کی کشائش میں دیکھتے۔

۲۳۔ اور اس سے بھی بڑھ کر آفت کی بات یہ ہے کہ جب سے آدمی اس بات کی تصدیق کر لیں کہ شیطان کو انسان پر غلبہ حاصل ہے تو وہ شیطان سے ڈریں اور بلاؤں سے چھوٹنے

---

(۱) لا یخلق اللہ (۱) عموس ۳:۶

(۲) لفظی اور ظاہری معنی کی گرفت۔ مترجم

کے لئے اسی کی خدمت کریں گے۔

۲۴۔ پس اسی سبب سے عاموس نبی نے وہ کیا جوکہ رومانی ترجمان کیا کرتا ہے کہ اس کے کلام میں یوں نظر نہیں کرتا کہ گویا یہ کاہنوں کے سردار کے حضور میں باتیں کررہا ہے۔ بلکہ اس یہودی کے ارادہ اور اس کی مصلحت پر نظر رکھتا ہے جوکہ عبرانی زبان میں باتیں کرنا نہیں جانتا۔

فصل نمبر ۱۶۲ (۱)

۱۔ اگر کہیں عاموس یہ کہتا کہ ''شہر میں کوئی بھلائی نہیں مگر یہ کہ اللہ اس کا کرنے والا ہے۔'' تو البتہ قسم ہے اس اللہ کی جان کی (ب) کہ میری جان اس کے حضور میں استادہ ہوگی۔ اس نے بڑی کھلی ہوئی غلطی کا ارتکاب کیا ہوتا۔

۲۔ اس لئے کہ دنیا بجز ظلم اور ان گناہوں کے جو باطل کی راہ میں (ت) کئے جاتے ہیں اور کسی چیز کو بھلائی ہی نہیں دیکھتی۔

۳۔ اور اس اعتبار پر آدمی گناہ میں بہت زیادہ توغل (دھن باندھ لینا) کرنے والے ہوتے کیونکہ وہ خیال کرتے ہیں کہ کوئی گناہ یا برائی ایسی نہیں پائی جاتی ہے جس کو اللہ نے نہ بنایا ہو۔ اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ اس کے سننے سے زمین جنبش میں آجاتی ہے۔''

۴۔ اور اس کے بعد کہ یسوع نے یہ کہا فوراً ہی ایک اتنے زور کا زلزلہ آگیا کہ اس کی وجہ سے ہر ایک آدمی مردے کی طرح گر پڑا۔

۵۔ تب یسوع نے ان کو یہ کہتے ہوئے اٹھایا کہ اب تم دیکھو کہ اگر میں نے تم سے سچ کہا ہے۔

۶۔ تو تمہارے لئے اس وقت یہی کافی ہے۔

۷۔ اس لئے کہ جب عاموس نے دنیا سے گفتگو کرتے ہوئے یہ کہا ''کہ اللہ ہی نے برائی کو شہر میں بنایا ہے'' تو اس نے اس کے سوا کچھ اور نہیں کہ ان بلاؤں (آزمائشوں) کی نسبت کلام کیا کہ جن کو گنہگاروں کے سوا اور کوئی برائی نہیں کہتا۔ اور ہمیں اب برگزیدگی کی سابقیت کے ذکر پر آنا چاہیئے۔ وہ سبقت کہ تم اس کے جاننے کا ارادہ کرتے ہو اور وہ کہ میں اس کی نسبت تم سے کل کے دن اردن کے قریب ہی دوسرے کنارے پر انشاء اللہ (ا) تقریر کروں گا''

فصل نمبر ۱۶۳ (ب)

۱۔ اور یسوع اپنے شاگردوں کے ساتھ اردن

(ا) سورۃ البدد (ب) باللہ حی (ت) لا یعقل اھل الدنیا خیر الا حرما و خبائث الدنیا و یعمل بھما عنہ

(ا) انشاء اللہ . (ب) سورۃ امت محمد رسول

کے پار بیابان کو گیا۔

۲۔ پس جبکہ دن ڈھلے کی نماز گذر گئی یسوع ایک کھجور کے درخت کے پہلو میں بیٹھا اور اس کے شاگرد درخت کھجور کے سایہ تلے بیٹھ گئے۔

۳۔ اس وقت یسوع نے کہا: "بھائیو! اس میں شک نہیں کہ برگزیدگی کا سابق میں ہو جانا ایک بڑا بھاری راز ہے۔ تا آنکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اسے صاف طور پر نہیں جانتا۔ مگر فقط ایک ہی انسان۔

۴۔ اور وہی انسان ہے کہ اس کی طرف قومیں گردن اٹھا کر دیکھ رہی ہیں (۱) وہ ایسا انسان ہے کہ اللہ کے راز اس پر پوری طرح واضح و جلی ہوں گے۔ پس زہے نصیب ان لوگوں کے جو اس کے کلام پہ کان لگائیں گے جبکہ وہ دنیا میں آئے گا۔

۵۔ اس لئے کہ اللہ اس پر سایہ کرے گا جیسا کہ یہ کھجور کا درخت ہم پر سایہ کر رہا ہے۔

۶۔ ہاں بے شک جس طرح یہ درخت ہم کو جلانے والے آفتاب کی دھوپ سے بچاتا ہے ویسے ہی اللہ کی رحمت ایمان والوں کو اس نام کے ذریعہ شیطان سے بچائے گی۔"

۷۔ شاگردوں نے جواب میں کہا اے معلّم! وہ آدمی کون ہوگا۔ جس کی نسبت تو یہ باتیں کہہ رہا ہے اور جو کہ دنیا میں عنقریب آئے گا؟"

۸۔ یسوع نے دلی خوشی کے ساتھ جواب دیا۔ "بے شک وہ محمد رسول اللہ (ت) ہے۔

۹۔ اور جب وہ دنیا میں آئے گا تو اس اصلی رحمت کے وسیلہ سے جس کو وہ لائے گا انسانوں کے مابین نیک اعمال کا ذریعہ ہوگا۔

۱۰۔ جس طرح سے کہ مینہ زمین کو پھل دینے والا بنا دیتا ہے بارش کے عرصہ دراز تک بند رہنے کے بعد۔

۱۱۔ پس وہ مفید ابر اللہ کی رحمت سے بھرا ہوا ہے اور یہی رحمت ہے کہ اللہ ایمان والوں پر اس کی پھوار پانی کی بوندوں کی طرح نثار کرے گا۔" (۲)

فصل (ث) نمبر ۱۶۴

۱۔ "میں اس وقت اس قلیل و کمتر مقدار کی تم سے تشریح کرتا ہوں جس کی شناخت اللہ نے مجھے بخشی ہے خود اس برگزیدگی کے سابق ہونے کے بارہ میں۔

۲۔ فریسی کہتے ہیں کہ ہر ایک چیز ایسے طریقہ پر مقدر ہو گئی ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے اس شخص کے لئے جو کہ برگزیدہ ہو مردود ہو جانا ممکن ہی نہیں۔

(ت) محمد رسول اللہ (ث) سورۃ القدیر (۲) حجی

۲: نسخہ میں۔ "میری نسیا کی تقلید" کی تغیر

۳۔اور جو کہ مرذود ہُوا اسے کسی وسیلہ سے بھی یہ بات حاصل نہیں ہوسکتی کہ وہ برگزیدہ بن جائے۔

۴۔اور یہ کہ جس طرح اللہ نے مقدر کر دیا ہے کہ نیکی کا کام ہی ایسا سیدھا راستہ ہو جس پر برگزیدہ لوگ نجات کی طرف چلتے رہیں ویسے ہی یہ (بھی) مقدر کر دیا ہے کہ گناہ ہی وہ راستہ ہے۔ جس میں مرذود لوگ ہلاکت کی جانب چلیں۔

۵۔لعنت کیا جائے وہ انسان جس نے کہ یہ بات زبان سے کہی ہو۔ اور وہ ہاتھ جس نے کہ اسکو لکھا ہو۔ اس لئے کہ یہ بجز اس کے کچھ اور نہیں کہ یہی شیطان کا اعتقاد ہے۔

۶۔پس اس اعتبار پر آدمی کے لئے ممکن ہے کہ وہ اس زمانہ کے فریسیوں کی حالت کو جان لے کیونکہ وہ شیطان کے معتبر خادم ہیں۔

۷۔پس اس کے سوا وہ اور کیا بات ہے جو کہ برگزیدگی کے سابق ہونے کے معنی ہو سکے۔ کہ بیشک وہ (برگزیدگی) ایک مطلق ارادہ ہے کہ یہ ایک چیز کی غایت بنایا جاتا ہے (اور) اس غایت تک پہنچنے کا وسیلہ انسان کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

۸۔اس لئے کہ بغیر وسیلہ کے کسی کے لئے غایت کا متعین کرنا ممکن نہیں ہے۔

۹۔پس کسی شخص کو ایک گھر بنانے کا اندازہ کرنا کیونکر میسر ہوگا۔ بحالیکہ وہ نہ فقط پتھر اور روپیوں کا محتاج ہوتا کہ ان کو صرف کرے بلکہ اس کو زمین کی اتنی جگہ کی بھی حاجت ہو جس پر وہ قدم رکھ سکے۔

۱۰۔ہرگز کسی کو نہیں۔

۱۱۔پس برگزیدگی سابق میں ہو جانا بدرجہ اولیٰ اللہ کی شریعت نہ ہوگی جبکہ وہ اس آزادی ارادہ کے سلب کر لینے کی مستلزم ہو جسے کہ اللہ نے انسان کو محض اپنی بخشش (ب) سے عطا کیا ہے

۱۲۔پس یہ یقینی امر ہے کہ ہم اس وقت میں ایک زبردستی اور مجبوری کو ثابت کر رہے ہوں گے نہ کہ برگزیدگی کے سابق ہونے کو۔

۱۳۔اب رہا انسان کا آزاد ہونا تو یہ موسیٰ علیہ السلام کی کتاب سے واضح ہے اس لئے کہ ہمارے اللہ نے جس وقت کہ کوہ سینا پر شریعت عطا کی یہ فرمایا (۱) میری ہدایت آسمان میں ہرگز نہیں ہے تا کہ تو اپنے لئے یہ کہہ کر عذر تراشے کہ: "ہمارے لئے اللہ کی ہدایت لانے کو کون جائے؟

۱۴۔اور ہم دیکھیں وہ کون ہے جو ہم کو قوت دیتا ہے تا کہ ہم اس ہدایت کو محفوظ رکھیں؟

۱۵۔اور نہ یہ ہدایت سمندر کے اس پار ہے تا کہ تو اپنے نفس کو وعدہ دے جیسا کہ اُوپر گزر چکا۔

---

(۱) تقدیر بیان

(ب) اللہ وھاب وجواد (۱) استثنا ۳۰:۱۱۔۱۴

۱۶۔ بلکہ میری ہدایت تیرے دل سے قریب ہی ہے۔ یہاں تک کہ تو جب کبھی چاہے اس کی حفاظت کرے"

۱۷۔ تم مجھ کو بتاؤ کہ اگر ہیرودس کسی بوڑھے آدمی کو حکم دے کہ تو پھر سے نوجوان بن جا اور ایک مریض کو (کہے) کہ تو تندرستی کی طرف عود کر آ۔ پر جب وہ دونوں اس کو نہ کریں تو ان کے قتل کا حکم دے تو آیا یہ بات کوئی انصاف ہوگی؟"

۱۸۔ شاگردوں نے جواب میں کہا "اگر ہیرودس اس بات کا حکم دے تو البتہ وہ بہت بڑا ظالم اور کافر ہوگا۔

۱۹۔ اس وقت یسوع نے آہ سرد کھینچی اور کہا "بھائیو! یہ باتیں نہیں ہیں مگر انسانی تقلیدوں کے پھل۔

۲۰۔ اس لئے کہ وہ اپنے اس قول سے کہ "اللہ نے مقدر فرمادیا پس اس نے مرذود پر ایسے طریقہ کا حکم لگادیا کہ اب وہ اس کے ساتھ برگزیدہ ہو ہی نہیں سکتا"۔ اللہ پر یوں الزام لگاتے ہیں کہ (معاذاللہ) گویا وہ طاغی اور ظالم ہے۔

۲۱۔ کیونکہ اللہ گنہگار کو حکم دیتا ہے کہ وہ گناہ نہ کرے اور اگر گناہ کیا ہے تو توبہ کرلے۔

۲۲۔ مگر یہ قدر (کا مسئلہ) گنہگار سے ترک گناہ کی قدرت کو چھین لیتی اور توبہ کو اس سے بالکل سلب کرلیتی ہے۔

فصل (ا) نمبر ۱۶۵

۱۔ لیکن تم سنو جو کہ اللہ یوئیل (ا) نبی کی زبانی فرماتا ہے "قسم ہے مجھے اپنی جان کی (ب) (تمہارا اللہ کہتا ہے) کہ "میں گنہگار کی موت نہیں چاہتا۔ بلکہ پسند کرتا ہوں کہ وہ توبہ کی طرف مائل ہو۔"

۲۔ آیا اس صورت میں اللہ اس چیز کی تقدیر فرمائے گا جس کا کہ وہ ارادہ نہیں کرتا؟

۳۔ تم سوچو کہ اللہ کیا کہتا ہے اور موجودہ زمانہ کے فریسی کیا کہتے ہیں۔

۴۔ اللہ نبی اشعیاہ کی زبانی بھی کہتا ہے (۲) میں نے بلایا پس انہوں نے میری طرف دھیان نہ لگایا۔"

۵۔ اور کس قدر زیادہ ہے اللہ کا بلانا۔

۶۔ سنو جو کہ خود اسی نبی کی زبانی ہی کہتا ہے (۳) "کہ میں نے تمام دن اپنا ہاتھ ایک ایسی قوم کی طرف بڑھایا جو میری تصدیق نہیں کرتی بلکہ مجھ سے نقیض رکھتی ہے۔

۷۔ پس اگر ہمارے فریسیوں نے یہ کہا کہ

(ا) سورۃ قبول (ب) بالله حي (ا) زبور ۱۸:۲۳

(۲) یسعیاہ ۶۵:۱۲ (۳) یسعیاہ ۶۵:۲

تحقیق مرذود یہ قدرت نہیں رکھتا کہ برگزیدہ بن جائے تو آیا وہ اس کے سوا کچھ اور کہیں گے کہ اللہ انسان کے ساتھ ویسا ہی ٹھٹھا کرتا ہے جیسا کہ اگر وہ ایک اندھے کے ساتھ اس کو کوئی سفید چیز دکھا کے ٹھٹھا کرے یا جیسا کہ اگر وہ ایک بہرے کے ساتھ اس کے کان میں باتیں کر کے ٹھٹھا کرے؟

۸۔ اور بہر حال برگزیدہ کا ایسا ہونا کہ اس کا مرذود کیا جانا ممکن ہو پس۔ "اس پر غور کرو جو کہ ہمارا اللہ حزقیل نبی کی زبانی کہتا ہے (۴) "اللہ کہتا ہے قسم ہے مجھے اپنی جان کی (ث) کہ اگر نیکوکار اپنی نیکی سے پھر جائے اور بدکاریوں کا مرتکب ہو تو بے شک وہ ہلاک ہوگا اور میں بعد میں اس کی نیکوکاریوں میں سے کسی چیز کو یاد نہ کروں گا۔ اس لئے کہ اس کی نیکی میرے سامنے اس کا ساتھ چھوڑ دے گی۔ پس وہ اسے نجات نہ دلائے گی۔ بحالیکہ یہ اس پر بھروسہ کرنے والا ہوگا۔"

۹۔ رہا مرذودوں کو پکارنا پس اس کے بارہ میں یہ کیا ہے جو اس کے سوا اللہ ہوشع (۱) کی زبانی کہتا ہے کہ۔

۱۰۔ بے شک میں ایک غیر برگزیدہ قوم کو بلاتا ہوں۔ پس ان کو برگزیدہ کر کے بلاتا ہوں۔

۱۱۔ بے شبہ اللہ صادق ہے اور وہ جھوٹ اور جھوٹ بولنے کی قدرت نہیں کرتا اور تحقیق چونکہ اللہ ہی حق ہے پس وہ حق ہی کہتا ہے (۱)

۱۲۔ مگر موجودہ زمانہ کے فریسی اپنی تعلیم کے ساتھ اللہ سے پورا پورا مناقضہ کرتے ہیں۔"

فصل نمبر ۱۶۶ (ب)

۱۔ اندراوس نے جواب میں کہا۔ "مگر اس کو کیونکر سمجھنا واجب ہے جو کہ اللہ نے موسیٰ سے کہا ہے' بے شک جو رحم کرتا ہے وہ رحم کیا جائے گا اور جو سنگدلی کرتا ہے اس کو سنگدلی سے سابقہ پڑے گا"؟

۲۔ یسوع نے جواب دیا۔ "اللہ یہ محض اس لئے کہتا ہے تا کہ انسان یہ خیال نہ کرے کہ وہ اپنی فضیلت کے سبب سے نجات پا گیا ہے۔

۳۔ بلکہ اُسے معلوم رہے کہ زندگی اور اللہ کی رحمت ان دونوں کو اللہ ہی نے اپنی بخشش سے (ت) اُسے عطا کیا ہے۔

۴۔ اور اس کو اس لئے کہتا ہے تا کہ انسان اس بات کی طرف جانے سے پرہیز کرے کہ اللہ کے سوا اور بھی معبود پائے جاتے ہیں۔

۵۔ پس اگر اس نے فرعون کو سنگدلی سے مارا تو

(۴) حزقیل ۱۸:۲۴ (ث) باللہ حی (۱) ہوسیع ۲:۲۳ رومیوں ۹:۲۵

(ا) اللہ حق صدیق (ب) سورۃ التقدیر

(ت) اللہ وہاب وجواد (۲) خروج ۳۳:۱۹ '۴:۲۱

جزیں نیست کہ یہ اس لئے کیا کہ فرعون نے ہماری قوم پر تباہی ڈالی تھی اور یہ قصد کیا تھا کہ اس پر اسرائیل کے تمام نرینہ بچوں کو ہلاک کر کے ظلم کرے یہاں تک کہ قریب تھا کہ موسیٰ اپنی زندگی کھو بیٹھے۔

۶۔ اور اسی بنا پر میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ قدر کی بنیاد محض اللہ کی شریعت اور انسانی ارادہ کی حریت ہے (ث) بلکہ اگر اللہ یہ مقدر بھی کرتا کہ تمام دنیا نجات پا جائے (ج) یہاں تک کہ کوئی ایک ہلاک نہ ہو تو وہ ہرگز ایسا کرنے کا ارادہ نہ کرتا۔

۷۔ تا کہ کہیں انسان کو اس آزادی سے بے بہرہ نہ بنادے جس سے کہ شیطان اس پر اپنا مکر چلائے تا کہ اس مٹی کے پُتلے کے لئے جس کی روح (شیطان) نے تحقیر کی تھی۔ اگرچہ اس نے خطا کی ہے۔ جیسی کہ روح نے کی تھی۔ تو یہ قدرت رہے اور اس جگہ میں رہنے کے لئے واپس جانے پر مقدرت ہو جس جگہ سے کہ روح نکال دیگئی ہے۔

۸۔ پس میں کہتا ہوں کہ ہمارا اللہ چاہتا ہے کہ اپنی رحمت کو انسان کی آزادی ارادہ کے درپے رکھے۔

۹۔ اور نہیں ارادہ کرتا کہ اپنی غیر متناہی قدرت (ا) کے ساتھ مخلوق کو چھوڑ دے۔

۱۰۔ اور ایسے ہی قیامت کے دن میں کوئی شخص اپنے گناہوں کا عذر کرنے کی قدرت نہ رکھے گا۔

۱۱۔ اس لئے کہ اس وقت اس پر واضح ہو جائے گا کہ اللہ نے اس کی تجدید (ب) کے لئے کس قدر کام کیا ہے اور کتنی مرتبہ اس کو توبہ کی طرف بلایا ہے۔

فصل (ت) نمبر ۱۶۷

۱۔ اور اس بنا پر پس اگر تمہارے خیالات اس سے مطمئن نہیں ہوتے اور تم چاہتے ہو کہ یہ بھی کہو کہ "ایسا کیوں ہوا؟" تو میں تم پر واضح کرتا ہوں کہ "کیوں"۔

۲۔ اور وہ یہ ہے۔ "تم مجھے بتاؤ یہ بات کیوں ممکن نہیں کہ پتھر پانی کی سطح پر ٹھہرا رہے باوجود اس کے کہ زمین سرتاسر پانی کی سطح پر ٹھہری ہوئی ہے؟۔

۳۔ تم مجھے بتاؤ کہ کس لئے مٹی اور ہوا اور پانی اور آگ (چاروں) انسان میں یکجا ہیں۔ اور باہم موافقت رکھنے پر محفوظ؟ باوجود اس کے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور مٹی ہوا سے بھاگتی ہے۔ یہاں تک کہ کوئی ایک قدرت نہیں رکھتا کہ ان کے مابین الفت کرے (یا ان کو جمع کر دے)۔

(ث) بتقدیر بیان (ج) اللّٰہ حافظ (ا) واللّٰہ علی کل شیء قدیر. منہ

(ب) اللّٰہ تواب (ث) ما خلق اللّٰہ کل شی و کلام واحد الا بکلام واحد. منہ

۴۔پس اگر تم آپ اس کو نہیں سمجھتے ہو بلکہ تحقیق سارے آدمی اس حیثیت سے کہ وہ بشر ہیں یہ قدرت نہیں رکھتے کہ اس کو سمجھیں تو تم کیونکر سمجھ لوگے کہ اللہ نے دنیا کو لاشے سے ایک ہی لفظ کے ساتھ پیدا کر دیا؟

۵۔تم اللہ کی ازلیت (ث) کیونکر سمجھو گے؟

۶۔حق یہ ہے کہ ان کو کبھی میسر نہ ہوگا کہ اس کو سمجھیں۔

۷۔اس لئے کہ جب کے انسان محدود ہے اور اس کی ترکیب (بناوٹ) میں وہ جسم داخل ہے جو کہ بقول نبی سلیمان کے بگاڑ کو قبول کرنے والا ہے (اور) نفس پر دباؤ ڈالتا ہے (ا) اور جب کہ اللہ کے کام اللہ ہی مناسب ہیں۔پس انسان کو اس کا ادراک کیونکر ممکن ہے۔

۸۔پس جب کہ اشعیا نبی اللہ (۲) نے اس کو دیکھا وہ یہ کہہ کر چیخا۔"حق یہ ہے کہ بیشک تو پوشیدہ معبود (ج) ہے۔"

۹۔اور وہ رسول اللہ (ح) کی نسبت کہتا ہے۔ کہ اس کو اللہ نے کیونکر پیدا کیا (خ) بہرحال اس کا گروہ پس کون اس کا بیان کریگا؟"

۱۰۔اور اللہ کے کام (ا) کی نسبت کہتا ہے (ا)۔"کون اس میں اس کا مشیر تھا۔"

۱۱۔اسی لئے اللہ طبیعت بشریہ سے کہتا ہے (۲) کہ:"جس طرح آسمان زمین سے بلند ہے اسی طرح میرے طریقے تمہارے طریقوں سے بلند ہیں اور میرے خیالات تمہارے خیالات سے۔"

۱۲۔اسی لئے میں تم سے کہتا ہوں۔کہ تحقیق قدر کی کیفیت انسان کے لئے واضح نہیں ہے اگرچہ اسکا ثبوت حقیقی ہے جیسا کہ میں نے تم سے کہا۔(ا)

۱۳۔پس آیا اس حالت میں انسان پر واجب ہے کہ وہ واقع کا انکار کرے اس لئے کہ وہ قدرت نہیں رکھتا کہ اس کی کیفیت جانے؟

۱۴۔حق یہ ہے کہ میں نے ایک کو بھی نہیں پایا کہ وہ تندرستی کو لات مارے اگرچہ وہ اس کی کیفیت کا ادراک نہ کر سکے۔

۱۵۔اس لئے کہ میں اب تک نہیں جانتا ہوں کہ اللہ میرے چھو لینے کے وسیلہ سے کیونکر بیماری کو شفا دیتا ہے۔

فصل (ب) نمبر ۱۶۷

۱۔اس وقت شاگردوں نے کہا۔"حق یہ ہے کہ اللہ نے تیری زبان پر کلام کیا ہے۔اس لئے کہ کبھی کسی انسان نے ایسا کلام نہیں کیا۔

(ث) اللہ باق (ج) اللہ خفی (ح) رسول اللہ
(خ) اللہ سبحان (ا) حکمت ۱۵:۱ (ا) یسعیاہ ۱۵:۴۵ (۲) یسعیاہ ۸:۵۲
(ا) تقدیر خفی (ا) یسعیاہ ۱۳:۴۰

(ا) تقدیر خفی (ب) سورۃ الانجیل (۲) یسعیاہ ۹:۵۵

جیسا'

۲۔ یسوع نے جواب دیا: "تم مجھے سچا جانو کہ بے شک جب اللہ نے مجھ کو چنا تا کہ مجھے اسرائیل کے گھر کی طرف بھیجے تو مجھے ایک کتاب عطا کی جو صاف بیداغ آئینہ کے مشابہ ہے جو کہ میرے دل میں اُتر آئی ہے۔ یہاں تک کہ یہ تمام باتیں جو میں کہتا ہوں۔ سب اسی کتاب میں سے نکل رہی ہیں۔

۳۔ اور جس وقت میرے منہ سے اس کتاب کا صادر ہونا ختم ہو گیا میں دنیا سے اٹھ جاؤں گا۔"

۴۔ بطرس نے جواب میں کہا۔ "اے معلم! کیا آپ اس وقت جو باتیں کر رہے ہیں یہ اس کتاب میں لکھی ہوئی ہیں؟"

۵۔ یسوع نے جواب دیا: "میں جو کچھ کہتا ہوں۔ اللہ کی معرفت کے بارہ میں اور معرفت کے لئے اور جنس بشری کی خلاصی کے واسطے غیر ازیں نسیت کہ وہ سب اسی کتاب سے صادر ہوتا ہے جو کہ میری انجیل ہے۔

۶۔ بطرس نے کہا۔ "آیا اس کے اندر جنت کی بزرگی لکھی ہوئی ہے؟"

فصل (ا) نمبر ۱۶۹

ا۔ یسوع نے جواب دیا۔ "تم لوگ کان لگاؤ میں تم سے جنت کی کیفیت کی تشریح کرتا ہوں اور یہ کہ کیونکر پاک آدمی اور ایمان والے وہاں بے انتہا زمانے تک قیام کریں گے۔

۲۔ اور یہ جنت کی بہت بڑی برکتوں میں سے ایک برکت ہے اس لئے کہ ہر چیز خواہ وہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو۔ جب اس کی کوئی انتہا ہوگی وہ چھوٹی ہو جائے گی۔ بلکہ لاشئ۔

۳۔ پس جنت ہی وہ گھر ہے کہ اللہ اس کے اندر (ب) اپنی ان خوشیوں کو ذخیرہ کرتا ہے جو کہ بہت ہی بڑی ہیں۔

۴۔ یہاں تک کہ وہ زمین جس کو مبارک پاک لوگوں کے قدم پامال کریں بہت ہی بیش قیمت ہے یوں کہ اس کا ایک درہم بھی ہزار دیناروں سے بڑھ کر زیادہ قیمتی ہے۔"

۵۔ اور تحقیق مسرتوں کو ہمارے باپ داؤد نبی اللہ نے دیکھا ہے۔

۶۔ پس تحقیق اللہ ہی نے اسے یہ جنت دکھائی اس لئے کہ اللہ نے اسے جنت کی بزرگی کا دیکھنا میسر کیا۔

۷۔ اور اسی لئے جب وہ اپنے آپے میں واپس آیا تو اپنی دونوں آنکھیں اپنے دونوں ہاتھوں سے بند کر لیں اور روتے ہوئے کہا۔ اے

۳۔ یوحنا ۷: ۴۶۔ سورۃ جنۃ

(ب) اللہ حافظ

میری آنکھ تو اب بعد میں اس دنیا کی جانب نظر نہ کر اس لئے کہ اس میں ہر چیز باطل ہے۔ اور اس میں کوئی چیز اعلیٰ درجہ نہیں ہے۔"

۸۔اور بے شک اشعیا نبی نے ان مسرتوں کی نسبت کہا ہے۔"نہ انسان کی دونوں کانوں نے سنا ہے۔اور نہ کسی بشر کے قلب نے اس چیز کا ادراک کیا ہے جو کہ اللہ نے ان لوگوں کے واسطے مہیا کیا ہے کہ وہ اس سے محبت کرتے ہیں(ت)۔

۹۔آیا تم جانتے ہو کہ انہوں نے کس وجہ سے ان مسرتوں کو نہیں دیکھا اور نہیں سنا اور نہیں ادراک کیا؟ اس لئے کہ وہ جب تک یہاں اسفل میں زندہ رہنے والے ہیں پس وہ ہرگز ایسی چیزوں کے دیکھ پانے کے لائق نہیں۔

۱۰۔اور اسی لئے میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ تحقیق ہمارے باپ داؤد نے باوجود اس کے جنت کو فی الحقیقت دیکھ لینے کے جنت کو دونوں انسانی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔

۱۱۔کیونکہ اللہ نے اس کی جان اپنی طرف لے لی۔ اور اس طرح جب وہ اللہ کے ساتھ متحد ہوگیا۔تب جنت کو نور الٰہی کے ذریعہ سے دیکھا۔

۱۲۔قسم ہے اللہ کی جان کی(ث) کہ میری جان اس حضور میں استادہ ہوگی کہ بے شک چونکہ جنت کی مسرتیں بیحد و پایاں ہیں اور انسان حدو پایاں رکھنے والا ہے۔ پس کوئی انسان یہ قدرت نہیں رکھتا کہ ان کی سمائی رکھے جس طرح سے کہ ایک چھوٹا سا گھڑا سمندر کو اپنے اندر سمو لینے پر قادر نہیں ہوتا۔

۱۳۔تم دیکھو کہ موسم گرمی خزاں میں دنیا کس قدر حسین و جمیل ہوتی ہے جب سب چیزوں کوئی نہ کوئی پھل اٹھائے ہوتی ہیں؟

۱۴۔یہاں تک کہ خود کسان فصل کاٹنے کا وقت آنے کی خوشی سے مست ہو جاتا ہے۔ پس وہ پہاڑوں اور وادیوں کو اپنے الاپ کے صدائے بازگشت دینے والا بنا دیتا ہے۔

۱۵۔اس لئے کہ وہ اپنے کاموں کے ساتھ پوری پوری محبت رکھتا ہے۔

۱۶۔ہاں خبردار پس تم بھی اس حالت میں ایسے ہی اپنے دل کو جنت کی طرف اٹھاؤ جہاں کہ کل چیزیں باندازہ اسی شخص کے پھل لاتی ہیں جس نے کہ ان کو بویا ہو۔

۱۷۔قسم ہے اللہ کی جان کی بے شک یہ بیان جنت کی معرفت کیلئے کافی ہے اس حیثیت سے کہ اللہ نے جنت کو اپنی مسرتوں کا ایک گھر (ا)پیدا کیا ہے(ب)

(۱۸۔کیا تم یہ خیال نہیں کرتے کہ قیاساً غیر محدود بہتری و خوبی کے لئے عمدگی میں غیر محدود چیزیں بھی ہوں؟۔

(ت)اللہ محی (ث)باللہ حی.

(ا)یسعیاہ ۶۴:۴ (اور ا۔کرنتھیوں کو ۲:۹ بھی دیکھو)

(ا)اللہ احسن (ب)اللہ خالق.

۱۹۔ اور یہ کہ جس حسن کا اندزہ نہیں ہوسکتا اس کی کچھ چیزیں بھی ہوں جو کہ قیاس سے بالاتر ہیں؟
۲۰۔ تم ڈرتے رہو اس واسطے کہ بیشک تم بہت گمراہ ہو جاؤ گے اگر یہ خیال کرو گے کہ ایسی چیزیں خدا کے پاس نہیں ہیں۔

فصل (ت) نمبر ۱۷۰

۱۔ اللہ اس شخص سے جو اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت کرتا ہے یوں کہتا ہے۔
۲۔ میں تیرے اعمال کو اور اس بات کو جانتا ہوں کہ تو میرے ہی لئے عمل کرتا ہے۔
۳۔ قسم ہے اپنی جان کی کہ میں (ث) ابدی ہوں تحقیق تیری محبت میری بخشش پر بڑھ نہیں سکتی۔
۴۔ کیونکہ تو میری عبادت از روے ابنا اللہ اور پیدا کرنے والا (ج) ہونے کے اور یہ جان کر کرتا ہے کہ تو میرا ہی بنایا ہوا ہے۔
۵۔ اور تو مجھ سے میری عبادت میں اخلاص رکھنے کی وجہ سے نعمت اور رحمت کے سوا کچھ نہیں مانگتا۔ اس لئے کہ تو میری عبادت کی کوئی حد نہیں مقرر کرتا اس لئے تو رغبت رکھتا ہے کہ ہمیشہ میری عبادت کرے۔
۶۔ ایسا ہی میں کروں گا پس میں تجھ کو ایسا نیک بدلہ دوں گا کہ گویا تو معبود اور میرا ہمسر ہے۔
۷۔ اس لئے کہ میں نہ صرف تیرے ہاتھوں میں جنت کی آسائشیں ہی رکھدوں گا بلکہ خود اپنے تیئں بھی تجھے بطور ہبہ کے عطا کر دونگا اور جس طرح کہ تو یہ ارادہ کرتا ہے کہ ہمیشہ میرا ہی بندہ رہے میں تیری اُجرت کو ابد تک (ممتد) بنا دوں گا۔

فصل (ا) نمبر ۱۷۱

۱۔ یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہا۔ "تمہارا جنت کے بارہ میں کیا خیال ہے؟
۲۔ آیا کوئی عقل ایسی ملتی ہے جو اس طرح کی بے فکری اور مسرتوں کا ادراک کر سکے؟
۳۔ پس جو انسان یہ معلوم کرنا چاہئے کہ اللہ اپنے بندوں کو کیا عطا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اس پر واجب ہے کہ اس کی معرفت اللہ کی معرفت کے حسب اندازہ بڑی ہو۔
۴۔ جبکہ ہیرودس اپنے خاص لوگوں میں سے کسی معزز آدمی کو کچھ ہدیہ پیش کرتا ہے تو کیا تم کو معلوم ہے کہ وہ کس طریقہ سے پیش کرتا ہے؟
۵۔ یوحنا نے جواب میں کہا تحقیق میں نے اس بات کو دو دفعہ دیکھا ہے اور میں یقین دلاتا

(ت) سورة جنة (ث) الله حي وقديم (ج) الله خالق وهدى ورحمن.

(ا) سورة جنة

ہوں۔ کہ ہیرودس جو چیز دیتا ہوں۔اس کا دسواں حصہ بھی ایک فقیر کے لئے کافی ہوتا ہے"

۶۔یسوع نے کہا"لیکن اگر ایک فقیر ہیرودس کے پاس آئے تو وہ اس کو کیا دیتا ہے؟

۷۔یوحنا نے جواب دیا""ایک پیسہ یا دو پیسے"

۸۔یسوع نے کہا۔"پس لازم ہے کہ یہی امر تمہاری وہ کتاب ہو جس میں تم جنت کی شناخت کے لئے مطالعہ کرتے ہو۔

۹۔کیونکہ تمام وہ جو کہ اللہ نے اس موجودہ دنیا میں انسان کو اس کے جسم کیلئے عطا کیا ہے (ت) یہ ویسا ہی ہے جیسا کہ اگر ہیرودس اپنے پاس کا تمام سازو سامان بلکہ اپنی زندگی تک اپنے کسی نوکر کو عطا کردے۔

فصل (ث) نمبر ۱۷۲

۱۔اس شخص سے جو اللہ سے محبت اور اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت کرتا ہے اللہ یوں کہتا ہے"اے میرے بندے تو جا اور سمندر کی ریگ پر غور کر کہ وہ کتنی زیادہ ہے۔

۲۔پس اگر سمندر تجھکو ایک ہی ریگ کا ذرہ دیوے تو کیا تجھکو بظاہر یہ نظر آئے گا کہ بیشک یہ تھوڑا ہے ہاں بے شبہ۔

۳۔قسم ہے مجھے اپنی جان کی۔مجھ تیرے خالق کی کہ تحقیق کہ وہ تمام جو میں نے کل بڑے بڑے لوگوں اور زمین کے بادشاہوں کو عطا کیا ہے (ا) البتہ وہ بمقابلہ اس چیز کے جسے کہ میں تجھے جنت میں دوں گا اس ایک ریگ کے ذرّہ سے بھی بہت کچھ کم ہے جو کہ سمندر تجھکو دیتا ہے"

فصل (ب) نمبر ۱۷۳

۱۔یسوع نے کہا۔اب تم جنت کی آسائشوں پر غور کرو۔

۲۔بے شبہ اگر اللہ نے انسان کو اس دنیا میں کشائش زندگی کا ایک اوقیہ (ا) عطا کیا ہے (ث) تو وہ جنت میں اس کو ہزار ہزار گٹھے عطا کرے گا۔

۳۔تم ان پھلوں کی مقدار سوچو جو کہ اس دنیا میں ہیں اور کھانے کی مقدار اور پھولوں کی مقدار اور ان چیزوں کی مقدار جو کہ انسان کی خدمت کرتی ہیں۔

(ب) اللہ وھاب (ت) اللہ معطی (ث) سورۃ جنۃ

(ا) اللہ وھاب (ب) اللہ حی و خالق و معطی (ت) باللہ حی ۱۱) ایک اوقیہ وزن برابر ۲. تولہ کے

۴۔قسم ہے اس اللہ کی جان کی کہ (ث) میری جان اس کے حضور میں استادہ ہوگی۔کہ جس طرح سمندر کا ریگ اس ایک ذرّہ پر زیادہ ہوتا ہے جس کو کہ کوئی لینے والا اس میں سے لیلے ویسے ہی جنت کی انجیر اپنی عمدگی اور مقدار میں اس انجیر (۲) کی نوعیت سے بڑھ ہوتا جس کو ہم یہاں کھاتے ہیں۔

۵۔اور اسی پر تمام ان دوسری چیزوں کا اندازہ لگالو۔جو کہ جنت میں ہیں۔

۶۔لیکن میں تم سے یہ بھی کہتا ہوں کہ جیسے ایک سونے اور موتیوں کا پہاڑ ایک چیونٹی کے سایہ سے زیادہ بیش قیمت ہے۔ویسے ہی جنت کی مسرتیں بڑے آدمیوں اور بادشاہوں کی ان مسرتوں سے قیمت میں بہت بڑھی ہوئی ہوں گی۔جو کہ ان کو حاصل رہیں اور رہیں گی۔خدا کی عدالت کے وقت تک (ج) جس وقت کہ دنیا کا خاتمہ ہوگا۔

۷۔بطرس نے کہا۔"آیا ہمارا یہ بدن جو کہ اس وقت ہے یہی جنت میں جائیگا؟

۸۔یسوع نے جواب دیا اے بطرس تو اس بات سے ڈرتا رہ کہ تو کہیں صدوقی نہ ہو جائے۔اس لئے کہ صدوقی کہتے ہیں کہ جسم بھی نہ اٹھیگا اور یہ کہ فرشتے بھی نہیں پائے جاتے (۳)

۹۔اسی لئے ان کے بدن اور روح پر جنت میں داخل ہونا حرام کردیا گیا ہے اور دراصل دنیا میں فرشتوں کی ہر خدمت سے محروم ہیں۔

۱۰۔آیا تم لوگ ایوب (۱) اللہ کے نبی اور خلیل کو بھول گئے۔کہ وہ کیونکر کہتا ہے۔"میں جانتا ہوں کہ میرا اللہ زندہ ہے (ا) اور یہ کہ میں آخرت کے دن میں اپنے بدن کے ساتھ اٹھوں گا اور اپنی آنکھ سے اللہ اپنے خلاصی دینے والے کو دیکھوں گا (ب)

۱۱۔مگر تم میری بات سچ جانو کہ بیشک ہمارا یہ بدن ایسے طور سے پاک کردیا جائے گا۔

۱۲۔اس لئے کہ وہ ہر ایک بری خواہش سے پاک کردیا جائیگا۔

۱۳۔اور اللہ اس کو اسی حالت پر لوٹا دیگا جس پر کہ آدم گناہ کرنے کے قبل تھے۔

۱۴۔دو آدمی ایک ہی کام میں ایک ہی آقا کی خدمت کرتے ہیں۔

۱۵۔ان دونوں میں سے ایک محض کام کی نگرانی اور احکام صادر کرنے پر ہی بس کرتا ہے۔اور

(ث) اللہ حکیم (ج) اللہ حی

(۲) دیکھو جنت کے میوؤں کا بیان قرآن مجید کی سورۃ ۱۳، ۴۷، ۵۶ میں

(۳) اعمال ۲۳: ۸۔(۱) ایوب ۱۹: ۲۵۔۲۷

(ا) اللہ حی (ب) اللہ حافیظ

دوسرا پہلے کے تمام حکموں کو بجالاتا ہے۔

۱۶۔میں کہتا ہوں کہ آیا تم اس کو انصاف سمجھو گے کہ آقا فقط اس شخص کو جو نگرانی کرتا اور حکم دیتا ہے اچھے بدلہ کے لئے خاص کرے۔اور اس کو اپنے گھر سے نکال باہر کر جس نے کہ کام میں اپنی جان کھپائی ہے؟

۱۷۔ہرگز نہیں!

۱۸۔پس اللہ کا عدل اس کو کیونکر برداشت کرے گا؟

۱۹۔تحقیق انسان کا نفس اور اس کا بدن اور اس کی حس (سب) اللہ کی خدمت کرتے ہیں۔

۲۰۔پس نفس فقط نگرانی کرتا اور کام کرنے کا حکم دیتا ہے۔اس لئے کہ نفس چونکہ کوئی روٹی (غذا) نہیں کھاتا۔پس وہ نہ روزہ رکھتا ہے اور نہ چلتا پھرتا ہے اور نہ سردی یا گرمی کو محسوس کرتا ہے اور نہ بیمار ہوتا ہے اور نہ قتل کیا جاتا ہے اس واسطے کہ وہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔

۲۱۔اور وہ جسمانی تکلیفوں میں سے جن کو کہ بدن عناصر کے فعل سے برداشت کرتا ہے کوئی تکلیف نہیں اٹھاتا۔

۲۲۔پس میں کہتا ہوں کہ آیا اس حالت میں یہ انصاف کی بات ہے کہ اکیلا نفس جنت میں جائے بغیر اس جسم کے جس نے اپنے آپ کو اللہ کی خدمت میں اس قدر تھکایا ہے۔

۲۳۔بطرس نے کہا۔"اے معلّم! چونکہ نفس کو گناہ کرنے پر بدن ہی نے آمادہ بنایا ہے اس لئے مناسب نہیں کہ وہ جنت میں رکھا جائے۔

۲۴۔یسوع نے جواب دیا کہ: "بدن بغیر نفس کے کیونکر گناہ کرے گا۔

۲۵۔یقیناً یہ بات محال ہے۔

۲۶۔پس اگر تو نے اللہ کی رحمت کو بدن سے نکال پھینکا تو نفس پر جہنم میں پڑنے ہی کا حکم لگا دیا۔

(ا) اللہ حافظ (ب) محمد رسول اللہ

فصل (ب) نمبر ۱۷۴

ا۔قسم ہے اللہ کی (ب) کہ میری جان اس کے حضور میں استادہ ہوگی۔کہ بے شک اللہ یہ کہتا ہوا گنہگار سے اپنی رحمت کا وعدہ کرتا ہے (ت) کہ۔"میں اپنی ہی قسم کھاتا ہوں کہ تحقیق جس وقت میں گنہگار اپنے گناہ پر افسوس کرتا ہے وہی وقت ہے کہ میں ابد تک اس کے گناہ کو فراموش کر دیتا ہوں۔

(ا) سورة جنة (ب) باللّٰه حي.

(ت) اللّٰه رحمٰن.

۲۔ پس اس صورت میں اگر بدن جنت میں نہ جائیگا تو کون سی چیز ہے جنت کے کھانے کھائے گی؟

۳۔ آیا نفس؟

۴۔ ہرگز نہیں۔ اس لئے کہ وہ روح ہے۔"

۵۔ بطرس نے جواب دیا۔ "تو آیا اس صورت میں مبارک لوگ جنت میں غذا کھائیں گے۔"؟

۶۔ مگر غذا بغیر نجاست کے کیونکر خارج ہوگی؟"

۷۔ یسوع نے جواب دیا: "اگر بدن کھائے پیئے گا نہیں تو کون سی برکت حاصل کرے گا؟

۸۔ یقیناً یہ مناسب ہے کہ بزرگی بزرگ کی گئی چیز کی نسبت سے ہو۔

۹۔ مگر اے بطرس تو اپنے اس گمان میں غلطی کرتا ہے کہ ایک ایسی غذا نجاست بن کر خارج ہوگی۔

۱۰۔ اس لئے کہ یہ جسم موجودہ زمانہ میں ایسے کھانا کھاتا ہے جو بگاڑ؟ قبول کرنے والے ہیں اور اسی سبب سے بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔

۱۱۔ لیکن جنت میں جسم ناقابل فساد ہوگا' اور درددکھ کا غیر قابل اور ہمیشہ رہنے والا اور ہر ایک تکلیف سے خالی۔

۱۲۔ اور کھانے جن میں کہ کوئی عیب نہیں ہوتا۔ ذرا سا بھی بگاڑ پیدا نہیں کرتے۔"

فصل (ث) نمبر ۱۷۵

۱۔ ایسے ہی اللہ اشعیا نبی کی زبانی (۲) مرذودوں پر حقارت برساتا ہوا کہتا ہے: "میرے خادم میرے گھر میں میرے خوان نعمت پر بیٹھیں گے اور مستی سے ملی ہوئی خوشی اور عود اور ارغنوں (باجوں) کی آوازوں کے ساتھ لذت اٹھائیں گے۔ اور میں ان کو کسی چیز کا بھی محتاج نہ چھوڑوں گا۔

۲۔ مگر تم میرے دشمنو! پس مجھ سے باہر ڈال دیئے جاؤ گے جہاں کہ تم مصیبت میں مرو گے اور میرا ہر ایک خادم تمہاری اہانت کرتا ہوگا۔

فصل (ا) نمبر ۱۷۶

۱۔ یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہا: "خدا کا یہ قول کہ "وہ لذت اٹھائیں گے۔" کیا فائدہ دے گا۔"

۲۔ حق یہ ہے کہ اللہ صاف صاف کہہ رہا ہے۔

۳۔ مگر جنت میں قیمتی بہنے والی شئی کی چار نہروں (۱) کے مع بے حد افراط سے پھلوں

(ث) سورۃ جنۃ (۱) حزقیل ۱۸:۲۱'۲۲۔ (۲) یسعیاہ ۱۳:۶۵ (۱) سورۃ جنۃ (۱) قرآن مجید کی سورۃ ۴۷ میں یونہی آیا ہے کہ جنت کی چار نہریں حسب ذیل ہیں (۱) پانی کی (۲) دودھ کی (۳) شراب کی (۴) شہد صاف کی ۱۲

کے ہونے کا کیا فائدہ ہے؟ اس لئے کہ یہ یقینی ہے کہ اللہ نہیں کھاتا' فرشتے نہیں کھاتے اور نفس نہیں کھاتا اور حس نہیں کھاتی (ب) .... بلکہ بدن (ہی کھاتا ہے) جو کہ یہ ہمارا جسم ہے۔

۵۔ پس جنت کی بزرگی یہی جسم کا غذا کھانا ہے۔

۶۔ رہا نفس اور حس پس ان دونوں کے لئے اللہ ہے اور فرشتوں سے باتیں کرنا اور مبارک روحوں سے۔

۷۔ اور رہی یہ بزرگی تو اس کو عنقریب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) (ت) روشن ترین بیان کے ساتھ واضح کر دے گا جو کہ ہر سے زیادہ چیزوں کا جاننے والا ہے۔ اس لئے کہ اللہ نے سب چیزوں کو اسی کی محبت میں پیدا کیا ہے۔ (ث)

۸۔ برتولوماؤس نے کہا: "اے معلم! آیا جنت کی عزت ہر ایک کے لئے برابر برابر ہوگی؟

۹۔ اگر وہ برابر برابر ہوگی تو یہ انصاف کی بات نہیں (ج)

۱۰۔ اور یکساں نہ ہوئی۔ تو چھوٹا بڑے سے حسد کرے گا۔"

۱۱۔ یسوع نے جواب دیا۔ برابر برابر نہ ہوگی اس لئے کہ اللہ عادل ہے۔

۱۲۔ اور ہر ایک بڑا قانع ہوگا۔ اس لئے کہ وہاں کوئی حسد نہیں۔

۱۳۔ اے برتولوماؤس! تو مجھے بتا کہ ایک آقا پایا جاتا ہے۔ جس کے پاس بہت سے خدمتگار ہیں اور وہ اپنے ان خادموں کو ایک ہی لباس پہناتا ہے۔

۱۴۔ تو آیا اس صورت میں چھوکرے جو چھوکروں کا لباس پہنے ہیں رنجیدہ ہوں گے۔ اس لئے کہ ان کے پاس بالغ آدمیوں کا لباس نہیں ہے؟

۱۵۔ بلکہ اس کے بالعکس اگر بالغ آدمی ان چھوکروں کو اپنے بڑے بڑے کپڑے پہنانے کا ارادہ کریں گے تو ضرور وہ ناراض ہوں گے۔ اس لئے کہ جب کپڑے ان کے ڈیل ڈول کے موافق نہ ہوں گے تو وہ کہیں گے کہ یہ دل لگی ہے۔

۱۶۔ پس اے برتولوماؤس! تو اب جنت کے بارہ میں اپنا دل اللہ کی طرف لگاؤ تب تو دیکھے گا کہ سب کے سب کو ایک ہی عزت حاصل ہے۔ اور باوجود اس کے کہ یہ عزت ایک کے لئے زیادہ اور دوسرے کے واسطے کم ہے۔ پھر بھی وہ کچھ بھی حسد نہیں پیدا کرتی۔

(ب) اللہ و ملائکة و روح و نفس لایاکل الطعام' منه

(ت) رسول اللہ (ث) اللہ خالق (ج) اللہ عادل

فصل (ا) نمبر ۱۷۷

ا۔ اس وقت اس لکھنے والے نے کہا: ''اے معلم! آیا جنت کے لئے بھی کوئی آفتاب کی روشنی ہے جیسی کہ اس دنیا کے لئے ہے۔

۲۔ یسوع نے جواب دیا: ''اے برناباس! اللہ نے مجھ سے یوں کہا ہے کہ ''اے گنہگار انسانو! تم جس دنیا میں رہتے ہو اس کے لئے سورج چاند اور ستارے ہیں جو کہ اس کو تمہارے فائدہ اور مسرت کے واسطے زینت دیتے ہیں۔

۳۔ اس لئے کہ میں نے ان کو اسی واسطے پیدا کیا ہے۔

۴۔ آیا تم اس حالت میں سمجھتے ہو کہ وہ گھر جس میں مومنین میرے ساتھ رہیں گے۔ وہ زیادہ بڑھ کر نہ ہوگا۔

۵۔ حق یہ ہے کہ تم اس کے سمجھنے میں غلطی کرتے ہو

۶۔ اس لئے کہ میں تمہارا خدا جنت کا سورج ہوں۔

۷۔ اور میرا رسول (ب) چاند ہے جو کہ مجھ سے ہر شے میں مدد حاصل کرتا ہے۔

۸۔ اور ستارے میرے وہ انبیا ہیں جنھوں نے کہ تم کو کچھ بشارت دی ہے۔

۹۔ پس جس طرح کہ مجھ پر ایمان لانے والوں نے میرے نبیوں سے (یہاں) میرا کلام اخذ کیا ہے ایسے ہی وہ ان کے ذریعہ سے میری مسرتوں کی جنت میں مسرت اور فرحت پائیں گے۔

(ا) سورۃ جنۃ .(ب) رسولہ

فصل (ا) نمبر ۱۷۸

ا۔ پھر یسوع نے کہا: ''چاہیئے کہ یہ بات تمہارے جنت کے پہچاننے میں کافی ہو''

۲۔ تب اس وقت برتولوماوس نے بات کا رخ پھیر کر کہا: ''اے معلم! آپ مجھ پر بڑی مہربانی فرمائیں اگر مجھے ایک بات دریافت کرنے کی اجازت دیں۔

۳۔ یسوع نے کہا جو چاہو کہو۔

۴۔ برتولوماوس نے کہا حق یہ ہے کہ البتہ جنت بہت کشادہ ہے۔ اس لئے کہ جب اس میں اس قدر بڑی بڑی اچھی چیزیں ہوں گی تو ضرور ہے کہ وہ کشادہ ہو''

۵۔ یسوع نے جواب دیا۔ بیشک جنت بہت ہی کشادہ ہے یہاں تک کہ کوئی ایک یہ قدرت نہیں رکھتا کہ اس کا اندازہ کرے۔

۶۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ آسمان نو ہیں جن کے اندر چلنے والے ستارے جڑے ہوئے ہیں جو کہ ان میں کا ایک دوسرے کے سے ایک

(ا) سورۃ جنۃ

آدمی کی پانسو سال کی مسافت کی دوری پر ہیں۔

۷۔ اور ایسے ہی زمین پہلے آسمان سے پانسو سال کی مسافت پر ہے۔

۸۔ مگر تو پہلے آسمان کا اندازہ کرنے کے وقت ٹھہر جا کہ یہ آسمان ساری زمین سے اتنا زیادہ (بڑا) ہے جس قدر کہ زمین ایک ریگ کے ذرہ سے زیادہ بڑی ہوتی ہے۔

۹۔ اور ایسے ہی دوسرا آسمان پہلے سے اور تیسرا دوسرے سے یونہی ملاتے چلے جاؤ۔ آخری آسمان تک کہ ان میں کا ہر ایک اپنے متصل کے آسمان سے زیادہ بڑا ہوگا۔

۱۰۔ اور میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق جنت بہت بڑی ہے زمین سے اس کے تمام وکمال سے اور آسمانوں سے ان کے تمام وکمال سے جس طرح کہ تحقیق زمین سرتاسر ایک ریگ کے ذرہ سے بہت بڑھی ہوئی ہے (ا)

۱۱۔ تب اس وقت بطرس نے کہا اے معلم! ضرور ہے کہ جنت اللہ سے بھی بڑی ہو اس لئے کہ اللہ اس کے اندر دیکھا جائے گا؟

۱۲۔ یسوع نے جواب دیا: ''چپ اے بطرس! اس لئے کہ تو نادانی سے کفر رہا ہے۔

فصل نمبر ۱۷۹ (ب)

۱۔ اس وقت فرشتہ جبریل یسوع کے پاس آیا۔

۲۔ اور اسے ایک چمکدار سورج کا سا آئینہ دکھایا۔

۳۔ یسوع نے اس آئینہ میں یہ کلمات لکھے ہوئے دیکھے: ''مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ (ت) میں ابدی ہوں۔

۴۔ جیسے کہ جنت تمام تر آسمانوں اور زمین سے بہت بڑی ہے اور جس طرح کہ زمین بتمامہ ایک ریگ کے ذرہ سے بہت بڑی ہے۔ اسی طرح میں جنت سے بڑا ہوں۔

۵۔ بلکہ اس سے بھی بہت ہی زیادہ ہوں حسب تعداد سمندر کی ریگ کے ذروں اور سمندر میں پانی کے قطروں (ث) اور زمین کی جڑیوں اور درختوں کے پتوں اور جانوروں کے بالوں کے۔

۶۔ بلکہ اس سے بھی بہت ہی زیادہ حسب تعداد اس ریگ کے جو کہ آسمانوں اور جنت کو بھر لیتی ہے بلکہ بہت زیادہ۔''

۷۔ اس وقت یسوع نے کہا: ''ہمیں چاہیئے کہ اپنے ابد تک مبارک اللہ کو سجدہ (ج) کریں۔

(ا) جنة اکبر

(ب) سورة جنة (ت) باللّٰه حي وباقي واکبر اعظم (ث) مائة

۸۔ تب اسی وجہ سے ان سب لوگوں نے اپنے سروں کو جھکایا ایک سو مرتبہ اور نماز میں اپنے چہروں کو زمین کے ساتھ ملا۔

۹۔ اور جب نماز ختم ہوگئی یسوع نے بطرس کو بلایا اور اسے اور سب شاگردوں کو اس چیز کی خبر دی جو کہ دیکھی تھی۔

۱۰۔ اور بطرس سے کہا: ''تحقیق تیرا نفس جو کہ تمام تر زمین سے بہت بڑا ہے ایک ہی آنکھ سے سورج کو دیکھتا ہے جو کہ زمین سے ہزاروں گنا بڑا ہے۔''

۱۱۔ بطرس نے جواب دیا: ''بے شک یہ تو صحیح ہے''

۱۲۔ تب اس وقت یسوع نے کہا۔ ''یونہی تو اللہ اپنے پیدا کرنے والے کو (ا) جنت کے ذریعہ سے دیکھے گا۔''

۱۳۔ اور اس کے کہ یسوع نے یہ کہا اس نے اللہ ہمارے (ب) کا شکر ادا کیا اسرائیل کے گھرانے اور مقدس شہر کے لئے دعا کرتے ہوئے؟

۱۴۔ تب ہر ایک نے جواب میں کہا ''اے رب ایسا ہی ہو۔''

(ا) اللہ خالق .(ب) اللہ سلطان .

فصل (ت) نمبر ۱۸۰

ا۔ اور جبکہ یسوع ایک دن سلیمان کی رواق میں تھا۔ ایک آدمی (فرقہ) کاتبان کا اس کے نزدیک آیا اور وہ ان لوگوں میں سے ایک تھا جو کہ قوم میں تقریریں کیا کرتے تھے۔

۲۔ اور اس نے یسوع سے کہا: ''اے معلّم! تو نے اس قوم میں متعدد مرتبہ تقریریں کی ہیں اور میرے دل میں کتاب کی ایک آیت ہے جس کا سمجھنا مجھ پر مشکل ہوگیا ہے۔''

۳۔ یسوع نے جواب میں کہا: ''وہ کیا ہے؟''

۴۔ کاتب نے کہا: ''یہ وہ آیت ہے جو کہ اللہ نے ہمارے باپ ابراہیمؑ سے کہی ہے کہ ''بیشک میں خود تیری بہت بڑی جزا ہوں گا (ا) پس انسان اس جزا کا کیونکر مستحق ہوگا۔''

۵۔ پس اس وقت یسوع روح کے ساتھ (۲) شگفتہ رو ہوگیا اور اس نے کہا: ''حق یہ ہے کہ بے شک تو اللہ کی بادشاہت سے دور نہیں ہے (۳)

۶۔ میری طرف کان لگا۔ اس لئے کہ میں تجھ کو اس تعلیم کے معنی بتاتا ہوں۔

(ت) سورة الثواب . (ا) پیدائش ۱۵:۱

(۲) لوقا ۱۰:۲۱ (۳) مرقس ۱۲:۳۴

۷۔ جبکہ اللہ غیر محدود ہے اور انسان محدود (لہذا) انسان اللہ کا مستحق نہیں ہوا۔ پس آیا اے بھائی! تیرے شبہ کی یہی جگہ ہے؟"

۸۔ کاتب نے روتے ہوئے جواب دیا "اے سید! بیشک تو میرے دل (کی بات) کو جانتا ہے۔

۹۔ تو اب کچھ اس لئے کہ میرا نفس تیری آواز سننے کا خواہاں ہے۔"

۱۰۔ پس اس وقت یسوع نے کہا: "قسم ہے اللہ کی جان کی (ث) کہ بے شک انسان اس تھوڑے سے دم کا بھی مستحق نہیں ہے جس کو کہ وہ ہر دقیقہ میں لیتا ہے۔"

۱۱۔ پس جبکہ کاتب نے اس بات کو سنا قریب ہوگیا کہ دیوانہ ہوجائے اور حیران رہ گیا۔ (اور) ایسے ہی شاگرد۔ اس لئے کہ انہوں نے یسوع کا یہ قول یاد کیا (ا) کہ البتہ وہ جو کچھ بھی کہ اللہ کی محبت میں دیں گے اس کا سو گنا لیں گے۔

۱۲۔ اس وقت یسوع نے کہا۔ "اگر تم کو کسی نے سو ٹکڑے سونے کے قرض دیئے پھر تم نے وہ ٹکڑے صرف کر ڈالے تو آیا تم اس آدمی سے کہو گے کہ میں تجھ کو ایک انگور کا سڑا ہوا پتہ دیتا ہوں پس تو اس کے معاوضہ میں مجھے اپنا گھر دیدے اس لئے کہ اس کا مستحق ہوں؟"

۱۳۔ کاتب نے جواب میں کہا: "نہیں اے میرے سید! اس لئے کہ اس شخص پر واجب ہے کہ جو کچھ اس کے ذمہ ہے اسے ادا کرے پھر اسکو لازم ہے کہ اگر وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اعلیٰ درجہ کی چیزیں دیں۔ مگر ایک سڑے ہوئے پتے کا کیا نفع ہے؟"

فصل (ا) نمبر ۱۸۱

ا۔ یسوع نے جواب دیا "بھائی تو نے بہت اچھی بات کہی۔

۲۔ پس تو مجھ کو بتا کہ انسان کو لاشے سے کس نے پیدا کیا ہے؟

۳۔ یہ یقینی ہے کہ بیشک وہ وہی اللہ ہے جس نے کہ ساری دنیا انسان کو اس کے فائدہ کے لئے بخشی ہے (ب)

۴۔ لیکن انسان نے اس سب کو گناہوں کا ارتکاب کر کے صرف کر ڈالا۔

۵۔ اس لئے کہ گناہ کے سبب سے دنیا انسان کی مخالف ہوگئی۔

۶۔ اور انسان کو اس کی بدبختی کے اندر کوئی چیز بجز ان اعمال کے کہ گناہوں نے ان کو خراب کر دیا ہے نصیب نہیں جسے وہ اللہ کردے۔

(ث) باللہ حی (ا) متی ۱۹ : ۲۹

(ا) سورۃ المسکین (ب) اللہ معطی۔

۷۔اس لئے کہ وہ ہر روز گناہ کا ارتکاب کر کے اپنے عمل کو فاسد کیا کرتا ہے۔

۸۔اسی لئے اشعیا نبی کہتا ہے (۲) کہ بے شک ہماری نیکی مثل حائض کے کپڑے کے ہے۔"

۹۔پس انسان کو کیونکر کوئی حق حاصل ہوگا بحالیکہ اس کو راضی بنانے پر قدرت نہیں؟"

۱۰۔شاید کہ انسان خطا نہیں کرتا؟

۱۱۔یہ یقینی ہے کہ ہمارا اللہ اپنے نبی داؤد کی زبانی کہتا ہے (۳) تحقیق دوست دن میں سات مرتبہ گرتا ہے۔

۱۲۔پس اس صورت میں بدکار کتنی مرتبہ گرے گا؟

۱۳۔اور جبکہ ہماری نیکی ہی فاسد ہے تو ہماری بدکاری کس قدر ناپسندیدہ ہوگی؟

۱۴۔قسم ہے اللہ کی جان کی (ت) کہ کوئی چیز ایسی نہیں پائی جاتی کہ انسان پر اس سے روگردانی کرنا واجب ہو مثل اس قول کے کہ "میں مستحق ہوں۔"

۱۵۔بھائی جان! انسان کو (پہلے) اپنی کرتوت پہچاننا چاہیئے تب وہ فوراً ہی اپنے استحقاق کو معلوم کر لے گا۔

۱۶۔حق یہ ہے کہ ہر ایک نیک نام جو انسان سے صادر ہوتا ہے اس کو انسان نہیں کرتا بلکہ اس کے سوا کچھ اور نہیں کہ وہ کام اس کے اندر اللہ کیا کرتا ہے۔

۱۷۔اس لئے کہ انسان کا وجود اللہ ہی کی طرف سے ہے جس نے کہ اس کو پیدا کیا ہے۔

۱۸۔رہا وہ کام جو کہ انسان کرتا ہے تو وہ یہ ہے کہ اپنے خالق کی مخالفت کرتا اور ایسے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے جس پر کہ وہ کسی جزا کا مستحق نہیں ہوتا۔ بلکہ عذاب کا (مستحق ہوتا ہے)

فصل (ا) نمبر ۱۸۲

۱۔اللہ نے انسان کو فقط ویسا ہی نہیں پیدا کیا ہے (ب) جیسا کہ تو نے کہا بلکہ اس کو کامل پیدا کیا ہے۔

۲۔اور ہر آئینہ اس کو دو فرشتے دیئے ہیں (ت) تاکہ وہ اس کی نگہبانی کریں۔

۳۔اور اس کے لئے نبی بھیجے (ث)

۴۔اور اسے شریعت دی۔

۵۔اور اسے ایمان بخشا۔ (ج)

۶۔اور ہر پل میں اسکو شیطان سے بچاتا ہے۔

(۲) یسعیاہ ۶:۶۴ (۳) امثال ۲۴:۱۶ (ت) قاللہ

(ا) سورة الحقفات توب (ب) الله خالق (ت) الله معطی (ث) الله مرسل (ج) الله وهاب .

۷۔ اور ارادہ رکھتا ہے کہ اسے جنت بخشے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ تر یہ کہ اللہ چاہتا ہے کہ خود اپنے آپ کو انسان کو عطا کر دے (ح)

۸۔ پس تم اس بارہ میں اب سوچو کہ آیا قرض بڑا ہے یا نہیں؟

۹۔ پس اس قرض کو اتارنے کے لئے تم پر واجب ہے کہ تم ہی وہ ہو جس نے انسان کو نیستی سے پیدا کیا ہو۔

۱۰۔ اور یہ کہ تم ہی ہو کہ تم نے نبیوں کو اس تعداد میں پیدا کیا ہو۔ جتنے کہ اللہ نے بھیجے مع دنیا اور جنت (پیدا کرنے) کے۔

۱۱۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر مع ہمارے اللہ کا سا (خ) ایک عظیم اور جواد اللہ پیدا۔

۱۲۔ اور یہ کہ تم اس دنیا اور جنت کو بتمامہ اللہ کو دے ڈالو۔

۱۳۔ پس اس کارروائی سے قرض اتر جائے گا اور تم پر فقط اللہ کا شکر ادا کرنے کا فرض باقی رہ جائے گا۔

۱۴۔ لیکن چونکہ تم ایک مکھی کے پیدا کرنے پر بھی قادر نہیں ہو۔ اور چونکہ ایک اکیلے اللہ کے سوا (کوئی اور خدا) پایا ہی نہیں جاتا اور وہ کل چیزوں کا سید (مالک ہے) (د) پس تم کیونکر قدرت پاؤ گے کہ اپنے قرض کو اُتارو۔

۱۵۔ حق یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی سو ٹکڑے سونے کے قرض دے تو تم پر واجب ہوگا کہ تم بھی سو ٹکڑے سونے کے واپس دو۔

۱۶۔ اور اس بنا پر پس اے بھائی! تحقیق اس کے یہ معنی ہیں کہ چونکہ اللہ جنت اور کل چیز کا مالک ہے (ا) وہ قدرت رکھتا ہے کہ جو چاہے بخشے۔

۱۷۔ اسی لئے جب خدا نے ابراہیم سے کہا (ا) کہ: "بے شک میں خود تیری بڑی جزا ہوں گا۔" تو ابراہیم یہ نہ کہہ سکا کہ "اللہ میری جزا ہے۔"

۱۸۔ بلکہ کہا: "اللہ میرا ہبہ اور میرا قرض ہے (ب)

۱۹۔ اسی لئے اے بھائی! جس وقت تو قوم میں تقریر کرتا ہو اس وقت تجھ پر واجب ہے کہ اس آیت کی یوں تفسیر کرے۔

۲۰۔ "بے شک اللہ انسان کو ایسی ایسی چیزیں بخشتا ہے اگر انسان اچھا عمل کرے۔"

۲۱۔ اے انسان جب اللہ تجھ سے کلام کرے اور کہے کہ "اے میرے بندے تو نے میری محبت میں اچھا عمل کیا ہے پس تو مجھ اپنے خدا سے کون سی جزا طلب کرتا ہوں۔" پس تو جواب دے "اے رب چونکہ میں تیرا ہی بنایا ہوا ہوں۔ اس لئے یہ مناسب نہیں کہ مجھ میں

(ح) اللہ عظیم و خبیر (خ) اللہ احد و واحد (د) اللہ مالک (ا) اللہ مالک (ب) اللہ معطی۔

کوئی گناہ رہے اور وہ ایسی چیز ہے جس کو شیطان پسند کرتا ہے۔

۲۳۔ پس اے رب اپنی بزرگی کے لئے (ت) اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے پر رحم کر۔"

۲۴۔ پس جبکہ اللہ نے کہا کہ "تحقیق میں نے تجھ کو معاف کر دیا (ث) اور میں اب تجھ کو جزا دینا چاہتا ہوں۔" تب تو جواب دے "اے رب میں نے جو کچھ کیا ہے اس کے لئے تو میں سزا کا مستحق ہوں اور تو نے جو کیا ہے اس کے لئے تو بزرگی پانے کا مستحق ہے۔ پس اے رب جو کچھ میں نے کیا ہے اس پر تو نے مجھے سزا دے اور جو تو نے کیا ہے اس سے چھڑا دے۔"

۲۵۔ پس جبکہ اللہ کہے کہ "وہ کونسی سزا ہے جس کو اپنے گناہ کے ہم پلہ سمجھتا ہے؟۔ تب تو جواب دے "اے رب اس قدر جس کو کہ سارے مردود آدمی برداشت کر رہے ہیں۔"

۲۶۔ پس جب اللہ کہے "اے میرے امانتدار بندے تو کس لئے اتنی بڑی سزا طلب کرتا ہے۔" تب تو جواب دے "کاش اگر ان میں سے ہر ایک نے اس قدر لیا ہوتا جس قدر کہ میں نے اخذ کیا ہے تو ضرور وہ تیری خدمت میں تجھ سے بہت بڑھ کر خلوص رکھنے والے ہوتے۔"

۲۷۔ پس جب اللہ نے کہا "تو کب سے یہ سزا لینا چاہتا ہے اور اس کی مدت کتنی ہو؟" تب جواب دے کہ ابھی سے اور بے انتہا زمانہ تک۔"

۲۸۔ قسم ہے اس اللہ کی جان کی (ج) کہ میری جان اس کے حضور میں استادہ ہوگی کہ اس آدمی کا سا آدمی اللہ کو اس کے تمام پاکیزہ فرشتوں سے زیادہ پسندیدہ ہوگا۔

۲۹۔ اس لئے کہ اللہ حقیقی فروتنی کو پسند کرتا ہے اور تکبر کو برا سمجھتا ہے۔ (ح)

۳۰۔ اس وقت کاتب نے یسوع کا شکریہ ادا کیا اور اس سے کہا "اے میرے سید! ہمیں آپ کے (اس) خادم کے گھر چلنا چاہئے۔ اس لئے کہ تیرا خادم تیرے اور تیرے شاگردوں کے لئے کچھ کھانا پیش کرنا چاہتا ہے۔"

۳۱۔ یسوع نے جواب دیا "میں ابھی وہاں چلوں گا (مگر) جبکہ تو مجھ سے وعدہ کر لے کہ تو مجھ کو بھائی کہے گا نہ کہ سید اور تو کہے گا تو میرا بھائی ہے نہ کہ میرا خادم۔"

۳۲۔ تب اس شخص نے (اس بات کا) وعدہ کیا اور یسوع اس کے گھر کو گیا۔

فصل نمبر ۱۸۳ (۱)

۱۔ اور اسی اثناء میں کہ وہ سب کھانے پر بیٹھے تھے کاتب نے کہا: "اے معلم! تو نے کہا ہے

(ت) اللہ سلطان (ث) اللہ غفور۔

(ج) باللہ حی (ح) ان اللہ لا یحب المتکبرین (۱) سورۃ لولد

کہ بے شک اللہ حقیقی فروتنی کو پسند کرتا ہے(ب)

۲۔ پس تو ہمیں بتا کہ وہ فروتنی کیا چیز ہے اور کیونکر حقیقی یا جھوٹی ہوتی ہے؟"

۳۔ یسوع نے جواب دیا: "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق جو شخص ایک چھوٹے بچے کی مانند نہیں بن جاتا (ا) وہ آسمان کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوتا۔"

۴۔ ہر ایک آدمی اس کے سننے سے متعجب ہوا۔

۵۔ اور ہر ایک نے دوسرے سے کہا "اس شخص کے لئے جو تیں یا چالیس سال کی عمر کا ہو یہ کیونکر ممکن ہے کہ بچہ بن جائے۔"

۶۔ حق یہ ہے کہ یہ دشوار بات ہے"

۷۔ یسوع نے جواب میں کہا: "قسم ہے اس اللہ کی جان کی کہ میری جان اس کے حضور میں استادہ ہوگی کہ بے شک میرا کلام سچ ہے' میں نے تم سے کہا ہے کہ انسان پر ایک چھوٹے بچے کا سا ہو جانا واجب ہے اس لئے کہ یہی حقیقی فروتنی ہے۔

۸۔ پس اگر تم کسی چھوٹے بچے سے سوال کرو کہ تیرے کپڑے کس نے بنائے؟ وہ جواب دے گا میرے باپ نے۔"

۹۔ اور تم اس سے پوچھو گے کہ یہ گھر کس کا ہے جس میں کہ وہ؟" تو کہے گا کہ میرے باپ کا گھر ہے۔"

۱۰۔ اور اگر تم اس سے پوچھو کہ تجھ کو کھانا کون دیتا ہے؟ وہ جواب دے گا میرا باپ"

۱۱۔ اور اگر تم کہو گے کہ تیرا سر کس نے پھوڑا اس لئے کہ تیری پیشانی پر پٹی بندھی ہے؟ وہ جواب دے گا میں گر پڑا۔ پس میں نے ہی اپنا سر پھوڑ لیا۔ اور جب تم اس سے کہو گے کہ تو کیوں گر پڑا؟ وہ جواب دے گا کہ آیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ میں چھوٹا سا ہوں یہاں تک کہ مجھے پاؤں پر چلنے اور دوڑنے کی قوت بالغ کی سی نہیں ہے۔ اس واسطے یہ ضروری ہے کہ میرا باپ میرا ہاتھ پکڑ لے جبکہ میں پیر جما کر چلتا ہوں۔

۱۲۔ مگر میرے باپ نے ذرا دیر کے لئے مجھے چھوڑ دیا تھا تاکہ میں اچھی طرح چلنا سیکھ لوں۔ پس میں نے چاہا کہ دوڑوں۔ اس لئے گر پڑا۔"

۱۳۔ اور اگر تم کہو گے کہ "اور تیرے باپ نے کیا کہا؟ جواب دے گا "کیوں آہستہ نہ چلا۔ دیکھو آئندہ میرا پہلو نہ چھوڑنا۔"

فصل نمبر ۱۸۴ (ا)

۱۔ یسوع نے کہا: "تم مجھے بتاؤ کہ آیا یہ صحیح ہے؟"

(ب) اللہ محب (ا) مرقس۱۰: ۱۵ (ت) باللہ حی

(ا) سورۃ المتکبر

۲۔ تب شاگردوں اور کاتب نے جواب دیا "بے شک یہ بالکل صحیح ہے۔"

۳۔ پس اس وقت یسوع نے کہا: "جو شخص سچے دل کے ساتھ اللہ کے لئے یہ شہادت دے گا کہ اللہ ہر بھلائی کا موجد ہے اور یہ کہ وہ (شخص) خود ہی گناہ کا موجد ہے وہ آدمی فروتن ہوگا۔

۴۔ لیکن جو شخص کہ اپنی زبان سے بچہ کی سی باتیں کرتا ہو اور عمل میں اس کے خلاف کرے تو وہ ضرور جھوٹی فروتنی والا ہے اور اصلی تکبر والا۔

۵۔ تحقیق (ب) غرور اپنی ترقی کی بلندی میں ہوتا ہے جبکہ وہ جعلی چیزوں کو اس لئے کام میں لائے کہ لوگ اسے ملامت اور اس کی حقارت نہ کریں۔

۶۔ پس حقیقی فروتنی وہ نفس کی مسکنت ہے، ایسی مسکنت کہ انسان اس کے ذریعہ سے دراصل اپنے آپ کو پہچان لے۔

۷۔ مگر جھوٹی صفت اس کے سوا کچھ اور نہیں کہ وہ جہنم کا ایک دھند ہے جو کہ نفس کی بصیرت کو یوں تاریک بنا دیتا ہے کہ انسان اللہ کی جانب اس چیز کی نسبت کرنے لگتا ہے جس کی نسبت اسے اپنی ذات کی طرف کرنا واجب تھا۔

۸۔ اور اسی بنا پر پس تحقیق جھوٹی فروتنی کرنے والا آدمی (خود ہی) کہتا ہے کہ وہ گناہوں میں گھسا ہوا ہے۔ مگر جب اس سے کوئی (غیر) یہ کہے کہ وہ گنہگار ہے تو اس کا کینہ اس پر بھڑک اٹھتا ہے اور یہ اسکو ستاتا ہے۔

۹۔ جھوٹی فروتنی کرنے والا کہتا (تو یہ) ہے کہ اللہ ہی نے اسے اس کا کل مال عطا کیا (ت) ہے۔ مگر وہ اپنی طرف سے بھی غافل نہیں ہوا بلکہ اس نے نیک کام کئے ہیں۔

۱۰۔ پس اے بھائیو! تم مجھے بتاؤ کہ موجودہ زمانہ کے فریسی کیسا چال چلن رکھتے ہیں؟"

۱۱۔ کاتب نے روتے ہوئے جواب دیا۔ "اے معلّم! بے شک اس زمانہ کے فریسی (محض) فریسیوں کے کپڑے اور ان کے نام ہیں۔ اور ان کے دلوں اور کاموں میں کنعانیوں کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

۱۲۔ اور اے کاش وہ اس طرح کا ایک نام غصب نہ کرتے پس وہ اس وقت سادہ لوحوں کو دھوکا نہ دیتے۔

۱۳۔ اے پرانے زمانے تو نے ہم سے کس قدر سنگدلی کے ساتھ عمل کیا ہے اس لئے کہ تو نے ہم سے سچے فریسیوں کو لے لیا اور جھوٹوں

(ب) متکبر کا میل جول

(ت) اللہ معطی (۱) ۲ سلاطین ۵:۲۰

کو ہمارے لئے چھوڑ دیا۔

فصل نمبر ۱۸۵ (۱)

۱۔ یسوع نے جواب میں کہا "اے بھائی یہ زمانہ ہی نہیں ہے جس نے ایسا کیا بلکہ یقیناً شریر دنیا نے۔

۲۔ اس لئے کہ خدا کی خدمت حق کے ساتھ ہر زمانہ میں ممکن ہوتی ہے۔

۳۔ لیکن آدمی دنیا کے ساتھ ملنے سے (ب) ہو جاتے ہیں یعنی بری عادتوں کے سبب سے ہر زمانہ میں۔

۴۔ کیا تو نہیں جانتا ہے کہ الیسع نبی کا خادم جیحزی جب جھوٹ بولا اور اس نے اپنے آقا کو شرمندہ کرایا۔ اس نے نعمان سریانی کے روپے اور کپڑے لے لئے۔

۵۔ اور باوجود اس کے الیسع کے پاس فریسیوں کی وافر تعداد تھی کہ ان کے واسطے اللہ نے الیسع کو پیشین گوئیاں کرنے والا بنا دیا تھا۔

۶۔ میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ بلاشبہ لوگوں کا (خود) برے کام کی طرف میلان اور دنیا کا ان کو اس بات پر رغبت دلانا اور شیطان کا ان کو شرارت پر اغوا کرنا اس حد کو پہنچ گیا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے موجود زمانہ کے فریسی ہر ایک نیک کام اور ہر ایک پاکیزہ نمونہ (کی تقلید) سے روگردانی کرتے ہیں۔

۷۔ اور بے شک جیحزی کی تمثیل میں ان کے واسطے اس بات کی کافی دلیل ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے راندے گئے ہو جائیں۔

۸۔ کاتب نے جواب دیا "بے شک یہ تو صحیح ہے۔

۹۔ تب یہیں سے یسوع نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ تو مجھ سے حجی اور ہوشع اللہ کے دونبیوں کی مثال بیان کرے تاکہ ہم سچے فریسی کو دیکھیں۔"

۱۰۔ کاتب نے جواب میں کہا: "اے معلم! میں کیا کہوں۔

۱۱۔ سچ یہ ہے کہ بہت سے آدمی سچ نہ مانیں گے گو وہ دانیال نبی (کی کتاب) میں لکھا ہوا ہے۔ مگر آپ کے فرمان کی تعمیل کرتے ہوئے میں حقیقت کو بیان کرتا ہوں۔

۱۲۔ حجی پندرہ سالہ لڑکا تھا جبکہ وہ اناثوث کے پاس سے عوبدیا نبی کی خدمت کرنے کے لئے نکلا۔ اس کے بعد کہ اس نے اپنا ورثہ بیچ ڈالا اور اسے فقیروں کو بخش دیا۔

۱۳۔ اور عبودیا بوڑھے نے جس نے کہ حجی کی فروتنی کو جان لیا تھا اس کو بمنزلہ ایک کتاب کے استعمال کیا جس کے ساتھ وہ اپنے (دیگر) شاگردوں کو تعلیم دیا کرتا۔

(۱) سورۃ القصص ایونبی

۱۴۔ اسی لئے وہ اکثر عمدہ عمدہ کپڑے اور کھانے حجی کو دیا کرتا۔

۱۵۔ مگر حجی ہمیشہ لے جانے والے قاصد کو یہ کہہ کر پھیر دیتا کہ "جا گھر کو لوٹ جا کیونکہ تو نے غلطی کی ہے۔

۱۶۔ آیا عبودیا میرے لئے ایسی بھیجے گا؟

۱۷۔ ہرگز نہیں کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میں کسی چیز کے لائق نہیں۔ بلکہ اس کے سوا کچھ اور نہیں کہ میں گناہ کیا کرتا ہوں۔

۱۸۔ اور جب کبھی عبودیا کے پاس کوئی ردی چیز ہوتی وہ اس کو اس شخص کو دیتا جو کہ حجی کا دوست ہوتا کہ حجی اسے دیکھے پس جب حجی اسکو دیکھتا اپنے دل میں کہتا: "یہ دیکھو عبودیا بے شک مجھ کو بھول گیا ہے اس لئے کہ یہ چیز میرے ہی لائق تھی نہ کسی اور کے کیونکہ میں سب سے بڑھ کر بڑا ہوں۔

۱۹۔ اور چیز چاہے کتنی ہی ردی ہو لیکن جب میں اس کو عوبدیا سے لوں گا جس کے ہاتھ پر کہ اللہ نے وہ چیز مجھ کو بخشی ہے (تو) وہ ایک خزانہ ہو جائے گی۔

فصل (ب) نمبر ۱۸۶

۱۔ اور جب کبھی عوبدیا ارادہ کرتا کہ کسی ایک کو تعلیم دے کہ وہ کیونکر دعا مانگے تو حجی کو بلاتا اور کہتا تو اب اپنی دعا پڑھ تا کہ ہر ایک تیرا کلام سنے۔"

۲۔ تب حجی کہتا اے رب (ت) معبود اسرائیل کے اپنے اس بندہ کی طرف نظر کر جو تجھے پکارتا ہے اس لئے کہ تجھی نے اسکو پیدا کیا ہے۔

۳۔ اے رب نیکی کرنے والے معبود تو اپنی نیکی کو یاد کر اور اپنے بندوں کو گناہوں کی سزا دے تا کہ میں تیرا عمل ناپاک نہ کروں۔

۴۔ میرے باپ اور میرے اللہ میں یہ قدرت نہیں رکھتا کہ تجھ سے وہ خوشیاں مانگوں جو کہ تو اپنے مخلص بندوں کو بخشا کرتا ہے اس لئے کہ میں کوئی بات نہیں کرتا مگر خطائیں۔

۵۔ پس اے رب جب تو اپنے کسی ایک بندے پر کوئی بیماری نازل کرے تو مجھ کو بھی یاد کر لیا کر۔

۶۔ پھر کاتب نے کہا: "اور جب حجی یہ کیا کرتا تھا۔ اللہ نے اس کو پیار کیا یہاں تک کہ اللہ ہر اس شخص کو نبوت عطا کرتا تھا (ج) جو کہ حجی کے پہلو میں کھڑا ہوتا۔

۷۔ اور حجی کوئی چیز نہیں طلب کرتا تھا کہ اللہ اس کو اس سے روکے۔

(ب) سورۃ ابیر و دعا ا

(ت) اللہ سلطان عادل (ث) اللہ محب (ج) اللہ وہاب

فصل نمبر ۱۸۷ (ح)

۱۔ اور جبکہ نیک کاتب نے یہ بات کہی وہ اس طرح رویا جیسے کہ ملاح روتا ہے جبکہ دیکھے کہ اس کی کشتی ٹوٹ پھوٹ گئی ہے۔

۲۔ اور کہا جس وقت ہوشع اللہ کی خدمت کرنے کے لئے گیا ہے اس وقت وہ سبط تفتالی کا امیر تھا اور اس کی عمر چودہ سال کی تھی۔

۳۔ اور اس کے بعد کہ اس نے اپنی میراث کو بیچ ڈالا اور اسے فقیروں کو بخشد یا حجی کا شاگرد ہونے کے لئے چلا گیا۔

۴۔ اور ہوشع خیرات کا بڑا شائق اور دلدادہ تھا یہاں تک کہ اس کی یہ حالت تھی کہ جب کبھی بھی اس سے کوئی چیز مانگی جاتی وہ کہتا کہ اے بھائی تحقیق یہ چیز اللہ نے مجھے تیری ہی واسطے عطا کی ہے پس تو اس کو قبول کر۔

۵۔ پس اس کے پاس اس سبب سے فقط دو کپڑوں کے سوا اور کچھ باقی نہیں رہ گیا یعنی ایک صدرہ (کوٹ) گزھے کپڑے کا اور ایک چادر کھال کی۔

۶۔ اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اس نے اپنی میراث بیچ ڈالی اور اسے فقیروں کو دیدیا تھا۔ کیونکہ بغیر اس بات کے کسی ایک کے لئے یہ جائز نہیں ہوتا کہ وہ فریسی کہلائے۔

۷۔ اور ہوشع کے پاس موسیٰ کی کتاب تھی اور اس کا بڑی رغبت سے مطالعہ کیا کرتا تھا۔

۸۔ تب اس سے حجی نے ایک دن کہا تجھ سے تیرا مال کس نے لے لیا؟

۹۔ ہوشع نے جواب میں کہا۔ موسیٰ کی کتاب نے۔

۱۰۔ اور اتفاق یہ ہوا کہ ایک پڑوسی نبی کا شاگرد اورشلیم جانے کا خواہاں ہوا۔ اور اس کے پاس کوئی چادر نہ تھی۔

۱۱۔ پس جب اس نے ہوشع کی خیرات کا حال سنا وہ اس کے پاس ملنے گیا اور اس سے کہا۔ بھائی جان! میں اورشلیم کو جانا چاہتا ہوں تا کہ اپنے اللہ کو ذبیحہ پیش کرنے کا فرض ادا کروں۔ مگر میرے پاس کوئی چادر نہیں ہے اس لئے میں نہیں جانتا کہ کیا کروں؟“

۱۲۔ پس جبکہ ہوشع نے یہ سنا اس نے کہا بھائی! معاف کرنا کیونکہ میں نے تمہاری بڑی خطا کی ہے۔

۱۳۔ اس لئے کہ اللہ نے مجھ کو ایک چادر عطا

(ح) سورة اذابنى قصص

کی ہے تاکہ میں اس کو تمہیں دوں اور میں بھول گیا ہوں۔

۱۴۔ پس تم اب اسکو قبول کرو۔ اور اللہ سے میرے لئے دعا کرو۔

۱۵۔ تب آدمی نے اس بات کو سچ مانا اور ہوشع کی چادر قبول کر کے واپس گیا۔

۱۶۔ اور جب ہوشع حجی کے گھر گیا حجی نے کہا تیری چادر کس نے لے لی؟

۱۷۔ ہوشع نے جواب میں کہا موسیٰ کی کتاب نے۔

۱۸۔ تب حجی اس بات کو سننے سے بہت خوش ہوا اس لئے کہ اس نے ہوشع کی صلاحیت کو معلوم کر لیا۔

۱۹ اور یہ واقعہ پیش آیا کہ چوروں نے ایک فقیر کو لوٹ لیا' وراس کو ننگا چھوڑ گئے۔

۲۰۔ پس جبکہ ہوشع نے اس فقیر کو دیکھا اپنا کوٹ اتار کر اس ننگے آدمی کو دیدیا۔ اور خود ہوشع کے پاس سوا بھیڑ کی کھال کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے کے اس کے ستر پر اور کچھ نہ رہ گیا۔

۲۱۔ پس جب وہ حجی کے پاس نہ آیا۔ نیک حجی نے خیال کیا کہ ہوشع بیمار ہے۔

۲۲۔ تب وہ دو شاگردوں کے ساتھ اسے دیکھنے گیا اور انہوں نے کھجور کے پتوں میں اس کو لپٹا ہوا پایا۔

۲۳۔ پس اس وقت حجی نے کہا۔ تو اب مجھے بتا کہ کیوں میرے پاس نہیں آیا؟

۲۴۔ ہوشع نے جواب دیا موسیٰ کی کتاب نے میرا کوٹ لے لیا ہے۔ اس واسطے میں ڈرا کہ وہاں بغیر کوٹ کے آؤں۔

۲۵۔ تب وہیں حجی نے اسے دوسرا کوٹ دیا۔

۲۶۔ اور یہ ہوا کہ ایک جوان نے ہوشع کو موسیٰ کی کتاب کا مطالعہ کرتے دیکھ لیا۔ تب وہ رویا اور کہا: ''میں بھی پڑھنا چاہتا ہوں۔ کاش میرے پاس کوئی کتاب ہوتی۔

۲۷۔ پس جبکہ ہوشع نے اس بات کو سنا اسے یہ کہہ کر کتاب دی۔ اے بھائی! یہ کتاب تیرے واسطے ہے کیونکہ اللہ نے اس کو مجھے دیا تھا تاکہ میں اس کو اس شخص کو دوں جو کہ رو کر کسی کتاب کی خواہش کرے۔

۲۸۔ پس اس آدمی نے اس کو سچ مانا اور کتاب لے لی۔

فصل نمبر (۱) ۱۸۸

۱۔ اور حجی کا ایک اور شاگرد ہوشع کے نزدیک ہی رہتا تھا۔

۲۔ اس نے ارادہ کیا کہ دیکھے آیا اس کی کتاب

(۱) سورۃ اذابنی قصص

صحیح لکھی ہے یا نہیں؟

۳۔ تب وہ ہوشع سے ملنے گیا اور اس سے کہا بھائی! تم اپنی کتاب تو لاؤ اور آؤ ہم دیکھیں کہ آیا وہ میری کتاب کے مطابق ہے؟

۴۔ ہوشع نے جواب میں کہا وہ تو مجھ سے لے لی گئی۔

۵۔ شاگرد نے کہا اس کو تم سے کس نے لے لیا؟

۶۔ ہوشع نے جواب دیا کہ موسیٰ کی کتاب نے

۷۔ پس جبکہ دوسرے شخص نے یہ بات سنی وہ جی کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ ہوشع تو ضرور پاگل ہو گیا ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ موسیٰ کی کتاب ہی نے اس سے موسیٰ کی کتاب لے لی ہے۔

۸۔ جی نے جواب میں کہا اے کاش میں اس کا سا پاگل ہوتا اور تمام دیوانے ہوشع کی مانند ہوتے۔

۹۔ اور سوریا کے چوروں (۱) نے یہودیہ کی سرزمین پر چھاپا مارا۔

۱۰۔ تب وہ ایک غریب بیوہ کا لڑکا پکڑ کر لے گئے جو کہ کرمل پہاڑ کے پاس ہی رہتی تھی جہاں کہ نبی اور فریسی قیام رکھا کرتے تھے۔

۱۱۔ اتفاق سے اس وقت ہوشع لکڑی کاٹنے جا رہا تھا پس وہ عورت سے مل پڑا بحالیکہ وہ رو رہی تھی۔

۱۲۔ تب اس نے وہیں فوراً رونا شروع کر دیا۔

۱۳۔ اس لئے کہ اس کا یہ حال تھا کہ جب کسی ہنسنے والے کو دیکھا ہنس پڑا اور جب کوئی رونے والا دیکھا رو پڑا۔

۱۴۔ تب اس وقت ہوشع نے عورت سے اس کے رونے کا سبب پوچھا اور عورت نے اس کو ہر چیز کی خبر دی۔

۱۵۔ تب اس وقت ہوشع نے کہا "اے بہن تو آ اس لئے کہ اللہ تجھ کو تیرا بیٹا دینا چاہتا ہے۔

۱۶۔ پس وہ دونوں جرون کو گئے جہاں کہ ہوشع نے اپنے آپ کو بیچ ڈالا اور روپے اس بیوہ عورت کو دیدیئے جس نے کہ نہیں جانا کہ ہوشع نے ان کو کیونکر حاصل کیا ہے۔ تب اس نے روپیہ قبول کر لیا اور اپنے کو فدیہ دے کر (اسے چھڑا لیا)۔

۱۷۔ اور جس شخص نے ہوشع کو مول لیا تھا وہ اسے اورشلیم کو لے گیا جہاں کہ اس کا گھر تھا اور وہ ہوشع کو پہچانتا نہ تھا۔

۱۸۔ پس جبکہ جی نے دیکھا کہ ہوشع کو پانا ممکن نہیں ہے وہ دل شکستہ رہ گیا۔

۱۹۔ اس سے اس کو اللہ کے فرشتے نے خبر دی کہ ہوشع کیونکر غلام بنا کر اورشلیم میں لایا گیا ہے۔

۲۰۔ تب جبکہ نیک جی نے اس بات کو معلوم کیا وہ ہوشع کی جدائی سے یوں رویا جیسے کہ ماں

---

(۱) ۲ سلاطین ۵:۲

اپنے بیٹے کی جدائی سے روتی ہے۔

۲۱۔ اور اس کے بعد کہ اس نے دو شاگردوں کو بلایا اور یروشلیم کو گیا۔

۲۲۔ پس خدا کی مشیت سے اس نے ہوشع کو شہر میں داخل ہونے کی جگہ کے پاس ہی پالیا۔ اور ہوشع روٹیاں لادے جا رہا تھا تاکہ انہیں اپنے آقا کے انگورستان میں کام کرنے والوں کے پاس لے جائے۔

۲۳۔ پس جب کہ حجی نے اسے دیکھ لیا کہا اے میرے بیٹے تو نے اپنے بوڑھے باپ کو کیوں چھوڑ دیا۔ جو کہ روتا ہوا تجھے ڈھونڈ رہا ہے؟

۲۴۔ ہوشع نے جواب دیا اے باپ میں تو مول لے لیا گیا ہوں۔

۲۵۔ پس اس وقت حجی نے خفگی کے ساتھ کہا۔ وہ کون رومی ہے جس نے کہ تجھ کو بیچ دیا؟ تب ہوشع نے جواب میں کہا۔ اے باپ! اللہ تجھ کو معاف کرے اس لئے کہ جس نے مجھے بیچا ہے وہ ایسا نیک ہے کہ اگر کہیں وہ دنیا میں نہ ہوتا تو ایک آدمی بھی پاک نہ تھا۔

۲۶۔ تب حجی نے کہا پس اس صورت میں وہ کون ہے؟

۲۷۔ ہوشع نے جواب دیا اے باپ! وہ موسیٰ کی کتاب ہے۔

۲۸۔ پس اس وقت نیک حجی یوں کھڑا رہ گیا جیسے کہ کسی کی عقل ماری گئی ہو اور اس نے کہا کاش موسیٰ کی کتاب خود مجھ کو بھی میری اولاد سمیت یونہی بیچ ڈالتی جیسے کہ تجھ کو بیچا ہے۔

۲۹۔ اور حجی ہوشع کے ساتھ اس کے آقا کے گھر گیا جس نے کہ جونہی حجی کو دیکھا یہ کہا "برکت والا ہے ہمارا اللہ جس نے کہ اپنے نبی کو میرے گھر بھیجا ہے اور دوڑا تاکہ اس کا ہاتھ چومے۔

۳۰۔ تب اس وقت حجی نے کہا۔ اے بھائی! تو اپنے اس غلام کا ہاتھ چوم جس کو تو نے خریدا ہے اس لئے کہ وہ مجھ سے اچھا ہے۔

۳۱۔ اور اس کو تمام ماجرا سنایا۔

۳۲۔ تب ووں ہی آقا نے ہوشع کو آزاد کر دیا (پھر کاتب نے کہا)

۳۳۔ اور یہی تمام وہ چیز ہے جو کہ تو چاہتا ہے اے معلّم؟

فصل نمبر (۱) ۱۸۹

۱۔ پس اس وقت یسوع نے کہا بیشک یہ سچ ہے اس لئے کہ اللہ نے مجھ سے اس تاکید فرمائی ہے۔

۲۔ اور چاہیئے کہ آفتاب (۱) بارہ گھنٹے کی مدت تک (ایک ہی جگہ) ٹھہر جائے اور کچھ جنبش نہ

(۱) سورۃ الیحرفون (۱) یشوع ۱۰:۱۲

کرے تا کہ ہر ایک آدمی ایمان لے آئے کہ یہ سچ ہے۔

۳۔ اور ایسا ہی واقع ہوا۔ پس اس بات نے اورشلیم اور تمام یہودیہ میں ہلچل ڈال دی۔

۴۔ اور یسوع نے کاتب سے کہا "اے بھائی! مجھ سے اور کیا مانگے گا درحالیکہ خود تیرے پاس ایسی معلومات ہیں۔

۵۔ قسم ہے اللہ کی جان کی (ب) کہ اس (معلومات) میں انسان کی نجات کے لئے کفایت ہے۔ اس لئے کہ حجی کی فروتنی اور ہوشع کی خیرات یہی دونوں شریعت اور نبیوں (کی کتابوں) پر (۲) پوری طرح عمل کو کامل کر دیتی ہیں۔

۶۔ اے بھائی! تو مجھے بتا کہ آیا جس وقت تو ہیکل میں مجھ سے سوال کرنے آیا تھا۔ اس وقت تیرے دل میں یہ خیال آ گیا تھا کہ اللہ نے مجھ (یسوع) کو اس لئے (رسول بنا کر) بھیجا ہے کہ میں (یسوع) شریعت اور انبیاء کی کتابوں کو مٹا ڈالوں۔

۷۔ یہ یقینی ہے کہ بے شک اللہ اس کو نہ کرے گا اس لئے کہ وہ غیر متغیر ہے (ت)

۸۔ پس تحقیق وہ چیز کہ اللہ نے اس کو انسان کی نجات کا طریق فرض کیا ہے۔ وہی ہے جو کہ نبیوں کو اس کے کہنے کا حکم دیا ہے۔

۹۔ قسم ہے اللہ کی جان کی (ث) وہ اللہ کہ میری جان اس کے حضور میں استادہ ہوگی کہ اگر موسیٰ کی کتاب ہمارے باپ داؤد کی کتاب سمیت جھوٹے فریسیوں اور (ج) فقیہوں کی انسانی روایتوں کے ساتھ فاسد نہ کی جاتی تو اللہ ہرگز مجھ کو اپنا کلام عطا نہ کرتا (ح)

۱۰۔ مگر میں موسیٰ کی کتاب اور داؤد کی کتاب کی بات کیوں کروں؟

۱۱۔ پس تحقیق ہر ایک نبوت فاسد ہوگئی ہے یہاں تک کہ آج کے دن کوئی چیز اس لئے طلب نہیں کی جاتی کہ اللہ نے اس کا حکم دیا ہے بلکہ آدمی یہی دیکھتے ہیں کہ فقیہ اس کو کہتے ہوں اور فریسی اسے حفظ رکھتے ہوں۔ گویا کہ اللہ گمراہی پر ہے اور آدمی گمراہ نہیں ہوتے۔

۱۲۔ پس ہلاکت ہے اس کافر گروہ کے لئے اس لئے کہ وہ ہر نبی اور صدیق کے خون کا بار الزام اٹھاتے ہیں (۳) مع زکریا بن برخیا کے خون کے جس کو کہ ان لوگوں نے ہیکل اور مذبح (۱) کے مابین قتل کیا تھا۔

۱۳۔ کون سا نبی ہے جس کو کہ انہوں نے نہیں ستایا؟

(ب) باللہ حی (ت) لایخلق اللہ

(ث) ابھر دبحرفون الکلم من بعد مواضعہ وبعدہ النصاریٰ یحرفون الکلم فی الا نحیل منہ (ح) انا شھید وھذا الکتاب (خ)

ذکریا نبی موت ذکو (۲) متی ۲۲:۴ (۳) متی ۵:۶،۷ (۴) متی ۲۳:۳۵

۱۴۔کون سا صدیق ہے جسے انہوں نے اپنی موت مرنے کے لئے چھوڑا؟

۱۵۔قریب قریب انہوں نے ایک کو بھی نہیں چھوڑا۔

۱۶۔اور اب اس وقت وہ مجھ کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔

۱۷۔وہ اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ وہ ابراہیم کی اولاد ہیں اور ان کی ملک میں ایک خوبصورت ہیکل ہے۔

۱۸۔قسم ہے اللہ کی جان کی بے شک وہ شیطان کی اولاد ہیں اور اسی لئے وہ اس (شیطان) کے(۱) ارادہ کو پورا کرتے ہیں۔

۱۹۔اور اسی سبب سے عنقریب ہیکل مقدس شہر سمیت (۲) ایسی منہدم ہوگی کہ اس انہدام کی وجہ سے ہیکل کی اینٹ سے اینٹ بج جائے گی۔

فصل(ب) نمبر ۱۹۰

۱۔اے بھائی! تو مجھ کو بتا کہ درحالیکہ تو شریعت کا بڑا واقف کار فقیہ ہے (۳) کہ ہمارے باپ ابراہیم کے ساتھ (اس کے دو بیٹوں میں سے) کس کے لئے مسیا کا وعدہ کیا گیا (ت) اسحٰق کے ساتھ یا اسمٰعیل کے؟

۲۔کاتب نے جواب دیا اے معلّم! میں موت کی سزا کے سبب سے تجھ کو اس بات کی خبر دینے سے ڈرتا ہوں۔

۳۔اس وقت یسوع نے کہا۔ بھائی! میں افسوس کرتا ہوں کہ تیرے گھر میں کیوں روٹی کھانے چلا آیا کیونکہ تو اس موجودہ زندگی کو اپنے پیدا کرنے والے (ث) اللہ سے بہت بڑھ کر دوست رکھتا ہے۔

۴۔اور اسی سبب سے تو اپنی جان جانے سے ڈرتا ہے۔ مگر ایمان جانے اور ابدی زندگی کا خسارہ اٹھانے سے نہیں ڈرتا جو کہ اسی وقت ضائع ہو جاتی ہے جبکہ زبان اس کے برعکس بولے جس کو کہ دل خدا کی شریعت میں سے جانتا ہے۔

۵۔اس وقت نیک کاتب رویا اور اس نے کہا اے معلّم! اگر میں جانتا کہ کیونکر پھل لاؤں تو بے شک میں نے بہت سی مرتبہ اس کی بشارت دی ہوتی جس کے ذکر سے میں نے اس لئے روگردانی کی ہے کہ قوم میں بے چینی نہ پیدا ہو۔

۶۔یسوع نے جواب دیا کہ تجھ پر واجب ہے کہ تو نہ قوم کی اور نہ تمام دنیا کی اور نہ تمام پاک آدمیوں کی اور نہ سب فرشتوں کی (کسی کی

(۱) یوحنا ۸: ۳۹-۴۴ (۲) لوقا ۱۹: ۴۴، ۲۱: ۶

(۳) یوحنا ۳: ۱۰......(ب) سورۃ اتقوا اللہ.

بھی) عزت نہ کر جبکہ اللہ کو غضب دلائیں۔

۷۔ پس یہ اچھا ہے کہ تمام (دنیا) ہلاک ہو جائے اس بات سے کہ تو اپنے پیدا کرنے والے (ث) کو غضب میں لائے۔

۸۔ اور تو گناہ میں دنیا کو محفوظ نہ رکھ۔

۹۔ اس لئے کہ گناہ ہلاک کرتا اور محفوظ نہیں بناتا۔

۱۰۔ مگر اللہ پس وہ قدرت والا ہے (ا) سمندر کی ریگ کے حسب تعداد عالموں کے پیدا کرنے پر بلکہ اس سے بھی زائد۔

فصل نمبر ۱۹۱

۱۔ اس وقت کاتب نے کہا۔ اے معلّم! معاف کر اس لئے کہ میں نے غلطی کی ہے۔

۲۔ یسوع نے کہا۔ اللہ تجھے معاف کرے (ب) اس لئے کہ تو نے اسی کی خطا کی ہے۔

۳۔ تب یہیں سے کاتب نے کہا تحقیق میں نے بہت سی چھوٹی قدیم کتابیں موسیٰ اور یشوع کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دیکھی ہیں (وہ یشوع جس نے آفتاب کو ٹھہرا دیا تھا جیسا کہ تو نے کیا ہے) کہ یہ دونوں اللہ کے خادم اور نبی ہیں۔

۴۔ اور وہ موسیٰ کی اصلی کتاب ہے۔

۵۔ پس اس میں لکھا ہوا ہے کہ اسمٰعیل ہی مسیا (ت) کا باپ ہے اور اسحاق مسیا کے رسول کا (ث) باپ ہے۔

۶۔ اور یونہی یہ کتاب کہتی ہے کہ موسیٰ نے کہا "اے رب! اسرائیل کے اللہ قدیر۔ رحیم! تو اپنے بندے کو اپنی بزرگی کی روشنی میں ظاہر کر (ا)

۷۔ تب وہیں سے اللہ نے اس کو اپنے رسول کو اسمٰعیل کو ابراہیم کے دونوں بازوؤں پر۔

۸۔ اور اسماعیل کے پاس ہی اسحاق کھڑا ہوا اور اس کے بازوؤں پر ایک بچہ تھا جو کہ اپنی انگلی سے یہ کہتا ہوا رسول اللہ (ج) کی طرف اشارہ کر رہا تھا کہ یہی ہے وہ جس کے لئے اللہ نے ہر شے کو پیدا کیا ہے۔

۹۔ تب وہیں سے موسیٰ خوشی کے ساتھ چلایا کہ اے اسماعیل! بے شک تیرے دونوں بازوؤں میں ساری دنیا اور جنت (بھی) ہے

۱۰۔ تو مجھے یاد کر کہ میں اللہ کا بندہ ہوں (ح) تاکہ میں تیرے اس بیٹے کے سبب سے جس کے لئے اللہ نے ہر چیز بنائی ہے (خ) اللہ کی نظر میں کچھ وقعت پاؤں۔

(ا) اللہ قدیر (ب) اللہ غفور

(ت) رسول بن اسمائیل (اسماعیل) (ث) رسول

(ج) رسول اللہ (ح) رسول (خ) اللہ رب۔

فصل نمبر ۱۹۲

۱۔ اس کتاب میں یہ نہیں پایا جاتا کہ اللہ چوپایوں یا بھیڑ بکریوں کا گوشت کھاتا ہے۔

۲۔ اس کتاب میں یہ نہیں پایا جاتا کہ اللہ نے اپنی رحمت کو فقط اسرائیل ہی میں منحصر کیا ہے۔

۳۔ بلکہ بے شک اللہ ہر ایسے انسان پر رحم کرتا ہے جو حق کے ساتھ اپنے پیدا کرنے والے کو طلب کرتا ہے (د)

۴۔ میں اس کتاب کو پورا نہیں پڑھ سکا اس لئے کہ کاہنوں کے سردار نے میں جس کے کتبخانہ میں تھا۔ مجھے یہ کہہ کر منع کیا کہ اس کتاب کو ایک اسماعیلی نے لکھا ہے۔

۵۔ تب اس وقت یسوع نے کہا۔ دیکھ کہ تو اب پھر کبھی نہ پلٹیے تا کہ حق کو چھپائے۔

۶۔ اس لئے کہ بلاشبہ مسیّا ہی پر ایمان لانے سے اللہ تمام انسانوں کو نجات دے گا (ا) اور کوئی آدمی بغیر اس کے کبھی نجات نہ پائے گا (ب)

۷۔ اور یہاں یسوع نے اپنی بات تمام کی۔

۸۔ اور اسی دوران میں کہ وہ لوگ کھانے ہی تھے۔ ناگہاں وہ (عورت) مریم جو کہ یسوع کے قدموں کے پاس روئی تھی نیقوذیموس کے گھر میں داخل ہوئی (اور نیقوذیموس اسی کا کاتب کا نام ہے)

۹۔ اور اس نے اپنے آپ کو روتے ہوئے یسوع کے قدموں کے پاس ڈال دیا اور یہ کہتے ہوئے۔ اے سید! تیرے خادم کے جس نے تیرے سبب سے اللہ کی رحمت پائی ہے ایک بہن اور ایک بھائی (دونوں) بیمار پڑے ہوئے موت کے خطرے میں ہیں۔

۱۰۔ یسوع نے جواب دیا تیرا گھر کہاں ہے۔

۱۱۔ مجھے بتادے کیونکہ میں آؤں گا تا کہ اس کی صحت کے لئے اللہ سے منت کروں۔

۱۲۔ مریم نے جواب دیا۔ بیت عینا ہی میری بہن اور بھائی کا (گھر) ہے۔ اس لئے کہ خود میری رہائش مجدل (میں) ہے اور میرا بھائی بیت عینا میں ہے۔

۱۳۔ یسوع نے عورت سے کہا۔ تو ابھی سیدھی اپنے بھائی کے گھر کو چلی جا اور وہاں میری منتظر رہ کیونکہ میں آؤں گا۔ تا کہ اس کو شفا دوں۔

۱۴۔ اور ڈرنا نہیں کیونکہ وہ نہ مرے گا۔

۱۵۔ پس عورت چلی گئی اور جب وہ بیت عینا میں پہنچی اس نے اپنے بھائی کو پایا کہ وہ اسی دن میں مر گیا ہے۔

(د) اللّٰہ الرحمٰن وخالق (ا) اللہ سلام ومعطی (ب) للبن بلدین رسول اللہ اعطاہ اعطیٰ (اللہ) السلاۃ لکل المومن ان لم یکن دین محمد لم یکم السلامۃ۔

(ا) یوحنا ۱۱:۱

۱۶۔ اور لوگوں نے اسے باپ دادا کے مقبرہ میں رکھ دیا ہے۔

فصل نمبر ۱۹۳

۱۔ اور یسوع دو دن نیقو ذیموس کے گھر میں ٹھہرا رہا۔

۲۔ اور تیسرے دن بیت عینا کو گیا۔

۳۔ اور جب وہ شہر کے نزدیک ہی آ گیا۔ اس نے اپنے آگے (۲) دو آدمی اپنے شاگردوں میں سے بھیجے تا کہ وہ مریم کو اس کے آنے کی خبر دیں۔

۴۔ پس وہ دوڑتی ہوئی شہر میں سے باہر آئی۔

۵۔ اور جب اس نے یسوع کو پایا (۳) روتے ہوئے کہا اے میرے سید! تو نے کہا تھا کہ تیرا بھائی نہ مرے گا۔ اور اس وقت اس کو چار دن ہو گئے کہ وہ دفن کر دیا گیا ہے۔

۶۔ اے کاش تو اس سے پہلے آتا کہ میں تجھ کو بلاؤں۔ اس لئے کہ اگر تو ایسا کرتا تو البتہ وہ نہ مرتا۔

۷۔ اور یسوع نے جواب دیا۔ تیرا بھائی ہرگز نہیں مرا ہے بلکہ سو رہا ہے اس لئے میں آیا ہوں تا کہ اس کو جگا دوں (۱)

۸۔ مریم نے روتے ہوئے جواب میں کہا اے سید! وہ تو اس نیند سے قیامت کے دن جاگے گا' جبکہ اللہ کا فرشتہ اپنی کرنا میں پھونک مارے گا۔

۹۔ یسوع نے جواب دیا اے مریم! تو مجھے سچا سمجھ کہ وہ اس سے پہلے اٹھ کھڑا ہو گا۔ اس لئے کہ اللہ نے مجھ کو اس کی نیند پر ایک قوت عطا کی ہے۔

۱۰۔ اور میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ وہ کبھی مردہ نہیں ہوا ہے۔ اس لئے کہ مردہ صرف (ا) وہی ہے جو کہ بغیر اس کے مر جائے کہ اللہ سے کوئی رحمت پائے (ب)

۱۱۔ اور لعاذر کی موت کے وقت اور شلیم کے یہود کا ایک بڑا بھاری جتھا اور بہت سے کاتب اور فریسی جمع ہو گئے تھے۔

۱۲۔ پس جبکہ مرتا نے اپنی بہن مریم سے یسوع کے آنے کی نسبت سنا تو وہ جھٹ پٹ اٹھ کھڑی ہوئی اور باہر کو نکل دوڑی۔

۱۳۔ تب بہت سے یہود اور کاتبوں اور فریسیوں نے اس کا پیچھا کیا تا کہ اسے تسلی دیں اس لئے کہ انہوں نے سمجھا کہ یسوع نے مریم سے باتیں کی تھیں۔ اس نے روتے

---

(۱) متی ۲۱:۱ (۲) یوحنا ۱۱:۲۱-۳۶ (۱) اعمال ۲۴:۵ (۱) یوحنا ۱۱:۱۱

(ا) موت بیان (ب) لاموت الامن یموت بلا رحمة الله تعالیٰ منه

ہوئے کہا اے سید! کاش تو یہاں ہوتا۔ اس لئے کہ اگر تو ہوتا تو میرا بھائی نہ مرتا۔

۱۵۔ پھر مریم (بھی) روتی ہوئی آ گئی۔

۱۶۔ تب اسی وجہ سے یسوع نے (بھی) آنسو بہائے اور کہا آہ (کر کے) کہ تم نے اس کو کہاں رکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ آ۔ اور دیکھ۔

۱۷۔ تب فریسیوں نے اپنے آپس میں کہا: "اس آدمی نے جس نے نائین میں بیوہ کو زندہ کیا تھا۔ اس شخص (لعاذر) کو کیونکر مرنے دیا اس کہنے کے بعد کہ وہ نہ مرے گا۔"

۱۸۔ اور جبکہ یسوع قبر پر پہنچا جہاں کہ ہر ایک آدمی رو رہا تھا اس نے کہا تم لوگ نہ روؤ۔ کیونکہ لعاذر سو رہا ہے اور میں اسے جگانے ہی کے لئے آیا ہوں۔

۱۹۔ تب فریسیوں نے اپنے آپس میں کہا کہ "کاش تو بھی ایسی ہی نیند سو جاتا۔

۲۰۔ اس وقت یسوع نے کہا کہ میرا ابھی وقت نہیں آیا ہے۔

۲۱۔ مگر جب وہ آ جائے گا میں بھی ایسا ہی سو جاؤں گا۔ پھر بہت جلد جاگ اٹھوں گا۔

۲۲۔ پھر یسوع ہی نے کہا تم لوگ قبر پر سے پتھر کو اٹھاؤ۔

۲۳۔ مرثا نے کہا: "اے سید! وہ تو سڑ گل گیا ہے کیونکہ وہ چار دن سے مردہ ہو چکا ہے۔"

۲۴۔ یسوع نے کہا: "تو اب اے مرثا تو یہاں کیوں آئی کیا تو ایمان نہیں رکھتی کہ میں اس کو بیدار کر دوں گا؟

۲۵۔ مرثا نے کہا "میں جانتی ہوں کہ تو اللہ کا قدوس ہے جس نے کہ تجھے اس دنیا کی طرف بھیجا ہے۔

۲۶۔ پھر یسوع نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور کہا" اے رب اللہ ابراہیمؑ کے اور اللہ اسماعیلؑ و اسحاقؑ کے اور اللہ ہمارے باپ دادا کے (۱) تو ان دونوں عورتوں کی مصیبت پر رحم کر اور اپنے مقدس نام کو بزرگی دے۔

۲۷۔ اور جبکہ ہر ایک آدمی نے جواب میں آمین کہی۔ یسوع نے بلند آواز آمین کہی یسوع نے بلند آواز سے کہا۔

۲۸۔ لعاذر! آ باہر نکل آ!

۲۹۔ پس اس کہنے کے ساتھ ہی مردہ اٹھ کھڑا ہوا۔

۳۰۔ اور یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہا "اس کو کھول دو۔"

۳۱۔ کیونکہ وہ قبر کے کپڑوں میں بندھا ہوا تھا ایک رومال کے ساتھ جو اس کے چہرے پر تھا جیسی کہ ہمارے باپ دادا کی عادت ہے کہ وہ اپنے (مردوں کو) کو دفن کریں۔

---

(۱) الٰہ ابراھیم و اسماعیل و اسحاق و ابائنا

۳۲۔پس یسوع پر یہود کا ایک بھاری مجمع اور کچھ فریسی ایمان لے آئے۔اس لئے کہ معجزہ بہت بڑا تھا۔

۳۳۔اور وہ لوگ جو کہ بے ایمان رہے پلٹ کر اورشلیم کو گئے اور انہوں نے کاہنوں کے سردار کو لعاذر کے زندہ اٹھ کھڑے ہونے اور اس بات کی خبر دی کہ بہت سے آدمی ناصری ہو گئے ہیں (۱)

۳۴۔اس لئے کہ وہ اسی طرح ان لوگوں کو پکارتے تھے جو کہ اس کلام الٰہی کے واسطے جس کے ساتھ یسوع نے ہدایت کی تھی۔توبہ پر آمادہ بنائے گئے تھے۔

فصل نمبر ۱۹۴ (ب)

۱۔تب کاتبوں اور فریسیوں نے کاہنوں کے سردار کے ساتھ آپس میں مشورہ کیا تا کہ وہ لعاذر (۲) کو قتل کر دیں۔

۲۔اس لئے کہ بہت سے آدمیوں نے ان کی رسموں کو لات ماردی تھی اور یسوع کے کلام پر ایمان لے آئے تھے کیونکہ لعاذر کی نشانی بہت بڑی تھی۔اس لئے کہ لعاذر نے قوم سے باتیں کیں اور کھایا اور پیا۔

۳۔مگر چونکہ وہ زور آور تھا اور اورشلیم میں اس کے بہت سے ماتحت تھے اور وہ اپنی دونوں بہنوں کے ساتھ مجدل اور بیت عینا کا صاحب املاک بنا تھا۔ انہوں نے نہ جانا کہ وہ کیا کریں۔(۳)

۴۔اور یسوع بیت عینا میں لعاذر کے گھر میں داخل ہوا۔تب مرتا اور مریم نے اس کی خدمت کی۔

۵۔پس مرتا نے یسوع سے کہا۔اے سید! کیا تو نہیں دیکھتا کہ میری بہن تیری فکر نہیں کرتی اور وہ چیز حاضر نہیں کرتی جس کا تجھ کو اور تیرے شاگردوں کو کھانا واجب ہے۔

۶۔یسوع نے جواب میں کہا مرتا! مرتا! تو یہ دیکھ کہ تجھے کیا کرنا واجب ہے۔اس لئے کہ مریم نے تو ایک ایسا حصہ چن لیا ہے۔جو اس سے ابد تک ہرگز نہ چھینا جائیگا۔

۷۔اور یسوع ان لوگوں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ جو اس پر ایمان لائے تھے دستر خوان پر بیٹھا۔

۸۔اور اس نے یہ کہہ کر کلام کیا۔بھائیو! مجھے تمہارے ساتھ (رہنے) کا تھوڑا ہی زمانہ باقی رہ گیا ہے۔اس لئے کہ وہ وقت نزدیک آپہنچا

(ب) سورۃ حققات الحیوات (۲) یوحنا ۱۲: ۱۰

(۳) یہ چند شخصوں کے چند پورے پورے گاؤں کے مالک ہونے کا اشارہ باوجود برنباس کی تاریخی غلطی ہونے کے ہم پر ظاہر کرتا ہے کہ ہم یورپ کے وسطی صدیوں کے زمانہ میں ہیں نہ کہ فلسطین کی پہلی صدی کے دور میں... (خلیل سعادت)

ہے۔ جس میں کہ میرا دنیا (۲) سے چلا جانا واجب ہے اسی لئے میں تم کو اللہ کا وہ کلام یاد دلاتا ہوں جو کہ اس نے حزقیل نبی سے یوں کہا ہے (۳) قسم ہے اپنی جان کی میں تمہارا ابدی اللہ ہوں کہ بے شک جو نفس گناہ کرتا ہے وہ مرجاتا ہے لیکن جب کہ گنہگار توبہ کرتا ہے وہ مرتا نہیں بلکہ زندہ ہو جاتا ہے۔

۹۔ اور اس اعتبار پر پس تحقیق موجودہ موت کوئی موت نہیں ہے بلکہ (یہ) ایک دراز موت کی انتہا ہے۔

۱۰۔ جس طرح کہ جب بدن حس سے کسی بیخودی میں جدا ہو گیا تو اس کو مردہ اور دفن شدہ پر اس کے سوا کوئی امتیاز نہیں ہے اگر چہ اس میں نفس ہو بھی کہ دفن کیا گیا (آدمی) اللہ کا منتظر رہتا ہے تا کہ وہ اس کو اٹھائے بھی اور بے حواس حس کے واپس آنے کا انتظار کرتا ہے۔

۱۱۔ تب تم اب اس موجودہ زندگی کو غور سے دیکھو جو کہ موت ہی ہے اس لئے کہ اس کو اللہ کا کوئی شعور نہیں ہے۔

فصل نمبر ۱۹۵

۱۔ جو شخص کہ مجھ پر ایمان لائے گا وہ ابدی طور پر کبھی نہ مرے گا (۴)

۲۔ اس لئے کہ وہ میرے کلام کے ذریعہ سے اپنے اندر اللہ کو پہچان لیں گے۔ اور اسی سبب سے وہ اپنی نجات کو مکمل بنالیں گے۔ (۵)

۳۔ موت ایک عمل کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔ جس کو طبیعت بحکم الٰہی کرتی ہے جس طرح کہ اگر کوئی ایک آدمی کسی (تاگے) میں بندھی ہوئی چڑیا کو پکڑے ہو اور دھاگہ اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھا ہے۔

۴۔ پس اگر چڑیا کے چھوٹ جانے کا ارادہ کرے تو وہ (سر) کیا کرے گا۔

۵۔ یہ یقینی ہے کہ وہ (سر) بالطبع ہاتھ کو کھل جانے کا حکم دے گا۔ تب چڑیا فوراً ہی چھوٹ نکلے گی۔

۶۔ تحقیق ہمارا نفس جب تک کہ انسان اللہ کی حمایت کے زیر ہے۔ وہ جیسا کہ داؤد نبی کہتا ہے (۱) مانند اس چڑیا کے ہے جو کہ شکاری کے پھندے سے چھوٹ نکلی ہے۔

۷۔ اور ہماری زندگی ایک ڈورے کی طرح ہے جس میں کہ نفس انسان کے بدن اور حس سے باندھا جاتا ہے۔

۸۔ پس جب کہ اللہ چاہتا اور طبیعت کو کھل جانے کا حکم دیتا ہے (اسی وقت) زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ اور نفس چھوٹ کر ان فرشتوں

(۱) لوقا ۱۰: ۳۸-۴۲، یوحنا ۱۳: ۳۳ (۳) حزقیل ۱۸: ۲۰، ۲۱ نخ

(۴) یوحنا ۱۱: ۲۶ (۵) فیلپی ۲: ۱۲ (۱) زبور ۱۲۴: ۷

(۲) کے ہاتھ میں جا پہنچتا ہے۔ جن کو اللہ نے جان قبض کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔

۹۔ اسی سبب سے جب کوئی دوست مر جائے تو دوستوں پر رونا واجب نہیں۔ اس لئے کہ ہمارے اللہ (ا) نے یہی چاہا۔

۱۰۔ بلکہ (آدمی) اسی وقت پیہم روئے جبکہ وہ گناہ کرے۔ اس لئے کہ جب نفس اللہ سے (جو کہ) حقیقی زندگی ہے۔ جدا ہو جاتا ہے۔ اسی وقت مر جاتا ہے۔

۱۱۔ پس اگر بدن بغیر اس کے نفس کے ساتھ متحد ہونے کے ڈراونا ہوتا ہے تو بے شبہ نفس بغیر اس کے اللہ کے ساتھ متحد (ب) ہونے کے جو اس سے اچھا برتاؤ کرتا ہے بہت ہی زیادہ ہولناک ہوگا۔

۱۲۔ اور جب کہ یسوع نے خدا کا شکر کیا۔

۱۳۔ تب اس وقت لعازر نے کہا اے سید! یہ گھر مع اس تمام چیز کے جو میرے ذمے دی گئی ہے میرے پیدا کرنے والے اللہ کے واسطے فقیروں کی خدمت کیلئے ہے۔

۱۴۔ پس جب کہ تو فقیر ہے اور تیرے شاگردوں کی تعداد کثیر ہے تو آ۔ اور جب چاہے اور جس قدر چاہے یہاں سکونت رکھ۔

۱۵۔ اس لئے کہ اللہ کا خادم جیسی کہ چاہیئے اللہ کی محبت میں تیری خدمت کریگا۔

فصل نمبر ۱۹۶

ا۔ جب کہ یسوع نے اس بات کو سنا وہ خوش ہوا اور کہا۔ اب دیکھو کہ موت کتنی اچھی چیز ہے۔

۲۔ تحقیق لعاذر فقط ایک ہی مرتبہ مرا ہے مگر اس نے ایسی تعلیم پالی ہے کہ دنیا میں حکیم سے حکیم آدمی بھی۔ ان لوگوں میں سے اس کو نہیں جانتا جو کہ کتابوں میں ہی بوڑھے ہو گئے ہیں۔

۳۔ اے کاش ہر آدمی فقط ایک ہی مرتبہ مرتا اور لعاذر کی طرح دنیا میں پھر آتا۔ تاکہ وہ سیکھ لیتے کہ کیونکر زندہ رہیں۔

۴۔ یوحنا نے جواب میں کہا اے معلّم! کیا مجھے اجازت ملتی ہے کہ میں ایک بات کہوں؟

۵۔ یسوع نے جواب دیا۔ ہزار (باتیں) کہہ اس لئے کہ جیسے انسان پر یہ واجب ہیکہ اپنے مال کو اللہ کی خدمت میں صرف کرے دیسے ہی اس پر تعلیم کا صرف کرنا (بھی) واجب ہے۔

۶ بلکہ یہ اس پر بہت زیادہ واجب ہے کیونکہ کلام کو اس بات پر قوت ہے کہ وہ کسی نفس کو توبہ پر آمادہ بنائے جس حالت میں کہ مال یہ قدرت نہیں رکھتے کہ مردے میں جان واپس

---

(۲) قرآن کی سورت ۷۹ میں فرشتوں کا حال یوں بیان کیا گیا ہے کہ وہ بدوں کی روح سختی اور نیکوں کی جان نرمی کے ساتھ نکالتے ہیں۔

(ا) اللّٰہ حق حیاۃ (ب) اللّٰہ ھدی و رحمٰن

لائیں۔

۷۔اور اس بنا پر جس شخص کو کسی فقیر کی مدد کی قوت ہے پس وہ اس کو مدد نہ دے یہاں تک کہ فقیر بھوکوں مر جائے تو وہ قاتل ہے۔

۸۔لیکن بہت بڑا قاتل وہ ہے جو کہ اللہ کے کلام کے ساتھ گنہگار کو توبہ کی طرف پھیرنے پر قدرت رکھتا ہے اور اس کو نہ پھیرے بلکہ یوں کھڑا رہے۔جیسے کہ اللہ کہتا ہے(۱) مثل ایک گونگے کتے کے۔

۹۔پس ایسے ہی لوگوں کے حق میں اللہ کہتا ہے کہ اے خائن بندے! میں تجھی سے اس گنہگار کے نفس کو طلب کروں گا جو کہ ہلاک ہوتا ہے۔ اسلئے کہ تو نے میرا کلام اس سے چھپایا۔

۱۰۔پس اس حالت میں وہ کاتب اور فریسی کس حال پر ہوں گے جن کے پاس کنجی ہے اور وہ داخل نہیں ہوتے : بلکہ ان لوگوں کو (بھی) منع کرتے ہیں۔جو کہ ابدی زندگی میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

۱۱۔اے یوحنا! مجھ سے ایک بات کہنے کی اجازت مانگتا ہے۔کجا لیکہ تُو نے میرے کلام کی لاکھ باتیں توجہ سے سنی ہیں۔

۱۲۔میں تم سے سچ کہتا ہوں۔کہ مجھ پر اس سے دس گنی توجہ کے ساتھ سننا واجب ہے جس قدر کہ تُو نے میری طرف کان لگائے ہیں۔

۱۳۔اور ہر وہ شخص جو کہ اپنے غیر کی طرف کان نہیں لگاتا۔پس وہ خطا کرتا ہے(۱) جب بھی کہ وہ کلام کرے۔

۱۴۔اس لئے کہ ہمیں دوسروں کے ساتھ بھی وہی معاملہ کرنا واجب ہے۔جس کی ہم اپنے لئے خواہش کرتے ہیں اور یہ کہ ہم دوسروں کے لئے وہ کام نہ کریں۔جس کا اپنے آپ کو پہنچنا ہم پسند نہیں کرتے۔

۱۵۔اس وقت یوحنا نے کہا۔اے معلم! اللہ نے کیوں نہیں سب آدمیوں پر یہ انعام کیا کہ وہ ایک دفعہ مر جائیں پھر لوٹ آئیں۔جیسا کہ لعاذر نے کیا ہے۔تاکہ وہ تعلیم پالیں کہ اپنے خالق کو پہچانیں؟"

فصل نمبر ۱۹۷

۱۔یسوع نے جواب دیا۔اے یوحنا! تُو اس گھر کے مالک کے بارہ میں کیا کہتا ہے۔جس نے اپنے ایک خادم کو ایک درست تبر دیا تاکہ وہ اس جنگل کو کاٹے جس نے کہ اس کے گھر کا منظر چھپایا ہے۔

۲۔مگر کام لینے والا تبر کو بھول گیا اور اس نے کہا

(۱) یسعیاہ ۵۶:۱۰

(۱) من لا یبر ان لا یسمع غیرہ ان تکلم یخطاء فی کل رحلۃ منہ

کاش اگر میرا آقا مجھے ایک پرانا تبر دیتا تو بے شبہ میں جنگل کو آسانی سے کاٹ ڈالتا؟

۳۔ اے یوحنا! تو مجھ کو بتا کہ آقا نے کیا کہا؟ حق یہ ہے کہ وہ غصہ ہوا اور اس نے پرانا تبر لے کر اس غلام کے سر پر یہ کہتے ہوئے مارا۔ اے احمق خبیث میں نے تجھ کو ایسا تبر دیا تھا کہ تو اس سے جنگل کو بغیر زیادہ محنت کے آسانی کے ساتھ کاٹے۔

۴۔ پس آیا تو اب یہ تبر مانگتا ہے جس سے کاٹنے میں آدمی کو مجبوراً بڑی محنت کرنی پڑتی ہے اور جو کچھ (اس سے) کاٹا جاتا ہے وہ بیکار جاتا ہے اور کسی چیز کے لئے فائدہ نہیں دیتا؟

۵۔ میں چاہتا ہوں کہ تو اس طریقہ پر لکڑی کاٹے کہ اس کے ساتھ تیرا کام اچھا ہو۔

۶۔ ''آیا یہ صحیح نہیں ہے''

۷۔ یوحنا نے جواب دیا بے شک یہ بالکل درست ہے (اس وقت یسوع نے کہا)

۸۔ اللہ کہتا ہے (ا) قسم ہے مجھے اپنی جان کی میں ابدی ہوں کہ میں نے ہر انسان کو ایک اعلیٰ درجہ کی کلہاڑی دی ہے۔ اور یہ مردے کے دفن کا منظر ہے۔

۹۔ پس جس شخص نے اس کلہاڑی کو عمدہ طور سے استعمال کیا انہوں نے گناہوں کا جنگل بغیر کسی تکلیف کے اپنے دلوں سے دور کر دیا ہے

۱۰۔ پس وہی لوگ ہیں جو میری نعمت اور رحمت حاصل کریں گے اور میں ان کے نیک کاموں کے بدلہ میں ان کو ابدی زندگی دوں گا۔

۱۱۔ لیکن جو اس بات کو بھول جائیگا کو وہ فانی ہے باوجود اس کے کہ وہ یکے بعد دیگرے مجھ کو دوسری زندگی کا دیکھنا میسر آتا تو میں ضرور نیک عمل کرتا۔ پس تحقیق اس پر میرا غضب وارد ہوگا اور اس کو موت کے ساتھ ماروں گا۔ تا کہ وہ بعد میں کوئی بھلائی ہی نہ پائے۔

۱۲۔ پھر یسوع نے کہا اے یوحنا! اس شخص کی خوبی کتنی بڑی ہے جو دوسروں کے گرنے سے یہ تعلیم حاصل کرلے کہ وہ اپنے دونوں پیروں پر کیونکر کھڑا ہو۔''

فصل نمبر ۱۹۸

ا۔ اس وقت لعاذر نے کہا اے معلّم! میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ میں اس سزا کو سمجھ ہی نہیں سکتا جس کا مستحق وہ شخص ہوگا۔ جو یکے بعد دیگرے مردوں کو قبر کی جانب لے جائے جاتے دیکھتا ہے اور (پھر بھی) اللہ ہمارے خالق (ب) سے نہیں ڈرتا۔

۲۔ پس بے شک اس کا سا آدمی دنیا کی

(ا) باللہ حی وباقی ومعطی.

(ب) اللہ خالق

چیزوں کے لئے جن کا بالکل ترک کر دینا واجب ہے اپنے اس خالق کو غصہ دلاتا ہے جس نے کہ اسے ہر چیز عطا کی ہے۔

۳۔ پس اس وقت یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہا۔ تم مجھ کو تعلیم دینے والا کہتے ہو (اور اچھا کرتے ہو (۲) اس لئے کہ اللہ تمہیں میری زبانی تعلیم دیتا ہے۔

۴۔ مگر لعاذر کو کیونکر پکارو گے؟

۵۔ حق یہ ہے کہ وہ یہاں البتہ ان تمام تعلیم دینے والوں کا معلّم ہے جو کہ اس دنیا میں کوئی تعلیم دیتے ہیں۔

۶۔ بے شک میں نے تم کو یہ تعلیم دی ہے کہ تم کو کس طرح اچھی زندگی بسر کرنا واجب ہے۔

۷۔ لیکن لعاذر پس وہ تم کو تعلیم دیتا ہے کہ تم کیونکر اچھے طور سے مرو۔

۸۔ قسم ہے اللہ کی جان کی (ا) کہ اس نے بے شبہ نبوت کا فیض پایا ہے۔

۹۔ پس تم اب اس کے کلام ہی پر کان لگاؤ جو کہ سچ ہے۔

۱۰۔ اور واجب ہے کہ تم اس کی جانب زیادہ کان لگانے والے ہو۔ دوبارہ اس لئے کہ عمدہ زندگی فضول ہے جبکہ انسان ردی موت (ب) مرے۔

۱۱۔ لعاذر نے کہا اے معلّم! میں تیرا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تو حق کو ایسا بتاتا ہے کہ اس کی پوری پوری قدر کی جائے اس لئے اللہ تجھ کو بہت بڑا ثواب دے گا۔

۱۲۔ اس وقت اس لکھنے والے نے کہا اے معلّم۔ لعاذر تجھ سے یہ کہہ کر کیونکر سچ کہتا ہے کہ تو ثواب پائے گا۔ باوجود اس کے کہ تو نے نیقوذیموس سے کہا ہے کہ انسان سزا کے سوا اور کسی چیز کا مستحق نہیں ہوتا۔

۱۳۔ پس کیا اس حالت میں اللہ تجھ کو سزا دے گا۔

۱۴۔ یسوع نے جواب میں کہا شاید کہ میں اللہ کی طرف سے اس دنیا میں کچھ سزا پاؤں اس لئے کہ میں نے اس کی خدمت ایسے اخلاص کے ساتھ نہیں کی ہے جیسا کہ مجھ پر کرنا واجب تھا۔

۱۵۔ مگر اللہ نے اپنی مہربانی سے میرے ساتھ محبت کی (ت) ہے۔ یہاں تک کہ ہر ایک سزا مجھ سے اٹھالی گئی ہے دوں کہ میں ایک دوسرے شخص میں سزا دیا جاؤں۔

۱۶۔ بے شک میں سزا کے لائق تھا کیونکہ آدمیوں نے مجھ کو اللہ کہہ کر پکارا ہے۔

(ا) باللہ حی '(ا) خروج ۲۳:۲۴٬۴ (۲) یوحنا ۱۳:۱۳٬

(ب) من یعیش علیٰ الخیر ثم یموت علیٰ الشر لا ینفع خیرہ لہ 'منہ (ت) اللہ محب۔

۱۷۔مگر چونکہ میں نے نہ فقط اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ میں ہرگز اللہ نہیں ہوں جیسا کہ یہی حق ہے بلکہ میں نے یہ بھی اعتراف کیا ہے کہ میں مسیا(ث) بھی نہیں ہوں۔ پس تحقیق اس سبب سے اللہ نے سزا کو مجھ سے اٹھا لیا ہے۔

۱۸۔اور عنقریب وہ ایک شریر کو ایسا بنا دیگا کہ وہ میرے نام سے (سزا) کو بھگتے گا۔ یہاں تک کہ میرے لئے اس سے بجز بدنامی کے اور کچھ باقی نہ رہے گا۔

۱۹۔اسی لئے اے میرے برنباس! میں تجھ سے کہتا ہوں کہ جب کبھی کوئی آدمی اس چیز کی نسبت کہے جو کہ اللہ اس کے نزدیکی (دوست) کو بخشیگا (ج) تو اسے کہنا چاہئے کہ اس کا دوست اس کے لائق ہے۔

۲۰۔مگر وہ دیکھے کہ جب کبھی اس چیز کی نسبت کلام کرے جو کہ اللہ خود اسی کو عطا کریگا تو وہ یہ کہے "بے شک اللہ مجھے بخشیگا"۔

۲۱۔اور اچھی طرح دیکھے کہ یہ نہ کہے۔ کہ "میں اس کے لائق ہوں"

۲۲۔اس لئے کہ اللہ اپنے بندوں کو اپنی رحمت عطا کرنے سے خوش ہوتا ہے۔ جبکہ وہ اس بات کا اعتراف کریں کہ بیشک وہ اپنے گناہوں کے سبب سے جہنم کے لائق ہیں"۔

(ث) رسول (ج) اللہ معطی۔

فصل نمبر (۱) ۱۹۹

۱۔تحقیق اللہ اپنی رحمت کا بڑا دھنی ہے۔ یہاں تک کہ اس شخص کا جو کہ اپنے اللہ تعالیٰ کو غضبناک بنانے کی وجہ سے روتا ہے ایک ہی آنسو کا قطرہ سارے جہنم کو اس بڑی رحمت کے وسیلہ سے بجھا دیتا ہے۔ کہ اللہ اس کے ساتھ اس قطرہ کی مدد (ب) مدد فرمایا ہے باوجود اس کے کہ ہزار سمندروں کے پانی اگر وہ پائے جائیں دوزخ کی آگ کے ایک شرارہ کو بھی بجھانے کیلئے کافی نہیں ہوتے۔

۲۔پس اسی سبب سے اللہ شیطان کو نامراد اور اپنی بخشش کا اظہار (ت) کرنے کیلئے یہ ارادہ فرماتا ہے کہ اپنی رحمت کے سامنے ہر ایک نیک عمل کو اپنے مخلص بندہ کے واسطے ایک اجر شمار کرے۔

۳۔اور وہ (اللہ) اس (بندہ) سے یہ بات دوست رکھتا ہے کہ وہ اپنے تمیز سے بھی ایسا ہی معاملہ کرے۔

۴۔باقی رہا آدمی کو خاص اپنی ذات کے بارہ

(ا) سورۃ للنفر (اللطف) (ب) اللہ غنی والرحمن (ت) اللہ جواد اس جملہ کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ "اور (اللہ) چاہتا ہے کہ (آدمی ایسا ہی اپنے نزدیکی کی نسبت کہے" اور قریب کے لفظ کو اس کے لغوی معنی سے زیادہ عام معنی میں استعمال کرتے ہیں اور ہم بھی اس ترجمہ میں اسی اصول پر چلے ہیں (مترجم)

میں (کیا کہنا چاہئے) تو اس پر واجب ہے کہ وہ میرے لئے اجر ہے یہ کہنے سے پرہیز کرے کیونکہ اس سے جواب طلب ہوگا۔

فصل نمبر ۲۰۰

۱۔ اس وقت یسوع لعاذر کی طرف متوجہ ہو اور کہا اے بھائی! مجھ پر واجب ہے کہ میں دنیا میں تھوڑے عرصہ تک ٹھیروں۔

۲۔ پس جب کبھی میں تیرے گھر کے پاس ہی ہوں گا۔ اس وقت کسی دوسری جگہ کو کبھی نہ جاؤں گا۔ اس لئے تو میری نہ فقط مجھ سے محبت کرنے کی وجہ سے خدمت کریگا۔ بلکہ اللہ کی محبت میں۔

۳۔ اور یہود کی (عید) فصح قریب ہی تھی اسی لئے یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہا ”ہمیں اب اور سلیم کو چلنا چاہئے (ا) تاکہ فصح کا میمنا کھائیں۔“

۴۔ اور بطرس اور یوحنا (۲) کو شہر میں یہ کہکر بھیجا کہ تم دونوں ایک گدہی مع اس کے بچہ کے دروازہ شہر کے پہلو میں پاؤ گے۔

۵۔ پس اس کو کھولو اور یہاں میرے پاس لے آؤ۔ کیونکہ مجھے اور شلیم تک (جانیکو) اس پر سوار ہونا واجب ہے۔

۶۔ پس اگر کوئی تم سے یہ کہکر سوال کرے کہ تم دونوں اس کو کیوں کھولے لئے جاتے ہو؟ تو ان سے کہنا کہ معلّم کو اس کی ضرورت ہے، تب وہ تم کو اسے لانیکی اجازت دے دیں گے۔

۷۔ تب دونوں شاگرد گئے اور انہوں نے وہ سب پایا جو کہ ان سے یسوع نے گدہی کی نسبت کہا تھا:

۸۔ پس وہ گدہی اور اس کے بچے کو لے آئے۔

۹۔ پھر دونوں شاگردوں نے اپنی دو چادریں گدہی کے بچہ پر رکھدیں اور یسوع سوار ہوا۔

۱۰۔ اور یہ ہوا کہ جب اور شلیم والوں نے سنا کہ یسوع ناصری آرہا ہے لوگوں نے اپنے بچوں سمیت کپڑے پہنے آراستہ ہوئے یسوع کو دیکھنے کے لئے اپنے ہاتھوں میں کھجور کے درخت اور زیتون کی شاخیں اٹھائے ہوئے (اور یہ) گاتے ہوئے کہ ”برکت والی ہے آتی ہوئی خبر بسم اللہ (ا) مرحبا داؤد کے بیٹے کو۔“

۱۱۔ پس یسوع شہر میں پہنچا۔ لوگوں نے اپنے کپڑے گدہی کے پیروں کے نیچے یہ گاتے ہوئے بچھادیئے۔ ”کہ برکت والی ہے آتی ہوئی خبر ساتھ نام رب معبود (ب) کے مرحبا ہو داؤد کے بیٹے کو۔

۱۲۔ تب فریسیوں نے یسوع کو یہ کہہ کر ملامت کی کہ: ”آیا تو نہیں دیکھتا کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ ان کو حکم دے کہ چپ رہیں۔

۱۳۔ اس وقت یسوع نے کہا: ”قسم ہے اس اللہ کی جان کی (ت) کہ میری جان اس کے

(۱) متی ۲۱: ۲۔۹ (۲) لوقا ۲۲: ۸

(ا) باذن اللہ (ب) اللہ سلطان

حضور میں استادہ ہوگی اگر یہ لوگ چپ ہو گئے۔ تو بیشک پتھر رومی شریروں کے کفر پر غل مچائیں گے۔

۱۴۔اور جب یسوع نے یہ کہا اور شلیم کے تمام پتھر بڑی آواز کے ساتھ اٹھے۔ برکت والا ہے ہماری طرف آنے والا ساتھ نام رب معبود کے۔

۱۵۔اور باوجود اس کے فریسیوں نے اپنی بے ایمان پر اصرار کیا۔

۱۶۔اور اس کے بعد کہ وہ باہم جمع ہوئے انہوں نے مشورہ کیا کہ اس کو اس کی باتوں ہی سے گرائیں(۱)

فصل نمبر ۲۰۱

۱۔اور اسکے بعد کہ یسوع ہیکل میں داخل ہوا اس کے پاس کاتبوں اور فریسیوں نے ایک عورت کو حاضر کیا جو کہ بدچلنی میں پکڑی گئی تھی (۲)

۲۔اور انہوں نے اپنے آپس میں کہا اگر (یسوع نے) اس کو چھوڑ دیا تو یہ بات شریعت موسیٰ کے خلاف ہے تب وہ ہمارے نزدیک گنہگار ہوگا۔ اور اگر اسے سزا دی تو یہ اس کی تعلیم کے مخالف ہے (کیونکہ وہ رحم کی تعلیم دیتا ہے) پس وہ یسوع کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: اے معلّم! ہم نے اس عورت کو ایسے حال میں پایا ہے کہ یہ زنا کر رہی تھی۔

۳۔اور موسیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ (ایسی عورت) سنگسار کی جائے۔

۴۔پس اب تو کیا کہتا ہے۔

۵۔تب وہیں یسوع جھک گیا اور اپنی انگلی سے زمین پر ایک آئینہ بنایا جس کے اندر ہر ایک نے اپنے گناہ کو دیکھ لیا۔

۶۔اور جبکہ وہ برابر جواب کے لئے اصرار ہی کرتے رہے تو یسوع سیدھا کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنی انگلی سے آئینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تم میں سے جو شخص بغیر کسی گناہ کے ہو، پس وہی اس عورت کو سب سے پہلا پتھر مارنے والا ہے۔

۷۔پھر دوبارہ آئینہ کو پلٹتا ہوا جھک گیا۔

۸۔پس جب قوم نے اس بات کو دیکھا وہ ایک ایک کر کے نکل گئے بوڑھوں سے شروع کر کے اس لئے کہ اس سے وہ شرمائے کہ وہ اپنی ناپاکی کو دیکھیں۔

۹۔اور جب یسوع سیدھا ہوا اور اس ایک کو بھی سوا عورت کے نہ دیکھا کہا اے عورت وہ

---

(۱)بااللہ حی (۱) یوحنا ۸:۱۔۱۱؟ (۲) لوقا ۱۵:۳۔۸

(ب) اللہ محب (ت) خلق الدنیا لا جل بنی آدم. منہ (۳) لوقا ۴:۱۰

لوگ کہاں ہیں جنہوں نے تجھ کو مجرمہ بنایا ہے؟

۱۰۔تب عورت نے روتے ہوئے جواب دیا: ''اے سید! وہ تو چلے گئے پس اگر تو مجھ سے درگزر کرے تو قسم ہے اللہ کی زندگی کی کہ میں پھر بعد میں گناہ نہ کروں گی!

۱۱۔اس وقت یسوع نے کہا: ''برکت والا ہے اللہ۔

۱۲۔تو آرام سے اپنی راہ لگ اور پھر بعد میں گناہ نہ کر اس واسطے کہ اللہ نے مجھے اس واسطے نہیں بھیجا ہے کہ میں تجھ سے مواخذہ کروں۔

۱۳۔اس وقت کاتب اور فریسی اکٹھے ہو گئے تب یسوع نے ان سے کہا (۲) تم مجھ کو بتاؤ کہ اگر تم میں سے ایک کے سو میمنے ہوتے اور وہ ان میں سے ایک کو گم کر دیتا تو آیا وہ اس کو (باقی) ننانوے کو چھوڑ کے تلاش نہ کرتا؟

۱۴۔اور جب تو اس کو پا جاتا تو آیا اسے اپنے کندھوں پر نہ رکھ لیتا۔

۱۵۔اور اس کے بعد کہ پڑوسیوں کو بلاتا ان سے کہتا کہ: ''تم سب میرے ساتھ خوشی کرو۔ اس لئے کہ میں نے وہ میمنا پالیا ہے جس کو کہ میں گم کر بیٹھا تھا۔''

۱۶۔حق یہ ہے کہ بیشک تو ایسا کریگا

۱۷۔ہاں تو مجھے بتاؤ۔کہ آیا اللہ انسان سے اس سے بھی کم محبت کرتا ہے (ب) حالانکہ اس نے اسی کے لئے دنیا کو پیدا کیا ہے۔(ت)

۱۸۔قسم ہے اللہ کی جان کی (ث) یونہی ایک خوشی ہوگی اللہ کے فرشتوں کے سامنے اس ایک گنہگار کے ساتھ جو کہ توبہ کرے (۳) اس لئے کہ گنہگار اللہ کی رحمت کو ظاہر کرتے ہیں۔

فصل نمبر۲۰۲

۱۔تم مجھے بتاؤ کہ طبیب سے بہت زیادہ محبت کرنے والے لوگ ہیں؟ آیا وہ جو کہ مطلقاً بیمار ہی نہیں ہوئے۔یا وہ لوگ جنکو طبیب نے خطرناک بیماریوں سے شفا دی ہے۔

۲۔اس سے فریسیوں نے کہا اور تندرست طبیب سے کیونکر محبت کرے گا۔حق یہ ہے کہ وہ محض اس لئے محبت کرے گا کہ وہ بیمار نہیں ہے اور جبکہ اس کو مرض کی کچھ شناخت نہ ہوگی۔وہ طبیب سے نہ محبت کریگا مگر بہت کم۔

۳۔اس وقت یسوع نے دلی جوش کے ساتھ یہ کہتے ہوئے کلام کیا قسم ہے اللہ کی (ب) جان

(۱) اللہ خالق (۱) سوئیل ۱۶:۷

(ب) اللہ محب (ت) خلق اللہ الدنیا لاجل بنی آدم۔ منہ۔ (۳) لوقا ۳:۱۰۔

کی (۱) کہ تحقیق تمہاری زبان ہی تمہارے غرور کو گناہ بتاتی ہے۔
۴۔ اس لئے کہ توبہ کرنے والا گنہگار ہمارے اللہ کے ساتھ نیکوکار سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے کیونکہ وہ اپنے ساتھ اللہ کی بڑی رحمت کو جانتا ہے۔
۵۔ اس لئے کہ نیکوکار کو اللہ کی رحمت کی کوئی شناخت نہیں ہے۔
۶۔ اسی لئے اللہ کے فرشتوں کے ہاں ایک توبہ کرنے والے گنہگار کے سبب سے بہ نسبت ننانوے نیکوکاروں کے بہت زیادہ خوشی ہوگی (۱)
۷۔ ہمارے زمانہ میں نیکوکار کہاں ہیں؟
۸۔ قسم ہے اس اللہ کی جان کی کہ میری جان اس کے حضور میں استادہ ہوگی کہ تحقیق نیکوکار غیر نیکوکار کی تعداد البتہ بہت بڑی ہے۔
۹۔ اس لئے کہ ان کا حال شیطان کے مشابہ ہے۔
۱۰۔ کاتبوں اور فریسیوں نے جواب میں لکھا:
"ہم تو گنہگار ہیں لہٰذا اللہ ہم پر رحم کرے"
۱۱۔ اور انہوں نے یہ محض اس لئے کہا تا کہ یسوع کو آزمائیں۔
۱۲۔ اس لئے کہ کاتب اور فریسی یہ بہت بڑی اہانت سمجھتے ہیں کہ وہ گنہگار کہے جائیں۔
۱۳۔ پس اس وقت یسوع نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ تم نیکوکار غیر نیکوکار ہو۔
۱۴۔ اس لئے کہ اگر تم نے درحقیقت خطا کی ہے اور تم اپنے گناہ کا اپنے آپ کو نیکوکار کہتے ہوئے انکار کرتے ہو۔ تو تم نیکوکار نہیں ہو۔
۱۵۔ اگر تم اپنے آپ کو دلوں میں نیکوکار سمجھتے ہو اور اپنی زبان ہی سے کہتے ہو کہ تم گنہگار ہو تو اس صورت میں تم دوچند نیکوکار غیر نیکوکار رہو گے
۱۶۔ پس جبکہ کاتبوں اور فریسیوں نے اس کو بات کو سنا وہ حیران رہ گئے۔ اور یسوع اور اس کے شاگردوں کو آرام میں چھوڑ کر چلے گئے تب یہ سب سمعان ابرص کے گھر گئے۔ وہ سمعان کہ اسکو یسوع نے برص سے اچھا کیا تھا۔
۱۷۔ پس شہر والوں نے بیماروں کو سمعان کے گھر میں جمع کیا اور یسوع سے بیماروں کو تندرست کرنے کے لئے منت کی۔
۱۸۔ اس وقت یسوع نے کہا درحالیکہ وہ جانتا تھا کہ اس کا وقت اب قریب آگیا ہے "تم لوگ جتنے بھی ہوں سب بیماروں کو بلاؤ اس لئے کہ اللہ ان کو شفا دینے پر رحیم اور قادر اہل ہے۔"
۱۹۔ ان لوگوں نے جواب دیا: ہم نہیں جانتے کہ

---

(۱) باللہ حی۔ (۱) لوقا ۱۵: ۷، ۱۰

(۱) اللہ قدیر والرحمٰن

یہاں اور شلیم میں اور بھی بیمار پائے جاتے ہوں،
۲۰۔ یسوع نے روتے ہوئے جواب میں کہا: ''اے اور شلیم! اے (قوم) اسرائیل! میں تجھ پر روتا ہوں کیونکہ تو اپنے حساب (کے دن) کو نہیں پہنچانتی۔
۲۱۔ بے شک میں نے یہ پسند کیا کہ تجھ کو تیرے خالق اللہ (ب) کی محبت سے یوں ملا دوں جس طرح کہ مرغی اپنے چوزوں کو اپنے دونوں پروں کے نیچے جمع کر لیا کرتی ہے مگر تو نے نہیں چاہا۔
۲۲۔ اس لئے اللہ تجھ سے یوں کہتا ہے۔

فصل نمبر ۲۰۳

۱۔ اے سنگدل شہر اوندھی عقل والے تحقیق میں نے تیری طرف اپنے بندے کو بھیجا تا کہ وہ تجھ کو تیرے قلب کی جانب پھیرے تب تُو توبہ کرے۔
۲۔ مگر تُو اے اندوہ و غم کے شہر (۳) البتہ وہ سب کچھ بھول گیا ہے جو کہ اے اسرائیل! تیری محبت میں مصر اور فرعون پر نازل کیا گیا تھا۔
۳۔ عنقریب تو بہت سی مرتبہ روئے گی تا کہ میرا بندہ تیرے جسم کو مرض سے پاک کر دے بحالیکہ تو یہ چاہتی ہو گی کہ میرے بندے کو قتل کر ڈالے اس لئے کہ وہ تیرے نفس کو گناہوں سے شفا دینا چاہتا ہے۔
۴۔ تو کیا اس حالت میں تُو اکیلی میری طرف سے بغیر کسی سزا (پانے) کے رہ جائے گی؟
۵۔ آیا تو اب ابد تک جیتی ہی رہے گی؟
۶۔ یا تجھ کو تیرا غرور میرے ہاتھوں سے بچا دے گا۔
۷۔ ہرگز نہیں۔
۸۔ اس لئے کہ میں عنقریب امیروں اور فوج کے ساتھ تجھ پر حملہ کروں گا۔
۹۔ اور میں عنقریب تجھ کو ان کے ہاتھوں میں ایسی کیفیت سے سونپ دونگا کہ اس سے تیرا غرور جہنم میں جھونک دیا جائیگا۔
۱۱۔ اور نہ میں بوڑھوں سے درگزر کروں گا نہ بیوہ عورتوں سے۔
۱۲۔ نہ میں بچوں کو معاف کروں گا۔
۱۳۔ بلکہ تم کو بھوک اور تلوار اور ٹھٹھول کے حوالے کر دوں گا۔
۱۴۔ اور وہ ہیکل کہ میں اس کی طرف رحمت کے ساتھ نظر کیا کرتا تھا۔ خود اس کو شر کے ساتھ ہی برباد اور اجاڑوں گا۔
۱۵۔ تا کہ تم قوموں کے مابین روایت اور

(ب) اللہ خالق (ت) سورۃ غضب علی قدس
(۱) متی ۲۶:۶ ولوقا ۴غ ۳۸۔۴۰ اور بظاہر یہاں سمعان ابرص بطرس کے مابین خلط نظر آتا ہے۔ (۲) لوقا ۱۳:۳۴
(۹) ۴۱:۱۹۔۴۴ (۳) یسعیاہ ۵:۴۰

ٹھٹھول اور مثال بن جاؤ۔
۱۶۔ اسی طرح میرا غضب تجھ پر پڑے گا اور میرا کینہ سرد نہیں پڑتا (ا)

فصل نمبر ۲۰۴

۱۔ اور اس کے بعد کہ یسوع نے یہ کہا اس نے وعدہ کیا اور کہا۔ آیا تم نہیں جانتے اور بیمار بھی پائے جاتے ہیں؟
۲۔ قسم ہے اللہ کی جان کی (ت) کہ تحقیق تندرست نفس والے اور شلیم میں البتہ جسمانی بیماروں سے بہت ہی کم ہیں۔
۳۔ اور تاکہ تم حق کو معلوم کر لو میں تم سے کہتا ہوں کہ "اے بیمارو! چاہئے کہ اللہ کے نام (کی برکت) سے تمہاری بیماری تمہارے پاس چلی جائے۔
۴۔ اور جبکہ یسوع نے کہا ان لوگوں نے اسی وقت شفا پالی۔
۵۔ اور لوگ روئے جبکہ انہوں نے اورشلیم پر اللہ کے غضب (ث) کا حال سنا اور انہوں نے رحمت کے واسطے منت کی۔
۶۔ پس اس وقت یسوع نے کہا اللہ کہتا ہے کہ اگر اورشلیم اپنے گناہوں پر ڈٹے اور میرے راستوں میں چلتی ہوئی اپنے نفس کو مجاہدہ میں ڈالے تب میں بعد میں اس کے گناہوں کو نہ یاد کروں گا (ج) اور جن بلاؤں کا میں نے ذکر کیا ہے ان میں سے کوئی بھی اسکے لاحق حال نہ کروں گا (ا)
۷۔ مگر اورشلیم اپنی تباہی پر روتی ہے نہ اپنے میری اہانت کرنے پر ایسی اہانت کہ اسی کی وجہ سے اس نے میرے نام پر قوموں کے مابین شکر گزاری کی ہے۔
۸۔ اس لئے میرا کینہ زیادہ بھڑک اٹھا ہے۔
۹۔ قسم ہے مجھے اپنی جان کی میں جو کہ ابدی ہوں کہ اگر اس قوم کیلئے (۲) ایوب اور ابراہیم اور صموئیل اور داؤد اور دانیال اور موسیٰ میرے بندے بھی دعا کریں تو بھی میرا غصہ اورشلیم پر نہ ٹھہریگا۔
۱۰۔ اور اس کے بعد یسوع نے یہ کہا وہ گھر کے اندر داخل ہو گیا۔

فصل نمبر ۲۰۵

۱۔ اور اسی اثنا میں کہ یسوع اپنے شاگردوں سمیت سمعان ابراص کے گھر میں رات کے کھانے پر (بیٹھا) تھا کہ یکایک لعاذر کی بہن مریم گھر میں داخل ہوئی (ا)
۲۔ پھر اس نے ایک برتن کو توڑا اور یسوع کے سر اور کپڑے پر خوشبو بہائی۔
۳۔ پس جبکہ خائن یہودا نے اس بات کو دیکھا اس نے ارادہ کیا کہ مریم کو ایسے کام کے کرنے سے منع کرے یہ کہہ کر کہ "جا اور خوشبو کو بیچ

(ا) اللہ قہار (ب) سورۃ الغضب اللہ علی القدس (ت) باللہ حی (ث) باذن اللہ

(ا) اللّٰہ الرحیم (ح) باللہ حی و باقی و قہار (ا) ارمیاہ ۱۸:۸ (۲) حزقیل ۱۴:۱۴ (ا) یوحنا ۱۲:۱-۸

ڈال اور نقد روپے لے آتا کہ میں دو روپے فقیروں کو دوں۔

۴۔ یسوع نے کہا: "تُو اس کو کیوں منع کرتا ہے؟

۵۔ اسے چھوڑ دے اس لئے کہ فقیر ہمیشہ تمہارے ساتھ ہیں لیکن میں اس میں تمہارے ساتھ ہمیشہ نہیں رہونگا"

۶۔ یہودا نے جواب دیا اے معلّم! ممکن تھا کہ یہ خوشبو سکوں کے تین سو ٹکڑوں پر بیچی جاتی۔

۷۔ پس تو اب دیکھ کہ اس سے کتنے فقیروں کی مدد ہو سکتی تھی۔

۸۔ یسوع نے جواب میں کہا: "اے یہودا! البتہ میں تیرے دل کو جانتا ہوا پس تُو صبر کر میں تجھ کو سب دوں گا۔"

۹۔ پس ہر ایک نے خوف کے ساتھ کھانا کھایا۔

۱۰۔ اور شاگرد غمگین ہوئے اس لئے کہ انہوں نے جان لیا کہ یسوع عنقریب ہی ان کے پاس سے چلا جائیگا۔

۱۱۔ لیکن یہودا خفا ہو گیا کیونکہ اس نے معلوم کیا کہ نہ بیچی جانیوالی خوشبوں کی وجہ سے وہ تیس سکوں کے ٹکڑوں کا خسارہ اٹھا رہا ہے۔

۱۲۔ اسلئے کہ وہ جو کچھ یسوع کو دیا جاتا تھا اسمیں سے دسواں حصہ اڑایا کرتا تھا۔

۱۳۔ تب وہ کاہنوں کے سردار سے ملنے کے (۲) گیا جو کہ کاہنوں اور کاتبوں اور فریسیوں کی ایک مشورہ کی مجلس میں اکٹھا بیٹھا تھا۔

۱۴۔ پس یہودا نے ان سے یہ کہہ کر بات کی کہ "تم لوگ مجھے کیا دو گے درحالیکہ میں اس یسوع کو تمہارے ہاتھوں میں سونپ دوں گا جو اپنے آپکو اسرائیل پر بادشاہ بنانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

۱۵۔ انہوں نے جواب میں کہا۔ ہاں! تُو اس کو کس طرح ہمارے ہاتھوں میں سونپے گا؟

۱۶۔ یہودا نے جواب دیا جب میں جانوں گا کہ وہ شہر کے باہر نماز پڑھنے کو جارہا ہے تم کو خبر کر دوں گا اور وہ جگہ تمہیں بتادوں گا جہاں وہ ملیگا۔

۱۷۔ اسلئے کہ شہر کے اندر اسکو بغیر کسی فتنہ کے پکڑا نہیں جاسکتا۔

۱۸۔ کاہنوں کے سردار نے جواب دیا جب تُو اسکو ہمارے ہاتھ میں سونپ دیگا ہم تجھے تیس ٹکڑے سونے کے دیں گے اور تو دیکھیگا کہ ہم کیونکر تجھ سے اچھائی کے ساتھ معاملہ کریں گے۔

فصل نمبر ۲۰۶

۱۔ اور جبکہ دن ہوا یسوع قوم کی ایک بڑی بھیڑ کے ساتھ ہیکل میں گیا۔

۲۔ تب کاہنوں کا سردار یہ کہتا ہوا اس کے قریب آیا کہ "اے یسوع! تو مجھ کو بتا کہ آیا تُو وہ سب باتیں بھولا ہے جو کہ تو نے اعتراف کرتے ہوئے کہی تھیں (ا) کہ تو نہ تو اللہ ہے اور نہ اللہ کا بیٹا اور نہ مسیا (ب)

(۲) متی ۲۶: ۱۴

(ا) قال عیسیٰ اللّٰہ خلقنا (خالقنا) احد و انا عبدہ او اریدان اخلم رسولہ. منہ

۳۔یسوع نے جواب دیا(ت) ہرگز نہیں میں بھولا نہیں ہوں۔

۴۔اسلئے کہ یہی وہ اعتراف ہے جسکی شہادت میں حساب کے دن خدا کی کرسی عدالت کے سامنے دونگا۔

۵۔کیونکہ موسٰی کی کتاب میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ پوری پوری طرح صحیح ہے پس بیشک اللہ ہمارا پیدا کرنیوالا (ث) یکتا ہے اور میں اللہ کا بندہ ہوں اور اللہ کے رسول (ج) کی خدمت میں رغبت رکھتا ہو جس کا نام تم لوگ مسیا لیتے ہو۔

۶۔کاہنوں کے سردار نے کہا تب اس صورت میں اتنی بھاری بھیڑ کے ساتھ ہیکل میں آنے سے کیا مراد ہے؟

۷۔شاید کہ تو یہ ارادہ رکھتا ہے کہ اپنے تئیں اسرائیل پر بادشاہ بنائے؟

۸۔تو اس بات سے ڈر کہ تجھ پر کوئی خطرہ نہ واقع ہو۔

۹۔یسوع نے جواب دیا کہ (ا) اگر میں اپنی بزرگی طلب کرتا اور اپنی اس دنیا کے حصہ میں رغبت رکھتا تو اسوقت بھاگ نہ جاتا جبکہ نائین والوں نے مجھ کو بنانیکا ارادہ کیا تھا۔

۱۰۔تو یقیناً مجھے سچا مان کہ درحقیقت میں اس دنیا میں کچھ بھی طلب نہیں کرتا۔"

۱۱۔اس وقت کاہنوں کے سردار نے کہا: "ہم چاہتے ہیں کہ کچھ مسیا کی نسبت معلوم کریں۔"

۱۲۔اس وقت کاہن اور فریسی گھیرا بنا کر یسوع کے گرد جمع ہو گئے۔

۱۳۔یسوع نے جواب میں کہا: "وہ کونسی چیز ہے جسکو تم لوگ مسیا کی نسبت معلوم کرنا چاہتے ہو؟

۱۴۔شاید کہ وہ جھوٹ ہے (۲)

۱۵۔حق یہ ہے کہ میں تجھ سے جھوٹ نہ کہونگا۔

۱۶۔اس لئے کہ اگر میں نے جھوٹ کہا ہوتا تو بیشک خود تو اور کاتب اور فریسی مع تمام اسرائیل کے میری عبادت کرتے۔

۱۷۔مگر تم مجھ سے عداوت رکھتے ہو اور اس جستجو میں ہو کہ مجھ کو مار ڈالو۔(ا) اسلئے کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔

۱۸۔کاہنوں کے سردار نے کہا: اب ہم جانتے ہیں کہ بیشک تیری پیٹھ کے پیچھے کوئی شیطان ہے۔

۱۹۔کیونکہ تو سامری ہے اور اللہ کے کاہن کا ادب نہیں کرتا۔

فصل نمبر ۲۰۷

(۱) یسوع نے جواب دیا: "قسم ہے اللہ کی جان (۱) کی میری پیٹھ کے پیچھے کوئی شیطان نہیں ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ شیطان کو باہر نکال کروں۔

۲۔پس اسی سبب سے شیطان دنیا کو مجھ پر

(ب) وسول (ت) قال عیسٰی اللہ احد و انا عبد اللہ منہ۔

(ث) اللہ خالق۔

(ج) رسول اللہ۔ (۱) یوحنا ۱۸: ۳۶

(۲) یعنی وہ داؤد کا بیٹا ہے نہ کہ اسمٰعیل کا بیٹا۔

(۱) باللہ حی (۱) یوحنا ۸: ۴۰

بھڑکاتا ہے۔
۳۔اسلئے کہ میں اس دنیا میں سے نہیں ہوں۔
۴۔بلکہ میں یہ خواہش رکھتا ہوں کہ جس اللہ نے مجھے دنیا کی جانب رسول بنا کر بھیجا ہے (ب)اس کی بزرگی کی جائے۔
۵۔پس تم میری طرف کان لگاؤ۔ میں تمکو بتاؤنگا کہ وہ کون ہے جسکی پیٹھ کے پیچھے شیطان ہے۔
۶۔قسم ہے اس اللہ کی جان کی (ت) کہ میری جان اس کے حضور میں استادہ ہوگی کہ جو شخص شیطان کے ارادہ کے موافق کام کرتا ہے پس شیطان اسی کی پیٹھ کے پیچھے ہے اور تحقیق اس نے اس شخص کو اپنے ارادہ کی باگ لگادی ہے اور اسے ہر ایک گناہ کی طرف جلدی کرنے پر آمادہ بناتے ہوئے جدھر چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔
۷۔جس طرح سے کہ کپڑے کا نام اسکے مالک کے مختلف ہونے کے ساتھ مختلف ہو جاتا ہے بحالیکہ وہ (دوسرا) بھی کپڑا ہی ہے اسی طرح انسان باوجود ان کے ایک ہی مادہ سے ہونیکے بسبب ان اعمال کے، جدا جدا ہوتے ہیں جو کہ انسان کے اندر اپنا کام کرتے ہیں۔
۸۔اگر میں نے درحقیقت غلطی کی تھی (جیسا کہ میں اسکو جانتا ہوں) تو تم نے مجھے کیوں ایک بھائی کے مانند ملامت نہیں کی بجائے اس کے کہ تم مجھکو ایک دشمن کی طرح برا سمجھو؟
۹۔سچ یہ ہے کہ بدن کے اعضاء ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں جبکہ وہ باہم سر کے ساتھ ایک ہو گئے ہوں۔اور بیشک جو عضو ان اعضاء میں سے سر سے جدا ہو گیا پس سر اس کی فریاد رسی نہیں کرتا۔
۱۰۔اس لئے کہ ایک بدن کے دونوں ہاتھ دوسرے بدن کے دونوں پیروں کے دکھ کا احساس کبھی نہیں کرتے۔ بلکہ اسی جسم کے دونوں پیروں کا دکھ محسوس کرتے ہیں جس سے کہ وہ متحد ہیں۔
۱۱۔قسم ہے اس اللہ کی جان کی کہ میری جان اس کے حضور میں استادہ ہوگی کہ تحقیق جو آدمی اپنے پیدا کرنیوالے اللہ سے ڈرتا اور اس سے محبت کرتا ہے وہ اس شخص پر رحمت کرتا ہے جس پر کہ اللہ رحمت کرے (ا) جو اس کا سر ہے۔
۱۲۔اور جبکہ اللہ گنہگار کی موت نہیں چاہتا بلکہ ہر ایک کو توبہ کرنے کی مہلت دیتا ہے۔ اسلئے اگر تم اسی جسم میں سے ہوتے جس کے اندر کہ میں متحد ہوں تو البتہ قسم ہے اللہ کی جان کی (ب) کہ تم میری مدد کرتے تاکہ میں اپنے سر کی مشیت کے موافق عمل کروں۔"

فصل نمبر ۲۰۸

۱۔اگر میں گناہ کرتا ہوں تو تم مجھے ملامت کرو اللہ تم کو پیار کرے گا۔اس لئے کہ اسکے ارادہ

(ب)اللہ مرسل (ت) باللہ حی (۲) یوحنا ۸: ۴۹
(ا)اللہ الرحم اللہ خالق (ب)باللہ حی

کے موافق عمل کرنے والے ہو گے۔
مجھے کسی گناہ (ا) پر ملامت کرے تو یہ امر اس بات پر دلیل ہے کہ بیشک تم لوگ ابراہیم کی اولاد نہیں ہو جیسا کہ تم خود دعوٰی کرتے ہو۔

۳۔ اور نہ تم اس سر کے ساتھ متحد ہو جس کے ساتھ ابراہیم اتحاد رکھتا تھا۔

۴۔ قسم ہے اللہ کی جان کی (ت) کے بیشک ابراہیم نے اللہ سے ایسی محبت کی کہ اسکے جھوٹے بتوں کو چور چور توڑ دینے اور اپنے باپ و ماں کو چھوڑ دینے ہی پر کفایت نہیں کی بلکہ وہ اللہ کی فرمانبرداری کے لئے اپنے بیٹے کو ذبح کرنیکا ارادہ بھی رکھتا تھا۔

۵۔ کاہنوں کے سردار نے جواب دیا "میں تجھ سے محض اسی بات کو پوچھتا ہوں اور تجھے قتل نہیں کرنا چاہتا۔ پس تو ہم کو بتا کہ اے ابراہیم کا یہ بیٹا کون تھا؟"

۶۔ یسوع نے جواب دیا۔ "اے اللہ (۲) تیرے شرف کی غیرت مجھ کو بھڑکا دے اور میں چپ نہ ہو سکوں،

۷۔ میں سچ کہتا ہوں۔ کہ ابراہیم کا یہ بیٹا اسماعیل ہی ہے جسکی اولاد سے مَسِیّا کا آنا واجب ہے وہ مَسِیّا کہ اس کے ساتھ ابراہیم کو یہ وعدہ دیا گیا ہے کہ اس کے دَرود سے زمین کے تمام قبیلے برکت پائیں گے (۳)

۸۔ پس جب کہ کاہنوں کے سردار نے اس بات کو سنا وہ غصہ سے بھر گیا اور چیخا کہ۔ "ہمیں اس فاجر کو سنگسار کرنا چاہئے کیونکہ یہ اسماعیلی ہے (ث) اور اس نے موسٰی اور اللہ کی شریعت پر کفر بکا ہے۔"

۹۔ تب وہیں ہی کاتبوں اور فریسیوں اور قوم کے شیوخ میں سے ہر ایک نے پتھر اٹھا لئے تا کہ یسوع کو سنگسار کریں۔ تو وہ ان کی آنکھوں سے چھپ گیا۔ اور ہیکل سے نکل آیا۔

۱۰۔ پھر اس وجہ سے کہ ان لوگوں کو یسوع کے قتل کرنے کی خواہش میں دشمنی اور کینہ نے اندھا کر دیا تھا وہ ایک دوسرے کو مارنے لگے یہاں تک کہ ہزار آدمی مر گئے۔ اور انہوں نے مقدس ہیکل کو ناپاک کیا۔

۱۱۔ رہ گئے شاگرد اور ایماندار آدمی جنہوں نے یسوع کو ہیکل سے نکلتے دیکھا (کیونکہ یسوع ان سے پوشیدہ نہیں ہوا تھا) وہ سب سمعان کے گھر تک اس کے پیچھے پیچھے گئے۔

۱۲۔ تب وہیں ہی نیقوذیموس وہاں آیا اور اس نے یسوع کو رائے دی کہ وہ اورشلیم سے قدروں کے نالہ کے اس پار چلا جائے اور کہا۔ "اے سید! قدروں کے نالہ کے اس پار میرا ایک باغ اور ایک گھر ہے۔

۱۳۔ پس میں اب تیری منت کرتا ہوں کہ تو اپنے بعض شاگردوں کے ساتھ وہاں چلا جا۔

۱۴۔ اور اس وقت وہیں رہ کہ کاہنوں کا غصہ جاتا رہے،

۱۵۔ اس لئے کہ میں تیرے لئے کل ضروریات پیش کروں گا۔

(ت) حیاللہ حی (۲) یوحنا ۲:۱۷ (۳) پیدائش ۲۲:۱۸

(ث) رسول اللہ بن اسماعیل ۔منہ

۱۶۔اور تم اے عام شاگردو یہاں سمعان کے گھر میں ٹھہرے رہو۔ اور میرے گھر میں کیونکہ اللہ سب کی کفالت (ا) کرتا ہے۔

۱۷۔پس یسوع نے ایسا ہی کیا اور اس نے خواہش کی کہ اس کے ساتھ فقط وہی لوگ رہیں جو کہ سب سے پہلے رسول کہلائے ہیں۔

فصل نمبر ۲۰۹

۱۔اور اسی وقت اس اثناء میں کہ کنواری مریم یسوع کی ماں نماز میں کھڑی تھی فرشتہ جبریل اس کو دیکھنے آیا۔

۲۔اور اس کے بیٹے کا ستایا جانا یہ کہکر اسے سنایا کہ "اے مریم! تو ڈرمت۔ اس لئے کہ اللہ دنیا سے اس کی حفاظت کرے گا (ت)

۳۔پس مریم ناصرہ سے روتی ہوئی چلی اور شلیم میں اپنی بہن مریم سالومہ (ا) کے گھر اپنے بیٹے کو ڈھونڈ ھنے آئی۔

۴۔مگر چونکہ وہ (یسوع) پوشیدہ طور پر قدروں کے نالہ کے اس پار گوشہ نشین ہو گیا تھا۔ لہٰذا ممکن نہ ہوا۔ کہ مریم اس کو اس دنیا میں دیکھ سکے مگر اس

(ب) اللّٰہ مقدر (ب) سورۃ الانزل جبریل علی مریم (ت) اللہ حافظ (ا) مرقس ۱۵:۴۰، ۱۶:۱۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ "سالومہ" یوسف کی بیٹی سابقہ سے شادی کی تھی یہ لیفانوس کا قول ہے، اور دوسرے کے قول میں وہ یوسف کی بیوی تھی، یہ نیسا فورس کا بیان ہے، لیکن اخیر زمانہ کے علماء کی شرح برنباس کے قول کی موئید ہے، کیونکہ وہ اسی "سالومہ" کو وہ بہن قرار دیتی ہے جو کہ یوحنا ۱۹:۲۵ میں وارد ہے، مترجم

بدنامی کے بعد جب کہ خدا کے حکم سے یسوع کو فرشتہ جبریل نے مع فرشتوں میخائیل اور رفائیل اور اوریل کے اس کے پاس حاضر کیا۔

فصل نمبر ۲۱۰

۱۔اور جب کہ ہیکل کے اندر یسوع کے چلے آنے سے بےچینی تھم گئی! کاہنوں کا سردار (منبر پر) چڑھا۔

۲۔اور اپنے دونوں ہاتھوں سے چپ رہنے کا اشارہ کر کے کہا۔ "بھائیوں! ہم کیا کریں؟ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس (یسوع) نے تو اپنے شیطانی کام سے تمام دنیا کو گمراہ کر دیا ہے (ا)

۳۔پس اگر وہ جادوگر نہیں تھا۔ تو ابھی ابھی کیونکر (نگاہوں سے) چھپ گیا۔

۴۔پس حق یہ ہے کہ اگر وہ پاک اور نبی ہوتا تو کبھی اللہ پر اور موسیٰ اس کے خادم پر اور مسیا پر جو کہ اسرائیل کی توقع ہے (۲) کفر نہ بکتا۔

۵۔اور میں کیا کہوں؟

۶۔اس نے تو تمامتر کاہنوں کے نادان کہنے پر زبان کھولی۔

۷۔پس میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر وہ دنیا سے دفع نہ کیا گیا تو اسرائیل کو گندہ کر دیگا اور اللہ ہمیں قوموں کے ہاتھ میں ڈال دیگا۔

۸۔تم اس وقت دیکھو کہ یہ مقدس ہیکل اس

(ا) یوحنا ۱۲:۱۹ (۲) ......۲۸:۲۰۔

۹۔ اور کاہنوں کے سردار نے کچھ ایسے طریقہ سے کلام کیا کہ اس کے سبب سے بہتیرے آدمی یسوع سے پھر گئے۔
۱۰۔ اور اس بات سے پوشیدہ ایذا دہی کھلم کھلا ستانے سے بدل گئی۔
۱۱۔ یہاں تک کہ کاہنوں کا سردار خود ہی ہیرودوس اور رومانی حاکم کے پاس گیا۔ یسوع پر تہمت لگا تا ہوا کہ اس نے اپنے تئیں اسرائیل پر بادشاہ بنانے کی رغبت کی ہے۔
۱۲۔ اور ان کے پاس اس دعویٰ پر جھوٹے گواہ تھے''
۱۳۔ تب دوں ہی یسوع کے خلاف ایک عام مجلس جمع ہوئی اس لئے کہ رومانیوں کے حکم نے ان کو ڈرا دیا۔
۱۴۔ وہ یہ کہ رومانی مجلس شیوخ نے یسوع کے بارے میں دو حکم بھیجے تھے۔
۱۵۔ ان میں سے ایک میں اس شخص کو موت کی دھمکی دی تھی جو کہ یہود کے نبی یسوع ناصری کو اللہ کہے۔
۱۶۔ اور دوسرے میں اس کو موت کی دھمکی دی تھی۔ جو کہ یہود کے نبی یسوع ناصری کے بارے میں فساد کرے۔
۱۷۔ پس اسی سبب سے ان کے اندر باہمی اختلاف اور پھوٹ پڑ گئی۔
۱۸۔ تب ان میں سے بعض نے یہ خواہش کی کہ دوبارہ رومیہ کو یسوع کی شکایت تحریر کریں'
۱۹۔ اور دوسروں نے کہا کہ یسوع کو اس کے حال پر چھوڑ دینا اور اس کے اقوال سے یوں چشم پوشی کر لینا واجب ہے کہ گویا وہ خبطی ہے۔
۲۰۔ اور اوروں نے ان بڑی بڑی نشانیوں کو بیان کیا جو یسوع نے کی تھیں۔
۲۱۔ تب کاہنوں کے سردار نے حکم دیا کہ کوئی آدمی یسوع کی بابت بچاؤ کا کلمہ زبان پر نہ لائے ورنہ وہ محروم کئے جانے کی سزا کے تحت میں آئیگا۔
۲۲۔ پھر ہیرودوس اور والی سے یہ کہکر کلام کیا '' کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ مگر اس میں شک نہیں کہ ہمارے سامنے ایک پیچیدہ گتھی ہے۔
۲۳۔ اس لئے کہ اگر ہم نے اس میں گنہگار کو قتل کیا تو ہم نے قیصر کے حکم کی مخالفت کی۔
۲۴۔ اور اگر اس کو زندہ چھوڑ دیا۔ اور اس نے اپنے آپ کو بادشاہ بنالیا تو پھر کیا نتیجہ ہوگا۔
۲۵۔ تب اس وقت ہیرودوس کھڑا ہوا اور اس نے یہ کہکر حاکم دھمکایا۔'' تو اس بات سے ڈرتا رہ کہ اس شخص پر تیری مہربانی ان شہروں کو بغاوت پر اکسانے والی ہو جائے۔
۲۶۔ اس لئے کہ میں تجھ کو قیصر کے سامنے نافرمانی کا الزام دوں گا۔
۲۷۔ تب حاکم مجلس شیوخ سے ڈر گیا اور اس نے ہیرودوس سے صلح کر لی (۱) بحالیکہ وہ دونوں اس سے پہلے ایک دوسرے کے موت تک دشمن تھے۔

۲۸۔ اور ان دونوں نے مل کر یسوع کے مار ڈالنے پر ایکا کیا اور کاہنوں کے سردار سے کہا: "جب تو معلوم کرلے کہ گنہگار کہاں ہے تو ہمارے پاس آدمی بھیج ہم تجھ کو سپاہی دیں گے۔"

۲۹۔ اور اس نے اس بات کو اس لئے کیا کہ داؤد کی پیشگوئی پوری ہو۔ جس نے کہ اسرائیل کے نبی یسوع کی خبر یہ کہکر دی تھی (۲) "زمین کے امیر اور بادشاہ اسرائیل کے قدوس پر اس لئے متحد ہوگئے کہ اس نے دنیا کی نجات کیلئے منادی کی ہے۔"

۳۰۔ اور اسی بنا پر اس دن میں تمام اورشلیم کے اندر یسوع کی عام طور سے جستجو ہوئی۔

فصل نمبر ۲۱۱

۱۔ اور جب کہ یسوع قدروں کے نالہ کے اس پار نیقوذیموس کے گھر میں تھا۔ اس نے اپنے شاگردوں کو یہ کہتے ہوئے تسلی دی۔ (۳) تحقیق وہ گھڑی قریب آگئی ہے۔ جس میں کہ میں اس دنیا سے چلا جاؤنگا۔

۲۔ تم لوگ تسلی رکھو اور رنج نہ کرو۔ کس لئے کہ میں جہاں جاؤں گا۔ (وہاں) کوئی تکلیف نہ محسوس کرونگا۔

۳۔ کیا تم میرے دلی دوست ہوگے اگر تم میری خوشحالی پر رنجیدہ ہو؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ یقیناً دشمن ہوگے۔

۴۔ جب دنیا کی خوشی ہو تب تم رنج کرو۔

۵۔ اس لئے دنیا کی خوشی رونے سے بدل جاتی ہے،

۶۔ رہا تمہارا رنج سو وہ بہت جلد خوشی بن جائیگا

۷۔ اور تمہاری خوشی تم سے کوئی شخص ہرگز چھین نہ سکیگا۔

۸۔ اس لئے کہ تمام دنیا اس خوشی کو چھیننے کی کوئی قدرت نہیں رکھتی جسکو دل اپنے پیدا کرنے والے اللہ کے ساتھ (ا) محسوس کرتا ہے۔

۹۔ اور دیکھو تم اس کلام کو بھول نہ جانا جو کہ اللہ نے تم سے میری زبانی کیا ہے۔

۱۰۔ تم ہر اس شخص پر میرے گواہ (ب) (۲) رہو جو کہ میری اس شہادت کو خراب کرنا چاہے جسے میں نے اپنی انجیل کے ساتھ دنیا اور دنیا کے عاشقوں پر دیا ہے۔"

فصل نمبر ۲۱۲ (ت)

۱۔ پھر یسوع نے اپنے دونوں ہاتھ خدا کی طرف اٹھائے اور یہ کہہ کر دعا کی (۳) "اے رب ہمارے معبود ابراہیمؑ کے معبود اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ کے معبود اور ہمارے باپ دادا کے معبود (ث ج) اس پر رحم کر جسے کہ تو نے مجھے عطا کیا ہے (ح) اور ان کو دنیا سے نجات دے۔

۲۔ میں نہیں کہتا ہوں کہ ان کو دنیا سے لے لے اس لئے کہ یہ ضروری ہے کہ وہ ان لوگوں پر گواہی دیں

---

(۱) لوقا ۲۲: ۸ (۲) زبور ۲: ۲ داع۔ (۳) یوحنا ۱۶: ۱: ۲۷: ۲۸

(ا) اللہ خالق (ب) عیسیٰ دعاء (ت) سورۃ الاخرۃ

جو کہ میری انجیل کو فاسد کرتے ہیں۔
۳۔ مگر میں تجھ سے منت کرتا ہوں کہ ان کو شریر سے محفوظ رکھ۔
۴۔ یہاں تک کہ یہ میرے ساتھ قیامت کے دن حاضر ہو کر دنیا اور اسرائیل کے گھرانے پر گواہی دیں جس نے کہ تیرے عہد کو توڑا ہے۔
۵۔ اے رب معبود قدیر غیور جو کہ انتقام لیتا ہے (خ) بتوں کی پوجا میں بت پرست باپوں کے بیٹوں سے چوتھی پشت تک (۴) تو ابد تک لعنت کر ہر اس شخص پر جو کہ میری انجیل کو خراب کرے وہ انجیل کہ تو نے مجھ کو دی ہے جس وقت کہ وہ یہ لکھیں کہ میں تیرا بیٹا ہوں۔
۶۔ اسلئے کہ میں جو کہ گیلی اور خشک مٹی تیرے خادموں کا خادم ہوں۔ میں نے کبھی اپنے تئیں ایک تیرے لائق خادم نہیں شمار کیا ہے۔(۵)
۷۔ کیونکہ میں قدرت نہیں رکھتا کہ جو کچھ تو نے مجھے عطا کی ہے۔ اس پر تیری مکافات کروں۔ اس لئے کہ سب چیزیں تیری ہی ہیں۔
۸۔ اے رب معبود رحیم (د) جو کہ ان لوگوں کی ہزار پشتوں تک رحمت ظاہر کرتا ہے جو کہ تجھ سے ڈرتے ہیں (ا) تو ان لوگوں پر رحم کر جو کہ اس کلام پر ایمان لائیں جسے کہ تو نے مجھکو عطا کیا ہے۔
۹۔ اس لئے کہ تیرا وہ کلمہ جو کہ تو نے کہا ہے ضرور حقیقی ہے جس طرح سے کہ تو حقیقی ہے (ا) کیونکہ وہ خود تیرا ہی کلام ہے۔
۱۰۔ کیونکہ میں ہمیشہ اس شخص کی طرح کلام کیا کرتا تھا جو کہ پڑھا ہوا اور ایسا آدمی یہ قدرت نہیں رکھتا کہ اس چیز کے سوا کچھ پڑھے جو کہ اس کتاب میں لکھا ہے جسے وہ پڑھ رہا ہے۔
۱۱۔ اسی طرح میں نے بھی اس بات کو کہا ہے جو کہ تو نے مجھے عطا کی ہے۔
۱۲۔ اے رب! معبود مخلص (ب) تو اس شخص کو نجات دے جسے کہ تو نے مجھے عطا کیا ہے تاکہ شیطان یہ قدرت نہ پائے کہ ان کے خلاف کچھ کرے۔
۱۳۔ اور فقط انہی کو خلاص نہ دے بلکہ ان سبکو بھی جو ان پر ایمان لائیں۔
۱۴۔ اے رب بخشش والے! اور رحمت میں غنی (ت) تو اپنے خادم کو قیامت کے دن اپنے رسول (ث) کی امت میں ہونا نصیب فرما۔
۱۵۔ اور نہ فقط مجھی کو بلکہ ان سبھوں کو بھی جنہیں کہ تو نے مجھے عطا فرمایا ہے مع ان سارے لوگوں کے جو آگے چل کر ان کی ہدایت کے واسطے سے ایمان لائیں گے۔

(ث و ج) اللہ سلطان الا براھیم واسماعیل واسحاق و ابائنا اللہ سالم (ح) اللہ حافظ (خ) اللہ قاور ف..... قوی
(۴) خروج ۲:۴'۵ (۵) لوقا ۱۷:۱۰

(د) اللہ سلطان والرحیم (ا) اللہ حق
(ب) اللہ حافیظ (ت) اللہ سلطان وجواد وغنی والرحمن (ا) خروج ۲۰:۶۔

۱۶۔ اور اے رب! تو نے اس بات کو اپنی ذات کے لئے کرتا کہ اے شیطان تجھ پر فخر نہ کرے۔

۱۷۔ اے وہ پروردگار معبود! جو کہ اپنی عنایت سے (ج) تمام ضروریات اپنی قوم اسرائیل کے پیش کرتا ہے تو ان سب زمین کے قبائل کو یاد کر جن سے تو نے یہ وعدہ کیا ہے کہ ان کو اپنے اس رسول کے ذریعے سے برکت دے گا جس کے سبب سے تو نے دنیا کو پیدا کیا ہے۔

۱۸۔ دنیا پر رحم کر اور اپنے رسول کے بھیجنے میں جلدی کر تا کہ وہ رسول تیرے دشمن سے اس کی مملکت کو چھین لے۔

۱۹۔ اور یسوع نے اس بات سے فارغ ہو کر تین مرتبہ کہا: ''اے رب عظیم و رحیم چاہئے کہ ایسا ہی ہو''

۲۰۔ تب سب لوگوں نے روتے ہوئے جواب میں کہا ''چاہئے کہ یہی ہو'' بجز یہودا کے کیونکہ وہ کسی چیز پر ایمان لایا۔

فصل نمبر ۲۱۳

۱۔ اور جبکہ بھیڑ کے بچہ کو کھانے کا دن آیا نیقودیموس نے پوشیدہ طور پر بھیڑ کا بچہ یسوع اور اس کے شاگردوں کے واسطے باغ میں بھیجا۔

۲۔ اس سب معاملہ کی خبر دیتے ہوئے جس کا حکم ہیرودس اور حاکم اور کاہنوں کے سردار نے دیا تھا۔

۳۔ تب وہ نہی یسوع (کا چہرہ) یہ کہتے ہوئے روح کے نور سے چمک اٹھا کہ ''برکت والا ہے تیرا قدوس نام اے پروردگار! کیونکہ تو نے مجھکو اپنے ان خادموں کے شمار سے باہر نہیں کیا جن کو کہ دنیا نے ستایا اور قتل کیا ہے۔

۴۔ اے میرے اللہ! میں تیرا شکر کرتا ہوں اس لئے کہ تو نے اپنا کام پورا کر دیا۔

۵۔ پھر یہودا کی طرف متوجہ ہوا۔ (۱) اور اس سے کہا: ''اے دوست! تو دیر کیوں لگاتا ہے؟ تحقیق میرا وقت نزدیک آ گیا ہے لہٰذا تو جا اور جو کچھ تجھے کرنا واجب ہے کر۔

۶۔ شاگردوں نے خیال کیا کہ یسوع نے یہودا کو فصح کے دن کیلئے کچھ لانے کے واسطے بھیجا ہے۔

۷۔ لیکن یسوع جان لیا کہ یہودا اس کو (دشمنوں) کے حوالے کرنے کے قریب تھا۔

۹۔ اور اسی لئے یوں کہا کیونکہ وہ دنیا سے چلا جانا پسند کرتا تھا۔

۱۰۔ یہودا نے جواب دیا: ''اے میرے آقا مجھکو ذرا مہلت دیجئے تا کہ میں کھانا کھالوں تو پھر جاؤں۔

۱۱۔ تب یسوع نے کہا: ''ہمیں اب کھانا چاہئے کیونکہ میں بہت خواہشمند ہوں (۲) کہ

(ج) رسولک (ج) اللہ سلطان و مقلدر

(۱) یوحنا ۱۳: ۲۷۔ ۲۹

اس بھیڑ کے بچے کو اس سے قبل کھالوں کہ تمہارے پاس سے چلا جاؤں۔

۱۲۔ پھر وہ اٹھا اور اس نے ایک تولیا لیا اور اپنی کمر میں پٹکا باندھا۔

۱۳۔ پھر ایک طشت میں پانی بھرا اور اپنے شاگردوں کے پاؤں دھونے شروع کیے۔

۱۴۔ پس یسوع نے یہودا سے شروع کیا اور بطرس[1] پر ختم کیا۔

۱۵۔ تب بطرس نے کہا: "اے سید! کیا تو میرے دونوں پاؤں دھوئے گا؟"

۱۶۔ یسوع نے جواب دیا: "بیشک میں جو کچھ کرتا ہوں تو اس وقت اس کو نہیں سمجھتا لیکن بعد میں جلد اسے معلوم کرلے گا۔

۱۷۔ بطرس نے جواب دیا: "تو میرے پاؤں کو ہرگز نہ دھونے پائے گا۔" (۳)

۱۸۔ اس وقت یسوع اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے کہا: "اور تو قیامت کے دن میں میری صحبت میں نہ آئے گا۔"

۱۹۔ بطرس نے جواب میں کہا: "تو فقط میرے دونوں پاؤں نہ دھو بلکہ میرے دونوں ہاتھ اور میرا سر (دھودے)

۲۰۔ پس اس کے بعد یسوع نے شاگردوں کو دھویا اور وہ کھانے کے لئے دسترخوان پر بیٹھ گئے۔ یسوع نے کہا: "بیشک میں نے تمکو غسل دیا ہے لیکن باوجود اس کے تم سب پاک نہیں ہو۔

۲۱۔ اسلئے کہ دریا کا پانی اس شخص کو پاک نہیں کرتا جو کہ میری تصدیق نہیں کرتا ہے۔"

۲۲۔ یسوع نے یہ اس لئے کہا کہ اس نے معلوم کرلیا تھا کہ کون اسکو سپرد کردے گا۔

۲۳۔ پس شاگرد ان کلمات سے رنجیدہ ہوئے۔

۲۴۔ تب یسوع نے یہ بھی کہا "میں تم سے سچ کہتا ہوں (۱) کہ بیشک تمہیں میں کا ایک عنقریب مجھکو حوالہ کردے گا تب میں ایک بکری کے بچہ کی طرح بیچ دیا جاؤں گا۔

۲۵۔ لیکن خرابی ہے اسکے لئے کیونکہ عنقریب وہ سب پورا ہوگا جو کہ داؤد ہمارے باپ نے اس کی نسبت کہا ہے (۲) کہ "وہ خود اسی گڑھے میں گرے گا جو کہ اس نے دوسروں کیلئے مہیا کیا ہے؟"

۲۶۔ تب دونہی شاگردوں نے ایک دوسرے کی طرف رنج کے ساتھ یہ کہتے ہوئے نظر کی کہ "وہ بے وفا کون ہوگا؟"

۲۷۔ تب اس وقت یہودا نے کہا: "اے معلّم! آیا وہ میں ہوں؟"

۲۸۔ یسوع نے جواب میں کہا: "تحقیق تو نے تو مجھ سے کہہ ہی دیا کہ وہ کون ہے جو کہ مجھ کو دشمن کے حوالے کردے گا۔"

۲۹۔ مگر گیارہ رسولوں نے اس بات کو نہیں سنا۔

۳۰۔ پس جب بھیڑ کا بچہ کھالیا گیا شیطان

---

(۲) لوقا ۲۲: ۱۵ (۳) یوحنا ۱۳: ۴۔۱۱

[1] بائبل کے موجود اردو تراجم میں "پطرس" ہے خالد

(۱) یوحنا ۱۳: ۲۱ (۲) زبور ۷: ۱۵ (۳) یوحنا ۱۸: ۳

یہودا کی پشت پر سوار ہوا تب وہ گھر سے نکلا اور یسوع یہ بھی کہہ رہا تھا یہ تُو جو کچھ کرنے والا ہے اس کے کرنے میں جلدی کر۔"

۱۰۔ تب وونہیں ان لوگوں نے اپنے ہتھیار لئے اور اور شلیم سے لاٹھیوں پر مشعلیں اور چراغ جلائے ہوئے نکلے۔"

فصل نمبر ۲۱۴

۱۔ اور یسوع گھر سے نکل کر باغ کی طرف مڑا تا کہ نماز ادا کرے۔ تب وہ اپنے دونوں گھٹنوں پر بیٹھا ایک سو مرتبہ اپنے منہ کو نماز میں اپنی عادت کے موافق خاک آلودہ کرتا ہوا۔

۲۔ اور چونکہ یہودا اس جگہ کو جانتا تھا جس میں یسوع اپنے شاگردوں کے ساتھ تھا لہٰذا وہ کاہنوں کے سردار کے پاس گیا۔

۳۔ اور کہا: "اگر تو مجھے وہ دے جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے تو میں آجکی رات یسوع کو تیرے ہاتھ میں سپرد کردوں گا۔ جسکو تم لوگ ڈھونڈ رہے ہو۔

۴۔ اسلئے کہ وہ گیارہ رفیقوں کے ساتھ اکیلا ہے۔"

۵۔ کاہنوں کے سردار نے جواب دیا "تو کس قدر طلب کرتا ہے؟"

۶۔ یہودا نے کہا "تیس ٹکڑے سونے کے"

۷۔ پس اس وقت کاہنوں کے سردار نے فوراً روپے مہیا کردیئے۔

۸۔ اور ایک فریسی کو حاکم اور ہیرودس کے بھیجا تا کہ وہ کچھ سپاہی بلا لائے۔

۹۔ تب ان دونوں نے اسے ایک دستہ سپاہ کا دیا اسواسطے کہ وہ دونوں قوم سے ڈرے۔

فصل نمبر ۲۱۵

۱۔ اور جبکہ سپاہی یہودا کے ساتھ اس جگہ کے نزدیک پہنچے جس میں یسوع تھا۔ یسوع نے ایک بھاری جماعت کا نزدیک آنا سنا۔

۲۔ تب اسی لئے وہ ڈر کر گھر میں چلا گیا۔

۳۔ اور گیارہوں شاگرد سو رہے تھے۔

۴۔ پس جبکہ اللہ نے اپنے بندہ کو خطرہ میں دیکھا۔ (۱) اپنے سفیروں جبریل اور میخائیل اور رفائیل اور اوریل کو (۱) حکم دیا کہ یسوع کو دنیا سے لے لیویں۔

۵۔ تب پاک فرشتے آئے اور یسوع کو دکھن کی طرف دکھائی دینے والی کھڑکی سے لے لیا۔

۶۔ پس وہ اس کو اٹھا لے گئے اور اسے تیسرے آسمان میں ان فرشتوں کی صحبت میں رکھدیا جو کہ ابد تک اللہ کی تسبیح کرتے رہینگے۔

فصل نمبر ۲۱۶

۱۔ اور یہودا زور کے ساتھ اس کمرہ میں داخل ہوا۔ جس میں سے یسوع اٹھالیا گیا تھا۔

۲۔ اور شاگرد سب کے سب سو رہے تھے۔

(۱) اللہ بصیر (۱) ہسپانی نسخہ میں "عزیل" آیا ہے۔

۳۔ پس یہودا بولی اور چہرے میں بدل کر یسوع کے مشابہ ہوگیا۔ یہانتک کہ ہم لوگوں نے اعتقاد کیا وہی یسوع ہے۔

۵۔ لیکن اس نے ہمکو جگانے کے بعد تلاش کرنا شروع کیا تھا تا کہ دیکھے معلم کہاں ہے۔

۶۔ اس لئے ہم نے تعجب کیا اور جواب میں کہا: 'اے سید! تو ہی تو ہمارا معلم ہے۔

۷۔ پس تو اب ہم کو بھول گیا؟''

۸۔ مگر اس نے مسکراتے ہوئے کہا ''کیا تم احمق ہو کہ یہودا اسخریوطی کو نہیں پہچانتے۔

۹۔ اور اسی اثنا میں کہ وہ یہ بات کہہ رہا تھا سپاہی داخل ہوئے اور انہوں نے اپنے ہاتھ یہودا پر ڈال دیئے اس لئے کہ وہ ہر ایک وجہ سے یسوع کے مشابہ تھا۔

۱۰۔ لیکن ہم لوگوں نے جب یہودا کی بات سنی اور سپاہیوں کا گروہ دیکھا تب ہم دیوانوں کی طرح بھاگ نکلے۔

۱۱۔ اور یوحنا جو کہ ایک کتان کے لحاف میں لپٹا ہوا تھا جاگ اٹھا اور بھاگا۔

۱۲۔ اور جب ایک سپاہی نے اسے کتان کے لحاف کے ساتھ پکڑ لیا تو وہ کتان کا لحاف چھوڑ کر ننگا بھاگ نکلا (۲) اس لئے کہ اللہ نے یسوع کی دعا سن لی اور گیارہ (شاگردوں) کو آفت سے بچا دیا۔ (۳)

فصل نمبر ۲۱۷

۱۔ پس یسوع سپاہیوں نے یہودا کو پکڑ لیا اور اسکو اس سے مذاق کرتے ہوئے باندھ لیا (۱)

۲۔ اسلئے کہ یہودا نے ان سے اپنے یسوع ہونے کا انکار کیا بحالیکہ وہ سچا تھا۔

۳۔ تب سپاہیوں نے اس سے چھیڑ کرتے ہوئے کہا: ''اے ہمارے سید! تو ڈر نہیں اسلئے کہ ہم تجھکو اسرائیل پر بادشاہ بنانے آئے ہیں۔

۴۔ اور ہم نے تجھ کو محض اسواسطے باندھا ہے کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تو بادشاہت کو نامنظور کرتا ہے۔

۵۔ یہودا نے جواب میں کہا: ''شاید کہ تم دیوانے ہوگئے ہو۔

۶۔ تم تو ہتھیاروں اور چراغوں کو لیکر یسوع ناصری کو پکڑنے آئے ہو۔ گویا کہ وہ چور ہے تو کیا تم مجھی کو باندھ لوگے جس نے کہ تمہیں راہ دکھائی ہے تا کہ مجھے بادشاہ بناؤ۔

۷۔ اس وقت سپاہیوں کا صبر جاتا رہا اور انہوں نے یہودا کو مکوں اور لاتوں سے مار کر ذلیل کرنا شروع کیا اور غصہ کے ساتھ اسے اورشلیم کی طرف کھینچتے لے چلے۔

۸۔ اور یوحنا اور بطرس نے سپاہیوں کا دور سے

۳۔ یوحنا ۱۸:۹۔ (۱) یوحنا ۹۸:۱۲، ۱۹، ۲۱

پیچھا کیا۔

۹۔ اور ان دونوں نے اس لکھنے والے کو یقین دلایا کہ انہوں نے وہ سب مشورہ خود سنا جو کہ یہودا کے بارہ میں کاہنوں کے سردار اور ان فریسیوں کی مجلس نے کیا کہ یہ لوگ۔ یسوع کو قتل کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے۔

۱۰۔ تب وہیں یہودا نے بہت سی دیوانگی کی باتیں کیں۔

۱۱۔ یہانتک کہ ہر ایک آدمی نے تمسخر میں انوکھا پن پیدا کیا۔ یہ خیال کرتے ہوئے کہ وہ (یہودا) درحقیقت یسوع ہی ہے اور یہ کہ وہ موت کے ڈر سے بناوٹی جنون کا اظہار کر رہا ہے۔

۱۲۔ اسی لئے کاہنوں نے اس کی دونوں آنکھوں پر ایک پٹی باندھ دی۔

۱۳۔ اور اس سے ٹھٹھا کرتے ہوئے کہا: "اے یسوع ناصریوں کے نبی (۲) (اسلئے کہ وہ یسوع پر ایمان لانے والوں کو یہی کہہ کر پکارا کرتے تھے) تو ہمیں بتا کہ تجھ کو کس نے مارا؟ (۳)

۱۴۔ اور اس کے گال پر تھپڑ مارے اور اس کے منہ پر تھوکا۔

۱۵۔ اور جبکہ صبح ہوئی اس وقت کاہنوں اور قوم کے شیوخ کی بڑی مجلس جمع ہوئی۔

۱۶۔ اور کاہنوں کے سردار نے مع فریسیوں کے یہ خیال کرتے ہوئے یہودا پر کوئی جھوٹا گواہ طلب کیا کہ یہی یسوع ہے مگر انہوں نے اپنا مطلب نہ پایا (۴)

۱۷۔ اور میں یہ کیوں کہوں کہ کاہنوں کے سرداروں ہی نے یہ جانا کہ یہودا یسوع ہے؟

۱۸۔ بلکہ تمام شاگردوں نے بھی مع اس لکھنے والے کے یہی اعتقاد کیا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ یسوع کی بیچاری ماں کنواری نے مع اس کے قریبی رشتہ داروں اور دوستوں کے یہی اعتقاد کیا۔

۱۹۔ یہانتک کہ ہر ایک کا رنج تصدیق سے بالاتر تھا۔

۲۰۔ قسم ہے اللہ کی جان کی کہ یہ لکھنے والا اس سب کو بھول گیا جو کہ یسوع نے اس سے کہا تھا ازیں قبیل کہ وہ دنیا سے اٹھالیا جائیگا اور یہ کہ ایک دوسرا شخص اس کے نام سے عذاب دیا جائیگا اور یہ کہ وہ دنیا کا خاتمہ ہونے کے قریب تک نہ مرے گا۔

۲۱۔ اسی لئے یہ لکھنے والا یسوع کی ماں اور یوحنا کے ساتھ صلیب کے پاس گیا۔

۲۲۔ تب کاہنوں کے سردار نے حکم دیا کہ یسوع کو مشکیں بندھا ہوا اسکے رو برو لایا جائے'

۲۳۔ اور اس سے اس کے شاگردوں اور اس کی تعلیم کی نسبت سوال کیا۔

(۲) اعمال ۲۴: ۵ (۳) متی ۲۶: ۶۵، ۶۸

(۴) متی ۲۷: ۱۴

۲۴۔ پس یہودا نے اس بارہ میں کچھ بھی جواب نہ دیا گویا کہ وہ دیوانہ ہوگیا۔

۲۵۔ اس وقت کاہنوں کے سردار نے اس کو اسرائیل کے جیتے جاگتے خدا (۱) کے نام کا حلف (۱) دیا کہ وہ اس سے سچ کہے۔

۲۶۔ یہودا نے جوابدیا: "میں تو تم سے کہہ چکا کہ میں وہی یہودا اسخر یوطی ہوں جس نے یہ وعدہ کیا تھا کہ یسوع ناصری کو تمہارے ہاتھوں میں سپرد کردیگا۔

۲۷۔ مگر میں نہیں جانتا کہ تم کس تدبیر سے پاگل ہوگئے ہو۔

۲۸۔ اس لئے کہ تم ہر ایک وسیلہ سے یہی چاہتے ہو کہ میں ہی یسوع ہوجاؤں۔

۲۹۔ کاہنوں کے سردار نے جواب میں کہا: "اے گمراہ! گمراہ کرنیوالے البتہ تُو نے اپنی جھوٹی تعلیم اور کاذب نشانیوں کے ساتھ تمام اسرائیل کو جلیل سے شروع کرکے یہاں اور شلیم (۲) تک گمراہ بنادیا ہے۔

۳۰۔ پس کیا (اب تجھ کو یہ خیال سوجھتا ہے کہ تُو اس سزا سے جس کا تُو مستحق ہے اور تُو اسی کے لائق ہے پاگل بن کر نجات پاجائیگا؟

۳۱۔ قسم ہے اللہ کی جان کی کہ تُو ہرگز اس سے نجات نہ پائے گا۔"

۳۲۔ اور یہ کہنے کے بعد اپنے خادموں کو حکم دیا کہ اسے خوب مکوں اور لاتوں سے ماریں تاکہ شاید اس کی عقل اس کے سر میں پلٹ آئے۔

۳۳۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہودا کو کاہنوں کے سردار کے خادموں کے ہاتھ سے وہ ذلت وحقارت پہنچی جو کہ باور کرنے کی حد سے باہر ہے۔

۳۴۔ اس لئے کہ انہوں نے جوش کے ساتھ مجلس کی دلچسپی کے لئے نئے نئے ڈھنگ تمسخر کے ایجاد کئے۔

۳۵۔ پس اس کو مداری کا لباس پہنایا اور اپنے ہاتھوں اور پیروں سے اس کو خوب (دل کھولکر) مارا یہانتک کہ اگر خود کنعانی اس منظر کو دیکھتے۔ تو البتہ وہ اس پر ترس کھاتے۔

۳۶۔ لیکن کاہنوں اور فریسیوں اور قوم کے شیوخ کے دل یسوع پر یہانتک سخت ہوگئے اور اس سے وہ اس کے ساتھ ایسا برتاؤ ہوتے دیکھ کر خوش ہوئے بحالیکہ ان کا خیال یہ تھا کہ یہودا درحقیقت یسوع ہی ہے۔

۳۷۔ پھر اس کے بعد اسے مشکیں بندھا ہوا حاکم کے پار کھینچکر لے گئے جو کہ درپردہ یسوع سے محبت رکھتا تھا۔

۳۸۔ اور چونکہ وہ خیال کرتا تھا کہ یہودا یسوع ہی ہے۔ لہٰذا اس کو اپنے کمرہ میں لے گیا اور اس سے یہ سوال کر کے گفتگو کی کہ کاہنوں اور قوم کے سرداروں نے اسے کس سبب سے اس کے۔

۳۹۔ یہودا نے جواب دیا: "اگر میں تجھ سے سچ کہوں تو تو مجھے سچا نہ جانیگا (۱) اسلئے کہ تو بھی ویسا ہی دھوکا دیا گیا ہوگا جیسا کہ کاہنوں اور

(۱) باللہ حی (۱) متی ۲۶: ۶۳ (۲) لوقا ۲۳: ۵

فریسیوں کو دھوکا دیا گیا ہے۔

۴۰۔ حاکم نے (یہ خیال کر کے کہ وہ شریعت کے متعلق کہنا چاہتا ہے) کہا "کیا تو نہیں جانتا کہ میں یہودی نہیں ہوں؟" (۲)

۴۱۔ مگر کاہنوں اور قوم کے شیوخ نے تجھے میرے ہاتھ میں سپرد کیا ہے۔

۴۲۔ پس تُو ہم سے سچ کہہ تا کہ میں وہی کروں جو کہ انصاف ہے۔

۴۳۔ اسلئے کہ مجھے یہ اختیار ہے کہ تجھکو چھوڑ دوں یا تیرے قتل کا حکم دوں (۳)

۴۴۔ یہودا نے جواب میں کہا اے آقا تُو مجھے سچا مان کہ اگر تُو میرے قتل کا حکم دیگا تو بہت بڑے ظلم کا مرتکب ہوگا۔ اسلئے کہ تُو ایک بیگناہ کو قتل کریگا۔

۴۵۔ کیونکہ میں خود یہودا اسخر یوطی ہوں نہ کہ وہ یسوع جو کہ جادوگر ہے پس اس نے اسطرح اپنے جادو سے مجھکو بدل دیا ہے۔

۴۶۔ پس جبکہ حاکم نے اس بات کو سنا۔ وہ بہت متعجب ہوا (۴) یہانتک کہ اس نے چاہا کہ اسے چھوڑ دے۔

۴۷۔ اسی لئے حاکم باہر نکلا اور اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "کم از کم ایک جہت سے تو یہ آدمی موت کا مستحق نہیں بلکہ مہربانی کا مستحق ہے

۴۸۔ پھر حاکم نے کہا۔ "یہ آدمی کہتا ہے کہ وہ یسوع نہیں بلکہ یہودا ہے جو کہ سپاہیوں کو یسوع کو پکڑنے کے واسطے لے گیا تھا۔

۴۹۔ اور کہتا ہے کہ جلیل کے یسوع نے اسکو اپنے جادو سے یوں بدل دیا ہے۔

۵۰۔ پس اگر یہ بات سچ ہو تو اس کا قتل کرنا بہت بڑا ظلم ہوگا کیونکہ یہ بیگناہ ہوگا۔

۵۱۔ لیکن اگر یہی یسوع ہے اور یہ انکار کرتا ہے کہ وہ یسوع ہے پس یہ یقینی ہے کہ اس کی عقل جاتی رہی ہے اور ایک دیوانہ کو قتل کرنا ظلم ہوگا۔

۵۲۔ اس وقت کاہنوں کے سردار اور قوم کے شیوخ نے کاتبوں اور فریسیوں کے ساتھ ملکر شور مچا کے کہا۔ "وہ ضرور یسوع ناصری ہے اس لئے کہ ہم اسکو پہچانتے ہیں۔

۵۳۔ کیونکہ اگر یہی مجرم نہوتا تو ہم اس کو تیرے ہاتھ میں سپرد نہ کرتے۔

۵۴۔ اور وہ دیوانہ ہرگز نہیں ہے بلکہ یقیناً وہ خبیث ہے کیونکہ یہ اپنے اس مکر سے ہمارے ہاتھوں سے بچ جانیکا خواہاں ہے۔

۵۵۔ اور اگر اس نے نجات پالی تو جو فتنہ یہ اٹھائیگا۔ وہ پہلے فتنہ سے بھی بدتر ہوگا۔

۵۶۔ بہرحال بیلاطس (یہ حاکم کا نام ہے) نے اس لئے کہ وہ اس دعویٰ سے اپنے تئیں چھڑالے یہ کہا "یہ شخص جلیل کا رہنے والا ہے اور ہیرودوس جلیل کا (۱) بادشاہ ہے۔

۵۷۔ اس لئے مقدمہ میں حکم دینا میرا حق نہیں ہے

(۱) یوحنا ۸: ۴۶ (۲) یوحنا ۱۸: ۳۵ (۳) یوحنا ۱۹: ۱۰ (۴) متی ۲۷: ۱۴

۵۸۔ تم اب اسکو ہیرودس کے پاس لیجاؤ
۵۹۔ تب وہ لوگ یہودا کو ہیرودس کے پاس لیگئے جس نے بہت مرتبہ یہ آرزو کی تھی کہ یسوع اس کے گھر آئے۔
۶۰۔ مگر یسوع نے کبھی اس کے گھر جانیکا ارادہ نہیں کیا۔
۶۱۔ کیونکہ ہیرودس قوموں میں سے تھا اور اس نے باطل جھوٹے معبودوں کی عبادت کی تھی (اور) ناپاک قوموں کے رسم و رواج کے مطابق زندگی بسر کررہا تھا۔
۶۲۔ پس جبکہ یہودا وہاں لیجایا گیا۔ ہیرودس نے اس سے بہت سی چیزوں کی نسبت سوال کیا۔ یہودا نے اس کا انکار کرتے ہوئے کہ وہ یسوع ہے ان کی بابت اچھا جواب نہیں دیا۔
۶۳۔ اس وقت ہیرودس نے اپنے سارے دربار کے ساتھ اس سے ٹھٹھا کیا اور حکم دیا کہ اسکو سفید لباس پہنایا جائے جیسا کہ بیوقوف آدمی پہنتے ہیں۔
۶۴۔ اور یہ کہکر اسے پیلاطس کے پاس واپس بھیجدیا کہ تو اسرائیل کے گھرانے کو انصاف عطا کرنے میں کمی نہ کر۔
۶۵۔ اور ہیرودس نے یہ اس لئے لکھا کہ کاہنوں کے سرداروں اور کاتبوں اور فریسیوں نے سکوں کی بڑی مقدار دی تھی۔
۶۶۔ پس جبکہ حاکم نے اس بات کو ہیرودس کے ایک خادم سے معلوم کیا کہ معاملہ ایسا ہے تو اس نے کچھ روپے حاصل کرنے کی لالچ میں آکر یہ ظاہر کیا کہ وہ یہودا کو چھوڑ دینا چاہتا ہے۔
۶۷۔ تب اس نے اپنے ان غلاموں کو جنہیں کاتبوں نے (کچھ روپیہ) عطا کیا تھا تا کہ وہ اس (یہودا) کو قتل کر ڈالیں حکم دیا کہ اسے کوڑے ماریں۔ مگر اللہ نے کہ انجاموں کی تقدیر(۱) کی ہے یہودا کو صلیب کے واسطے باقی رکھا تا کہ وہ اس ڈراؤنی موت (کی تکلیف) کو بھگتے جس کیلئے اس نے دوسرے کو سپرد کیا تھا۔
۶۸۔ پس اللہ نے تازیانہ کے نیچے یہودا کی موت آنے نہیں دی۔ باوجود اس کے کہ یہ سپاہیوں نے اسکو اس زور کے ساتھ کوڑے مارے تھے کہ ان سے اس کا بدن خون بنکر بہ نکلا۔
۶۹۔ اور اسی لئے انہوں نے اسکو حقارتاً ایک پرانا کپڑا اور ارغوانی رنگ کا یہ کہہ کر پہنایا کہ "ہمارے نئے بادشاہ کو مناسب ہے کہ وہ محلہ پہنے اور تاج دے۔
۷۰۔ پس انہوں نے کانٹے جمع کئے اور ایک تاج سونے اور قیمتی پتھروں کے تاج کے مشابہ بنایا(۲) جس کو بادشاہ اپنے سروں پر رکھتے ہیں'
۷۱۔ اور کانٹے کا تاج یہودا کے سر پر رکھا۔
۷۲۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک بانس کا ٹکڑا مثل

(۱) لوقا ۲۳: ۷۔۱۲

(۱) اللہ ذوالانتقام (۲) متی ۲۷: ۲۹

۷۲۔اور اس کے ہاتھ میں ایک بانس کا ٹکڑا مثل چوگان (عصا) دیا، اور اسے ایک بلند جگہ میں بٹھایا
۷۳۔اور اس کے سامنے سے سپاہی ازراہ حقارت اپنا سر جھکائے ہوئے اس کو سلامی دیتے گزرے گویا وہ یہود کا بادشاہ ہے۔
۷۴۔اور اپنے ہاتھ پھیلائے تا کہ وہ انعامات لیویں۔جن کے دینے کی نئے بادشاہوں کو عادت تھی۔
۷۵۔پس جب کچھ نہ پایا تو یہ کہتے ہوئے یہودا کو مارا۔اے بادشاہ تو اس حالت میں کیونکر تاجپوش ہوگا۔جب کہ تو سپاہیوں اور خادموں کو انعام نہیں دیتا۔
۷۶۔تو جب کہ سپاہیوں کے سرداروں نے مع کاتبوں اور فریسیوں کے دیکھا کہ یہودا تازیانوں کی ضرب سے نہیں مرا اور جب کہ وہ اس سے ڈرتے تھے پیلاطس اس کو رہا کر دیگا انہوں نے حاکم کو روپیوں کا ایک انعام دیا اور حاکم نے وہ انعام لیکر یہودا کو کاتبوں اور فریسیوں کے حوالہ کر دیا کہ وہ مجرم ہے جو موت کا مستحق ہے (۱)
۷۷۔اور انہوں نے اس کے ساتھ ہی دو چوروں پر صلیب دیئے جانیکا حکم لگایا۔
۷۸۔تب وہ لوگ اُسے جمجمہ پہاڑ پر لیگئے جہاں کہ مجرموں کو پھانسی دینے کی انہیں عادت تھی۔
اور وہاں اس یہودا کو ننگا کر کے صلیب پر لٹکایا اس کی تحقیر میں مبالغہ کرنے کے لئے۔
۷۹۔اور یہودا نے کچھ نہیں کیا سوا اس چیخ کے کہ "اے اللہ تو نے مجھ کو کیوں چھوڑ دیا (۲) اس لئے کہ مجرم تو بچ گیا اور میں ظلم سے مر رہا ہوں۔"
۸۰۔میں سچ کہتا ہوں کہ یہودا کی آواز اور اس کا چہرہ اور اس کی صورت یسوع مشابہ ہونے میں اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ کے سب ہی شاگردوں اور اس پر ایمان لانیوالوں نے اس کو یسوع ہی سمجھا۔
۸۱۔اسی لئے ان میں سے بعض یہ خیال کر کے یسوع کی تعلیم سے نکل گئے کہ یسوع جھوٹا نبی تھا۔اور اس نے جو نشانیاں (ظاہر) کیں وہ فن جادوگری سے (ظاہر) کی تھیں۔
۸۲۔اس لئے کہ یسوع نے کہا تھا کہ وہ دنیا کا خاتمہ ہونے کے قریب تک نہ مریگا۔
۸۳۔کیونکہ وہ اس وقت میں دنیا سے لیلیا جائیگا
۸۴۔پس جو لوگ یسوع کی تعلیم میں مضبوطی سے جمے رہے ان کو رنج نے گھیر لیا۔اس واسطے کہ انہوں نے مرنیوالے کو یسوع کے ساتھ بالکل مشابہ دیکھا یہاں تک کہ ان کو یسوع کا کہنا بھی یاد نہ آیا۔
۸۵۔اور اسی طرح وہ یسوع کی ماں کی ہمراہی جمجمہ پہاڑ پر گئے۔
۸۶۔اور صرف ہمیشہ روتے ہوئے یہودا کی موت کو دیکھنے کے لئے موجود ہونے پر ہی کمی نہیں کی۔

(۱) متی ۲۶:۲۶

(۲) متی ۲۷:۴۶ اور مرقس ۱۵:۳۴

نیقوذیموس اور یوسف اباریماثیائی کے ذریعہ (۳) سے حاکم سے یہودا کی لاش بھی حاصل کی تاکہ اسے دفن کریں۔

۸۷۔ تب اس کو صلیب پر سے اسے رونے دھونے کے ساتھ اتارا جس کو کوئی باور نہ کریگا،

۸۸۔ اور اس کو یوسف کے نئی قبر میں ایک سو رطل خوشبوؤں کے بعد دفن کر دیا۔

فصل نمبر ۲۱۸

۱۔ اور ہر ایک آدمی اپنے گھر کو پلٹ آیا۔

۲۔ اور یہ جو کہ لکھتا ہے اور یوحنا اور یعقوب اس (یوحنا) کا بھائی یسوع کی ماں کیساتھ ناصرہ کو گئے،

۳۔ رہے وہ شاگرد (۱) جو کہ اللہ سے نہیں ڈرے تو وہ رات کیوقت گئے اور یہودا کی لاش چرا کر اسے چھپا دیا۔ اور خبر اڑا دی کہ یسوع جی اٹھا ہے۔

۴۔ تب اس فعل کے سبب سے ایک بے چینی پیدا ہوئی،۔

۵۔ پس کاہنوں کے سردار نے حکم دیا۔ کہ کوئی آدمی یسوع ناصری کی نسبت کلام نہ کرے ورنہ وہ محروم کرنے کی سزا کے تحت میں آئیگا۔

۶۔ اس لئے بڑی سختی ظاہر ہوئی۔ پس بہت سے آدمی سنگسار کیئے گئے اور تازیانوں سے مارے گئے اور ملک سے جلا وطن کر دیئے گئے۔ کیونکہ انہوں نے اس بارہ میں خاموشی کو لازم نہیں پکڑا۔

۷۔ اور ناصرہ میں یہ خبر پہنچی کہ کیونکر یسوع انکے شہر کا ایک باشندہ جی اٹھا ہے۔ اس کے بعد کہ وہ صلیب پر مر گیا تھا۔

۸۔ تب اس نے جو کہ لکھتا ہے یسوع کی ماں سے منت کی کہ وہ خوش ہو کر رونے سے باز آئے کیونکہ اس کا بیٹا جی اُٹھا ہے۔ پس جب کہ کنواری مریم نے اس بات کو سنا وہ رو کر کہنے لگی "تو اب ہمیں اور شلیم چلنا چاہیئے تاکہ میں اپنے بیٹے کو ڈھونڈوں۔

۹۔ اس لئے کہ اگر میں اس کو دیکھ لونگی تو آنکھیں ٹھنڈی کر کے مروں گی۔"

فصل (۱) نمبر ۲۱۹

۱۔ تب کنواری مع اس لکھنے والے اور یوحنا اور یعقوب کے اسی دن اور شلیم میں آئی جس روز کہ کاہنوں کے سردار کا حکم صادر ہوا تھا۔

۲۔ پھر کنواری نے جو کہ اللہ سے ڈرتی تھی اپنے ساتھ رہنے والوں کو ہدایت کی کہ وہ اس کے بیٹے کو بھلا دیں، باوجود اس کے کہ اس نے معلوم کر لیا تھا۔ کہ کاہنوں کے سردار کا حکم ظلم ہے۔

۳۔ اور غرا ایک آدمی کا انفعال (تاثر) کس قدر سخت تھا۔

۴۔ اور وہ خدا جو کہ انسان کے دلوں کو جانچتا ہے (۱) جانتا ہے کہ بے شبہ ہم لوگ یہودا (جسکو کہ ہم اپنا معلّم یسوع سمجھتے تھے) کی موت پر رنج والم اور اس کو جی اٹھتا دیکھنے

---

(۳) یوحنا ۱۹: ۳۸ (۱) مقابلہ کرو متی ۲۷: ۶۲-۶۶ اور ۲۸: ۱۱-۱۵ سے

(۱) سورۃ الا لنزل عیسیٰ علیٰ ولدمریم

کے شوق میں محو ہو گئے تھے۔

۵۔ اور وہ فرشتے جو کہ مریم پر محافظ تھے تیسرے آسمان کی طرف چڑھ گئے جہاں کہ یسوع فرشتوں کی ہمراہی میں تھا۔ اور اس سے سب باتیں بیان کیں۔

۶۔ لہذا یسوع نے اللہ سے منت کی وہ اس کو اجازت دے کہ یہ اپنی ماں اور اپنے شاگردوں کو دیکھ آئے۔

۷۔ تب اس وقت رحمٰن (ب) نے اپنے چاروں نزدیکی فرشتوں کو جو کہ جبریل اور میخائیل اور رافائیل اور اوریل ہیں حکم دیا یہ یسوع کو اس کی ماں کے گھر اٹھا کر لے جائیں'

۸۔ اور یہ کہ متواتر تین دن کی مدت تک وہاں اس کی نگہبانی کریں۔

۹۔ اور سوا ان لوگوں کے جو اس کی تعلیم پر ایمان لائے ہیں اور کسی کو اسے نہ دیکھنے دیں"

۱۰۔ پس یسوع روشنی سے گھرا ہوا اس کمرہ میں آیا جس کے اندر کنواری مریم مع اپنی دونوں بہنوں اور مرتا اور مریم مجدلیہ اور لعازر اور اس لکھنے والے اور یوحنا اور یعقوب اور بطرس کے مقیم تھی۔

۱۱۔ تب یہ سب خوف سے بیہوش ہو کر گر پڑے گویا کہ وہ مردے ہیں۔

۱۲۔ پس یسوع نے اپنی ماں کو اور دوسروں کو یہ کہتے ہوئے زمین سے اٹھایا۔ "تم نہ ڈرو اس لئے کہ میں ہی یسوع ہوں۔

۱۳۔ اور نہ روؤ کیونکہ میں زندہ ہوں نہ کہ مردہ'

۱۴۔ تب ان میں سے ہر ایک دیر تک یسوع کے آجانے کی وجہ سے دیوانہ سا رہا۔

۱۵۔ اس لئے کہ انہوں نے پورا پورا اعتقاد کر لیا تھا کہ یسوع مر گیا ہے۔

۱۶۔ پس اس وقت کنواری نے روتے ہوئے کہا۔ "اے میرے بیٹے! تو مجھ کو بتا کہ اللہ نے تیری موت کو تیرے قرابت مندوں اور دوستوں پر بدنامی کا دھبہ رکھ کر اور تیری تعلیم کو داغدار کر کے کیوں گوارا کیا؟ بحالیکہ اس نے تجھکو مردوں کے زندہ کرنے پر قوت دی تھی (ت)

۱۷۔ پس تحقیق ہر ایک جو کہ تجھ سے محبت رکھتا وہ مثل مردہ کے تھا۔"

فصل (ا) نمبر ۲۲۰

۱۔ یسوع نے اپنی ماں سے گلے مل کر (ب) جواب میں کہا۔ "تو مجھے سچا مان۔ کیونکہ میں تجھ سے سچائی کے ساتھ کہتا ہوں۔ کہ میں ہرگز مرا نہیں ہوں۔

۲۔ اس لئے کہ اللہ نے مجھ کو دنیا کے خاتمہ کے قریب محفوظ رکھا ہے (ت)

۳۔ اور جب کہ یہ کہا چاروں فرشتوں سے

(ب) اللّٰہ الرحمٰن

(ت) اللّٰہ معطی (ا) سورۃ (ب) قال عیسیٰ لامہ انا احی لا اموت واعطانی اللّٰہ حیاۃ طولا الا بنبل آخر الدنیا' منہ

خواہش کی کہ وہ ظاہر ہوں اور شہادت دیں کہ بات کیونکر تھی۔
۴۔ تب وونہی فرشتے چار چمکتے ہوئے سورجوں کی مانند ظاہر ہوئے یہاں تک کہ ہر ایک دوبارہ گھبراہٹ سے بیہوش ہو کر گر پڑا گویا کہ وہ مردہ ہے۔
۵۔ پس اس وقت یسوع نے فرشتوں کو چار چادریں کتان کی دیں۔ تا کہ وہ ان سے اپنے تئیں ڈہانپ لیں۔ کہ اس کی ماں اور اس کے رفیق انہیں دیکھ نہ سکیں۔ اور صرف ان کو باتیں کرتے سننے پر قادر ہوں۔
۶۔ اور اس کے بعد کہ ان لوگوں میں سے ہر ایک کو اٹھایا انہیں یہ کہتے ہوئے تسلی دی کہ "یہ فرشتے اللہ کے ایلچی ہیں۔
۷۔ جبریل جو کہ اللہ کے بھیدوں کا اعلان کرتا ہے
۸۔ اور میخائیل جو کہ اللہ کے دشمنوں سے لڑتا ہے
۹۔ اور رافائیل جو کہ مرنے والوں کی روحیں نکالتا ہے۔
۱۰۔ اور اوریل جو کہ روز اخیر (قیامت) میں (لوگوں کو) اللہ کی عدالت (ث) کی طرف بلائیگا"
۱۱۔ پھر چاروں فرشتوں نے کنواری سے بیان کیا کہ کیونکر اللہ نے یسوع کی جانب فرشتے بھیجے اور یہودا (کی صورت) کو بدل دیا تا کہ وہاں عذاب کو بھگتے جس کے لئے اس نے دوسرے کو بیچا تھا۔
۱۲۔ اس وقت اس لکھنے والے نے کہا "اے معلّم! کیا مجھے جائز ہے کہ تجھ سے اس وقت بھی اس طرح سوال کروں جیسے کہ اس وقت جائز تھا جبکہ تو ہمارے ساتھ مقیم تھا؟'
۱۳۔ یسوع نے جواب دیا۔ "برناباس! تو جو چاہے دریافت کر میں تجھکو جواب دوں گا۔"
۱۴۔ پس اس وقت اس لکھنے والے نے کہا "اے معلّم! اگر اللہ رحیم ہے (ج) تو اس نے ہم کو یہ خیال کرنے والا بنا کر اس قدر تکلیف کیوں دی کہ تو مردہ تھا؟
۱۵۔ تحقیق تیری ماں تجھ کو اس قدر روئی کہ مرنے کے قریب پہنچگئی۔
۱۶۔ اور اللہ نے یہ روا رکھا کہ تجھ پر جمجمہ پہاڑ پر چوروں کے مابین قتل ہونے کا دھبہ لگے حالانکہ تو اللہ کا قدوس ہے"؟
۱۶۔ یسوع نے جواب میں کہا "اے برناباس! تو مجھ کو سچا مان کہ اللہ خطا پر خواہ وہ کتنی ہی ہلکی کیوں

(ت) اللہ حیفظ

(ث) اللہ حیکم (ج) اللہ الرحمن (ا) اللہ ذوانتقام

نہ ہو بڑی سزا دیا کرتا ہے (ا) کیونکہ اللہ گناہ سے غضبناک ہوتا ہے۔

۱۸۔پس اسی لئے جبکہ میری اور میرے ان وفادار شاگردوں نے جو کہ میرے ساتھ تھے مجھ سے دنیاوی محبت کی نیک کردار خدا نے اس محبت پر موجودہ رنج کے ساتھ سزا دینے کا ارادہ کیا تا کہ اس پر دوزخ کی آگ کے ساتھ سزا دہی نہ کی جائے۔

۱۹۔پس جبکہ آدمیوں نے مجھکو اللہ اور اللہ کا بیٹا کہا تھا۔مگر یہ کہ میں خود دنیا میں بے گناہ تھا اس لئے اللہ نے ارادہ کیا کہ اس دنیا میں آدمی یہودا کی موت سے مجھ سے ٹھٹھا کریں۔یہ خیال کر کے کہ وہ میں ہی ہوں جو کہ صلیب پر مرا ہوں تا کہ قیامت کے دن میں شیطان مجھ سے ٹھٹھا نہ کریں۔

۲۰۔اور یہ بدنامی اس وقت تک باقی رہے گی جبکہ محمد رسول اللہ (ب) آئے گا۔جو کہ آتے ہی اس فریب کو ان لوگوں پر کھول دے گا۔جو کہ اللہ کی شریعت پر ایمان لائیں گے۔

۲۱۔اور یسوع نے یہ بات کہنے کے بعد کہا "اے رب ہمارے اللہ! تو بے شک عادل ہے (ت) اس لئے کہ اکیلے تیرے ہی لئے بے نہایت بزرگی اور اکرام ہے۔

فصل نمبر ۲۲۱

ا۔اور یسوع اس لکھنے والے کی جانب ہوا اور کہا۔"اے برنباس! تجھ پر واجب ہے کہ تو ضرور میری انجیل اور وہ (حال) لکھے جو کہ میرے دنیا میں رہنے کی مدت میں میرے بارہ میں پیش آیا۔

۲۔اور وہ بھی لکھ جو یہودا پر واقع ہوا۔تا کہ ایمانداروں کا دھوکا کھانا زائل ہو جائے اور ہر ایک حق کی تصدیق کرے۔

۳۔اس وقت اس لکھنے والے نے جواب دیا 'اے معلم! اگر خدا نے چاہا (ث) تو میں ضرور کروں گا۔

۴۔لیکن میں نہیں جانتا کہ یہودا کو کیا پیش آیا 'اس لئے کہ میں نے سب باتیں نہیں دیکھی ہیں

۵۔یسوع نے جواب دیا "یہاں یوحنا اور بطرس ہیں جن دونوں نے ہر چیز دیکھی ہے پس یہ دونو تجھ کو تمام واقعات کی خبر کر دینگے۔

۶۔پھر ہم کو یسوع نے ہدایت کی کہ ہم اس کے مخلص شاگردوں کو بلائیں تا کہ وہ سب اس کو دیکھیں' تب اس وقت یعقوب اور یوحنا نے ساتوں شاگردوں کو مع نیقوذیموس اور یوسف اور بہت سے دوسروں کے بتر میں سے

(ب) محمد رسول اللہ (ت) اللہ سلطان و عادل

(ث) انشاء اللہ

جمع کیا اور انہوں نے یسوع کے ساتھ کھانا کھایا۔

۷۔ اور تیسرے دن یسوع نے کہا تم لوگ میری ماں کے ساتھ زیتون پہاڑ پر جاؤ۔

۸۔ اس لئے کہ میں وہیں سے آسمان پر بھی چڑھ جاؤں گا۔

۹۔ اور تم اس کو دیکھو گے جو کہ مجھے اٹھا لے جائے گا۔

۱۰۔ تب سب کے سب گئے بجز پچیس کے بہتر شاگردوں میں سے جو کہ خوف سے دمشق کی طرف بھاگ گئے تھے۔

۱۱۔ اور اسی اثنا میں کہ یہ سب نماز کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ یسوع ظہر کے وقت ان فرشتوں کی ایک بھاری بھیڑ کے ساتھ آیا جو کہ اللہ کی تسبیح کرتے تھے۔

۱۲۔ تب وہ اس (یسوع) کے چہرہ کی روشنی سے اچانک ڈر گئے اور اپنے مونہوں کے بل زمین پر گر پڑے۔

۱۳۔ لیکن یسوع نے ان کو اٹھا کر کھڑا کیا اور یہ کہہ کر انہیں تسلی دی "تم ڈرو مت میں تمہارا معلم ہوں۔"

۱۴۔ اور اس نے ان لوگوں میں سے بہتوں کو ملامت کی جنہوں نے اعتقاد کیا تھا کہ وہ (یسوع) مر کر پھر جی اٹھا ہے یہ کہتے ہوئے "آیا تم مجھکو اور اللہ دونوں کو جھوٹا سمجھتے ہو؟

۱۵۔ اس لئے کہو اللہ نے مجھے ہبہ (ا) فرمایا ہے کہ میں دنیا کے خاتمہ کے کچھ پہلے تک زندہ رہوں۔ جیسا کہ میں نے ہی تم سے کہا ہے (ب)

۱۶۔ پس میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میں نہیں مرا ہوں بلکہ یہودا خائن (مرا) ہے۔

۱۷۔ تم ڈرتے رہو۔ اس لئے کہ شیطان اپنی طاقت بھر تمکو دھوکا دینے کا ارادہ کرے گا۔

۱۸۔ لیکن تم تمام اسرائیل اور ساری دنیا میں ان سب چیزوں کیلئے جنکو تم نے دیکھا اور سنا ہے میرے گواہ رہو۔

۱۹۔ اور یہ کہنے کے بعد اللہ سے مومنوں کی نجات اور گنہگاروں کی تجدید (توبہ و ایمان) کے لئے دعا کی۔

۲۰۔ پس جب کہ دعا ختم ہوگئی اس نے یہ کہتے ہوئے اپنی ماں کو گلے لگایا۔ "اے میری ماں تجھ پر سلامتی ہو"۔

۲۱۔ تو اس اللہ پر توکل کر جس نے تجھکو اور مجھکو پیدا کیا ہے (ت)

(ب) قبل عیسیٰ فی آخر کلامه اعطانی الله حیاة طویلة الی قبیل آخر الدنیا (ت) الله خلق

۲۲۔اور یہ کہنے کے بعد اپنے شاگردوں کی طرف متوجہ ہوا۔اللہ کی نعمت اور اس کی رحمت تمہارے ساتھ رہے"

۲۳۔پھر اس کو چاروں فرشتے ان لوگوں کی آنکھوں کے سامنے آسمان کی طرف اٹھالے گئے۔

فصل نمبر۲۲۲

۱۔اور یسوع کے چلے جانے کے بعد شاگرد، اسرائیل اور دنیا کے مختلف گوشوں میں پراگندہ ہوگئے۔

۲۔رہ گیا حق (جو) شیطان کو پسند نہ آیا۔اس کو باطل نے دبالیا۔جیسا کہ یہ ہمیشہ کا حال ہے۔

۳۔پس تحقیق شریروں کے ایک فرقہ نے جودعویٰ کرتے ہیں کہ وہ یسوع کے شاگرد ہیں یہ بشارت دی کہ یسوع مرگیا اور وہ جی نہیں اُٹھا اور دوسروں نے یہ تعلیم پھیلائی کہ وہ درحقیقت مرگیا پھر جی اُٹھا۔اور اوروں نے منادی کی اور برابر منادی کررہے ہیں کہ یسوع ہی اللہ کا بیٹا ہے اور انہی لوگوں کے شمار میں بولص نے بھی دھوکا دیا۔

۴۔اب رہے ہم تو ہم محض اسی کی منادی کرتے ہیں جو کہ میں نے ان لوگوں کے لئے لکھا ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتے ہیں تاکہ اخیردن میں جواللہ کی عدالت (۱) کادن ہوگا۔چھٹکارا پائیں۔

آمین!

(۱) اللہ حکیم۔

تالیف
جناب خالد محمود صاحب
سابق یونیل کنڈن

پبلشرز ○ بک سیلرز
ایکسپورٹرز
ادارہ اسلامیات

موہن روڈ، چوک اردو بازار، کراچی - فون: ۷۷۲۲۴۳۰۱
۱۹۰ انارکلی، لاہور پاکستان فون ۷۲۲۴۹۹۱ - ۷۳۵۳۲۵۵
دینا ناتھ مینشن، مال روڈ، لاہور فون ۷۲۲۴۴۱۲ - فیکس: ۷۲۲۴۷۸۵-۴۲-۹۲

DESCENSION OF JESUS CHRIST

An English Translation of

"NUZUL-E-ESA"

(نزول عیسیٰ)

Molana Syed Mohammad Badr-e-Alam

Translated by
SYED AQIL MOHAMMED
B.SC, LL.B

Idara-e-Islamiat

- *190-Anarkali, Lahore-Pakistan Ph: 7353255-7243991*
- *14-Dina Nath Mansion Mall Road Lahore-Pakistan Ph: 7324412 Fax: 092-42-7324785*
- *Mohan Road Chowk Urdu Bazar Karachi-Pakistan Ph: 7722401*

تالیف

حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی قدس سرہ

تحریف بائبل اور اس میں موجود تضادات پر نامور محقق کی نادر علمی تحریر
اردو کے نئے پیرہن میں — تردید عیسائیت پر حوالہ کی مشہور کتاب

تسہیل و تحقیق و تشریح و حواشی

حضرت مولانا جسٹس محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

جناب مولانا محمد محترم فہیم عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

جناب مولانا حسین احمد نجیب

ادارہ اسلامیات
پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

دنیا ناتھ مینشن، مال روڈ، لاہور - فون ۷۳۲۴۴۱۲ - فیکس ۹۲-۴۲-۷۳۲۴۷۸۵
۱۹۰- انارکلی، لاہور، پاکستان - فون ۷۲۴۳۹۹۱ - ۷۳۵۳۲۵۵
موہن روڈ، چوک اردو بازار، کراچی فون ۷۷۲۲۴۰۱

کلمۃ اللہ فی حیاۃ روح اللہ

یعنی

حیاتِ عیسیٰؑ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر زندہ اٹھایا جانا اس وقت تک آسمان میں زندہ رہنا، اور قربِ قیامت کے وقت آسمان سے نازل ہونا، قرآنی آیات اور احادیثِ نبویہ کی روشنی میں۔

از

حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ

اِدارہ اِسلامیات
پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز
دینا ناتھ مینشن، مال روڈ، لاہور۔ فون ۳۲۴۴۱۲، ۳۲۲۴۸۵۔ فیکس ۹۲-۴۲-۳۲۲۴۸۵
۱۹۰۔ انارکلی، لاہور، پاکستان۔ فون ۷۲۴۳۹۹۱-۷۳۵۳۲۵۵
موہن روڈ، چوک اردو بازار، کراچی فون ۷۷۲۲۴۰۱

ادارہ اسلامیات
امپورٹرز

مسیحیت

علمی اور تاریخی حقائق کی روشنی میں

ایک اہم عربی کتاب کا شگفتہ اردو ترجمہ جس میں مسیحیت کا معروضی مطالعہ اور بے لاگ جائزہ پیش کیا گیا ہے اور قرآن حکیم کی روشنی میں مسیحیت کی تاریخ اور اس کے کمزور پہلوؤں کی علمی انداز میں نشان دہی کی گئی ہے۔

تالیف
متولی یوسف جلبی

ترجمہ
مولانا شمس تبریز خان لکھنوی

ادارہ اسلامیات
پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز
دینا ناتھ مینشن، مال روڈ، لاہور۔ فون ۳۲۴۴۱۲ ۷ ۔ فیکس ۳۲۴۴۸۵ ۷ ۔ ۴۲ ۔ ۹۲
۱۹۰۔ انارکلی، لاہور، پاکستان۔ فون ۷۲۴۳۹۹۱ ۔ ۷۳۵۳۲۵۵
موہن روڈ، چوک اردو بازار، کراچی فون ۷۲۲۴۰۱